

وہ شخص آفریں مجھے بے جاں کہا

از قلم ٹنکر بیلا

www.neweramagazine.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(مکمل ناول)

وہ شخص آخرش مجھے بے جان کر گیا

از ٹنکر بیل

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

Description:

یہ کہانی ہے دوستی جیسے انمول رشتے کی۔
 ہر دم ساتھ نبھانے والے دوستوں کے بچھڑنے کی۔
 ہنستے کھیلتے کردار کے بے جان کر جانے کی۔۔

وہ جیسے ہی گھر میں داخل ہوئی، بیٹھک سے آتی آوازوں نے اسے رکنے پر مجبور کر دیا۔
 ابھی وہ سوچ ہی رہی تھی کہ کون ہے، نسرین بیگم کی آواز حقیقی دنیا میں لے آئی۔
 'آؤ شارمین۔' نسرین بیگم کے کہنے پر وہ اندر آئی۔ جہاں تین خواتین بیٹھی تھیں۔

شارمین نے آدب سے سلام کیا جس کا جواب بڑی ہی گرم جوشی سے دیا گیا۔ ان میں
 سے ایک خاتون نے شارمین کو اپنے پاس بٹھا کر پیار کیا جو کہ ہماری شارمین کو بلکل بھی
 پسند نہیں آیا پر مروتاچپ کر گئی۔

اغزالہ یہ ہے شارمین۔ نسرین کی بیٹی۔ 'خاتون جن کا نام فرزانہ بیگم تھا اپنے ساتھ بیٹھی
 خاتون سے مخاطب ہوئیں۔

'اچھا ماشاء اللہ۔' غزالہ بیگم نے شارمین کو پیار کیا۔

'کیسی ہیں شارمین۔'

'میں ٹھیک ہوں آپ کیسی ہیں۔' شارمین نے اپنی بے زاریت کو چھپاتے ہوئے خوش اخلاقی سے کہا۔

'میں بھی ٹھیک۔ یہ میری بہو ہے اقراء۔' غزالہ بیگم نے اپنے ساتھ بیٹھی خوبصورت سی لڑکی کا تعارف کروایا۔ شارمین نے مسکرا کر سر ہلایا۔

'آپ کی بہو ہے تو مجھے کیوں بتا رہی ہیں؟' بظاہر مسکراتے ہوئے دل میں وہ خود سے مخاطب ہوئی۔

اقراء شارمین سے پڑھائی کے بارے میں پوچھ رہی تھی اور وہ انہیں مختصر بتا رہی تھی۔ انداز صاف جان چھڑانے والا تھا، جسے کسی اور نے تو نہیں لیکن شارمین کی والدہ نے بخوبی نوٹ کر لیا۔

'شارمین بیٹا جاو اور فریش ہو جاو۔' نسرین بیگم نے شارمین کی مشکل آسان کرتے ہوئے کہا۔

اجی ماما۔ متابعداری سے سر ہلاتی وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنے کمرے کی جانب چل دی۔
 عابرا عظیم کے دو بچے تھے۔ شارمین عابرا اور فہد عابرا۔ شارمین عابرا عظیم کی پہلی اولاد
 گھر بھر کی لاڈلی تھی۔ شارمین ایک خوبصورت لڑکی تھی۔ مناسب قد اور صاف
 رنگت۔ خوبصورت ہلکی بھوری غزالی آنکھیں اس پر لمبی خوبصورت پلکیں اس کی
 خوبصورتی کو چار چاند لگا دیتی تھی۔ وہ اس کی اسٹوڈنٹ تھی۔ اپنی کلاس کی ٹاپر ہونے کی
 وجہ سے وہ کسی حد تک مغرور بھی تھی۔ شارمین کی شخصیت کی وجہ سے ہر کوئی اس سے
 دوستی کا خواہا تھا۔ مگر شارمین نے یونیورسٹی میں کوئی دوست نہیں بنائی۔ فہد بھی اکلوتا
 تھا۔ لیکن جو پروٹوکول شارمین کو لڑکی ہو کر ملتے تھے فہد کو کم ہی ملتے تھے۔ فہد
 میٹرک کا اسٹوڈنٹ تھا۔

فہد یہ مہمان کون ہیں؟ شارمین نے اپنے بھائی سے پوچھا جو موبائل میں پیب جی کھیل
 رہا تھا۔

کیا پتا۔ فہد نے کندھے اچکا کر جان چھڑانے والے انداز میں کہا

اتم اس پب جی کی جان نہ چھوڑنا۔ جب دیکھو موبائل سے چپکے رہتے ہو۔ آس پاس کی کوئی خبر ہی نہیں ہوتی۔ پتا نہیں کس منحوس نے یہ گیم بنائی ہے۔ 'شارمین کا پارہ ہائی ہو گیا۔ پر فہدٹس سے مس نہ ہوا۔

اتمہیں تو میں بعد میں دیکھوں گی۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتی، نسرین بیگم کمرے میں داخل ہوئیں۔

شارمین تم نے کھانا کھالیا؟'

انہیں ماما۔ کھانے میں کیا ہے؟ 'شارمین نے پانی پیتے ہوئے پوچھا۔

پاستا بنایا ہے۔ اگر ٹھنڈا ہو گیا ہو تو گرم کر لو۔ 'نسرین بیگم نے کشن اٹھاتے ہوئے کہا۔

اوکے میں کر لوں گی۔ ویسے ماما یہ کون تھیں؟ 'شارمین نے پوچھا۔

امہمان تھیں اور کون تھیں۔ اب جلدی سے جاؤ۔ 'نسرین بیگم نے آنکھیں دکھاتے ہوتے ہوئے کہا۔

اجی اچھا جاتی ہوں۔ 'شارمین منہ بنا کر پچن میں چلی گئی۔

ویسے ماما یہ پاپا جانی کے رشتہ دار تھے یا آپ کے؟ 'شارمین کے جانے کے بعد فہد نے

نسرین بیگم سے پوچھا۔

'انہ میرے نہ تمہارے پاپا کے، وہ شارمین کے رشتے کے لئے آئیں تھیں۔' نسرین بیگم نے بیٹھتے ہوئے کہا تو فہد جو پب جی میں گھسا ہوا تھا تقریباً چھل پرا۔

'یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ؟ اور ان کی ہمت بھی کیسے ہوئی یہاں آنے کی۔'

فہد جذباتی ہو گیا۔ اور کیوں نہ ہوتا آخر اس کی پیاری بہن کی بات ہو رہی تھی۔

'تم چپ کرو، یہ بڑوں کی باتیں ہیں ان میں نہ بولو۔ اور فحال شارمین کو کچھ نہ بتانا۔' شارمین کو آتا دیکھ کر نسرین بیگم نے فہد کو تنبیہ کی۔

'مما آپ کو پتا ہے آج ہمارے گروپ کا پرنٹنگل تھا۔ لیب میں وہ کارنامے تو نہیں ہوئے نہ۔' شارمین پاستا کھاتے ہوئے بتانے لگی۔

'تمہیں کیا ہوا؟'

شارمین نے بات کرتے ہوئے صدمے کی سی کیفیت میں بیٹھے فہد سے پوچھا۔

'کچھ نہیں عیسا، آوٹ ہو گیا ہوں۔' ایک نظر نسرین بیگم کو دیکھتے ہوئے، فہد موبائل وہی پر رکھ کر کمرے سے چلا گیا۔

شارمین کی نظروں نے دور تک پیچھا کیا۔

‘تو بہ ہے، گیمنے تو نہ ہوئی زندگی موت کا مسئلہ ہو گیا۔’ اہد کے یوں چلے جانے پر شارمین نے کہا۔

‘اس کو چھوڑو۔ جلدی سے یہ ختم کرو۔’ نسرین بیگم نے شارمین کا دھیان کھانے کی طرف کر دیا۔

‘اچھا اچھا۔’ فرمانبرداری سے جواب آیا۔

، فنیش کر کے برتن لادو میں باقی برتن دھو کر ڈنر کی تیاری کرتی ہوں۔’ یہ کہ کر نسرین بیگم کمرے سے نکل گئیں۔

، چلو شکر کہ موبائل کی جان تو چھوڑی۔’ شارمین شکر ادا کرتے ہوئے موبائل ہاتھ میں لے چکی تھی۔ آخر اپنی دوستوں کو بھی تو آج کی کہانی سنانی تھی نہ۔ شارمین نے جلدی سے وٹس ایپ کھولا اور WISH میں سلام کا میسج کیا۔

WISH ان کے گروپ کا نام تھا۔ جس کی بنیاد ایشل نے رکھی تھی۔ اس گروپ میں تین سہلیاں تھیں۔ ایک تھی ہماری شارمین عرف شانی، ایک کیوٹ سی ایشل

عرف ایشواور تیسری اور آخری تھی ونیسہ عرف وئی۔

کہنے کو تو تینوں کی دوستی کالج میں ہوئی تھی مگر کوئی بھی انہیں دیکھ کر ایسا نہیں مانتا تھا۔ شارمین کی زندگی میں اپنی فیملی کے بعد اگر کسی کی اہمیت تھی، تو وہ ایشل اور ونیسہ کی تھی۔ ان تینوں کا گروپ پرفیکٹ تھا۔ کالج میں کتنی ہی لڑکیاں ان کی دوستی سے حسد کرتی تھیں۔ وجہ ان تینوں کا وہ رشتہ تھا جو چٹان جیسا مضبوط تھا۔ ان تینوں میں ایشل تھوڑی سنجیدہ مزاج کی تھی لیکن شارمین اور ونیسہ کے ساتھ مل کر ایشل کی سنجیدگی کہیں غائب ہو جاتی تھی۔ ونیسہ اس گروپ کی سب سے شیطان لڑکی تھی لیکن جتنی وہ شیطان تھی دل کی اتنی ہی نرم۔ شارمین سے لڑنا اور اسے ستانا گویا ونیسہ نے خود پر فرض کیا ہوا تھا۔ شارمین اور ونیسہ کی لڑائیاں پوری کلاس میں مشہور تھی۔ ونیسہ شارمین کو بہت زیادہ تنگ کرتی تھی۔ کبھی لیکچر کے دوران لکھتے ہوئے پین چھین لیتی تو کبھی پانی کی بوتل سر پر انڈیل دیتی جس پر شارمین تو مسکرا دیتی لیکن ایشواور وقت 'باز آ جاوونی' کی تشبیہ کرتی تو جواب میں ونیسہ کہہ دیتی کہ 'جس دن پشتوگے مجھے خود منع کرے گی میں تنگ کرنا چھوڑ دوں گی۔' کیونکہ شارمین نے آج تک ونیسہ کی کسی بھی شیطانی پراسے ٹوکا نہیں تھا تبھی وہ شیرنی بنی ہوئی تھی۔ لیکن اس کے باوجود بھی

شارمین اور ونیسہ کا ایک دوسرے کے بنا گزارا ممکن نہیں تھا۔

'پشوگے کیا کر رہی ہو؟' اونی کا میسج آیا۔

اچھ بھی نہیں بس ابھی موبائل لے کر بیٹھی ہوں۔' اشارمین نے جواب دیا۔' اور یہ

ایشو کہاں ہے؟'

'وہ آج کل اڈمیشن کے چکر میں مصروف رہتی ہی۔' اونی نے کہا۔

'ہمم۔۔ چلو صحیح، ونی پرائویٹ میں آجاؤ، ورنہ پھر ایشو کہے گی: "بغرتوں یہ اتنے

سارے میسیجز میرا شوہر آکر پڑھے گا؟" اشارمین نے ہنستے ہوئے کہا۔

'ہاہاہا۔۔۔ سچ کہا چلو آؤ۔' ونی بھی ہنسی اور پرائیویٹ چیٹ میں آگئی۔

'ہاں جی تو اب بولو۔ دماغ درست ہوا کہ نہیں؟' اونی نے پوچھا۔

'نہیں ویسے کا ویسا ہی ہے۔' اشارمین نے 'مطمئن بنرت' بنتے ہوئے جواب دیا۔

'اللہ ہی رحم کرے۔' اونی نے ہنستے ہوئے سر ہلایا۔

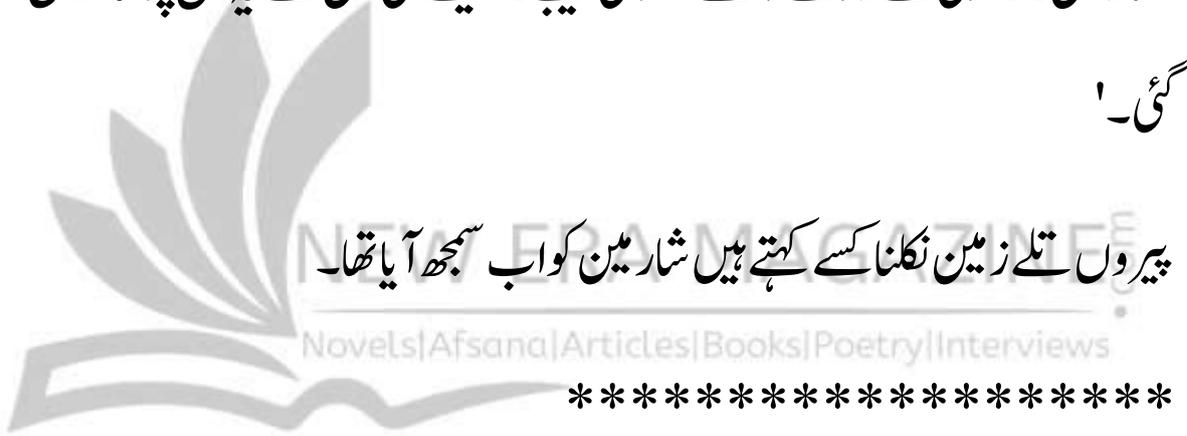
دراصل آج کل شارمین کا دماغ ایک ٹک ٹاکر پر تھراپ یعنی خراب ہو گیا تھا، جو کہ اس

کی جان (یعنی کہ ونیسہ) کو کو بے باندر کے علاوہ کچھ نہیں لگتا تھا اور ونی نے باقاعدہ

دھمکی بھی دے رکھی تھی کہ اگر اس کو بے باندہ سے تمہاری شادی ہوئی نہ تو میں نے تمہارا بائے کوٹ کر دینا ہے۔'

'یار ونی اگر سچ میں میری شادی اس سے ہو گئی تو؟' اشار میں نے ونی کو تنگ کرنے کی غرض سے کہا، اس بات سے بے خبر کہ قبولیت کی گھڑی کسی بھی وقت ہو سکتی ہے۔

'اشار میں۔۔' ونی نے رونے والے ایجو جی بھیجے۔ 'جیسے ہی میں نے یہ میسج پڑھا آذان ہو گئی۔'



لندن میں صبح کے دس بجے، جہاں سارا جہان اپنے کاموں میں مصروف تھا، وہیں ایک انسان ایسا بھی تھا جو کمرے میں مکمل اندھیرا کیے بیڈ پر اوندھے منہ سویا ہوا تھا۔ ایک بازو بیڈ سے نیچے لٹک رہا تھا جبکہ دوسرا تکیے کے نیچے تھا۔ کمرے میں مکمل خاموشی تھی جسے موبائل کی آواز نے توڑا۔ اس سوئے ہوئے وجود نے نیند میں ہی موبائل اٹھایا اور بنانا دیکھے کال یس کی۔

'ہیلو! 'نیند میں ڈوبی آواز میں کہا گیا۔

' Don't tell me you are still sleeping'

دوسری جانب سے چیخ کر پوچھا گیا اور وہ جو نیند میں تھا گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔

تانی یار کیا مسئلہ ہے کیوں چیخ رہی ہو۔ 'نہایت ہی جھنجھلاہ کے پوچھا گیا۔

'یہ آپ پوچھ رہے ہیں؟ سیریسلی۔۔ 'تانی عرف تانی نے صدمے کی سی کیفیت میں کہا۔

یعنی کہ آپ بھول گئے ہیں؟ 'اروہانسی آواز آئی۔

وہ جو دو بار اسونے کے چکر میں تھا، تانی کی آواز سن کر بے چین ہو گیا۔

'نہیں یار میں نہیں بھولا اور تم رو کیوں رہی ہو'۔ سب کچھ ایک طرف، وہ تانی کو روتا ہوا نہیں دیکھ سکتا تھا۔

'میں آپ کو بہت یاد کرتی ہوں۔ 'تانی نے نم لہجے میں کہا۔

'سوری یار میں بتانا بھول گیا تھا کہ میرا کچھ کام پنڈنگ ہے تو آج نہیں آرہا۔ انشاء اللہ

سنڈے کو آؤں گا'۔ لہجے کو اداس بنا کر بولا گیا، مگر گہری بھوری آنکھوں میں، جن پر

ہزاروں لڑکیاں فدا تھیں، شرارت ناچ رہی تھی۔

'اچھا۔ ایک لفظی جواب کے بعد خاموشی چھائی گئی۔

'ہیلو؟؟ ہیلو تانی۔۔۔ کال کٹ چکی تھی۔

وہ اپنے خوبصورت بال جو ہر وقت جل سے سیٹ کیے ہوتے تھے اور اس وقت پیشانی پر
بکھرے ہوئے تھے انہیں ہاتھ سے پیچھے کرتا، مسکراتا ہوا اٹھا اور کپڑے لے کر فریش
ہونے چلا گیا۔

اونچا قد، خوبصورت کالے بال جنہیں وہ ایک سٹائل سے ہاتھ سے پیچھے کرتا تو لڑکیاں
دیکھتی رہ جاتیں، گہری بھوری آنکھیں جن پر ہزاروں لڑکیاں فدا تھیں۔۔۔ انہیں

دیکھتے ہی پائیز کی بھوری آنکھوں میں بے زاری آجاتی تھی۔ لڑکیاں اس سے بات

کرنے کی کوشش کرتیں تو وہ اگنور کر دیتا۔ اس نے آج تک کسی کو بھی اہمیت نہیں دی

تھی اس سب کے باوجود بھی وہ یونیورسٹی کی لڑکیوں کا کرش تھا۔ وہ بلاشبہ ایک ہنڈسم

کھوتا میرا مطلب ہے کہ ہنڈسم مرد تھا۔ جو کہ اپنی ٹاک ویڈیوز کی وجہ سے بہت

مشہور تھا۔ وہ اور کوئی نہیں بلکہ پائیز مجتبیٰ تھا۔ جس پر بقول ونیسہ کے اپنی شانی کا دماغ

تھراب تھا۔

جیسے ہی وہ فریش ہو کر باہر آیا، بیڈ پر پڑا فون بجنے لگا۔ پائیز نے بے زاری سے آنکھیں
گھمائی اور ٹاول سے بال خشک کرتے ہوئے فون اٹھایا۔

اہیلو پائیز مجتبیٰ اسپیکنگ۔ پائیز نے اپنے ازلی مغرور لہجے میں کہا۔

Hey Paiez! How are you?? I heard you are
.going to Pakistan

دوسری طرف سٹیلا کی آواز آئی۔

.Yes I'm going

بے نیازی سے کہا گیا۔

!When will you come back

سٹیلا نے پوچھا۔

I'm not coming back. Okay Now I have to go.

.Bye

پائیز نے سنجیدگی سے کہا اور بنا جواب سنے فون بند کر کے سٹیلا کا نمبر بلاک کر دیا۔ سٹیلا

پائیز کی کلاس میٹ تھی۔ پائیز شروع سے ہی لڑکیوں سے دور بھاگتا تھا۔ پتا نہیں کیسے سٹیلا کو کہیں سے پائیز کا نمبر مل گیا تھا۔ اور اس وعدہ پر کہ سٹیلا صرف دوستی تک ہی محدود رہے گی، پائیز مجتبیٰ سٹیلا سے تھوڑی بہت بات چیت کر لیتا تھا۔ ورنہ باقیوں کو تو گھاس بھی نہیں ڈالتا تھا۔

وہ ایسا ہی تھا کسی کی پروا نہ کرنے والا اور کسی حد تک خود غرض بھی۔ لیکن یہ لاپرواہی اور خود غرضی پائیز کو آگے جا کر بھاری پڑنے والی تھی۔

مجتبیٰ غازیان کے تین بچے تھے۔ بڑا بیٹا دائم مجتبیٰ تھا۔ دائم اپنے والد کے ساتھ بزنس میں مدد کرتا تھا۔ دائم کی ایک مہینے پہلے اپنی کلاس فیو اقرء سے شادی ہوئی تھی۔ اقرء دل کی بہت اچھی تھی۔ وہ تانی کو بلکل اپنی چھوٹی بہن کی طرح ٹریٹ کرتی تھی۔ اپنے اچھے اخلاق و عادات کی وجہ سے وہ گھر بھر کو عزیز ہو گئی تھی۔ یہاں تک کہ پائیز مجتبیٰ، جو کسی سے سیدھے منہ بات تک نہیں کرتا تھا، اس کی بھی اقرء سے خوب بنتی تھی۔

پھر تھا پائیز مجتبیٰ، مجتبیٰ غازیان کا دوسرا سپوت۔ جو کہ پڑھائی کے سلسلے میں لندن میں ہوتا تھا اور ٹائم پاس کے لیے ٹک ٹاک ویڈیوز بناتا تھا۔ آج، یعنی چار سال بعد اس کی

پاکستان واپسی تھی۔ لیکن تانی کو سر پر اتر دینے کے لئے جھوٹ بولا تھا کیوں کہ تانی کی برتھڈے آنے والی تھی۔

پھر تھی مجتبیٰ غازیان کی سب سے چھوٹی اور گھر بھر کی لاڈلی، معصوم سی کیوٹ سی گڑیا تانیہ مجتبیٰ۔ پائیز اور دائم کی توجان بستی تھی تانیہ میں۔ تانیہ FSc کی اسٹوڈنٹ تھی۔

'اونیسہ یہ کیا کیا۔' اشار میں نے زرد پڑتے ہوئے کہا۔

'یار مجھے کیا پتہ تھا کہ آذان ہو جائے گی 'اونیسہ نے پریشانی سے کہا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'اونیسہ میں اسے فیس نہیں کر سکتی، اگر سچ میں میری شادی اس سے ہو گئی تو میں بتا رہی ہوں میں نے بے ہوش ہو جانا ہے۔' اشار میں نے رونے والے ایمو جی سنڈ کر کے کہا۔

'اشار میں تمہیں بتا رہی ہوں اگر ایسا کچھ بھی ہو انہ تو میں نے تمہارا ابائے کوٹ کر دینا ہے اور کبھی بھی بات نہیں کروں گی چاہے میں مر بھی کیوں نہ رہی ہوں۔' اونی نے دھمکی دی۔

'یار ونی پلیز ایسے تو نہیں کہو۔' اب کی اشار میں کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

'اچھا ایسا کرتے ہیں جا کر نماز پڑھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں۔' اونیسہ نے مشورہ دیا۔
'ہاں یہ ٹھیک ہے۔' اشار میں نے جواب دیا کہ موبائل رکھ دیا نماز پڑھنے چلی گئی۔

'مما آپ اس بارے میں سیریس ہیں؟' فہد نے نسرين بیگم سے پوچھا جو کچن میں کھانا بنا رہی تھیں۔

'ہاں! تمہارے پاپا جانی آئیں تو ان سے بات کروں گی، دیکھتے ہیں وہ کیا کہتے ہیں!'
یہ سن کر فہد خاموش ہو گیا۔ نسرين بیگم نے فہد کی خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے
چولہا بند کیا اور فہد کے پاس بیٹھ گئیں۔

'اب اس میں اتنا خفا ہونے والی کیا بات ہے بیٹا؟' نسرين بیگم نے فہد کو پیار کرتے ہوئے
کہا۔

'اور ہم کون سا ساتھ ہی رخصت کر دیں گے۔ ابھی تمہارے پاپا سے بات کروں گی۔
پھر وہ اور تمہارے چاچو لڑکے سے ملیں گے، اس کے بارے میں پتا کریں گے۔ اس
سب میں ایک دو مہینے لگیں گے۔ پھر اگر وہ مطمئن ہو گئے تو بات چکی ہوگی اور دو تین

سال بعد شادی۔'

'مما آپ نے تو ساری پلیننگ کر لی ہوئی ہے۔' افہد حیران ہو گیا اپنی ماں کی جلد بازی پر۔

'ہر بیٹی کے والدین سوچتے ہیں بیٹا۔' نسرین بیگم نے ہنستے ہوئے کہا۔

'یہ ماں بیٹا کس بات پر ہنس رہے ہیں؟' اشار مین نے کچن میں آتے ہوئے پوچھا۔

'کچھ خاص نہیں، بس ممما کو میرے آوٹ ہونے کی خوشی ہو رہی ہے۔' افہد نے منہ

بناتے ہوئے کہا۔

جس پر اشار مین کے ساتھ نسرین بیگم بھی ہنس پڑیں۔

'یار افہد کیا چیز ہو تم، ایک گیم ہی تو تھی۔ اتنا دل سے لگانے کی کیا ضرورت ہے۔'

شار مین نے ہنستے ہوئے کہا۔

فہد نے نفی میں سر ہلایا یوں جیسے اشار مین کی عقل پر ماتم کر رہا ہو!

'اچھا میں جا کر نماز پڑھتا ہوں۔' یہ کہہ کر فہد چلا گیا۔ لیکن اشار مین کی پر سوچ نظروں

نے دور تک پیچھا کیا۔

'یہ ضرور کچھ چھپا رہا ہے، چلو بعد میں پوچھتی ہوں۔' اشار مین یہ سوچ کر مطمئن ہو گئی

اور نسرین بیگم کے ساتھ مدد کرنے لگی۔

ہتھیلی پر اداس چہرہ ٹکائے وہ سوچوں میں گم تھی۔

'میری گڑیا کیوں اداس ہے؟' دائم نے تانیہ کو اپنے ساتھ لگاتے ہوئے پوچھا۔

'اسلام علیکم بھائی۔ آپ کب آئے؟' تانیہ اپنی سوچوں میں اتنی گم تھی کہ اسے دائم کے

آنے کا پتا ہی نہیں چلا۔

'جب میری گڑیا سوچوں کی وادی میں گھوم رہی تھی۔' دائم نے تانیہ کو پیار کرتے ہوئے

کہا۔

'آپ کے لیے پانی لاؤں؟'

'نہیں! پانی چھوڑو اور اب اچھے بچوں کی طرح بتاؤ کیوں اداس ہو۔' دائم نے پچکارتے

ہوئے پوچھا۔

'بھائی۔۔۔۔۔' بھائی کی توجہ اور محبت ملتے ہی تانیہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

'تانیہ بچے کیا ہوا، رو کیوں رہی ہو۔' دائم تانیہ کے یوں رونے سے پریشان ہو گیا اور کیوں

نہ ہوتا، آخردونوں بھائیوں کی جان بستی تھی تانی میں۔

'پائیز بھائی آج نہیں آرہے، انہوں نے کہا ہے کہ وہ سنڈے کو آئیں گے۔' تانی نے روتے ہوئے کہا۔

'تو بچے اس میں رونے کی کیا بات ہے؟ وہ بڑی ہو گا نا۔' تانی کے آنسو صاف کرتے ہوئے دائم نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

'لیکن بھائی کل میری برتھ ڈے ہے، اور پچھلے تین سالوں کی طرح اس بار بھی بھائی نہیں ہوں گے۔'

آنسو پھر چھلک پڑے۔ اب دائم بھی ادا اس ہو گیا۔ کیونکہ پائیز ہر بار تانی کو بارہ بجے وش کے ساتھ ایک نیا سرپرائز دیتا تھا۔ جس کی وجہ سے تانی کو اپنی برتھ ڈے سے زیادہ سرپرائز کا انتظار ہوتا تھا۔ لیکن جب سے پائیز گیا تھا، سرپرائز کا یہ سلسلہ بھی ختم ہو گیا تھا۔ دائم سے تانی کہ آنسو برداشت نہیں ہو رہے تھے۔

'لیکن یہ بھی تو دیکھو کہ وہ اپنی خوشی سے تو نہیں گیانہ، پڑھنے کے لیے گیا ہے۔ اور اتنی مصروفیت کے باوجود بھی وہ وش تو آپ کو اپنے ٹائم پر ہی کرتا ہے اور گفٹ بھی بھجواتا

ہے۔ 'دائم نے تانی کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

مجھے کوئی گفٹ کوئی وش نہیں چاہیے۔ مجھے اپنا بھائی چاہیے۔ تانی نے بچوں کی طرح
دائم کا ہاتھ جھٹکتے روتے ہوئے کہا تو دائم نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرا اٹھا۔ یہ تانیہ کی بچپن
کی عادت تھی، اسی طرح کر کے وہ اپنی ضد پوری کروایا کرتی تھی۔

ابھی تانی رونے میں مصروف تھی کہ گٹار کی آواز پر اپنا رونا بھول کر دائم کو دیکھنے لگی، جو
پتہ نہیں کب اندر سے گٹار لایا تھا۔

(ایک تو پتا نہیں ہماری تانی کو کچھ پتا کیوں نہیں چلتا) (👤)

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کس کا ہے یہ تم کو انتظار میں ہوں نا

دیکھ لو ادھر تو،

ایک بار میں ہوں نا

خاموش کیوں ہو، جو بھی کہنا ہے کہو

دل چاہے جتنا پیارا اتنا مانگ لو

ہوووووووووو

تم کو ملے گا اتنا پیار، میں ہوں نا

کس کا ہے یہ تم کو انتظار میں ہوں نا

دیکھ لو ادھر تو ایک بار میں ہوں نا۔

دائم مسکراتے ہوئے گنگنار ہاتھا اور تانی اپنا رونا بھول کر دائم کو پیچھے سے ہگ کر کہ خوشی

سے جھوم رہی تھی۔ اور کیوں نہ خوش ہوتی، آخر جان سے پیارے بھائی نے اس کا

پسندیدہ گانا جو گا کر سنایا تھا۔

’اب خوش۔‘ دائم نے تانی کے سر پر پیار کرتے ہوئے پوچھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

’خوش؟ بلکل بھی نہیں، میں خوش نہیں بہستت خوش ہوں۔‘ تانی کو چمکتے دیکھ کر دائم

مطمئن ہو گیا۔

اس سے پہلے کہ ان دونوں میں کوئی اور بات ہوتی، پورچ میں گاڑی آکر رکی، جس میں

سے غزالہ بیگم (تانی کی والدہ) اور اقراء باتیں کرتے ہوئے نکلیں۔

’ویسے می ابھی لاسٹ میں جو دیکھی تھی مجھے وہ اچھی لگی۔‘ باقی سب بھی اچھی تھیں

لیکن وہ سب شائے تھیں۔ جبکہ یہ والی بہتر تھی۔‘ اقراء نرمی سے اپنی رائے کا اظہار کر

رہی تھی۔

’ہاں مجھے بھی اچھی لگی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا ہوگا۔‘ دونوں باتیں کرتے ہوئے دائم اور تانی کی طرف آگئیں۔

’اسلام علیکم لیڈیز!‘ دائم اور تانیہ نے یک زبان ہو کر سلام کیا۔

’او علیکم السلام!‘ اقراء اور غزالہ بیگم مسکراتے ہوئے، کرسیوں پر بیٹھ گئیں۔

’کہاں سے آرہی ہیں می؟‘ دائم نے پوچھا۔

’فرزانہ کے ساتھ تھے، بتایا تھا کہ کچھ لڑکیاں دکھانے لے کر گئی تھی۔‘ غزالہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’می ابھی سے؟ اتنی بھی کیا جلدی ہے؟ پہلے پائیز کو آنے تو دیں!‘ دائم نے غزالہ بیگم کی جلد بازی دیکھتے ہوئے کہا۔

’جلدی کہاں ہے؟ آج آجائے گا انشاء اللہ۔ اور کون سا بھی شادی ہوگی، ابھی صرف لڑکی دیکھ کر منگنی کریں گے۔ پھر دسمبر تک شادی۔‘ غزالہ بیگم مزے سے بولیں۔

ان کی پلینگ سن کر دائم اور تانی بے ساختہ ہنس پڑے۔

'امی پائیز آج نہیں آرہا سنڈے کو آئے گا۔' دائم نے ہنستے ہوئے بتایا۔

'کیوں؟ میری کل ہی تو بات ہوئی تھی پائیز سے۔ مجھے تو ایسا کچھ بھی نہیں کہا۔' اقراء کو حیرت ہوئی۔

'آج صبح میں نے بھائی کو کال کی تھی، انہوں نے ہی بتایا۔' تانیہ نے اداس ہوتے ہوئے کہا۔

'کوئی بات نہیں بڑی ہوگا۔' اقراء بیٹا آپ فریش ہو جاو پھر ڈنر کی تیاری کر لو۔' پہلی بات تانیہ اور دوسری اقراء کو کہتے ہوئے غزالہ بیگم اٹھ کر اندر چلی گئیں۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بال بنا کر پائیز کچن میں آگیا۔ ٹوسٹر میں بریڈ ڈال کر مگ میں کافی بنانے لگا۔ کافی بنا کر پائیز نے بریڈ کو پلیٹ میں ڈال کر کاؤنٹر پر رکھا اور کافی کا مگ لے کر وہیں بیٹھ کر کھانے لگا۔

اس مختصر سے ناشتے سے فارغ ہو کر پائیز نے برتن سنک میں رکھے اور کچن سے باہر آگیا۔ ٹھیک گیارہ بجے ڈور بیل کی آواز پر پائیز نے دروازہ کھولا۔ جہاں ایک عمر رسیدہ

خاتون کھڑی تھیں۔

اگڈ مارنگ لیڈی میری۔ پائیز نے انھیں اندر آنے دیا۔

اگڈ مارنگ پائیز۔ لیڈی میری نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیڈی میری پائیز کے ہاں صفائی کے لیے آتی تھیں۔ پائیز ان کی عزت کرتا تھا تبھی انھیں لیڈی میری کہتا تھا۔

.Lady Marry I'm going back to Pakistan

پائیز نے لیڈی میری سے کہا۔

.Okay dear, I'll clean the flat

لیڈی میری نے کہتے ہی کچن کا رخ کیا جبکہ پائیز اپنے کمرے کی طرف چل پڑا۔ کمرے میں آکر پائیز نے اپنے سارے ڈوکیو منٹس ایک بیگ میں رکھے۔ پھر لیپ ٹاپ اٹھا کر بیڈ پر بیٹھ گیا اور شارق اور عریش کو ویڈیو کال کی۔

عریش، شارق اور پائیز تینوں چچا زاد تھے اور خوش قسمتی سے تقریباً ہم عمر بھی تھے۔

شارق کی برتھ ڈے فروری جبکہ پائیز مارچ اور عریش کی اپریل میں تھی۔ تینوں کی

دوستی خاندان بھر میں مشہور تھی۔ حالانکہ تینوں کے مزاج میں زمین آسمان کا فرق تھا۔

عیش طائل کا دوسرا نام مسٹر پرفیکٹ تھا۔ جسے ہر چیز پرفیکٹ چاہئے ہوتی تھی۔ اور عیش کو ستانے کے لیے ہر وہ کام کرنا پائیز مجتبیٰ پر فرض تھا جس سے عیش کو چرٹ ہوتی۔ جبکہ شارق سہیر بہت زندہ دل اور خوش اخلاق تھا۔ وہ شارق ہی تھا جو پائیز اور عیش کے درمیان سیز فائر کا کام کرتا تھا۔ اس سب کے باوجود ان کا ایک دوسرے کے بنا گزارا ممکن نہیں تھا۔ ہر گڑ بڑ کے پیچھے انہی ASP گینک کا ہاتھ ہوتا تھا۔ بچپن سے لے کر اب تک ان کا ہر کام ایک ساتھ ہوتا تھا۔ سکول سے لے کر کالج تک تینوں ساتھ ہی رہے۔ لیکن کالج کے بعد نا جانے مجتبیٰ غازیان کو کیا سوچھی کہ تینوں کو الگ الگ فیلیڈز میں بھیج دیا۔ شارق کو میڈیکل، عیش کو انجینئرنگ اور پائیز کو بقول اس کے، بزنس میں پھینک دیا۔ لیکن یہ دوری ان کی دوستی پر اثر انداز نہیں ہو پائی۔

کال سے فارغ ہونے کے بعد پائیز نے وارڈ روم سے سفری بیگ نکال کر بیڈ پر رکھا اور ترتیب سے سارے کپڑے بیگ میں رکھنے لگا۔

ابھی پائیز اپنی شرٹ رکھ کر مڑا ہی تھا کہ موبائل بجنے لگا۔ پائیز نے موبائل اٹھایا تو ہیری کی کال تھی۔ پائیز نے کچھ سوچتے ہوئے کال اٹھائی۔

ہیلو پائیز مجتبیٰ اسپیکنگ!

‘ Hey Paiez! How are you dude? I’m good too.

’!So finally you’re going tonight, right

ہیری نے ایک ہی سانس میں سب بول دیا مبادہ پائیز ٹوک نہ دے۔

’.I’m good and Yes I’m going‘

پائیز نے ہیری کے یوں بولنے پر مسکراتے ہوئے کہا۔

’!I’m gonna Miss you‘

ہیری نے افسردگی سے کہا۔

’.Me too‘

پائیز بھی اداس ہو گیا۔ ہیری جیسا بھی تھا پائیز کا واحد دوست تھا جو یونیورسٹی میں بنا تھا۔

پائیز نے ان چار سالوں میں ایک بھی دوست نہیں بنایا تھا لیکن ہیری وہ واحد شخص تھا

جس نے پائیز سے دوستی اس کی اچھائی دیکھ کر کی تھی نہ کہ اس کی شہرت سے متاثر ہو

کر۔

Really? Ok done I’ll come to Pakistan to ’

'meet you

ہیری نے پر جوشی کا مظاہر کرتے ہوئے پلین بنا لیا۔

'Haha.. Sure why not. I'll be waiting'

پائیز نے بھی خوشدلی کا مظاہرہ کیا۔

Okay tell me the timings I'm gonna see off '

'you

I'm leaving at 2.'

پائیز نے بیگ میں کپڑے رکھتے ہوئے کیا۔

Ok dude. Lets have a last lunch together.

ہیری نے کہتے ہوئے کال بند کر دی مبادہ پائیز منع ہی نہ کر دے۔

ہیری کی اس حرکت نے پائیز کو مسکرانے پر مجبور کر دیا۔ کمرے کا جائزہ لیتے ہوئے

پائیز نے لیپ ٹاپ کو کیری بیگ میں ڈالا اور خود نیچے چلا آیا۔

Paiez I'm Done with my work.

لیڈی میری نے اپرن اتارتے ہوئے کہا۔

Ok. Here's your Fee.

پائیز نے لیڈی میری کی نتھوادی۔

Have a Safe Journey Dear.

لیڈی میری نے پائیز کی پیٹھ تھپکتے ہوئے کہا اور اپنا کوٹ پہن کر چلی گئیں۔

پائیز بھی گہرہ سانس بھرتے ہوئے ٹی وی لگا کر ہیری کا انتظار کرنے لگا۔ ٹھیک 1 بجے

ہیری پیزا لیے حاضر ہوا۔

Don't you think you're late?

پائیز نے سنجیدگی سے کہا۔

Ohh Man please don't be angry. We don't have much time let's eat this yummy pizza.

ہیری پائیز کی سنجیدگی کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے جلدی سے کیچن سے پلیٹس لایا اور
پیزا کھول دیا۔ پائیز بھی آنکھیں گماتے ہوئے پیزا کھانے لگا۔

کھائے سے فارغ ہو کر ہیری نے برتن دھوئے اور پھر وہ دونوں ایئر پورٹ کے لیے
نکل گئے۔

I'm gonna miss you.

ہیری نے اداس ہوتے ہوئے کہا۔

Me too.

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فلائٹ اناونس ہوتے ہی پائیز ہیری سے گلے مل چلا گیا۔

شارمین نے کمرے میں آ کر موبائل اٹھایا تو گروپ میں بہت سارے میسجز آئے
ہوئے تھے۔ جن میں ونی ایشو کو ساری صورتحال سے اپڈیٹ کر رہی تھی۔

'یار تم دونوں نہ مار کھاؤ مجھ سے ایشو نے ہنستے ہوئے کہا۔

'ایشو تم ہنس رہی ہو؟ یہاں ہماری جان پر بنی ہے اور تمہیں ہنسی آرہی ہے۔' اشارمین

نے رونے والے ایبوجی بھیجے۔

'یار کیا چیز ہو تم دونوں۔ یہ بے تکی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ اگر ایسا ہوتا تو یہ ساری ٹیچرز لنگڑی یا انی موری بنی پھر رہی ہوتیں۔' ایشل نے ہنستے ہوئے دونوں کو سمجھایا۔

'سچ کہ رہی ہو are you sure'۔ ونی نے تصدیق چاہی۔

'ہاں نہ۔ میں نے دعاؤں پر بک پڑھی ہے۔ ایسی بے تکی دعائیں قبول نہیں ہوتی۔ بے فکر رہو ایشو نے یقین دلاتے ہو کہا۔

'اللہ کا شکر! میں تو ڈر گئی تھی۔' اشار مین نے پرسکون ہوتے ہوئے لکھا۔ 'اور تمہارے اڈمیشن کا کیا بنا ایشو؟'

'ہاں یار اللہ کا شکر ہو گیا۔ IPMR میں۔' ایشو نے خوشخبری سنائی۔

'ماشاء اللہ بہت بہت مبارک میری جان۔' اشار مین نے خوشی سے رپلائے کیا۔

'مبارک ہو جاناں۔ اللہ تمہیں کامیاب کرے۔' ونیسہ نے بھی مبارکباد دی۔

'اچھا ایشو پشوگے میں گئی۔ پھر بات ہوتی ہے۔ اللہ نگہبان، فی امان اللہ۔ باؤمید دیدار۔'

ونیسہ نے میسج کیا اور آف لائن ہو گئی۔

'میں بھی جاتی ہوں، یونیفارم وغیرہ لینے جانا ہے۔ انشاء اللہ پھر بات ہوگی۔ اللہ حافظ۔'
ایشل بھی آف لائن ہو گئی۔

شارمین نے موبائل رکھا، ابھی وہ فہد سے بات کرنے کا سوچ ہی رہی تھی کہ وہ آ گیا۔
'اوائے فہد ادھر آؤ۔' شارمین نے فہد کو پکڑ کر بلکہ تقریباً کھینچ کر بیڈ پر بٹھایا اور خود بھی
ساتھ ہی بیٹھ گئی۔

'اب شرافت سے بتاؤ کیا ہوا ہے۔ کیوں چپ چپ سے ہو گئے ہو۔' شارمین نے
تفتیشی انداز میں پوچھا۔
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
'بتایا تو ہے کہ۔۔۔'

'فہد جھوٹ نہیں! شارمین بات کاٹتے ہوئے سنجیدگی سے بولی۔

'ممانے منع کیا ہے کہ تمہیں نہ بتاؤں۔' فہد نے جیسے ہتھیار ڈال دے۔

'کیوں؟ ایسی بھی کیا بات ہے۔' اب کہ شارمین کو تھوڑی تشویش ہوئی۔

'خیر جو بھی ہو، اچھا عیشا تمہیں پتا ہے آج سر عمر نے بتایا کہ ان کی شادی ہے، تو وہ

نیکسٹ ٹو ویکس نہیں آئیں گے۔' فہد نے بات بدل دی۔

'وہ فنر کس کے ٹیچر، اچھا۔۔ پھر ان کی جگہ کون پڑھائے گا؟' اشارین نے پوچھا۔

'کہہ تو رہے تھے کہ کوئی نیو ٹیچر آئیں گے۔ اب دیکھتے ہیں۔'

فہد نے بڑی مہارت سے ٹاپک چیلنج کر دیا تھا۔ ابھی وہ دونوں باتیں کر ہی رہے تھے کہ

بانک کی آواز پر ایک دوسرے کو مسکراتی نظروں سے دیکھا اور دروازے کی طرف

دوڑ لگادی۔

'اسلام علیکم پاپا جانی!' دونوں نے ایک ساتھ سلام کیا۔

'او علیکم السلام!' عابرا عظیم نے پہلے اشارین پھر فہد کو پیار کیا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

Papa jani that's not fair آپ ہمیشہ ایسے کرتے ہیں۔' اہر بار کی طرح

فہد نے منہ پھولا لیا۔

'کیوں کہ ہم نے تمہیں کچرے کے ڈھیر سے اٹھایا تھا نہ اس لیے۔' اشارین نے چڑاتے

ہوئے کہا۔

اس سے پہلے کہ فہد کی طرف سے کوئی جوابی کاروائی ہوتی، نسرین بیگم نے آکر دونوں

کو ڈانٹ دیا۔

'یہ کیا بچپنا ہے؟ ہر وقت لڑتے رہتے ہو دونوں۔' انسرین بیگم نے عابرا عظیم کو پانی دیتے

ہوئے کہا۔ 'اور مغرب پڑھی ہے؟'

شارمین اور فہد نے بتیسی دکھاتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

'فور اجاؤ۔' انسرین بیگم نے حکم جاری کیا اور دونوں اچھے بچوں کی طرح نماز پڑھنے چلے گئے۔

تانی لاونچ میں بیٹھی، اقراء سے لڑکی کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'آپی میری بھابھی ٹوٹی کا نیم کیا ہے؟ اور آپ کے پاس کوئی پک ہے ان کی؟'

'ہاں پک تو ہے اور جہاں تک بات ہے نیم کی تو وہ خود گیس کرو۔ چلوہنٹ بھی دیتی

ہوں۔ بہت آسان ہے، اور اس وقت تمہارے آس پاس بھی ہے۔'

اقراء نے کہتے ہوئے تانی کو پک دکھائی اور تانی جو بڑی ایکسائٹڈ تھی، پک دیکھتے ہی

اکسائٹمنڈ جھاگ کی طرح بیٹھ گئی۔ اقراء نے اس کی خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے

پوچھا۔

'اچھا آپکن میں چلتے ہیں۔ میں کام بھی کروں گی اور ساتھ ساتھ بتاتی بھی جاؤں گی۔'

اقراء اور تانی دونوں کچن میں آگئیں۔

اہم۔۔۔ تو اب بتائیں۔ لتانی نے شلف پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

'نام ہے اقراء مہتاب۔ چار بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ اقراء کے علاوہ سب میر ڈ ہیں۔ اقراء

سب سے چھوٹی ہے اور LHV کر رہی ہے۔ اخلاق بھی اچھا ہے۔ تمیز و تہذیب والی

ہے۔' اقراء کام کرتے ہوئے تانیہ کو بتا رہی تھی۔

اہم۔۔۔ اقراء مہتاب۔ لتانیہ کچھ سوچتے ہوئے بولی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'آپی اس طرح تو دو اقراء ہو جائیں گی۔'

'ہاں بٹ ابھی تو صرف لڑکی دیکھی ہے۔ مئی پہلے ڈیڈی اور دائم سے بات کریں گی۔

پھر پائیز سے پوچھیں گے۔ تب کہی جا کر ڈن کریں گے۔' اقراء نے چکن کو مصالحہ

لگاتے ہوئے کہا۔

'ٹھیک ہے۔ ویسے آپی کیا بنا رہی ہیں؟ لتانی نے خوشبو سونگھتے ہوئے کہا۔

'بریانی بنا رہی ہوں، اپنے مجازی خدا کے لیے۔' اقراء شرارت سے کہا۔ یہ جانے بغیر کہ

یہ شرارت اسے مہنگی پڑھنے والی تھی۔

’اوتے ہوئے۔۔۔۔۔ تانی اقراء کو چھیر رہی تھی کہ دائم آگیا۔

’کیا ہو رہا ہے؟‘ دائم شلف پر پڑی باسکٹ سے سیب اٹھا کر کھانے لگا۔

’کچھ خاص نہیں بس آپنی اپنے مجازی خدا کے لیے بریانی بنا رہی ہیں۔‘

تانی شرارتی مسکراہٹ لیے بولی۔ دائم نے مسکراتی نظروں سے اقراء کو دیکھا تو اقراء

بلش کرتے ہوئے رخ موڑ گئی۔ جس پر تانی اور دائم کا مشترکہ قہقہہ گونجا۔

’یہ تم دونوں پھر میری بیٹی کو تنگ کر رہے ہو؟‘ اغزالہ بیگم نے تانی اور دائم کو مصنوعی

غصہ سے گھورا۔

’نہیں مئی ہماری کیا مجال کہ ہم آپ کی بیٹی کو تنگ کریں، کیوں تانی میں صحیح کہ رہا ہوں

نا۔‘ بظاہر سنجیدگی سے کہتے ہوئے دائم شرارت پر آمادہ تھا۔

’جی مئی! بھائی تو صرف آپنی کو پیار سے دیکھ رہے ہیں۔ کیوں آپنی سچ کہہ رہی ہوں نا۔‘

تانی نے شرارتی نظروں سے اقراء کو دیکھتے ہوئے اغزالہ بیگم سے کہا۔

’اچھا پھر ٹھیک ہے۔ دیکھ لو کوئی مسئلہ نہیں۔‘ اغزالہ بیگم کا بھی مستی موڈ آن ہو چکا تھا۔

‘ممی پلیز۔‘ لال ٹماٹر چہرہ لیے، اقراء غزالہ بیگم کے گلے لگ گئی۔
 ‘ممی میں بھی آؤں کمپنی دینے؟‘ دائم اب بھی باز نہ آیا تو بچاری اقراء کو بھاگتے ہی بنی۔
 ‘بس کر دو ہر وقت میری بیٹی کو تنگ کرتے رہتے ہو۔‘ غزالہ بیگم نے مسکراتے ہوئے
 کہا اور چولہے کی طرف چلی گئیں۔

‘پاپا جانی آپ کو پتا ہے آج۔۔۔‘
 انہیں پاپا آپ میری بات سنیں، اس کو چھوڑیں۔۔۔‘ فہد شارمین کی بات کاٹتے ہوئے
 بولا۔

‘انہیں میری بات سنیں گے۔‘
 ‘انہیں میری۔۔۔‘ فہد بھی میدان میں اتر آیا۔
 ‘فہد تم انسان بن جاؤ اچھا۔ فضول کے پنگے نہ لو میرے سے۔‘ اشارمین نے فہد کو تنبیہ
 کی۔

‘میں نے کیا کیا ہے؟‘ فہد کو بھی غصہ آ گیا۔

تو خوب انجوائے کر رہے تھے لیکن نسرین بیگم ٹوک دیتیں۔

تو یہ تھی عابرا عظیم کی چھوٹی سی خوبصورت دنیا۔ جس کی رونق ان کے جگر کے گوشوں کے دم سے تھی۔

یہ منظر ایک فلیٹ کا تھا جہاں ایک کمرے میں تین لوگ بیٹھے تھے۔ ان میں سے ایک گہرے سبز رنگ کی ہڈی اور ماسک لگائے ہوئے تھا جبکہ دوسرا گہرے نیلے رنگ کی ہڈی اور ماسک میں تھا۔ سر برائی کر سی پر ایک چالیس سالہ بڑا عب شخص براجمان تھے۔

'اسلام علیکم کمانڈو۔' مشترکہ سلام کیا گیا۔

'او علیکم السلام۔' کیا خبر ہے۔ 'ان بڑا عب شخصیت جن کا نام کمانڈو تھا نے سلام کا جواب دیتے ہوئے سبز ہڈی والے سے پوچھا۔

'افحال تو کوئی نہیں سر۔ آپ خود ہی پوچھ لیں۔' سبز ہڈی والے نے کہا تو کمانڈو نے ٹیبل پر پڑے ٹیلی فون کا کریڈل اٹھایا اور ایک نمبر ملا یا۔

بیل جا رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد فون اٹھایا گیا۔

'اسلام علیکم سر! بھاری بارعب آواز آئی۔

'کام ہو گیا؟' سنجیدگی سے پوچھا گیا۔

'جی سر۔' مقابل کی پُرسرت آواز آئی۔

'ہمم۔ جلد سے جلد نکلو وہاں سے۔' یہ کہتے ہوئے وہ فون رکھ کر باقی دونوں کی جانب

متوجہ ہوئے۔

'نیکسٹ ٹارگٹ کون سا ہے سر! نیلی ہڈی والے نے مہذب انداز میں پوچھا۔

'ویمن یونیورسٹی۔' کمانڈو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

'اور یہ ٹارگٹ لیڈ کون کرے گا۔' سبز ہڈی والا بولا۔

'تم۔' کمانڈو نیلی ہڈی والے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولے۔

'اک کیا۔۔۔۔۔ سس سر پلیز نہیں۔ آپ جو بھی کہیں گے میں وہ کرنے کو تیار ہوں

پلیز یہ نہیں۔' نیلی ہڈی والا منتوں پر اتر آیا۔

’تو پھر کون جائے گا؟‘ کمانڈو کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے۔

’سر آپ اُسے ہی بھیج دیں۔ ویسے بھی یہ تین سال ہم دونوں نے ہی تو سنبھالا ہے سب کچھ۔‘ اسبز ہڈی والے نے اپنے ساتھی پر ترس کھاتے ہوئے حل پیش کیا۔

’ہممم۔ چلو ٹھیک ہے۔ اب تم دونوں جاو اور اپنا اپنا ہوم ورک کر کہ ہی شکل دکھانا۔‘
سنجیدگی سے کہتے کمانڈو نے آخر میں شرارت سے کہا۔

’ایس سر!‘ مسکراتے ہوئے دونوں کمانڈو کو سیلوٹ کرتے ہوئے چلے گئے۔ کمانڈو بھی گہرہ سانس بھرتے ہوئے نکل گئے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کھانے کے ٹیبل پر سب بیٹھ چکے تھے۔ اقراء بریانی کی ڈیش رکھتے ہوئے خود بھی بیٹھ گئی۔

’سب سے پہلے بھائی کو سرو کریں۔ آخر کو انہی کے لیے تو بنائی گئی ہے۔‘ تانی پر شوخ لہجے میں بولی۔

تانی کو آنکھیں دکھاتے، اقراء نے ڈیش دائم کی طرف بڑھائی۔

او علیکم السلام بچوں۔ 'مجتبیٰ' غازیان نے دونوں کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے جواب دیا۔

'اسلام علیکم بیگم۔' 'مجتبیٰ' غازیان نے اپنی بیگم کو پیچھے کھڑا دیکھ کر کہا۔

او علیکم السلام۔ میں کر رہی تھی لیکن آپ کو اپنے بچوں سے فرصت ہی نہیں۔ 'غزالہ

بیگم نے مسکراتے ہوئے وضاحت دی۔

'مجتبیٰ' غازیان اور غزالہ بیگم کی ارتج میرج تھی، لیکن آپس میں اتنی اچھی انڈر سٹینڈنگ

تھی کہ کوئی بھی اس بات پر یقین نہیں کرتا تھا۔

'اب اندر بھی چلیں یہ یہیں رکنے کا ارادہ ہے؟' 'مجتبیٰ' غازیان نے ہنستے ہوئے کہا۔ سب

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اندر چلے گئے۔

'مجتبیٰ' غازیان فریش ہو کر کھانے کی ٹیبل پر آگئے، اور کھانا نکال کر کھانے لگے۔

'پائیز کولینے کب تک جانا ہے؟' یاد آنے پر 'مجتبیٰ' غازیان نے دائم سے پوچھا۔

'ڈیڈی وہ آج نہیں آ رہا۔ سنڈے کو آئے گا۔' دائم نے تانی کو دیکھتے ہوئے دھیمے لہجے میں

کہا۔

'کیوں؟ سنڈے کو کیوں؟' 'مجتبیٰ' غازیان نے سنجیدگی سے پوچھا۔

'میری بات تو نہیں ہوئی لیکن تانی بتا رہی تھی کہ کام کی وجہ سے بڑی ہے۔'

دائم نے باپ کو مطمئن کرنا چاہا، کیوں کہ بچپن سے ان کے اور پائیز کے تعلقات کچھ خاص اچھے نہیں تھے، جس کی وجہ پائیز کی لاپرواہی اور کسی حد تک خود غرض طبیعت تھی۔

یعنی کہ دو دن بعد۔ ہم۔۔ 'مجتبیٰ غازیان نے سر ہلایا۔

'اور میری مینا کیوں خاموش ہے؟ تانی کی خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے پوچھا۔

'انہیں ڈیڈی۔۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ آپ بھائی سے بات کر رہے تھے نا تو اس لیے

چپ ہوں۔ تانی نے بات سنبھالتے ہوئے کہا مگر اندر سے وہ بہت اداس ہو گئی تھی

پائیز کے نہ آنے کا سوچ کر۔

تانی اور اقراء نے مل کر کھانے کے برتن سمیٹے۔ جبکہ دائم 'مجتبیٰ غازیان سے بزنس ٹرپ

کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ باتوں باتوں میں برتن بھی دھل گئے تو سب اپنے اپنے

کمرے میں چلے گئے۔

تانی جیسے ہی بیڈ پر بیٹھی، کب کے ر کے ہوئے آنسو نکل پڑے اور روتے روتے تانی کی

آنکھ لگ گئی۔

ادھر شارمین بھی سب کو چائے دے کر اپنے کمرے میں جا رہی تھی کہ نسرین بیگم کی آواز نے رکنے پر مجبور کر دیا۔

'عابر میری بات سنیں۔' عابر اعظم کو موبائل میں مصروف دیکھ کر نسرین بیگم نے کہا۔
'سن رہا ہوں بولو۔' مصروف سے انداز میں جواب آیا۔

'انہیں آپ نہیں سن رہے۔ رکھیں اس موبائل کو۔' نسرین بیگم نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔

'اچھا رکھ دیا۔ اب بولو۔' عابر اعظم نے موبائل بند کرتے ہوئے کہا۔

'شارمین کے لیے رشتے آرہے ہیں۔ پہلے تو میں منا کرتی رہی، لیکن ہمارے بڑے کہتے تھے کہ رشتہ بار بار ٹھکرانے سے اللہ بھی نازا ض ہوتا ہے اور رشتے بھی نہیں آتے۔ اس لیے اب کی بار جو رشتے آئے ہیں ان پر غور کیا ہے۔' نسرین بیگم سانس لینے کو رکیں۔

عابرا عظیم سنجیدگی سے سن رہے تھے۔ جبکہ باہر کھڑی شارمین کا وہ حال تھا کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔

'آج کل دورشتے آئے ہیں، ان میں سے ایک ڈاکٹر ہے۔ جبکہ دوسرا بھی باہر سے آیا ہے اور اپنے بھائی کے ساتھ بزنس سنبھالے گا۔'

اہم۔۔ اور یہ کب کی بات ہے؟ عابرا عظیم سوچتے ہوئے بولے۔

'ڈاکٹر والا کل اور بزنس والا آج۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ اپنے بھائیوں سے مشورہ کریں اور لڑکوں کے بارے میں بھی پتا کروائیں۔'

وہ تو میں کروالوں گا، لیکن یہ بہت جلدی نہیں؟ عابرا عظیم اداس ہوتے ہوئے بولے۔ اور کیوں نہ ہوتے، اکلوتی بیٹی کی شادی کی بات ہو رہی تھی۔

'کوئی جلدی نہیں ہے۔ ویسے بھی یہ اللہ کا حکم ہے کہ لڑکی جب بڑی ہو جائے تو اس کی جلدی شادی کروادو۔' اور یہاں نسرین بیگم کے اندر کی روایتی ماں جاگ چکی تھی۔

'آپ کو بھی پتا ہے کہ آج کل کا زمانہ صحیح نہیں ہے۔ بہتر یہی ہے کہ وقت پر اپنے گھر کی ہو جائے اور ویسے بھی میں کون سا بھی شادی کے حق میں ہوں۔ بس اتنا چاہتی

ہوں کہ منگنی یا نکاح ہو جائے۔'

اس سے آگے سننا، شارمین کے بس میں نہیں تھا، سو آنسو پیتے اپنے کمرے میں چلی گئی۔

'اچلو ٹھیک ہے میں بات کرتا ہوں سب سے۔' یہ کہہ کر عابرا عظیم لیٹ گئی۔

'عابرا اب اس میں اداس ہونے کی کیا بات ہے؟ آج نہیں تو کل یہ ہونا ہی ہے۔' ان کی خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے نسرین بیگم نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

'اور میں بھی تو اپنے ابو کی لاڈلی بیٹی تھی۔ میری بھی شادی ہوئی ہے۔ یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے۔' نسرین بیگم نے بات کا رخ اپنی طرف موڑ لیا جس پر عابرا عظیم ہنس پڑے۔

کمرے کا دروازہ بند کر کے شارمین اپنے بیڈ پر بیٹھ گئی۔ وہ ابھی تک صدمے میں تھی۔ آنسو لڑیوں کی صورت میں بہ رہے تھے۔

'ابتر یہی ہے کہ وقت پر اپنے گھر کی ہو جائے۔' بے یقینی ہی بے یقینی تھی۔

’منگنی یا نکاح ہو جائے۔‘

یہ الفاظ ابھی تک شارمین کو سنائی دے رہے تھے۔

’یہ ماما کیا کہہ رہی ہیں؟‘ اشارمین نے سرگوشی کی۔

’کیا میں ماما پاپاجانی پر بوجھ بن رہی ہوں؟‘ آنسو لگاتار بہتے جا رہے تھے۔

’عیشا، تمہیں پتا ہے میرا۔۔۔‘ فہد نے بات ادھوری چھوڑ دی۔

’کیا ہوا؟؟‘ روکیوں رہی ہو؟‘ اشارمین کے پاس بیٹھتے، فہد نے پریشانی سے پوچھا۔

’تمہیں پتا تھا نہ۔‘ بھوری آنکھوں میں شکایت تھی۔

’کیا پتا تھا؟‘

’یہی کہ وہ مہمان کون ہیں؟‘ اشارمین نے روتے ہوئے پوچھا۔

’نہیں مجھے۔۔‘

’فہد جھوٹ نہیں۔‘ اشارمین نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔

’آہ۔۔۔‘ ماما نے آج ہی بتایا تھا۔‘ فہد نے ہتھیار ڈال دیے۔

آنسو لڑیوں کی صورت میں بہنے لگے۔ یہ سوچ ہی بے چین کرنے کو کافی تھی کہ وہ کسی سے منصوب کر دی جائے گی۔

‘یار عیسا اس میں رونے کی کیا بات ہے؟’

بہن کے آنسوؤں سے پریشان ہوتے ہوئے فہد سمجھانے کی کوشش کی۔

‘پریشان کیوں ہوتی ہو؟ تمہاری مرضی کے بغیر نا کچھ ہوگا اور نا ہی پاپا جانی ہونے دیں گے۔ پلیز رو نہیں۔’ فہد نے شارمین کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا۔

‘ہمم۔۔۔ یہ بھی صحیح ہے۔ میری مرضی کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوگا۔’ اشارمین نے خود کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

جبکہ دور کھڑی قسمت اس کی بات پر مسکرا اٹھی۔

‘ہاں نا۔ میں بھی یہی کہ رہا ہوں۔ اچھا اب رونا نہیں ہے۔ پھر میں بھی اپسٹ ہو جاتا ہوں۔’ فہد پھیکا سا مسکراتے ہوئے بولا۔

‘اچھا نہیں روتی۔’ اشارمین نے مسکراتے ہوئے کہا، پھر کچھ یاد آنے پر بولی، ‘تمہیں کوئی کام تھا؟’

‘اوہ ہاں۔۔۔۔ میں یہ پوچھ رہا تھا کہ تم نے میرا جسٹرو دیکھا ہے؟ مجھے مل نہیں رہا۔‘

‘وہ براون والا؟‘

‘ہاں ہاں وہی۔‘ فہد نے تصدیق کی۔

‘وہ الماری میں رائٹ سائیڈ میں پڑا ہے۔ اور تم سو جاؤنا بھی تک جاگ رہے ہو‘ شارمین

نے رعب جھاڑتے ہوئے کہا۔

‘ہاں بس جا رہا ہوں۔ اور رونا نہیں ہے اچھا!‘ فہد نے جاتے ہوئے تلقین کی۔

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|books|Poetry|Interviews

‘اچھا نا نہیں روتی۔ اب جاو جلدی۔‘

فہد مسکراتے ہوئے چلا گیا اور شارمین اپنے بھائی کی اتنی کیئر پر مسکرا دی۔

‘ہاں نا میں ویسے ہی پریشان ہو رہی ہوں۔ میری مرضی کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوگا۔‘

میں صبح ہی ماما پاپا جانی سے بات کروں گی۔ مجھے کوئی شادی وادی نہیں کرنی۔‘ یہ سوچ

کر شارمین سونے کو لیٹ گئی۔

یہ جانے بنا کہ ضروری نہیں کہ ہمیشہ وہی ہو جو ہم چاہیں!!

پپاس کی شدت نے تانی کو اٹھنے پر مجبور کر دیا۔ بیڈ پر بیٹھے بیٹھے ہی تانی نے ساند ٹیبل پر نظر دوڑائی جہاں خالی جگ تانی کا منہ چڑھا رہا تھا۔

'اوہووو۔۔۔ پانی کو بھی ابھی ختم ہونا تھا؟' منہ بناتے ہوئے تانی بیڈ سے اتری اور جگ لے کر پانی لینے چلی گئی۔

کچن میں آکر تانی نے پہلے خود پانی پیا، پھر جگ میں ڈالا۔ ابھی وہ کچن سے نکلنے کا سوچ ہی رہی تھی کہ باہر سے کچھ آوازیں آنے لگیں یوں جیسے کیسی کو باندھا جا رہا ہو اور وہ خود کو چھڑانے کی کوشش کر رہا ہو۔

تانی جگ وہی پر رکھ کر باہر کو گئی۔

باہر کا منظر تانی کے ہوش اڑانے کو کافی تھا۔ غزالہ بیگم، مجتبیٰ غازیان اور اقرار کو ہاتھ پاؤں باندھ کر سیوں پر بیٹھا گیا تھا اور دائم کے ہاتھ باندھے جا رہے تھے۔

'بھائی ی ی ی۔۔۔۔۔'

تانی چیختے ہوئے دائم کی طرف بھاگی، لیکن راستے میں ہی ایک نقاب پوش نے اسے دبوچ لیا۔

'چھوڑ مجھے۔ آنکھوں میں آنسو لیے تانی چلائی۔

'ایسے کیسے چھوڑ دوں، اگر تم لوگ اس کی سلامتی چاہتے ہو تو بتاؤ کیش کہا ہے۔' نقاب پوش نے کرخت لہجے میں کہا۔

'اگر میری بیٹی کو کچھ ہوا تو میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں' مجتبیٰ غازیان نے غصے سے کہا۔

وہ دو لوگ تھے، جن میں سے ایک نے تانی کو پکڑ رکھا تھا جبکہ دوسرا دائم کو باندھ کر گن لیے پیچھے ہی کھڑا تھا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی، ایک مانوس سی آواز نے سب کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

'اوہ، لگتا ہے سب میرے انتظار میں بیٹھے ہیں۔'

وہ اپنے موبائل میں مگن تھا، مگر کوئی جواب نہ پا کر جب سر اٹھایا تو سکتہ میں آ گیا۔

'یہ سب کیا ہو رہا ہے؟' وہ حیران و پریشان ہو گیا۔

'پائیز بھائی تانی کی بھرائی ہوئی آواز آئی۔

'کون ہو تم لوگ؟ اور تم تانیہ کو چھوڑ دو۔' یہ کہتے ہوئے پائیز تانی کی طرف بڑھنے لگا۔

'وہی رک جا ورنہ ساری کولیاں اس لڑکی میں اتار دوں گا۔'

نقاب پوش غرایا۔ لیکن پائیز بنا کے آگے بڑھتا رہا۔

'میں کہہ رہا ہوں وہی رک جاو۔' اپنی بات کا اثر نہ ہوتے دیکھ کر نقاب پوش تانی کو آگے کی طرف دھکیل کر بھاگنے لگا۔ اگر پائیز بروقت تانی کو نہ پکڑتا تو وہ زمین بوس ہو جاتی۔

تم ٹھیک ہو؟ تانی کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیے وہ فکر مندی سے گویا ہوا۔ تانی نے سر ہلایا۔

اب پائیز ان دونوں نقاب پوش کی طرف متوجہ ہوا جو ایک بیگ پکڑے بھاگنے کی تیاری میں تھے۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ بھاگتے، پائیز نے ان میں سے ایک کو پکڑ لیا۔ دوسرا اپنے ساتھی کی مدد کو آیا۔ یوں ان میں ہاتھ پائی شروع ہو گئی۔

دائم کی آواز پر تانی ان کی طرف بھاگی اور رسیاں کھولنے لگی۔ تانی جیسے ہی دائم کی رسیاں کھول کر مجتبیٰ غازیان کی طرف متوجہ ہوئی، گولی کی آواز پر تانی کے ہاتھ رک گئے۔ پائیز کی طرف بڑھتا دائم بھی اپنی جگہ سن ہو گیا۔ اقرء اور غزالہ بیگم کا چہرہ انہونی کا سوچ کر سفید ہو گیا۔ جبکہ نقاب پوش موقع سے فرار ہونے کی بجائے بے یقینی سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

'پائیز۔۔۔۔۔' مجتبیٰ غازیان کی چیخ نے جیسے سب کو ہوش دلایا۔

دائم بھاگ کر پائیز کے پاس پہنچا۔

لیکن پائیز کو خون میں لت پت دیکھ کر دائم کے آنسو بہنے لگے۔ دائم کی دیکھا دیکھی غزالہ بیگم اور اقراء نے بھی رونا شروع کر دیا۔ مجتبیٰ غازیان خود کورسیوں سے آزاد کروا کر پائیز کے پاس پہنچے، لاکھ اختلاف کے باوجود پائیز انھیں عزیز تھا۔

اور تانی، وہ تو اپنی جگہ سن کھڑی تھی۔ اسے آس پاس کا ہوش ہی نہیں تھا۔ اگر پتہ تھا تو صرف اتنا کہ اس نے گولی کی آواز سنی تھی۔

نقاب پوش بھی اپنی جگہ صدمے سے نڈھال ہو رہے تھے، ان میں سے ایک نے ہی عقل کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایسبولینس کو کال کی اور روتے ہوئے اپنا نقاب اتار دیا۔

'چاچوریلی سوری پتا نہیں یہ کیسے ہو گیا۔ یہ سب پلین تھا ہم نے تانی کو سر پر اتر دینا تھا۔'

وہ نقاب پوش اور کوئی نہیں بلکہ عریش طائل تھا، مجتبیٰ غازیان کے بھائی طائل غازیان

کابیٹا۔ جبکہ دوسرا نقاب پوش جو کہ غزالہ بیگم اور اقراء کی رسیاں کھول رہا تھا، وہ تھا

شارق سہیر، سہیر غازیان کابیٹا۔

ایمبولینس کے آتے ہی مجتبیٰ غازیان اور باقی سب پائیز کو لے کر ہسپتال لے گئے۔

اقراء غزالہ بیگم کو سمجھا رہی تھی، جن کا رو کر برا حال ہو رہا تھا۔

امی پلینز خود کو سمجھالیں، پائیز کو دعاؤں کی ضرورت ہے آپ دعا کریں اس کے

لیے۔'

اقراء خود بھی نڈھال تھی، کیونکہ پائیز اسے بالکل سگے بھائیوں کی طرح عزیز تھا۔

متانیہ کہاں ہے۔ غزالہ بیگم جو اس سب میں تانی کو بلکل ہی فراموش کر چکی تھی اچانک

ہی چونکیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اقراء بھی پریشان ہو گئی کیونکہ سب ہی جانتے تھے کہ تانی اپنے بھائیوں کے معاملے میں

بہت حساس تھی۔ پائیز کے باہر جانے والی بات پر تانی نے رو کر گھر سر پر اٹھا لیا تھا۔

پائیز کے وعدہ کرنے پر اور اس بات کا یقین دلانے پر کہ کچھ عرصہ کی بات ہے پھر

واپس آ جانا ہے، تب جا کر وہ راضی ہوئی تھی۔ لیکن اب تو اس کے سامنے پائیز کو گولی

لگی تھی۔۔۔

متانی، تانی میری جان! اقرار تڑپ کر تانیہ کی طرف بڑھی جو اس جگہ بیٹھی ہوئی تھی

جہاں پائیز کو گولی لگی تھی۔

تانی میری جان، کچھ نہیں ہو گا پائیز کو۔

لیکن تانیہ بنا کوئی اثر لیے، ویسے ہی بیٹھی رہی۔ غزالہ بیگم بھی تانیہ کے پاس آگئیں۔

تانی بچے۔ 'غزالہ بیگم نے تانیہ کو اپنے ساتھ لگا لیا۔ لیکن تانیہ کی چپ نہ ٹوٹی۔ وہ یک

ٹک خون کو دیکھی جا رہی تھی، جو پائیز کو گولی لگنے پر فرش پر پھیل گیا تھا۔

بھائی نے پراس کیا تھا کہ آکر سب سے پہلے مجھ سے ملیں گے۔ تانیہ نے کھوئے

ہوئے لہجے میں کہا۔ 'لیکن وہ تو مجھ سے ملے ہی نہیں، مجھ سے بات بھی نہیں کی۔ تانیہ

کے چہرے سے اس کے کرب کا اندازہ لگایا جاسکتا تھا۔ اقراء نے روتے ہوئے دائم کو

فون کیا۔ چوتھی بیل پر فون اٹھایا گیا۔

'ہیلو دائم! پائیز کیسا ہے؟ ڈاکٹر زکیا کہہ رہے ہیں؟ تانی کی کنڈیشن ٹھیک نہیں ہے۔

' ایک ہی سانس میں سب پوچھتے ہوئے اقراء خود بھی رو پڑی۔

'ابھی آپریشن ہو رہا ہے اور تانی کو کیا ہوا؟ میری بات کرواؤ۔ دائم کی آواز رونے کی وجہ

سے بھاری ہو رہی تھی۔ اقراء نے فون تانیہ کو پکڑا یا۔

تانی بچے!

ابھائی! پائیز بھائی مجھ سے ملے بھی نہیں۔ یہ کہتے ہی کب کے ر کے آنسو برس پڑے۔
 'میرے بچے کو مجھ پر ٹرسٹ ہے نہ، انشاء اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ آپ می کا اور اپنا
 خیال رکھو۔ اور بے فکر رہو پائیز ٹھیک ہو جائے تو پھر ہم مل کر اس کی کلاس لیں گے۔'
 پیار سے کہتے ہوئے، دائم نے آخر میں شرارت سے کہا۔

اخبوب تنگ کریں گے، اور ناراض بھی ہو جائیں گے۔ تانیہ نے ہنستے ہوئے کہا۔ کچھ دیر
 پہلے والی کیفیت زائل ہو گئی تھی۔ اب وہ مطمئن تھی۔ کیوں کہ دائم نے پائیز کو ٹھیک
 ٹھاک واپس لانے کا یقین دلایا تھا۔

اٹھیک ہے جیسا میری گڑیا کہے گی ویسے ہی کریں گے۔ اب آپ خود بھی فرش ہو جاو
 اور می کو بھی کہو کہ فکر نہ کریں۔ 'دائم نے جان بوجھ کر اقراء کا نام نہیں لیا۔
 اٹھیک ہے۔ اور آپی کا خیال کون رکھے گا؟ تانیہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔
 اس کے لیے میری چھوٹی چڑیا ہے نہ۔ 'دائم نے مان سے کہا۔

تانی ہنس پڑی۔ اسے ہنستا دیکھ کر غزالہ بیگم اور اقراء بھی پر سکون ہو گئیں۔

'اچھا میں رکھتا ہوں، زرا ڈیڑی کو دیکھ لوں۔ اللہ حافظ'

'اللہ حافظ بھائی۔ لتانی نے فون اقرء کو دے دیا اور خود غزالہ بیگم کو اٹھاتے ہوئے کہا۔

'چلیں مئی آپ اور آپنی ریست کریں۔ بھائی نے کہا ہے کہ وہ پائیز بھائی کو ٹھیک ٹھاک

واپس لے کر آئیں گے۔'

غزالہ بیگم کو اپنے بیٹے پر پیار آیا، تانی کو پیار کرتے ہوئے وہ اپنے کمرے میں چلی گئیں۔

جبکہ اقرء تانیہ کے ساتھ مل کر صفائی کرنے لگی۔ خون صاف کرتے ہوئے تانیہ کے

آنسو نکل آئے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'اپنے اللہ اور بھائی پر بھروسہ رکھو تانی۔' اقرء نے پیار سے کہا۔

تانیہ نے سر ہلا اور کام کی طرف متوجہ ہو گئی۔

فون رکھ کر دائم مجتبیٰ غازیان کی طرف آیا جو یک ٹک فرش کو گھورے جا رہے تھے۔

بظاہر وہ پائیز سے پیار کا اظہار نہیں کرتے تھے، لیکن یہ سوچ ہی ان کی جان نکالنے کو

کافی تھی کہ پائیز کو گولی لگی ہے۔ کوئی بھی ان کے چہرے سے ان کی دلی کیفیت کا اندازہ

لگا سکتا تھا۔

'ڈیڈی! فکر نہ کریں، پائیز ٹھیک ہو جائے گا۔'

گولی اپری حصے میں لگی ہے دائم۔ 'مجتبیٰ غازیان نے دائم کو دیکھتے ہوئے کہا۔

کیا کچھ نہیں تھا ان آنکھوں میں۔ بے بسی، کرب اور بیٹے کو کھودینے کا خوف۔ ایک لمحے کے لیے تو دائم کا بھی دل کیا کہ رو دے۔ لیکن خود پر قابو رکھا۔ کیونکہ اگر وہ کمزور پڑ جاتا تو باقی سب کو کون سنبھالتا۔

'ڈیڈی پلیز۔ اللہ پر بھروسہ رکھیں۔ ان شاء اللہ وہ ٹھیک ہو جائے گا۔'

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'چاچو پلیز ہمیں معاف کر دیں۔ یہ سب ہماری وجہ سے ہوا ہمیں پائیز کی بات نہیں ماننی چاہیے تھی۔'

شارق نے مجتبیٰ غازیان کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔

'اگر ہمیں پتہ ہوتا کہ یہ سب ہو جائے گا تو ہم کبھی بھی پائیز کی بات نہ مانتے۔'

مجتبیٰ غازیان نے ایک نظر شارق کے شرمندہ اور عریش کے سفید پڑتے چہرے کو

دیکھا، پھر گہرا سانس بھرتے ہوئے کہا۔

'مجھے ساری بات بتاؤ۔'

'ہلیو بڈیز۔ کیا حال ہے۔' پائیز نے ویڈیو کال پر عریش اور شارق سے کہا۔

'ہم ٹھیک ہیں تم سنا کیسے ہو؟' عریش نے کہا۔

'ہمیشہ کی طرح ہنڈ سم اور سمارٹ۔' پائیز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

'ہا ہا ہا ہا۔۔۔ مطلب دماغ ابھی تک خراب ہے۔' عریش نے ہنستے ہوئے کہا۔

'اچھا چھوڑو ان باتوں کو اور یہ بتاؤ کہ فلائٹ کب کی ہے؟' شارق نے پوچھا۔

'پانچ بجے کی ہے۔'

'اور پاکستان کب تک پہنچو گے؟'

'یہی کوئی آٹھ تک' پائیز نے اندازے سے کہا۔ 'اور پلین ٹیڈی ہے نہ؟ میرے آنے

سے پہلے سب کچھ تیار ہونا چاہیے۔'

'ہاں ہاں بے فکر رہیں جناب۔ ہم نے ساری تیاری کر لی ہے۔' شارق نے یقین دہانی

کرائی۔

'ویسے پائیز تمہیں نہیں لگتا، یہ تانی کی لیے خطرناک ہے۔ وہ تم دونوں کے معاملے میں کافی حساس ہے۔' عریش نے کب سے دل میں آنے والے خدشے کو بیان کیا۔

'ہاں میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔' شارق نے بھی تائید کی۔

'ہممم۔۔۔ چلو پھر ایسا کرتے ہیں کہ تھوڑی دیر بعد ہی پلین کلوز کر دیں گے۔' پائیز نے حل پیش کیا۔

'ہاں یہ ٹھیک ہے۔ چلو اب جا کر پیکیٹنگ کرو۔ ورنہ سچ میں فلائٹ مس ہو جائے گی۔' شارق نے مسکراتے ہوئے کہا۔

'اوکے بائے! پائیز شرارت سے بولا۔

'او انگریزوں کے گم شدہ بندر۔۔ اللہ حافظ بولا کر، کتنی دفعہ کہا

ہے۔' عریش نے چڑتے ہوئے کہا۔

'ہاہاہاہاہاہا۔۔ اچھا شارق اللہ حافظ اور عریش بائے بائے۔'

پائیز نے ہنستے ہوئے کال بند کر دی۔ عریش کو چڑانا ہو اور پائیز کوئی موقع ہاتھ سے

جانے دے۔ ناممکن۔ ابھی بھی صرف عریش کو چڑانے کے لیے ہی بائے بولا تھا۔

آٹھ بجے شارق اور عریش ایئر پورٹ پہنچ گئے تھے لیکن پائیز کا کچھ اتا پتا نہیں تھا۔

'یارر۔۔۔ یہ پائیز کہا رہ گیا ہے۔' عریش نے چڑتے ہوئے کہا۔

'آجائے گا حوصلہ رکھو۔۔ ہو سکتا ہے کوئی مسئلہ ہو تب ہی دیر ہو گئی ہے۔'

شارق نے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ پریشان تو وہ بھی ہو گیا تھا کیونکہ اب نونج رہے مگر پائیز کا کہیں کوئی نام و نشان نہیں تھا۔

ابھی وہ دونوں پائیز کو ڈھونڈ ہی رہے تھے کہ کسی نے پیچھے سے آکر دونوں کو گردن سے دبوچ لیا۔ اور پراسرار آواز میں بولا۔

'خبردار! ہلنا مت۔ یو آر انڈر ارسٹ'

(You are under arrest)

'کہاں مر گیا تھا، کب سے انتظار کر رہے تھے ہم۔' عریش نے اپنی گردن آزاد کروا کر

غصے سے کہا۔

'ہاں یار ہم پریشان ہو گئے تھے۔' اشرق نے گلے ملتے ہوئے کہا۔

'یار پشاور کی ڈائریکٹ فلائٹ نہیں مل رہی تھی تو پہلے اسلام آباد گیا اور پھر وہاں سے یہاں پشاور آیا ہوں۔ باقی دیر چیک ان کے وقت ہوئی۔ اور تم کیوں تپ رہے ہو؟ اب تو آ گیا ہوں نا۔' پائیز نے کہتے ہوئے عریش کو زبردستی گلے لگایا۔

'تمہیں انداز ہے کتنا انتظار کیا ہے ہم نے۔ ظالم چار سال کم نہیں ہوتے۔' عریش نے کس کر گلے لگاتے ہوئے شکوہ کیا۔

'اوائے میں بھی آیا۔' اشرق بھی مسکراتے ہوئے ان دونوں کی جانب بڑھ گیا۔

کچھ دیر بعد وہ تینوں ایئر پورٹ سے نکل کر اشرق کے فلیٹ کی جانب روانہ ہو گئے۔

فلیٹ پر پہنچ کر پائیز فریش ہونے چلا گیا جبکہ عریش اور اشرق کھانا نکالنے چلے گئے جو انھوں نے راستے سے لیا تھا۔

'واہ تم دونوں نے تو گھرداری بھی سیکھ لی۔'

پائیز نے عریش اور اشرق کو ٹیبل لگاتے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ جس نے حسب

معمول عریش چڑھ گیا اور اشرق ہنسنے لگا۔

چہرے ڈھانپ لیے اور اندر چلے گئے۔

'پہلے کس کے کمرے میں جانا ہے؟' عریش نے سرگوشی میں پوچھا۔

'میرا خیال ہے پہلے چاچو کی طرف جاتے ہیں، ان کو باندھ کر پھر دائم بھائی کی طرف جائیں گے۔'

وہ بنا آواز پیدا کیے، خاموشی سے مجتبیٰ غازیان کے کمرے میں گئے۔ عریش غزالہ بیگم کی طرف جبکہ شارق مجتبیٰ غازیان کی طرف گیا۔

'ہیے۔۔۔ اٹھو۔۔' شارق نے اپنی آواز کو رعب دار بناتے ہوئے مجتبیٰ غازیان کو ہلایا۔
مجتبیٰ غازیان نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو کوئی نقاب پوش ان پر جھکا ہوا انھیں اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتے، شارق کی آواز نے انھیں خاموش رہنے پر مجبور کر دیا۔

'خبردار! کوئی ہوشیاری نہیں ورنہ اڑادوں گا۔' شارق گن دکھاتے ہوئے مجتبیٰ غازیان اور غزالہ بیگم کو باہر لے لایا۔ عریش نے غزالہ بیگم کو کرسی پر بٹھایا اور انھیں باندھنے کے لیے رسی اٹھائی، لیکن مجتبیٰ غازیان نے رسی لی۔ عریش نے احتجاج کرنا چاہا پر ان کی

گھوری پر خاموش ہو گیا۔ انہوں نے خود ہی غزالہ بیگم کو کچھ اس طرح سے باندھا کہ انہیں تکلیف نہ ہو۔

'مجتبیٰ یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ بجائے کچھ کرنے کہ آپ مجھے ہی باندھ رہے ہیں؟'
غزالہ بیگم نے پریشانی سے پوچھا۔

'کچھ خاص نہیں۔ بس میرے بچوں کو میرے ہی گھر میں ڈاکہ ڈالنے کا شوق ہو رہا ہے تو ان کا کام آسان کر رہا ہوں۔'

مجتبیٰ غازیان نے مسکراتے ہوئے کہا اور خود بھی کرسی پر بیٹھ گئے۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'آؤ بر خور دار اب مجھے بھی باندھ لو اس سے پہلے کہ میرا ارادہ بدل جائے اور میں تم دونوں کا دماغ ر دست کر دوں۔'

عریش اور شارق منہ کھولے یہ سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے کہ ان کو کیسے پتا چلا۔

'بیٹا جی صرف چہرہ ڈھکا ہوا ہے آواز نہیں بدلی۔ اب تم دونوں آتے ہو یا میں اٹھوں؟'

مجتبیٰ غازیان کی آواز دونوں کو حقیقی دینا میں واپس لائی تو عریش نے شرمندگی سے

مسکراتے ہوتے ہوئے آگے بڑھ ان کو باندھ دیا۔

'اب جاودائتم اور اقراء کو بھی لے آؤ۔'

شارق سر ہلاتے ہوئے دائم کے کمرے کی طرف بڑھ گیا جبکہ عریش رسیاں اکھٹی کر کہ اس کے پیچھے چل پڑا۔

کچھ ہی دیر بعد شارق دائم اور اقراء پلین بتا کر مجتبیٰ غازیان کی طرف لے آیا اور دونوں کو کرسیوں پر بٹھایا کر پہلے اقراء کو باندھا۔ اس سے پہلے کہ شارق دائم کی طرف بڑھتا، لاؤنچ سے آتی آواز پر رک گیا۔ غور کرنے پر پتا چلا کہ وہ تانیہ تھی، جو کچن میں پانی پی رہی تھی۔ عریش نے پائیز کوڑیڈی رہنے کا میسج کیا۔ شارق کے اشارے پر دائم نے ایسے ظاہر کیا جیسے شارق اسے زبردستی باندھ رہا ہو۔ پھر توقع کے عین مطابق تانیہ آواز سن کر ان کی طرف آئی اور دائم کو اس حال میں دیکھ کر اس کی طرف بھاگی۔ لیکن راستے میں ہی عریش نے تانیہ کو پکڑ لیا اور عریش کے اشارے پر مجتبیٰ غازیان نے اسے دھمکایا۔ تب ہی پائیز کی انٹری ہوئی جو بڑی سنجیدگی سے پلین پر عمل کرتا تانیہ اور عریش کی طرف بڑھ رہا تھا۔ عریش نے تانیہ کو دھکا دیا اور شارق کی طرف بھاگا۔ اور وہ جو ایک بیگ پکڑے اسی انتظار میں تھا، عریش کے ساتھ مل کر بھاگنے لگا لیکن پائیز نے شارق کو پکڑ لیا۔ اور تینوں نے یوں ظاہر کیا جیسے سچ میں ان میں ہاتھ پائی ہو رہی ہو۔

اگن لوڈ رکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ 'مجتبیٰ غازیان نے گہرا سانس
بھرتے ہوئے تھکے تھکے لہجے میں کہا۔

'اچا چو قسم سے ہم نے گن لوڈ نہیں کی تھی بلکہ اس میں تو گولیاں ہی نہیں تھیں۔'
شارق نے روتے ہوئے بتایا۔

مجتبیٰ غازیان نے روتے ہوئے شارق کے سر پر ہاتھ رکھا اور پھر عریش کو دیکھا جس کو
چپ سی لگ گئی تھی، جب سے پائیز کو گولی لگی تھی۔ مجتبیٰ غازیان اٹھ کر عریش کے
پاس گئے۔ کیونکہ انھیں شارق اور عریش بھی اپنے بچوں کی طرح پیارے تھے اور
انھیں اس حال میں دیکھنا ان کے لیے مشکل تھا۔

اچھ نہیں ہو گا پائیز کو۔ 'مجتبیٰ غازیان نے تسلی دی۔ لیکن عریش کی چپ نہ ٹوٹی۔ وہ
یک ٹک ICU کے دروازے کو دیکھے جا رہا تھا۔ لیکن جب بولا تو آواز میں کرب تھا۔
'میں نے پائیز کو گولی مار دی چاچو۔'

یہ خیال ہی جان نکالنے کو کافی تھا کہ پائیز کو گولی کیسی اور نے نہیں بلکہ خود عریش نے

شارمین کی ہنسی نکل گئی۔

'یار اکہا چیز ہو تم۔'

'بس جیسی بھی ہوں اکلوتی پس ہوں اس دنیا میں۔ میری جیسی کوئی نہیں ملے گی۔'

ونیسہ نے فخر سے کہا۔

'ہاں اس میں تو کوئی شک نہیں۔' اشارمین نے پیار سے کہا۔

'اسی لیے کہتی ہوں میری قدر کیا کرو۔ کل کو جب میں نہیں ہوں گی تو پھر روتی پھر و

گی۔' ونیسہ نے کہا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'بس بس اب زیادہ نہ پھیلو۔ میں کیوں روں؟ روئیں میرے دشمن۔' اشارمین نے

رپلائے دیا۔

'بغرتوں تم لوگوں کو آرام نہیں ہے؟ یہ کیا آدھی رات کو چڑیلوں کی طرح جاگ رہی'

ہو۔' ایشل نے آتے ہی دوں کو اچھی خاصی سنادی۔

'یار ایشو میں بہت بے چین ہوں۔ تم دونوں سے ایک بات کرنی تھی۔' اشارمین نے

ایشل کو ٹوک کر اپنا مسئلہ بیان کیا۔

'شانی سب خیریت ہے نا؟' اونیسہ نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

'ہاں بھی اور نہیں بھی۔' اشار مین نے میسج کیا اور ساتھ ہی کال ملا دی۔

'ہاں اب بولو۔ کیا ہوا۔ کیوں بے چین ہو۔' ایشل نے کہا۔ اشار مین نے سارا واقعہ کہہ

سنایا۔

'تو پشوگے اس میں پریشان ہونے والی کیا بات ہے؟ آج نہیں تو کل یہ سب ہونا ہی

ہے۔' اونیسہ نے ہمیشہ کی طرح اشار مین کو سمجھایا۔

'ہاں نہ شانی۔ تم یہ سب سر پر کیوں سوار کر رہی ہو۔ ابھی کون سا بات پکی ہو گئی ہے یا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پھر آئی نے کل رخصتی طہ کر دی ہے۔' ایشل نے کہا۔

'اللہ نہ کرے ایشو۔ کیسی باتیں کرتی ہو۔' اشار مین دھل کر بولی۔

ادھر میرا رشتے کی بات سے دل نکل رہا ہے اور تم رخصتی کی بات کر رہی ہو۔'

'جو بھی ہو۔ میں تو بڑی خوش ہوں۔' اونیسہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

'ہاں ہاں تمہارے تو دل کا ارمان پورا ہو رہا ہے۔ خوشی تو ہونی ہی ہے۔'

'ہاں نا۔ اب میری خوشی دو بالا ہو جائے اگر بات بن جائے۔' اونیسہ نے شرارت سے

کہا۔

'اونہیہیسی۔۔' اشار میں نے چڑتے ہوئے کہا۔

'دیکھو شانی ہونا وہی ہے جو اللہ چاہیں گے، تو فضول میں پریشان ناہو۔ تمہیں اللہ پر

بھروسہ ہے نا؟' ایشو سمجھاتے ہوئے کہنے لگی۔

'ہاں اللہ پر ہی تو بھروسہ ہے۔' اشار میں نے آہستہ آواز میں کہا۔

'بس پھر تم بے فکر رہو، اللہ جی سب بہتر کریں گے۔' ونی نے بھی سمجھایا۔ 'بس اب تم

آرام سے سو جاو صبح اٹھنا بھی ہے۔'

'ہمم۔۔ صحیح۔ چلو ٹھیک ہے۔' اشار میں نے کہا۔

'اللہ حافظ شانی ونی۔' ایشل نے کیا

'اللہ حافظ ایشو۔'

'باؤمید دیدار۔ اللہ نگہبان۔' ونی نے ہمیشہ کی طرح کہا جس کے جواب میں اشار میں اور

ایشل نے بیک وقت آمین کہا۔

ونیسہ اور ایشل سے بات کر کہ اشار میں خود کو کافی ہلکا محسوس کر رہی تھی۔

جبکہ دوسری طرف ونیسہ شارمین کو تو تسلی دے رہی تھی لیکن خود پریشان ہو گئی تھی۔ یہ سچ تھا کہ ونیسہ کو شارمین کی شادی کا بہت شوق تھا۔ کالج میں جب بھی آذان ہوتی تھی تو شارمین کو چڑانے کے لیے اس کی شادی کی دعا کرتی تھی۔ لیکن آج شارمین سے رشتے کی بات سن کر ونیسہ کو عجیب لگ رہا تھا۔ ونیسہ کے دل و دماغ میں جنگ چھڑی ہوئی تھی۔ دل کہتا تھا یہ بہت جلدی ہے۔ جبکہ دماغ کہتا تھا تم بھی تو یہی چاہتی تھی۔

'اللہ جی۔۔ یہ کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ۔۔' دل و دماغ کی جنگ سے آج آتے، ونیسہ نے کہا۔

ابس جو بھی ہو رہا ہے اللہ جی کی مرضی سے ہو رہا ہے۔ تم چپ ہو کر سو جاؤ۔' خود کو ڈانٹتے ہوئے ونیسہ سونے کو لیٹ گئی۔

اپر افسوس وہ گولی بھی اس گدھے کا کچھ نہیں بگاڑ سکی۔'

ICU سے باہر آتے ہوئے ڈاکٹر کی پتی آواز پر سب نے مڑ کر دیکھا اور سامنے کا منظر دیکھ کر حیران رہ گئے۔ ایک ڈاکٹر نے پائیز کو گردن سے دبوچا ہوا تھا اور پائیز صاحب

آنکھوں میں شرارت سموئے، ڈھیٹوں کی طرح مسکرائے جا رہے تھے، جبکہ دوسرا
ڈاکٹر ہنستے ہوئے باہر نکل رہا تھا۔

'یار مجتبیٰ یہ کیا نمونہ ہے تمہارا لخت جگر۔' دوسرے ڈاکٹر نے ہنستے ہوئے کہا۔ وہ اور
کوئی نہیں بلکہ طائل غازیان تھے۔ مجتبیٰ غازیان کے سب سے چھوٹے بھائی اور عریش
کے والد۔

'پاپا یہ سب۔۔۔' اشارق نے بات آدھی ہی چھوڑ دی۔

'کچھ نہیں ہو اس گدھے کو ٹھیک ٹھاک ہے۔' پہلے ڈاکٹر یعنی کہ سیر غازیان نے پائیز
کو ہلکا سا دھکا دیتے ہوئے کہا۔
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'پائیز! ایسا کون کرتا ہے؟ جان نکال دی تھی ہم سب کی۔' دائم نے آگے بڑھ کر پائیز کو
گلے لگایا۔

'منحوس انسان یہ سب کیا تھا۔ زرا بھی اندازہ ہے کس قدر پریشان کیا ہے تم نے؟' ہمیشہ
سے سیز فائر کروانے والا آج خود فائر بنا سنائے جا رہا تھا۔ جبکہ جس کو سنانی چاہیے تھی وہ
بالکل خاموش تھا۔

مجتبیٰ غازیان پائیز کی طرف آئے اور بنا کچھ کہے گلے لگا لیا۔ آج پہلی بار ان کے یوں گلے لگانے پر پائیز کی نظریں شرمندگی سے جھگ گئی تھی۔ تھوڑی دیر پہلے والی مسکراہٹ سمٹ گئی۔ دل پر ایک انجانا سا بوجھ آ پڑا۔ کیونکہ آج سے پہلے پائیز نے کبھی بھی انھیں اتنا شکست خوردہ نہیں دیکھا تھا۔

آئی ایم سوری ڈیڈی۔ پائیز نے سرگوشی میں کہا۔

مجتبیٰ غازیان اس کا کندھے تھپک کر پیچھے ہو گئے۔ پائیز نے عریش کی طرف دیکھا جو اسے اس طرح اگنور کر رہا تھا جیسے وہ یہاں ہے ہی نہیں۔ یہ دیکھ کر پائیز کہ چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

'اووووہ۔۔۔ تو مجھے اگنور کیا جا رہا ہے۔'

کوئی جواب نہ پا کر پائیز نے کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

'مسٹر پائیز مجتبیٰ کیا آپ بتانا پسند کریں گے، یہ سب کیا تھا؟' شارق نے دانت پیستے

ہوئے کہا، ورنہ بس نہیں چل رہا تھا کہ پائیز کا گلا دبا دے۔

'یارتانی کو تو سر پر اتر دے دیتے، لیکن باقی سب کو بھی تو دینا تھا نا۔ بس اسی لیے تم

دونوں کو اندر بھیج کر میں نے بلٹ پروف جیکٹ پہن لی اور ساتھ ہی بلڈ بیگ بھی لگا لیا۔ پھر جو ہوا وہ سب میرا پلین تھا۔'

پائیز نے فخر سے اپنا کارنامہ بیان کیا، تب ہی گردن پر پڑنے والے ہاتھ نے اسے ہنسنے پر مجبور کر دیا۔

'اور گدھا ایک تو ایسے کر رہا تھا جیسے سچ مچ کی گولی لگی ہے۔' طائل غازیان نے ہنستے ہوئے کہا۔

'میری روٹھی محبوبہ، دیکھ مجھے منانا نہیں آتا پلینز مان جانا یا رر رر۔' جب عریش کا انور کرنا برداشت نہ ہوا تو پائیز بول پڑا۔

عریش نے سرخ ہوتی آنکھوں سے پائیز کو دیکھا اور بنا کچھ کہے وہاں سے چلا گیا اور پائیز۔ وہ اپنی جگہ حیران رہ گیا۔

یہ پہلی بار ہوا تھا کہ عریش بنا کچھ کہے یوں ہی چلا گیا تھا۔ ورنہ ہر بار تنگ کرنے پر وہ بہت شور مچاتا تھا۔

پائیز ایک لمحہ بھی ضائع کیے بنا جلدی سے عریش کے پیچھے بھاگا۔

اعریش۔۔۔ یار رک میری بات تو سن۔۔۔ پائیز بھاگتے ہوئے اسے آواز بھی دے رہا تھا۔ بل آخر پارکنگ میں پائیز نے اسے پکڑ لیا لیکن عریش نے پائیز کا ہاتھ جھٹک دیا۔
 'خبردار پائیز مجتبیٰ! اعریش دھاڑا۔'

اتم خود کو سمجھتے کیا ہو؟ تمہیں زرا بھی اندازہ ہے ہم سب پر کیا گزر رہی تھی؟ اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو ہم سب کا بنتا۔ ایک دفعہ بھی نہیں سوچا اس سب کا تانی پر کیا اثر ہو گا؟؟ لیکن نہیں مسٹر پائیز یہ سب کیوں کر سوچیں گے۔ ان کے نزدیک ان کا یہ سو کالڈ سرپرائز ہم سب کے جذبات سے زیادہ قیمتی ہے۔'
 زندگی میں پہلی بار عریش یوں چلا رہا تھا۔ وجہ وہ تکلیف تھی جو اسے اپنے سے ملی تھی، اور اپنوں سے ملادرد انسان کو روح تک گھائل کر دیتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے، انسان کی کمزوریوں سے واقف ہوتے ہیں اور موقع ملنے پر اسی جگہ وار کرتے ہیں جہاں تکلیف سب سے زیادہ ہو۔ یہ درد یہ تکلیف کبھی صرف وقتی اذیت دیتی ہے تو کبھی عمر بھر کا روگ دے جاتی ہے۔ یوں کہ اس کے چنگل سے نکلنا برہنہ پیر دھکتے کو نلوں چلنے کے مترادف ہوتا ہے۔ انسان تڑپتا رہتا ہے لیکن اذیت کم نہیں ہوتی۔۔۔

'اچھا بس ناب بچے کی جان لوگے کیا۔' پائیز نے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا تو عریش

روتے ہوئے پائیز کے گلے لگ گیا۔

'مم میں بہت ڈر گیا تھا۔ مم میری گن سے تجھے گولی لگی تھی۔ اگر خدا نخواستہ تمہیں کچھ ہو جاتا تو میرا کیا بنتا۔' عریش نے ہچکیاں لیتے ہوئے کہا۔

'مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔' پائیز نے آہستہ سے کہا۔ آج اس کی لاپرواہی والی عادت نے اسے کہاں لاکھڑا کیا تھا۔ وہ پائیز مجتبیٰ جس نے کبھی کسی کی پروا نہیں کی تھی، آج عریش کے ری ایکشن نے اسے بے چین کر دیا تھا۔

'پر افسس کرو آئندہ ایسا نہیں کرو گے۔' عریش نے روتے ہوئے کہا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'پر افسس۔' پائیز کا دل دکھتا تھا عریش کو یوں دیکھ کر۔

'واہ واہ۔ لگے رہو تم دونوں آپس میں۔' اشارق کی جلی بھنی آواز پر دونوں ہنستے ہوئے الگ ہوئے۔

'یار کیا ہو گیا ہے۔' پائیز کے لیے دونوں کا رویہ سمجھ سے باہر تھا۔ جہاں ہمیشہ سے کول ڈاؤن رہنے والا تپا ہوا تھا تو وہیں ہر وقت چڑنے والا اب خاموش سا تھا۔

'یہ سوال اگر تم خود سے پوچھو تو بہتر ہو گا۔' اشارق نے منہ بھلاتے ہوئے کہا۔ اس سے

پہلے کہ پائیز کچھ کہتا، اُس کا موبائل بجنے لگا۔

Yes Paiez Mujtaba speaking

دوسری طرف سے کچھ کہا گیا جس کے جواب میں پائیز نے تھوڑی دیر تک آنے کا کہہ کر فون رکھ دیا۔ تب ہی مجتبیٰ غازیان اور باقی سب ان کی طرف آتے دکھائی دیے۔

'جلدی کریں وقت نہیں ہے، کیک بھی لیتے ہوئے جانا ہے۔' پائیز یہ کہہ کر گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

ابھائی آپنی کو کال کر کہ ریڈی رہنے کا کہہ دیں۔ چاچو آپ مننا چچی (عریش کی والدہ) اور اسمارہ خالہ (شارق کی والدہ جو پائیز کی خالہ بھی تھیں) کو لے کر ویلہ پہنچیں۔'

دائم نے سر ہلاتے ہوئے اقراء کو کال کی اور ساری صورت حال بتا کر تیار رہنے کا کہا۔ جبکہ مجتبیٰ غازیان، طائل غازیان اور سہیر غازیان گاڑی میں بیٹھ کر روانہ ہو گئے۔

دائم باقی سب کو لے کر بیکری چلا گیا۔ وہاں سے کیک اور ڈیکوریشن کا کچھ سامان خرید کر وہ غازیان ویلہ روانہ ہو گئے۔

پانچ منٹ کم بارہ پر سب پہنچ گئے۔ پائیز آتے ہی غزالہ بیگم کی طرف بڑھ گیا۔ جبکہ باقی

سب ڈیکوریشن کرنے گاڑن کی طرف بڑھ گئے۔

'میرا بیٹا! اغزالہ بیگم روتے ہوئے پائیز سے لپٹ گئیں۔

'ایسا کون کرتا ہے پائیز۔' منہا چچی نے روتے ہوئے شکوہ کیا۔

'تمہیں پتا ہے ہم کتنے پریشان ہو گئے تھے۔' اسمارہ خالہ نے بھی روتے ہوئے پائیز کا سر

چوما۔

'آئی ایم سوری۔' پائیز کا مزاق اسے کافی مہنگا پڑا تھا۔

'دوبارہ اگر ایسی کوئی حرکت کی نہ تو دماغ درست کر دوں گی تمہارا۔' اقراء نے پائیز کے

سر پر چت لگاتے ہوئے کہا۔

جواب میں وہ پھیکا سا مسکرا دیا۔

لتانی کہا ہے۔ 'پائیز نے گھڑی کو دیکھتے ہوئے کہا جس کے مطابق بارہ بجنے میں اب

صرف دو منٹ رہتے تھے۔

'اپنے کمرے میں ہے۔'

'اٹھیک ہے میں اسے لے کر آتا ہوں آپ سب ریڈی رہیں۔' پائیز کہتے ہوئے تانیہ کے

کمرے کی طرف چلا گیا۔

پائیز نے ہلکے سے کمرے کا دروازہ نوک کیا۔ کوئی جواب نہ ملنے پر وہ خاموشی سے اندر چلا گیا۔ تانیہ جائے نماز پر بیٹھے بیٹھے ہی سو گئی تھی۔ پائیز بنا کوئی آواز پیدا کیے تانیہ کے پاس بیٹھ گیا۔ تانیہ کی پلکیں گیلی تھیں، جس کا مطلب وہ روتے ہوئے سوئی تھی۔ پائیز کو افسوس ہوا۔ اپنی گھڑی کو دیکھتے ہوئے جس پر بارہ بج چکے تھے پائیز نے مسکراتے ہوئے کان میں کہا۔

Happy Birthday My Sweet Princess

تانیہ نے آہستہ سے آنکھیں کھول کر غائب دماغی سے پائیز کو دیکھا جو مسکرا رہا تھا۔

'پائیز بھائی۔' تانیہ نے پائیز کے چہرے کو ہاتھ لگ کر تصدیق کرنی چاہی۔

'جی میری جان میں ہی ہوں۔' پائیز نے تانیہ کے ہاتھ چومتے ہوئے کہا تو وہ روتے

ہوئے پائیز کے گلے لگ گئی۔

'بھائی آپ ٹھیک ہیں نا آپ کو کچھ ہوا تو نہیں، میں بہت ڈر گئی تھی بھائی۔' میں نے آپ

کو بہت مس کیا۔ میری پچھلی تین برتھڈے پر بھی آپ نہیں آئے تھے۔' تانیہ روتے

ہوئے مسلسل بولے جا رہی تھی جبکہ پائیزا سے تھکتے ہوئے سارے شکوے سُن رہا تھا۔

'اب میں آگیا ہوں نا، اپنی جان کی ساری شکایتیں دور کر دوں گا۔ اب آؤ باہر سب ویٹ کر رہے ہیں۔' تانیہ کے آنسو صاف کرتے ہوئے پائیزا سے باہر لے آیا۔

'سر پر اتر۔۔۔ ہی بر تھڈے تانیہ۔'

ان کے باہر آنے پر سب نے ایک ساتھ وش کی۔ تانیہ نم آنکھوں سے مسکرا دی۔ غزالہ بیگم نے آگے بڑھ کر اسے پیار کیا۔ اسارہ بیگم اور منہا بیگم نے بھی تانیہ کو پیار کرتے ہوئے دُعا دی۔

'ہم سے بھی مل لو بیٹا جی ہم بھی آئے ہیں۔' طائل غازیان نے تانیہ کو چھیڑتے ہوئے کہا تو وہ ہنستی ہوئی ان سے لپٹ گئی۔

'اللہ میری گڑیا کو بہت ساری کامیابیوں سے نوازے۔'

'ہیپی بر تھڈے پرنس۔' اسیر غازیان نے بھی پیار کرتے ہوئے وش کی۔

'تھینک یوں چاچو۔' تانیہ مسکراتے ہوئے مجتبیٰ غازیان کے پاس چلی گئی۔

اکنتی جلدی بڑی ہو گئی میری گڑیا۔ 'مجتبیٰ غازیان نے تانی کو پُر شفقت نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

'چلو کیوٹی، اب کیک کٹ کرتے ہیں۔' اشارق یہ کہتے ہوئے تانیہ کو کیک کی طرف لے گیا۔ خوشیوں بھرے ماحول میں تانیہ کی برتھڈے سیلبرٹ ہوئی۔ کیک کٹنے کے بعد سب بڑے اندر جبکہ اقراء، دائم، شارق، عریش، پائیز اور تانیہ سب وہیں گارڈن میں رُک گئے۔

'عیش میرا گفٹ۔' تانیہ نے عریش کے آگے اپنا ہاتھ کرتے ہوئے کہا۔
 عیش کی کوئین آپ کا گفٹ آپ کو صبح مل جائے گا اور ابھی کے لیے یہ رکھو۔' عریش تانیہ کے ہاتھ پر چاکلیٹ اور خوبصورت سالال گلاب رکھتے ہوئے پیار سے بولا۔
 'صبح کب؟ مجھے ابھی چاہیے۔' کہیں آپ بھول تو نہیں گئے۔' تانیہ نے منہ بسورتے ہوئے روٹھے لہجے میں کہا۔

'کیا میں بھول سکتا ہوں۔' بھنویں اچکا کر پوچھا گیا۔

تانیہ بچپن سے ہی پائیز اور دائم کے بعد سب سے زیادہ عریش سے مانوس تھی۔ عریش

کو بھی تانیہ بہت عزیز تھی کیونکہ اسے بھی تانیہ کے روپ میں ایک چھوٹی سی گڑیا مل گئی تھی۔ عریش تانیہ کی ہر چیز کا خیال رکھتا تھا تو چار سال کی عمر میں تانیہ نے سب سے پہلا نام بھی عیش یعنی عریش کا ہی لیا تھا۔ تانیہ ہر بار سب سے پہلا گفٹ عریش سے ہی لیتی تھی۔

تانیہ بچے اس کو چھوڑا اور آپ مجھ سے اپنا گفٹ لو۔ 'شارق نے کہہ کر ایک بڑا سا ڈبہ تانیہ کی طرف بڑھایا۔

'اتنا بڑا گفٹ! اس میں کیا ہے۔' وہ آنکھوں میں چمک لیے گفٹ کھولتے ہوئے بولی۔ وہ سفید رنگ کا ایک بڑا سا بھالو تھا۔ جو کچھ مہینے پہلے تانیہ نے آن لائن دیکھا تھا لیکن خرید نہیں سکی تھی۔ کیونکہ وہ لمبیڈ سٹاک تھا۔

'بھائی یہ تو!'

'جی بالکل یہ وہی ہے۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ میری گڑیا کو کوئی چیز پسند آئے اور وہ لے نہ سکے؟' شارق نے مسکراتے ہوئے کہا۔

استھینک یوں نہیں بولوں گی۔ تانیہ نے نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے کہا۔

’میں سنوں گا بھی نہیں۔‘ اشارق نے اسے گلے لگاتے ہوئے کہا۔

تانیہ صرف مجتبیٰ غازیان کی ہی نہیں بلکہ پورے خاندان کی اکلوتی اور چہیتی تھی کیوں کہ غازیان خاندان میں صرف لڑکے ہی لڑکے تھے۔ طائل غازیان کے دو بیٹے تھے۔ بڑا بیٹا عثمان جو اپنے بیوی بچوں کے ساتھ دوہئی میں ہوتا تھا اور دوسرا تھا عریش۔ سہیر غازیان کا ایک ہی بیٹا تھا اشارق۔ اسی وجہ سے تانیہ خاندان میں اکلوتی لڑکی ہونے کی وجہ سے سب کو بہت عزیز تھی۔

’دائم بھائی، آپی میرا گفٹ! بھالو کو گود میں بیٹھا کر تانیہ نے اپنا رخ اقرار اور دائم کی طرف کیا۔‘

’یہ لو میری جان۔‘ دائم نے عاشو کو گفٹ دیا۔

’ہممم۔۔۔ لگتا ہے اس میں بھی کوئی زبردست گفٹ ہونا ہے۔‘

تانیہ نے گفٹ کھولا تو اس میں مشہور برانڈ مائیکل کورس کی خوبصورت سی لیڈیز واچ اور نیل آرٹ کٹ تھی۔

’بھائی۔۔۔ آپی۔۔۔‘ تانیہ نے نم آنکھوں سے دائم اور اقرار کو دیکھا تو وہ مسکرا دیے۔

'پائیز بھائی میرا گفٹ! اب تانیہ آرام سے بیٹھے پائیز کی برف متوجہ ہوئی۔

'میرا آنا کیا کسی گفٹ سے کم ہے کیا؟'

'انہیں بالکل بھی نہیں۔ لیکن گفٹ پر تو میں پھر بھی لوں گی۔ تانیہ نے شان بے نیازی

سے کہا۔

'مجھے پتا تھا۔ اسی لیے میں نے گفٹ پہلے سے ہی خریدا ہوا تھا۔' پائیز نے کہتے ہوئے

سُنسرے رنگ کا پنجر اتانی کو دیا جس میں ایک خوبصورت سا پرندہ تھا۔

'بھائی ی ی ی ی۔۔۔ یہ کتنا پیارا ہے۔ تانیہ نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا جبکہ باقی

سب اسے خوش دیکھ کر مسکرا دیئے۔

'چلو بچوں رات کے دو بج رہے ہیں۔ اب سو جاؤ۔' منہا چچی نے سب کو مخاطب کرتے

ہوئے کہا۔

'جی چچی جان۔ میں بھی بہت تھک گیا ہوں۔' پائیز نے کرسی کی ٹوہ پر سر ٹکاتے ہوئے

کہا۔

ہاں بچارے نے اتنی ٹینشن دی ہے سب کو۔ تھکاوٹ تو ہونی ہی '

ہے۔ اشارك نے طنز کیا۔ پیام بند آنکھوں سے مسکرا دیا۔

'میرا بچہ! منہا چچی نے اشارك کو گھورتے ہوئے پائیز کا سر چوما۔

اچھ کھاؤ گے؟' اقرار نے اٹھتے ہوئے پوچھا۔

'نہیں آپی بس سوؤں گا۔ گڈنائٹ ایوری ون۔'

اگڈنائٹ۔ اشارك اور عریش بھی پائیز کے کمرے میں سونے کو چلے گئے۔

اذان کی آواز پر وہ آنکھیں ملتی اٹھ بیٹھی۔ سر پر دوپٹہ ڈال کر اذان کا جواب دیا۔ اذان کے ختم ہوتے ہی وہ واشروم چلی گئی۔ جب وہ باہر نکلی تو چہرے پر موجود ننھے ننھے پانی کے قطرے اس کے با وضو ہونے کے گواہ تھے۔ سائڈ ٹیبل سے موبائل اٹھایا اور کسی کو کال ملائی۔ بیل جا رہی تھی۔ کچھ دیر بعد نیند میں ڈوبی آواز آئی۔

'ہیلو!'

'اسلام علیکم پشوگے! اٹھ جاو، نماز پڑھ لو۔' مسکراتے ہوئے کہا گیا۔

'ہاں اٹھ گی ہوں۔ تم نے پڑھی۔' دوسری طرف سے شارمین نے پوچھا۔

'انہیں بس ابھی پڑھتی ہوں۔'

'او کے جاو۔ اللہ حافظ۔'

'اللہ حافظ۔' مسکراتے ہوئے فون رکھ کر ونیسہ نماز پڑھنے چلی گئی۔

احمد زمان کی تین بیٹیاں تھی۔ بڑی بیٹی ایمان احمد جو شادی شدہ تھی اور اپنے شوہر حیدر

کے ساتھ اسلام آباد میں رہتی تھی۔ پھر تھی ونیسہ احمد۔ وہ بھی bs کی اسٹوڈنٹ تھی۔

صاف رنگت اور ہنی براون آنکھوں والی وہ بہت شوخ و چنچل سی لڑکی تھی جس کا

پسندیدہ مشغلہ شمار میں کو تنگ کرنا اور ہر وہ کام کرنا جس سے شمار میں کو چڑھوتی تھی۔

لیکن اس کے باوجود وہ دونوں یک جا دو قلب تھے۔ ایک دوسرے کے بنان کا

گزارا ممکن نہیں تھا۔ ایک دوسرے کو نماز کے لیے اٹھان کی عادت تھی۔

ونیسہ کے بعد تھی مہرماہ احمد۔ جو چھوٹی ہونے کی وجہ سے گھر بھر کی لاڈلی تھی۔ مہرماہ 3

کلاس میں تھی۔

ونیسہ نماز سے فارغ ہو کر جائے نماز پر بیٹھی اپنے رب سے راز و نیاز میں مشغول تھی۔

'میرے رب! میں آپ کی بہت عاجز بندی ہوں۔ مجھے کبھی بھی میرے حال پر نہ

چھوڑیں۔ میں آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اپنے سامنے حاضر ہونے کی توفیق دی۔ یا اللہ میں اپنے ان خوابوں سے بہت پریشان ہوں۔ میرے حال پر رحم فرمائیں۔'

یہ کہتے ہوئے ونیسہ نے منہ پر ہاتھ پھیرے اور جائے نماز اٹھا کر اپنی جگہ پر رکھ دی۔

'پتہ نہیں ان خوابوں کا کیا مطلب ہوگا۔' ونیسہ نے خود سے سرگوشی کی۔

'چلو تلاوت کر لیتی ہوں کہ تھوڑا سکون آجائے۔' ونیسہ نے قرآن پاک لیا اور سورہ

یس کی تلاوت شروع کر دی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دوسری طرف شارمین بھی نماز پڑھ چکی تھی اور اب اپنے رب کی بارگاہ میں اپنی پریشانی بیان کر رہی تھی۔

'اللہ تعالیٰ۔ یہ ماما کو اچانک سے میری شادی کہاں سے یاد آگئی۔ مجھے ابھی تو کسی صورت

نہیں کرنی۔ پلیز آپ کچھ کریں۔ ابھی تو میں چھوٹی سی ہوں۔'

آخر میں معصومیت کے ریکارڈ توڑنے کی کوشش کرتے وہ ہنس پڑی۔ جائے نماز کو اس

کی جگہ پر رکھ کر شارمین نسرین بیگم کی طرف چلی گئی۔ نسرین بیگم ابھی نماز پڑھ رہی تھیں تو وہ انتظار کی غرض سے اپنے گھر کے چھوٹے مگر خوبصورت باغ میں آگئی۔ صبح کی تازہ ہوانے اسے پُر سکون کر دیا۔

ایک گہری سانس بھرتے ہوئے وہ باغیچے میں لگے جھولے پر بیٹھ گئی اور آنکھیں بند کر کے دُرد شریف کا ورد کرنے لگی۔ کچھ ماحول کا اثر تھا اور کچھ ذکرِ پاک کا، کہ شارمین کی آنکھ لگ گئی۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عیشا۔۔ عیشا اٹھو یہاں کیوں سُو رہی ہو؟'

فہد نے سوئی ہوئی شارمین کو جگاتے ہوئے کہا۔

'ہاں۔۔۔ کیا ہوا ہے۔' شارمین آنکھیں ملتی اُٹھ بیٹھی۔

'یونی نہیں جانا کیا۔'

'کیوں کیا ٹائم کیا ہو رہا ہے۔'

'تمہیں نہیں پتا؟ آٹھ بج رہے ہیں۔' فہد نے جیسے بڑے پتے کی بات بتائی۔

نیچے کیے ہنسنے کا شغل فرما رہا تھا۔ لمحہ لگا تھا اسے یہ سمجھنے میں کہ اُسے اچھا خاصا

بے وقوف بنایا گیا تھا۔

'فہد دد دد دد دد دد۔۔۔۔۔'

شارمین نے چائے کا کپ ٹیبل پر رکھا اور فہد کے پیچھے بھاگی جو پہلے ہی خطرہ محسوس کرتے نودو گیا رہا ہو گیا تھا جبکہ نسرین بیگم سر پکڑ کر رہ گئیں۔

'آج تم مجھ سے بچ کے دکھاؤ۔ میں تمہیں گنجا کر دوں گی فہد دد۔'



شارمین نے بھاگتے ہوئے کہا۔

'پہلے پکڑ تولو۔'

فہد ہنستے ہوئے بھاگ رہا تھا کہ اچانک سامنے سے آتے عابرا عظیم سے ٹکرا گیا۔

'آرام سے۔۔۔ کیا کر رہے ہو فہد۔ ابھی گر جاتے۔'

'پاپا جانی اس کو پکڑ کے رکھیں۔ اشارمین بھاگتے ان دونوں کی طرف آئی۔

'ہاں بچو! اب بولو۔ تمہیں شرم نہیں آتی؟' اشارمین نے فہد کا کان مڑوڑتے ہوئے

مصنوعی عرصے سے کہا۔

'آہیہہ سیسی۔۔۔ اچھا سوری نہ۔۔۔ میرا کان تو چھوڑو۔۔۔' فہد نے فوراً ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

'کیوں پھر کیا کیا ہے اس نے۔' عابرا عظیم بھی فہد کو گھورتے ہوئے بولے۔
'پاپاجانی آپ کی بنی بنائی بے وقوف بیٹی کو مزید بے وقوف بنایا ہے میں نے۔'
فہد نے اپنا کان چھڑواتے ہوئے شرارت سے کہا۔

'پاپاجانی دیکھیں اس کو۔' اشار میں نے منہ بسورتے ہوئے شکایت لگائی۔
'باز آ جاو لڑکے۔ پٹو گے میرے ہاتھوں۔'

فہد کے سر پر چت لگاتے عابرا عظیم اشار میں کو لے کر ٹیبل پر آگئے جہاں نسرین بیگم اُن کا ناشتہ لگا رہی تھیں۔

فہد بھی ہنستے ہوئے اپنی کرسی پر بیٹھ گیا اور ناشتہ کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد اشار میں کی دین آئی تو وہ چلی گئی اور فہد بھی اپنی سکول بس کے لیے نکل گیا۔

وقفے وقفے سے دی جانے والی دستک نے اندر سوائے ہوئے وجود کو اٹھنے پر مجبور کر دیا۔

'یار رر رر کب سے سویا ہوا ہے۔ اب اٹھ بھی جا۔' اعریش کی بے زار سی آواز آئی۔
 'مجھے تو لگتا ہے کہ یہ اندر بے ہوش ہو گیا ہے۔' اب کے شارق کی پُر سوچ آواز آئی۔
 'یا پھر اس کی اپنی معشوقہ سے لڑائی ہو گئی ہوگی اور اب سوگ منارہا ہوگا۔' اعریش نے
 شرارت سے کہا۔

اس سے پہلے کہ وہ دونوں مزید کوئی گل افشانی کرتے، دروازہ کھل گیا۔ سامنے پائیز
 رف سے حلیے میں تیوری چڑھائے کھڑا تھا۔

تم دونوں کو چین نہیں ہے؟ اگھورتے ہوئے کہا گیا۔
 'میں نے بھیجا ہے ان کو۔ مجھ سے بات کرو۔' مجتبیٰ غازیان ان کی طرف آتے ہوئے
 گویا ہوئے۔

پائیز ان کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے دروازے کو چھوڑ کر کھڑا ہوا۔

'اپنی روٹین سیٹ کرو پائیز۔' مجتبیٰ غازیان نے سنجیدگی سے کہا۔

'جی ڈیڈی۔' گردن پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پائیز نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

'چلو تم دونوں بھی جاو اور پائیزا گلے پانچ منٹ میں تم مجھے ٹیبل پر نظر آو۔' مجتبیٰ غازیان

حکم جاری کرتے ہوئے چلے گئے۔

ایہ تم سوتے ہو یا بے ہوش ہوتے ہو؟ اشارق نے ہلکے پھلکے انداز میں پوچھا۔ جو اب پائیز اسے گھورتے ہوئے کمرے میں چلا گیا۔

آؤ ہم بھی جائیں۔ ایسا نہ ہو اس کے چکر میں ہم بھی پٹ جائیں۔ 'عریش ہنستے ہوئے اشارق کو کھینچ کر لے گیا۔

کچھ دیر بعد جینز پر بیلو شرٹ اور کریم کلر کی جیکٹ پہنے، پائیز ٹیبل پر آیا اور سلام کیا۔ او علیکم السلام! سب نے مشترکہ جواب دیا۔ اقرآن نے پائیز کے آگے ناشتہ رکھا۔ پائیز نے مسکراتے ہوئے سر کے اشارے سے شکریہ کہا۔

اب آگے کے کیپلینز ہیں بر خوردار! اسیر غازیان نے پائیز سے پوچھا جو موبائل میں کچھ دیکھ رہا تھا۔

افحال تو کچھ دن آرام کروں گا۔ پھر بھائی کو جوائن کروں گا۔ 'موبائل رکھ کر بریڈ پر جم لگاتے ہوئے کہا۔

اور یہ کچھ دن میں کتنے دن آتے ہیں؟ 'طائل غازیان نے مسکراتے ہوئے پوچھا تو پائیز

نے صرف مسکرانے میں ہی عافیت جانی کیوں کہ مجتبیٰ غازیان کام کے معاملے میں کافی سخت گیر واقع ہوئے تھے۔

اکوشش کرو کہ جلدی جوائن کر لینا۔ 'مجتبیٰ غازیان نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔
'اوکے۔' الفظی جواب کے بعد پائیز ناشتے کی طرف متوجہ ہوا لیکن کچھ یاد آنے پر سر اٹھایا۔

تانی کہا ہے؟'

'میں یہاں ہوں بھائی۔' ہاتھ میں ڈش پکڑے وہ بچن سے آتی دکھائی دی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'میں نے آپ کا فیوڈٹ لیز انیا بنایا ہے۔'

پائیز کے آگے ڈش رکھتے ہوئے تانی نے آستین سے ماتھے پر آیا پسینا صاف کرتے ہوئے کہا۔

اریٹلی؟' پائیز نے خوشگوار حیرت سے پوچھا تو تانی نے مسکراتے ہوئے زور زور سے سر ہلایا۔

'جب تم گئے تھے تب سے تانی نے تمہاری فیوڈٹ ڈشز بنانا سیکھی ہیں۔' اقراء نے تانی کو

پیار کرتے ہوئے کہا۔

'اب کھا کر بتائیں کیسا بنا ہے۔'

تانیہ نے پائیز کے ہاتھ سے بریڈ لے کر پلیٹ میں رکھا اور اقراء نے لیز انیا والی پلیٹ رکھ دی۔ پائیز نے کانٹا اٹھایا اور پہلا نوالا منہ میں ڈالا۔

تانیہ تجسس سے پائیز کے تعصبات دیکھ رہی تھی۔ جیسے جیسے ذائقہ منہ میں گھلتا جا رہا تھا، پائیز کے چہرے پر مسکراہٹ گہری ہوتی گئی۔ پائیز نے ستائشی نظروں سے تانیہ کو دیکھا۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

I can't Believe لیز انیا واقعی بہت مزے کا بنا ہے۔'

'کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ میں کچھ بناؤں اور وہ مزے کا نہ بنے؟' تانیہ نے فخر سے کہا۔

'اب ہمیں بھی دوگی یا سب اپنے پائیز بھائی کو ہی کھلاو گی۔' اسیر غازیان نے ہنستے ہوئے کہا۔

'کیوں نہیں چاچو۔ یہ لیں۔'

تانیہ جلدی سے ڈش سیر غازیان کی طرف لے گئی۔ سب کو سرو کرنے کے بعد وہ خود

بھی بیٹھ کر کھانے لگی۔

ایمیسپی۔۔۔۔ ایشاق نے پہلا نوالا لیتے ہی کہا۔

تانیہ کھلکھلائی۔

از بردست۔ 'عریش نے بھی تعریف کی۔

'آپ مجھ سے بات کرنے کی بالکل بھی کوشش نہ کریں میں آپ سے ناراض ہوں۔'

تانیہ گھورتے ہوئے بولی۔ عریش نے بے یقینی سے اسے دیکھا جو اپنی بات مکمل کر کہ

اب کھانے کی طرف متوجہ ہو چکی تھی۔

'کیوں؟؟؟ میں نے ایسا کیا کر دیا؟' عریش کا یوں بے چین ہونا کوئی نئی بات نہیں تھی۔

تانیہ کے معاملے میں وہ ایسا ہی تھا۔

'میرا گفٹ کہاں ہے۔ آپ نے کہا تھا صبح ملے گا۔'

'جی مجھے یاد ہے۔ بس آٹھ بجے تک ویٹ کرو۔ پلیز۔' عریش بے چارگی سے بولا۔ جبکہ

باقی سب ان دونوں کو یوں دیکھ کر مسکرا رہے تھے کیونکہ یہ روز کا معمول تھا کہ تانیہ

کسی ناکسی بات پر یوں ناراض ہو جاتی اور عریش اسے منانے کے لیے خوار ہوتا رہتا۔

'اچھا مجھے کچھ کام ہے، میں نکلتا ہوں۔ اللہ حافظ۔' موبائل ہاتھ میں پکڑے پائیز اجلت
میں چلا گیا۔

'ناشتہ تو پورا کرتے جاؤ۔' اغزالہ بیگم نے پیچھے سے آواز لگائی لیکن وہ جاچکا تھا۔

'پتا نہیں یہ لڑکا کیا کرتا رہتا ہے۔' اسمارہ بیگم نے نفی میں سر ہلایا۔

'اوہومی! ہو سکتا ہے کوئی ضروری کام ہو تبھی اتنی جلدی میں گیا ہے۔' اشراف نے
اسمارہ بیگم کو مطمئن کرنا چاہا۔

'ہاں ناہر وقت میرے معصوم بچے کے پیچھے پڑی رہتی ہیں دونوں۔' منسا بیگم نے پائیز
کی طرف داری کرتے ہوئے کہا تو سب ہنس پڑے۔

'کچھ زیادہ ہی معصوم ہے آپ کا بچہ۔' اسیر غازیان نے ہنستے ہوئے کہا۔ جس پر منسا چچی
نے اُنھیں گھورا۔

'اچھا میں بھی نکلتا ہوں۔ میری ایک میٹنگ ہے۔' دائم کہتے ہوئے کھڑا ہوا۔ 'ڈیڈی
آپ جو اُن کریں کرے گے؟'

'اہم تم سٹارٹ کرو میں بھی آتا ہوں۔' مجتبیٰ غازیان نے چائے پیتے ہوئے کہا۔

'اچھامی، خالہ، چچی، چاچو اور کزن حضرات اللہ حافظ! 'دائم نے کوٹ پہنتے ہوئے کہا۔

'اللہ حافظ بیٹا۔'

'اللہ حافظ بھائی۔' سب نے ایک ساتھ جواب دیا جبکہ مینا چچی نے آیت الکرسی پڑھ کر
دائم پر پھونکی۔

'اللہ حافظ بھائی۔' تانیہ نے دائم کے گلے لگتے ہوئے کہا۔

'اللہ حافظ شہزادی۔' دائم نے تانیہ کے سر پر پیار کیا۔

'آپی آپ نے بھائی کو اللہ حافظ نہیں کہنا کیا؟' تانیہ نے اقراء کو تنگ کرنا اپنا فرض سمجھا۔

'اللہ حافظ۔' اقراء نے تانیہ کو گھورتے ہوئے دائم سے کہا۔

'اللہ حافظ۔'

دائم نے اقراء کو اپنے ساتھ لگایا تو تانیہ، شارق اور عریش نے خوب ہوٹنگ کی جسے دائم

اور باقی سب نے تو انجوائے کیا لیکن اقراء بچاری مارے شرم کے سُرخ پڑ گئی۔

'بس کرو کیا ہر وقت میری بیٹی کو تنگ کرتے رہتے ہو۔' مجتبیٰ غازیان نے سب کو

ڈانٹا۔

اشراق عریش تم دونوں نے ڈیوٹی پر نہیں جانا کیا؟ توپوں کا رخ ان دونوں کی طرف
کر دیا گیا۔

اکیوں نہیں جانا چاہو۔ بس میں بھی نکل رہا ہوں۔ اللہ حافظ سب کو۔'

شراق جلدی سے کہتے ہوئے تقریباً بھاگنے کے سے انداز میں نکلا۔ دائم بھی ہنستے ہوئے
چلا گیا۔ شراق کی پھرتی دیکھ کر مجتبیٰ غازیان زیر لب مسکرا اٹھے۔

'اور بر خور دار تمہارا کیا حساب ہے۔'

انج جی چاچو وہ آج میں نے تھوڑا لیٹ جانا ہے۔' عریش نے جھجکتے ہوئے کہا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سیر غازیان اور طائل غازیان بھی مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے کیونکہ مجتبیٰ
غازیان سے کوئی بعید نہیں تھی، ان دونوں کو بھی ڈاٹنا شروع کر دیتے۔ وہ کوئی ہٹلر
ٹائپ نہیں تھے بس کام کے معاملے زرہ سختی برتتے تھے۔

منہ میں پین دبائے، وہ بورڈ پر لکھے ریکشن میں الجھی ہوئی تھی۔

'اس میں کچھ تو غلط ہے! اشار میں نے خود سے کہا۔

لیکن وہ غلطی ہے کہاں؟ 'اچانک شارمین کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

'اسکیوز می میم!'

'جی شارمین۔'

'میم آپ نے ریکشن میں آپ نے ایک آکسیجن کم لکھا ہے۔' شارمین نے ادب سے کہا۔

'اوہ ہاں! تھینک یوں بچے!'

میم نورین نے مسکراتے ہوئے اپنی قابل اسٹوڈنٹ کو دیکھا جو ہمیشہ کیمسٹری میں ٹاپ کرتی تھی۔ شارمین بھی دھیمی مسکراہٹ لیے واپس بیٹھ گئی۔ کچھ دیر بعد جب کلاس ختم ہوئی تو وہ اپنے گروپ کے ساتھ پاکستان اسٹڈیز کی اسائنمنٹ کرنے گراؤنڈ میں آگئی۔ یہ گروپ ان کی کلاس ٹیچر نے بنایا تھا۔ ان کے گروپ میں کل پانچ لڑکیاں تھیں۔

خوش بخت عرف خوشی، ماریہ، حفصہ، جمائل اور خود شارمین۔

'خوشی S-Masters واپس آگئے ہیں۔' ماریہ آنکھوں میں چمک لیے بولی۔

'ہاں میں نے بھی سنا ہے۔' حمائیل نے بھی گرم جوشی کا مظاہرہ کیا۔ جبکہ خوشی دھیمے سے مسکرا دی۔

'اب یہ کون ہیں۔' اشار میں نے لکھتے ہوئے پوچھا۔

'ہااااا۔۔۔ تمہیں S-Masters کا نہیں پتا۔' صدا کی ڈرامے باز حفصہ نے یوں کہا جیسے اشار میں نے بہت بڑا گناہ کر دیا ہو۔

'ہاں مجھے نہیں پتہ۔' اشار میں نے پین رکھتے ہوئے کہا یوں جیسے کہہ رہی ہو نہیں پتا کیا کر لوگی۔

'S-Masters' ایک گروپ ہے جو ڈرگ مافیا اور لڑکیوں کو گڈنیپ کرنے والے کینگز کو پکڑتے ہیں۔' مار یہ نے کہا۔

'یہ ایجنٹس ہیں؟' اشار میں نے پوچھا۔

'نہیں۔' نایہ ایجنٹس ہیں اور نہ پولیس والے۔ یہ ایک خود مختار گروپ ہے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ شاید یہ آرمی کے انڈر کام کرتے ہوں۔' اب کی بار جواب حفصہ کی جانب سے آیا۔

'اس گروپ میں ہمیشہ تین لوگ ہوتے ہیں۔ پندرہ بیس سال بعد یہ چیلنج ہوتے ہیں اور اپنے گروپ کا نام بھی نمبرز کے مطابق رکھتے ہیں۔ اب کی بار جو ہیں ان سب کے نام S سے شروع ہوتے ہیں۔'

ماریہ نے مزید کہا۔ جبکہ اس دوران خوشی بالکل خاموش اور کھوئی کھوئی سی تھی جو اشار میں نے بڑی شدت سے محسوس کیا۔

'Scar, Sniper and Snake-Eyes'

خوشی نے آنکھیں بند کرتے ہوئے تینوں کے نام بتائے۔
 لیکن میں نے تو کبھی بھی ان کے بارے میں نہیں سنا۔ اشار میں نے اُلجھتے ہوئے کہا۔
 اُسنوگی بھی نہیں۔ کیوں کہ ان کے بارے میں بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ یہاں تک کہ انھیں کسی نے دیکھا بھی نہیں ہے۔ کبھی بھی ان کے بارے میں کوئی خبر نہیں ملے گی سوشل میڈیا پر۔ خوشی نے آہستہ سے کہا۔

خوشی اگر تمہیں بُرا نہ لگے تو کیا میں تمہاری اس خاموشی کے بارے میں پوچھ سکتی ہوں؟ اشار میں نے بہت محتاط انداز میں کہا۔

خوشی نے کرب سے آنکھیں میچ لیں۔ ماریہ اور حفصہ کی بھی تھوڑی دیر پہلے والی کیفیت زائل ہو گئی اور وہ بھی غمگین ہو گئیں۔

'ایم سوری اگر تمہیں بُرا لگا ہو تو۔' ان سب کے تعصبات سے شمارین کو معاملے کی سنگینی کا اندازہ ہو گیا تھا۔

'نہیں کوئی بات نہیں میں بتاتی ہوں۔' خوشی نے خود پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

'تمہیں یاد ہے میں ایک مہینہ یونیورسٹی نہیں آئی تھی۔'

'ہاں حفصہ نے بتایا تھا کہ تم لاہور گئی تھی اپنے ماموں کی طرف۔' شمارین نے سوچتے ہوئے کہا۔

'میں لاہور نہیں گئی تھی۔' خوشی نے گہری سانس بھرتے ہوئے تھکے سے لہجے میں کہا۔

'مجھے گڈ نیپ کیا تھا ایک گینگ نے۔'

شمارین یہ سن کر سکتہ میں آگئی۔ آج خوشی کی خاموشی کے راز کا پردہ فاش ہو گیا تھا۔

سب نے ہی محسوس کیا تھا کہ شوخ و چنچل سی خوشی اب چپ چپ سی رہنے لگی تھی

لیکن اس کے پیچھے اتنی خوفناک وجہ ہوگی یہ تو شمارین کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔

انوشی! اشار میں کو سمجھ نہ آیا کہ کن الفاظ میں خوشی سے اظہارِ افسوس کرے۔

اس دن آف ٹائم میں مجھے اکیلے جانا تھا۔ میں ایک آٹو میں بیٹھ کر گھر جا رہی تھی کہ راستے میں ڈرائیور نے مجھے بے ہوش کر دیا۔ 'یہ کہتے ہوئے خوشی کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ جمائل نے آگے بڑھ کر خوشی کو اپنے ساتھ لگایا جبکہ شارمین اپنی جگہ صدمے کی سی کیفیت میں بیٹھی تھی۔

'میرے ساتھ اور بھی کئی لڑکیاں تھیں وہاں۔'

خوشی نے کہنا شروع کیا۔
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
'چار دن تک ہم سب وہیں تھیں۔ میں نے تو اُمید ہی چھوڑ دی تھی وہاں سے باعزت جا سکنے کی۔ لیکن کہتے ہیں ناجہاں انسان کا گمان ختم ہوتا ہے وہیں سے اُس عظیم ہستی کی رحمت شروع ہوتی ہے۔ انوشی نم آنکھوں سے مسکرائی۔

'اللہ نے اُن وقت کے فرعونوں کے لیے اپنے موسیٰ بھیجے جنہوں نے ہم سب کو بچا لیا۔ انوشی روتے ہوئے ہنس دی۔

خوشی کے چہرے سے اس کی دلی کیفیت کا اندازہ لگایا جاسکتا تھا۔ حفصہ، جمائل، ماریہ

یہاں تک کہ شارمین بھی روپڑی۔

اسناپیر (Sniper) نے پہلے ہمیں وہاں سے نکالا، پھر تینوں نے مل کر سب کو داخل جہنم کیا، سنیک آئز (Snake-Eyes) نے ہم سب کو اس ٹروما سے نکلنے میں مدد کی تو دوسری طرف ہمارے گھر والوں کو بھی سمجھایا اور سکار (Scar) نے ہم سب کو بحفاظت گھروں کو پہنچایا۔ خوشی کے لہجے میں ان تینوں کے لیے عقیدت اور احترام تھا۔

اس کا مطلب تم نے ان کو دیکھا ہوا ہے۔ اجمائل نے ماحول کو خوشگوار بنانے کی عرض سے متجسس لہجے میں کہا۔

ہاں میں نے دیکھا ہوا ہے۔ سب کو اپنے ساتھ یوں غمگین ہوتا دیکھ کر خوشی نے خود پر قابو پاتے ہوئے فخر سے گردن اکڑا کر کہا۔

سب سے ہینڈ سم کون ہے۔ احفصہ نے آنکھیں پھیلاتے ہوئے پوچھا۔

اے مہمممم۔۔ اب میں کیسے بتاؤں۔

کیا مطلب کیسے بتاؤں؟ 'مار یہ نے تیوری چڑھائے پوچھا۔

ایکوں کہ وہ سب۔۔۔ خوشی اتنا کہہ کر خاموش ہو گئی۔

ابو لو بھی۔۔۔ اسب ایک ساتھ بولیں۔

ماسک میں رہتے ہیں۔ خوشی نے دانت نکالتے ہوئے کہا تو وہ جو سب متوجہ ہوئی

خوشی کے قریب بیٹھی تھیں بد مزہ ہوتے ہوئے پیچھے ہو گئیں۔

اچھا چلو ان کی ڈریسنگ کے بارے میں بتادو۔ اشارین نے بظاہر ہلکے بھلکے لہجے میں کہا

لیکن اندر سے وہ بُری طرح دہل گئی تھی۔

اہم ممم۔۔۔ پینٹ، ہڈی اور ماسک سیم تھے۔ بس صرف رنگ مختلف تھے۔ سنیک۔ آنرز

ڈارک گرین، سنا پُر ڈارک بیلو اور سکار فل بلیک تھا۔

ہائےےےےے بلیک سکار! حفصہ کی ڈرامے باز عروج پر تھی جس نے سب کو

مسکرانے پر مجبور کر دیا۔

اتم تو چُپ ہی رہو لو ٹا عورت۔ جس کو بھی دیکھتی ہو پھسل جاتی ہو۔ اشارین نے حفصہ

کے سر پر چت لگاتے ہوئے کہا۔

اکیاااااااااا۔۔۔ تم مجھے۔۔۔ مجھے عورت کہا۔ میں تو اتنی معصوم سی ٹین ایجر ہوں۔ حفصہ

نے نا نظر آنے والے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔ جس پر خوشی سمیت سب ہنس پڑیں۔

'وہ دیکھو پائیز مجتبیٰ'۔۔۔۔۔'

جمائل کے چیخنے پر سب پر نسل کے آفس کی طرف جاتے پائیز کی طرف متوجہ ہوئیں۔ اپنے نام کی پکار پر پائیز نے بھی ان کی طرف دیکھا تھا۔ جس پر گراؤنڈ میں موجود سب لڑکیوں نے بھی چیخنا شروع کر دیا تھا اور پائیز کے مسکرانے پر تو بے حال ہی ہو گئیں۔ آخر کیوں نابے تاب ہوتیں۔ ٹک ٹاک کاسب سے مشہور ستارہ جوان کے سامنے تھا۔ شارمین نے تو جیسے سر نہ اٹھانے کی قسم کھالی تھی۔ جب سے جمائل نے پائیز کا نام لیا تھا تب سے شارمین کا یہی حال تھا۔ اسے کو وہ وقت یاد آیا جب ونیسہ نے کہا تھا کہ میسج پڑتے ہی آذان ہو گئی۔

'تو کیا وہ دُعا قبولیت کا شرف حاصل کر چکی ہے۔' یہ خیال آتے ہی شارمین کے رونگٹھے کھڑے ہو گئے۔

'یا اللہ پلیر نہیں۔ میں اُسے فیس نہیں کر سکتی۔ اُف ونیسہ کی بیچی اللہ تمہیں اس دنیا سے غائب کرے یہ تم نے مجھے کس مشکل میں ڈال دیا۔' شارمین نے روہان سے لہجے میں کہا۔

کہتے ہیں کہ انسان کو ہر وقت خیر کی دُعا کرنی چاہیے۔ کیونکہ جب وہ کوئی دُعا یا بددُعا دیتا ہے تو فرشتے بھی آمین کہا کرتے ہیں۔ یعنی قبولیت کی گھڑی کسی بھی وقت ہو سکتی ہے۔ کبھی کبھی بے خیالی میں دی جانے والی بددُعا کسی کی زندگی چھین بھی سکتی ہے اور برباد بھی کر سکتی ہے۔۔۔۔۔

وہ سوچوں میں گم چہرہ گھٹنوں پر ٹکائے کھڑکی کے پاس بیٹھی تھی۔
'ونیسہ۔' اپنے نام کی پکار پر اس سے سراٹھا کر دروازے کی جانب دیکھا جہاں سے
نورین بیگم اندر آرہیں تھیں۔
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'اجی ماما جان کچھ کام تھا۔' نورین بیگم کے ہاتھ پکڑتے ہوئے ونیسہ نے کہا۔
'نہیں کام تو نہیں ہے لیکن ایسے اکیلی کیوں بیٹھی ہو؟ اور آج یونی بھی نہیں گئی۔ کیا بات ہے شہزادی۔' نورین بیگم نے ونیسہ کو پیار کرتے ہوئے کہا۔
'اوہو وہو ماما جان۔ میں تو بس ایسے ہی بیٹھی تھی اور یونی اس لیے نہیں گئی کہ آج کل سپورٹس ویک چل رہا ہے نا۔' ونیسہ نے نورین بیگم کو مطمئن کرنا چاہا۔

'انہیں کوئی تو بات ہے۔ تم آج کل بہت خاموش ہو گئی ہو اور جب دیکھو تنہا بیٹھی ہوتی ہو۔' وہ ماں تھیں، کیسے اس کا جھوٹا ناپکڑتیں۔

'اگر کوئی بات ہے تو بتاؤ مجھے۔'

ونیسہ نے ایک نظر ان کو دیکھا پھر گہری سانس بھرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

'مما میں آج کل بہت عجیب خواب دیکھ رہی ہوں۔ میں بہت پریشان ہوں ان خوابوں کی وجہ سے۔'

'کیسے خواب؟' نورین بیگم نے پوچھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'اپنا نہیں ممابلس عجیب سے ہوتے ہیں۔ میں بیان نہیں کرنا چاہتی۔' ونیسہ نے اُداس ہوتے ہوئے کہا۔

'خوابِ بد کی دُعا پڑھ لیا کرو اور پریشان ناہو انشاء اللہ سب بہتر ہوگا۔ ایسے چُپ چُپ رہنے سے بھی کچھ نہیں ہوتا۔ میرا بھی دل خفا ہوتا ہے اپنی بچی کو یوں دیکھ کر اور مہرماہ بھی کہتی ہے کہ آپ کیوں پریشان رہتی ہیں۔ اب پہلے کی طرح نہ ہی میرے ساتھ باتیں کرتی ہیں اور نہ ہی ناو لڑ پڑھتی ہیں اب۔' نورین بیگم نے سمجھاتے ہوئے آخر میں

جان بوجھ کر ناولز کا ذکر کیا۔ کیونکہ ہماری ونیسہ بھی ناولز کی دیوانی واقع ہوئی تھی۔
 انخوابِ بد کی دُعا تو پڑھتی ہوں اور جہاں تک بات ہے مہرماہ کی تو اب کوشش کروں گی
 کہ اسے بھی ٹائم دوں اور میں نے کچھ ناولز آڈر کیے ہیں آج شاید مل جائیں۔ ماں کو
 یوں افسردہ ہوتا دیکھ کر ونیسہ نے بھی خود پر قابو پاتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ ان
 میں مزید کوئی بات ہوتی، بیل کی آواز پر وہ سب کچھ بھولی "میرے ناولز" کا نعرہ لگاتے
 دروازے کی طرف بھاگی۔

'یا اللہ میری بچی پر رحم فرما۔' اپنے رب کے حضور گزارش پیش کرتے نورین بیگم بھی
 ونیسہ کے پیچھے چلی گئیں۔

اقراء اور تانیہ مل کر کیچن صاف کر رہے تھے۔ یایوں کہا جائے کہ تانیہ کے لائے ہوئے
 طوفان سے نپٹ رہے تھے جو صبح لڑا نیا بنانے کے چکر میں لایا گیا تھا۔

'ویسے آپی سچی سچی بتائیں کیسا بنا تھا لڑا نیا۔' تانیہ نے برتن دھوتی اقرء سے پوچھا۔

'بہت مزے کا بنا تھا میری جان۔ ماشاء اللہ ہماری شہزادی کے ہاتھ میں بہت ذائقہ

ہے۔'

اقراء نے پلیٹ تانیہ کو پکڑاتے ہوئے کہا جو مسکھا کر ریک میں رکھ رہی تھی۔

'ویسے آپ وہ جو لڑکی دیکھی تھی اس کا کیا بنا؟' کچھ یاد آنے پر تانیہ نے پوچھا۔

'مئی آج ڈیڈی اور باقی سب سے بات کریں گی۔ دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے۔'

اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی ڈور بیل بجی۔

'میں دیکھتی ہوں۔' تانیہ کہتے ہوئے باہر چلی گئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Inter

'کون ہے؟'

'ڈلیوری بوائے۔' مہذب انداز میں جواب آیا۔

تانیہ نے نقاب لیتے ہوئے دروازہ کھولا۔ سامنے ایک شخص ماسک پہنے اور پی۔کیپ

سے آنکھیں چھپائے ہاتھ میں ایک خوبصورت اور بڑا سا سُرخ گلاب کا بُکے لیے کھڑا

تھا۔

'مس تانیہ مجتبیٰ کے لیے پارسل ہے۔'

ڈلیوری بوائے نے بکے تانیہ کی طرف بڑھایا۔ عاشو نے بکے لیا اور سائن کر کہ دروازہ بند کر دیا۔

ایہ کس نے بھیجا ہوگا۔ تانیہ گارڈن میں رکھی کر سیوں کی طرف گئی۔ جیسے ہی اس نے بکے ٹیبل پر رکھا، پھر سے ڈور بیل بجی۔

پوچھنے پر پتا چلا کہ وہی ڈلیوری بوائے نئے پارسل کے ساتھ حاضر ہوا ہے۔ اب تانیہ کو کچھ کچھ سمجھ آنے لگا کہ یہ کس کا کام ہے۔ نقاب لیتے ہوئے دروازہ کھولا تو سامنے وہی ڈلیوری بوائے ہاتھ میں شیشے کا ڈبہ لیے کھڑا تھا جس میں ایک خوبصورت سا چاکلیٹ کا بنا ہوا گھر تھا۔ تانیہ مسکراتے ہوئے وہ ڈبہ لیے وہی آگئی جہاں پر بکے رکھا ہوا تھا۔

پھر سے ڈور بیل بجی۔ اس بار ایک خوبصورت سی ٹوکری آئی تھی جس کے اندر کپڑا پڑا ہوا تھا۔

استھینک یوں سوو وچ عیش۔

تانیہ نے ٹوکری لیتے کہا تو ڈلیوری بوائے جو سر جھائے کھڑا تھا ہنس پڑا۔

انوش رہو عیش کی کونین۔ اعریش گلے میں پہنا وائس چینجر اتارتے ہوئے تانیہ کو

ساتھ لیے اندر آ گیا۔

اویسے اس میں کیا ہے؟ تانیه نے ٹوکری کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

ان خود ہی دیکھ لو۔

عریش کہتے ہوئے کرسی پر بیٹھ گیا۔ جب تانیه نے کپڑا ہٹایا تو مارے خوشی کے وہ چیخ

پڑی۔

'بلیرہ مہیسی۔۔۔' اس ٹوکری میں سفید رنگ کا خوبصورت سا پیر شین بلیوں کا جوڑا

تھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اعیش! تانیه رو پڑی۔

عریش ہمیشہ ہی تانیه کو ایسا گفٹ دیتا تھا جو سب سے منفرد ہوتا تھا۔

'اہو ووتانی۔۔' عریش تانیه کو اپنے ساتھ لگائے چپ کر وارہا تھا جو مسلسل روئے جا رہی

تھی۔

اکیا ہوا۔ سب خیریت ہے نا۔ اغزالہ بیگم، مینا چچی، اسمارہ خالہ اور اقراء ان دونوں کی

طرف آتے ہوئے بولیں۔

لتانی میری جان کیا ہوا۔ اغزالہ بیگم نے تانیہ کو یوں روتا دیکھ کر اپنے ساتھ لگایا۔
 اعیش تم نے کچھ کہا ہے تانیہ کو۔ مینا چچی نے عیش سے پوچھا جس نے سرنفی میں
 ہلایا۔ اقراء نے عیش کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اُسے تسلی دی جو اب خود بھی
 ایویشنل ہو رہا تھا۔

اممائیہ دیکھیں عیش نے مجھے کتنا پیارا گفٹ دیا ہے۔۔۔ لتانیہ نے سب کو اپنا گفٹ دکھایا۔
 اتواس میں رونے کی کیا بات ہے۔ اعیش نے اُداس ہوتے ہوئے کہا۔
 اوہ تو بس ایسے ہی۔ لتانیہ شرمندہ سی مسکرا دی۔
 اسما رہ بیگم نے نظروں ہی نظروں میں اغزالہ بیگم، اقراء اور مینا بیگم کو کچھ اشارہ کیا جسے
 سمجھتے ہوئے وہ سب مسکرا دیں۔

پائیز گھر سے نکل کر موبائل پر لوکیشن دیکھتا ویمین یونیورسٹی پہنچ گیا۔ پارکنگ میں
 گاڑی کھڑی کر کے وہ یونی میں داخل ہوا۔ ارد گرد کا تفصیلی جائزہ لیتے ہوئے وہ آگے
 بڑھا۔ ابھی وہ گراؤنڈ سے گزر کر پرنسپل کے آفس جا ہی رہا تھا کہ اپنا نام سن کر رُک

گیا۔ لڑکیوں کو یوں بے چین ہوتا دیکھ کر پائیز نے بے زاری سے آنکھیں گھمائیں۔
 جب اس کی نظر بلا ارادہ گراؤنڈ کے کونے میں بیٹھے گروپ پر گئی۔ جس میں ایک لڑکی
 سر جھکائے نا جانے کیا کہہ رہی تھی لیکن پائیز کو وہ کوئی ڈری سہمی سی بلی لگی جو شیر کے
 خوف سے آنکھیں بند کیے بیٹھی ہو۔ ایک خوبصورت سی مسکراہٹ نے پائیز کے
 چہرے کا احاطہ کیا۔ لیکن اُس مسکراہٹ کی مدت بہت کم واقع ہوئی۔ کیونکہ پائیز کو
 مسکراتا دیکھ کر لڑکیوں نے مزید چیخنا شروع کر دیا تھا۔ وہ سنجیدہ ہوتا ہوا لمبے لمبے ڈگ
 بھرتا آفس کی طرف چلا گیا۔

پائیز نے دروازہ نوک کیا۔ اجازت ملنے پر وہ اندر چلا گیا۔ آفس بہت نفاست سے سجایا
 گیا تھا۔ دائیں جانب قد آور کھڑکیاں تھی۔ کمرے کے درمیان میں میز اور کرسیاں
 رکھی گئی تھیں۔ سربراہی کرسی پر ایک عمر رسیدہ لیکن چاک وچو بند خاتون براجمان
 تھیں۔

وہ منسہ ابراہیم تھیں یونیورسٹی کی ہیڈ یعنی پرنسپل۔

'اسلام علیکم میم! پائیز نے ادب سے سلام کیا۔

'او علیکم السلام بیٹا آپ؟ منسہ ابراہیم نے سلام کا جواب دیتے ہوئے پوچھا تو پائیز نے

ایک کارڈ ان کی طرف بڑھایا جسے پڑھ کر منسہ ابراہیم نے اثبات میں سر ہلایا۔

Welcome Mr. Paiez Mujtaba. I'll make sure
you may not face any difficulties

منسہ ابراہیم نے پائیز سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا جبکہ پائیز نے صرف مسکراتے پر اتفاق
کیا۔

Ma'am Wana take a round today

اپنی کلانی پر بندھی خوبصورت سی گھڑی پر ٹائم دیکھتے ہوئے پائیز نے کہا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اشیور۔

پائیز نے سر کر اشارے سے شکریہ کہا اور آفس سے نکل گیا۔ باہر آتے ہی پائیز اس
گراؤنڈ میں آیا جہاں اُس نے وہ ڈری سہمی سے ملی (یعنی کی ہماری شانی) کو دیکھا تھا۔
لاشعوری طور پر پائیز اُسے ڈھونڈ رہا تھا۔ وہ تو نہ ملی البتہ باقی لڑکیاں ضرور پائیز کے پیچھے
پڑ گئیں۔ وہ جہاں بھی جاتا لڑکیوں کا جھنڈا اس کے پیچھے پیچھے چلا آتا۔

Don't you have any class? Why are you

following me

بلاخر تنگ آتے ہوئے، پائیز نے غصہ سے مڑ کر انھیں سُنادی جس پر وہ سب بجائے
شرمندہ ہونے کے کھی کرنے لگیں۔

We want a selfie with you

ان میں سے ایک لڑکی نے آگے بڑتے ہوئے کہا۔ پائیز اس کی شکل دیکھ کر رہ گیا۔ ان
اسلام کی شہزادیوں میں اور باہر کی عام لڑکیوں میں کیا فرق رہ گیا تھا۔ وہ شہزادیاں کہ
جن کی شرم و حیا پوری دُنیا میں مشہور تھی، وہ آج کس قدر بے باکی سے پیام کے ساتھ
تصویر کھنچوانے کا مطالبہ کر رہی تھیں۔ پائیز کو بہت افسوس ہوا۔

'یا اللہ! پائیز نے سر کا آسمان کی طرف کرتے ہوئے بلند آواز میں کہا اور بناؤں کی
طرف دیکھے وہاں سے چلا گیا۔ عرض جب تک وہ یونیورسٹی میں تھا یہی حال رہا۔ آف
تائم تک پائیز کا میٹر اچھا خاصا شاڈٹ ہو چکا تھا۔ بس نہیں چل رہا تھا کہ کیا کر ڈالتا۔ اسی
غصہ کی حالت میں وہ پارکنگ میں آیا۔

اپنی گاڑی میں بیٹھ کر جیسے ہی گاڑی آگے بڑھائی دو لڑکیاں جو آگے سے گزر رہیں تھی،

ان میں سے ایک کو ہلکی سی ٹکریل گئی اور یہاں پائیز کی بس ہو گئی۔ خطرناک تیور لیے وہ گاڑی سے باہر نکلا۔

Are you in your senses??

اگر مرنے کا اتنا ہی شوق ہی تو کسی ٹرک کے آگے کیوں نہیں کھڑی ہو جاتی۔ پائیز نے غصہ سے دھیمی آواز میں مگر چلاتے ہوئے کہا۔

وہ جو اپنی کتابیں اٹھا رہی تھی پائیز کی آواز پر چونک گئی۔ مارے صدمے کے اس کے ہاتھ رُک گئے۔ لیکن جلد ہی خود پر قابو پاتی وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ یوں کھڑے ہونے کی وجہ سے اُس کا نقاب اتر گیا۔ پائیز کا دُکھ سوا ہوا یہ دیکھ کر کہ وہ اور کوئی نہیں بلکہ وہی لڑکی بقول پائیز کے وہی ملی تھی جسے وہ ڈھونڈ رہا تھا اور اب وہ ملی بھی تو کن حالات میں !!!

Mr Mind ur Language

مجھے مرنے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ پتا نہیں گاڑی میں بیٹھ کر خود کو کیا سمجھنے لگ جاتے ہیں خود کو کہ دوسروں کی زندگی کی کوئی اہمیت ہی نہیں رہتی آپ کے نزدیک۔ بجائے

اس کے کہ مجھ سے سوری کریں الٹا مجھے ہی باتیں سنائی جا رہے ہیں۔ اشار مین جب بولنے پر آئی تو بولتی ہی گئی۔

'آپ کہ وجہ سے مجھے لگی بھی ہے۔ لیکن میں تو کچھ بھی نہیں کہہ رہی۔ اللہ نے شکل کیا اچھی دے دی دماغ اور لہجہ اتنا ہی خراب دیا ہے۔'

اشار مین بس کرو۔ 'جمائل نے اشار مین کو کھینچتے ہوئے کہا۔ جبکہ پائیز گاڑی کے بونٹ سے ٹیک لگائے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے اس بلی کا یہ جنگلی روپ دیکھ رہا تھا جو صبح ڈری سہمی سی کونے میں بیٹھی تھی اور اب شیرنی کی دھاڑ رہی تھی۔

'کیا بس کروں، غلطی بھی اسی کی ہے اور مجھے فضول میں باتیں سنارہا ہے۔ جاہل کو جا باندر۔'

شار مین عرصے سے کہتی واک آؤٹ کر گئی۔ جمائل بچاری بھی جلدی سے اس کے پیچھے بھاگی۔ جبکہ پائیز کو تو صدمہ ہی لگ گیا تھا۔

کتنے آرام سے وہ لندن سے پڑھے ہوئے اور اپنی لگس کی وجہ سے مشہور ہینڈ سم ترین لڑکے کو "جاہل کو جا باندر" کہہ گئی تھی۔ آج تک پائیز نے لڑکیوں سے اپنی تعریف

ہی سنی تھی لیکن شارمین وہ واحد لڑکی تھی جو نا صرف پائیز کو کھری کھری سنا گئی تھی بلکہ جاہل اور کو جا باندر جیسے عظیم خطابوں سے بھی نواز گئی تھی۔

Kitty Cat you'll pay for this

تصور میں شارمین سے مخاطب ہوتے پائیز گاڑی میں جا بیٹھا۔ غیر ارادی طور پر پائیز نے ایک بار خود کو بیک ویو مرر میں دیکھا۔

بھوری آنکھیں، خوبصورت بال اور اس پر گروڈ اسٹبل بیرڈ

(Groomed Stubble Beard)

وہ کسی بھی لڑکی کا دل دھڑکا سکتا تھا۔

'اچھی بھلی شکل ہے میری۔' پائیز نے سرگوشی میں خود سے کہا۔

'تمہیں تو میں نہیں چھوڑوں گا مس۔۔۔۔۔ کیا نام تھا؟' پائیز نے سوچتے ہوئے کہا۔

'خیر جو بھی مس کیٹی کیٹ۔ اب تمہاری خیر نہیں۔'

پائیز یہ کہتے ہوئے گاڑی زن سے بھاگا کر لے گیا۔

تانیہ اور عریش لاؤنچ میں بیٹھے بلی کے بچوں کے نام سوچ رہے تھے۔ ان سے تھوڑے فاصلے پر غزالہ بیگم، اسمارہ اور مینا بیگم کو کل دیکھی جانے والی لڑکیوں کے بارے میں بتا رہی تھیں جبکہ اقراء کی ساری توجہ عریش سے نخرے اٹھوانے والی تانیہ پر تھی۔

اعیش۔۔۔ کوئی پیار اسانا نام بتائیں نہ۔ یہ کیا عجیب عجیب سے نام بتا رہے ہیں۔ تانیہ نے منہ پھولاتے ہوئے کہا تو عریش مسکرا اٹھا۔

اچھا تو پھر ایسا کرتے ہیں لڑکے کا نام ٹام رکھ لیتے ہیں اور لڑکی کا نام ببلز کیونکہ میری کونین کو ببلز اچھے لگتے ہیں۔ عریش نے ٹام کو اپنی گود میں بیٹھاتے ہوئے کہا تو تانیہ کھلکھلا اٹھی۔

اب یہ ٹھیک ہے۔ آج سے یہ دونوں ہیں ٹام اور ببلز۔ میری پیاری شی ببلز۔ تانیہ کہتے ہوئے ببلز کو پیار کرنے لگی۔

اویسے چچی آپ کو نہیں لگتا کہ اب عریش کی بھی شادی ہو جانی چاہیے؟ ابطاہر تو اقراء مینا چچی سے مخاطب تھی لیکن سارا دھیان عریش اور تانیہ کے تعصبات پر تھا جو اقراء

کی بات سُننے ہی بدلے تھے۔

تانیہ کے چہرے پر خوشی کی جگہ حیرانی نے لے لی جبکہ عریش کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی۔

'ہاں۔ میں بھی یہی سوچ رہی ہوں۔ تم کیا کہتے ہو عریش۔' منہا چچی نے اقراء سے اتفاق کرتے ہوئے کہا۔

'جب ہم تینوں کا ہر کام ساتھ ہوتا ہے تو شادی بھی ساتھ ہی ہوگی۔' وہ ٹام کے ساتھ کھیلتا ہوا بولا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'کیا ہوا تانی۔ چُپ چُپ سی کیوں ہو گئی۔' اسمارہ بیگم نے بظاہر سنجیدگی سے کہا۔

'اس کا مطلب کہ عیش بھی دولہا بنیں گے نا؟' تانیہ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

'ظاہر سی بات ہے۔' اقراء نے مسکراہٹ ضبط کی۔

'ہر رے رے۔۔۔ کتنا مزہ آئے گا۔ عیش آپ بھی دولہا بنیں گے پائیز بھائی کے

ساتھ۔' تانیہ نے عریش کا بازو جھنجھوڑتے ہوئے خوشی سے کہا۔

'مما جب عیش کے لیے لڑکی دیکھنے جائیں گے نا تو میں بھی ساتھ جاؤں گی۔'

تانیہ نے پُر جوشی سے کہا تو اقراء اور باقی سب کا منہ کھلا رہ گیا۔ ان کا خیال تھا کہ شاید وہ کوئی منفی ردِ عمل دکھائے، یہاں تو معاملہ ہی کچھ اور تھا۔

لیکن تانیہ سوچ لو۔ ایسا نہ ہو کہ شادی کے بعد عریش بدل جائے۔ 'منہا بیگم نے جیسے خبردار کیا۔

میں ایسی بیوی ہی نہیں لاؤں گا جو میری کونین کو اگنور کرے۔ 'عریش نے تانیہ کی طرف دیکھتے ہوئے شرارت سے کہا۔

ابلکل۔ میں بھی عیش کے لیے ایسی دُلہن ڈھونڈوں گی جو مجھ سے آپنی کی طرح پیار کرے۔ 'تانیہ نے اپنا نادر خیال ظاہر کیا تو وہ ہنس پڑا۔

جب سے شارمین نے پائیز کو یونی میں دیکھا تھا تب سے وہ کلاس میں چھپی بیٹھی تھی۔ اللہ اللہ کر کہ آف ٹائم آیا تو وہ جلدی سے اپنے گروپ سے مل کر جمائل کے ساتھ یونی سے نکل گئی لیکن بد قسمتی سے راستے میں پائیز کی گاڑی سے ٹکرا گئی۔

شارمین کا معصوم سادل ٹٹ گیا تھا جب پائیز نے اسے باتیں سنائیں تھی لیکن اندر کی

دبنگ شارمین کو یہ گوارہ نہ ہو اور اپنی گستاخی پر پائیز کو کھری کھری سنا دیں۔

ابکل ٹھیک کہتی تھی ونیسہ۔ یہ ہے ہی کو جا باندر جاہل آدمی۔ شارمین نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

اتمہیں کیا ضرورت تھی اس سے منہ ماری کرنے کی۔ اجمائل نے شارمین کے ساتھ وین میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

جمائل اور شارمین ایک ہی وین میں جاتی تھیں کیونکہ دونوں کا گھر ایک ہی گلی میں تھا۔
 اتو کیا کرتی؟ چپ چاپ اس کی باتیں سن لیتی۔۔ جبکہ غلطی بھی اسی جاہل کی تھی۔'
 شارمین کو پھر سے غصہ آنے لگا تھا۔

'اچھا اچھا یلیکس! جانے دو اس بات کو۔ اجمائل نے اسے ٹھنڈا کرنا چاہا۔

شارمین ایک نظر جمائل کو دیکھتے ہوئے وین سے باہر دیکھنے لگی۔

'اچھا فرزانہ یہ جو دونوں رشتے لائی تھی ان کے نام وغیرہ بتا دو۔ میں نے شارمین کے ابو

سے بات کی ہے وہ ان کے بارے میں پتہ کروائیں گے۔' نسرين بیگم نے فرزانہ بیگم

کے آگے چائے رکھتے ہوئے کہا۔

اہم ڈاکٹر کا نام خضر رحمان ہے جبکہ وہ بزنس مین والا ہے پائیز مجتبیٰ۔ 'فرزانہ بیگم نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

'پائیز کے بارے میں تو کچھ خاص نہیں پتا کیوں کہ ابھی تک میں ملی نہیں ہوں اُس سے لیکن خضر تو ماشاء اللہ بہت ہی اچھا بچہ ہے۔ میں نے گود میں کھیلا یا ہے۔ اس کے کردار کی میں ضمانت دیتی ہوں۔'

'ہاں تمہارا بھانجا ہے۔ اچھا ہی ہوگا۔' نسرین بیگم نے کہا۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

'ہاں تو پھر تم عابر بھائی سے بات کرو اور اپنے طور پر پتہ کرو الو خضر کے بارے میں۔

CMH میں ہوتا ہے آجکل۔' فرزانہ بیگم نے چائے کا کپ رکھتے ہوئے کہا۔

'ہمم چلو صحیح۔ میں بات کرتی ہوں۔'

'اچھا نسرین میں چلتی ہوں ایک دو جگہ اور بھی جانا ہے۔ انشاء اللہ پھر آؤں گی۔ اللہ

حافظ۔'

'اللہ حافظ۔' نسرین بیگم انھیں دروازے تک چھوڑنے آئیں۔

جیسے ہی انھوں نے دروازہ کھولا، سامنے سے شارمین آتی دکھائی دی۔ فرزانہ بیگم کو دیکھتے ہی شارمین کے منہ پر جو بارہ بجے ہوئے تھے وہ سوا بارہ ہو گئے۔

'اسلام علیکم! شارمین نے جان چھڑانے والے انداز میں سلام کیا۔

'او علیکم اسلام۔ جیتی رہو۔ اللہ نصیب اچھے کرے۔' فرزانہ بیگم نے منہ سرچومتے ہوئے دُعا دی۔

'آمین۔ شارمین جاؤ اور فریش ہو جاؤ میں بھی آتی ہوں۔' اسے منہ کھولتا دیکھ کر نسرین بیگم نے فوراً ٹوک دیا۔ جس پر وہ بُرے بُرے منہ بناتی اندر چلی گئی۔ شارمین کے اندر جاتے ہی فرزانہ بیگم بھی گلے ملتے ہوئے اپنی راہ کو چل دیں۔ نسرین بیگم خود کو آنے والے وقت کے لیے یا یوں کہا جائے کہ اندر بیٹھی آفت کو سنبھالنے کے لیے ہمت جمع کرتی ہوئی آئیں۔

'مما یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ کیوں فرزانہ آنٹی کو میرے آزاد گھومنے سے بے چینی ہو رہی ہے؟؟ اور آپ کیوں ان کی باتوں میں آہ رہی ہیں۔ میں آپ کو بتا رہی ہوں میں نے کوئی شادی وادی نہیں کرنی۔'

کچھ پائیز کی وجہ شارمین کا موڈ خراب تھا تو باقی کی کثر فرزانہ بیگم کو دیکھ کر پوری ہو گئی تھی کہ وہ بنا کے بولے جا رہی تھی۔ نسرین بیگم نے بھی اُسے نہیں ٹوکا۔

'پتا نہیں کیا مسئلہ ہے ان لوگوں کو کیوں چین سے رہنے نہیں دیتے۔ نہیں کرنی مجھے یہ شادی۔ اس مصیبت کو گلے لگانے سے بہتر ہے میں دیوار سے سر مار لوں۔'

آخر میں شارمین رو پڑی۔ نسرین بیگم نے اسے گلے لگایا۔

'مما پلینز مجھے آپ کو پاپا جانی کو چھوڑ کر کہیں نہیں جانا پلینز آپ منع کر دیں۔' اشارمین

نے ہچکیوں سے روتے ہوئے کہا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'میری جان یہ تو اللہ کا قانون ہے کہ ہر لڑکی کی شادی ہوتی ہے۔ نکاح کرنا تو سنت ہے۔

تم نے وہ حدیث نہیں سنی، جس کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ جس نے نکاح کیا اُس نے اپنا

آدھا ایمان مکمل کر لیا۔' نسرین بیگم نے شارمین کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا تو

شارمین نے سر ہلا دیا۔

'دیکھو شارمین۔ پہلے تم چھوٹی تھی اس بات کو نہیں سمجھ سکتی تھی لیکن اب تم بڑی لڑکی

ہو۔ تمہیں خود پتا ہونا چاہیے کہ ایسا کہنا گناہ کے دائرے میں آتا ہے۔ جب ایک کام کا

حکم اللہ کی طرف سے ہے تو ہم یا تم کون ہوتی ہو منکر ہونے والی! تمہیں ہوا کیا ہے جو اس طرح بول رہی ہو۔ انسرین بیگم نے آخر میں سنجیدگی سے کہا تو شارمین کو فوراً احساس ہوا کہ وہ کیا بول گئی تھی۔

ایم سوری ماما۔ وہ میں بہت پریشان ہو گئی تھی تبھی ایسے بول گی۔ اشارمین نے آہستہ سے کہا۔

جو بھی ہو تمہارے رویہ نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے۔ میں نے تمہاری تربیت ایسی تو نہیں کی تھی۔ کیوں تم شادی کی بات سے ایسے ریکٹ کرتی ہو۔ انسرین بیگم نے سنجیدگی سے پوچھا۔

اب وہ کیا کہتی کہ اسے اس رشتے میں بندھنے سے خوف آتا تھا۔ خوف آتا تھا خود کو کسی اجنبی کو سونپنے سے اور بقول ونیسہ کے وہ خود کو تو سنبھال نہیں سکتی اپنے میاں کو کیا سنبھالے گی۔

میں کچھ پوچھ رہی ہوں شارمین۔ اشارمین کو یوں خیالوں میں کھویا دیکھ کر انسرین بیگم نے اُسے دوبارہ مخاطب کیا۔

مما۔۔ شادی۔۔ بہت بڑی ذمہ داری کا نام ہے۔ مما اگر میں یہ ذمہ داری اچھی سے نہ نبھاسکی تو؟ اشار میں نے محتاط انداز میں کہا۔

اور تمہیں کیسے پتا کہ تم نہیں نبھاسکتی؟ انسرین بیگم نے ابرو اچکاتے ہوئے پوچھا۔
شار میں نے اپنا سر ہاتھوں میں گرا دیا۔

ادیکھو شار میں۔ جب ہم اللہ کے حکم کی اطاعت کرتے ہیں نہ تو اللہ کی مدد ہمارے ساتھ ہوتی ہے اور یہ دعوات کوئی بھی نہیں کر سکتا کہ وہ یہ ذمہ داری بخوبی نبھاسکتا ہے اور جو یہ فضول قسم کے خوف دل میں پالے ہوئے ہیں نہ انہیں نکال دو۔ اسنجیدگی سے کہتے ہوئے آخر میں انسرین بیگم نے عنصے سے کہا تو شار میں کی آنکھیں کھولی رہ گئیں۔
اک کیا مطلب ممما۔ ک کیسے خوف۔ اشار میں کارنگ اڑھ گیا یہ سوچ کر کہ انسرین بیگم کو اس کے نایاب خیالات کا اندازہ ہو چکا ہے۔

میں ماں ہوں تمہاری۔ پتا ہے تمہارا۔ انسرین بیگم نے گھورتے ہوئے کہا تو شار میں نے نظریں چڑھ لیں۔

آہہ۔۔۔ شار میں پتہ نہیں تمہارا کیا بنے گا۔ اب جاؤ فرس ہو کر آؤ میں کھانا لگاتی ہوں

فہد بھی آتا ہوگا۔ 'نسرین بیگم کہتے ہوئے کیچن میں چلی گئیں۔

شارمین بھی روہانسی شکل بنائے اپنے کمرے میں چلی گئی۔

'آپی کیا لکھ رہی ہیں؟' مہرماہ نے ونیسہ کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

'تمہاری شارمین آپی کے لیے لیٹر لکھ رہی تھی۔' ونیسہ نے لیٹر کو فولڈ کر کے بک میں

رکھ دیا۔

الیٹر؟ وہ کیوں؟؟' مہرماہ نے اُلجھن بھرے انداز سے کہا۔

'اہووو۔۔ چھوڑو اس بات کو اور یہ بتاؤ ہوم ورک کر لیا؟'

'اسی لیے تو آپ کے پاس آئی ہوں نہ۔۔ دیکھیں یہ پروبلم سمجھ نہیں آرہی زرا سمجھا

دیں۔' مہرماہ نے رجسٹر کھول کر ونیسہ کے آگے رکھا۔

'ہمممم۔۔ اچھا آؤ میں سمجھا دوں۔' وہ مہرماہ کو لے کر بیڈ پر بیٹھ گئی اور اسے میتھس

سمجھانے لگی۔

'اب سمجھ آئی۔' ونیسہ نے رجسٹر پر سوال حل کرتے ہوئے پوچھا۔

'جی جی آگئی۔ اب میں ایک دفعہ پھر سے کروں گی تو یاد بھی ہو جائے گی۔' مہرماہ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

'اچلو صبح۔ میں جا کر ماما کے ساتھ لینچ کی تیاری کرتی ہوں۔' مہرماہ کو پیار کرتے ہوئے وہ کیچن میں نورین بیگم کے پاس چلی آئی۔

'ماما جان کیا بنا رہی ہیں۔'

'سوچ رہی ہوں بریانی بنالوں۔ کیونکہ مہرماہ بھی کہہ رہی تھی۔' نورین بیگم نے چاول دیکھتے ہوئے کہا۔

'چلیں پھر میں آپ کو پیوری بنا دیتی ہوں۔' ونیسہ نے کہتے ہوئے آستین چڑھائیں اور نورین بیگم کی مدد کرنے لگی۔

ابھی وہ پیوری بنا کر فارغ ہوئی تھی کہ بائیک کی آواز پر جلدی سے پانی میں گلو کو ز ملا کر باہر لے گئی جہاں احمد زمان لاؤنچ میں داخل ہو رہے تھے۔

'اسلام علیکم باباجانی۔' ونیسہ نے آگے بڑھ کر پھلوں کا ساپر لیتے ہوئے کہا۔

'وعلیکم اسلام بیٹا۔' احمد زمان نے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے جواب دیا اور صوفے پر بیٹھ

گئے۔

'باباجانی پانی۔'

'ہم لیتا ہوں۔ آپ کی ماما کہاں ہیں اور مہرماہ؟' احمد زمان نے پانی پیتے ہوئے پوچھا۔

'ماما تو کیچن میں ہیں اور مہرماہ ہوم ورک کر۔۔'

'باباجانی اسلام علیکم۔۔۔۔۔' ونیسہ کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی مہرماہ تقریباً چیختی ہوئی آئی اور احمد زمان کے ساتھ بیٹھ گئی۔

'وعلیکم اسلام۔۔' احمد زمان نے مسکراتے ہوئے مہرماہ کا سر چوما۔

'باباجانی آپ کو پتہ ہے آج سکول میں۔۔۔۔۔' اور پھر مہرماہ تھی اس کے نہ ختم ہونے والے قصے۔ ونیسہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے کیچن میں چلی گئی۔

'ماما جان بابا آگئے ہیں اور مہرماہ نے ان کو گھیر لیا ہے۔' ونیسہ نے مسکراتے اطلاع دی اور نورین بیگم کو باہر بھیج کر خود کام کرنے لگی۔

'اسلام علیکم۔' نورین بیگم نے احمد زمان کو سلام کیا۔

'علیکم اسلام بیگم۔ آپ کو احساس نہیں کہ شوہر بیچارہ تھکا ہار اگھر آیا ہے زرا پانی ہی پوچھ

لوں۔ 'احمد زمان نے نورین بیگم کو چھیڑتے ہوئے کہا۔

'کیوں میری بیٹی نے پانی دیا ہے نا آپ کو اور مہرماہ آپ کی تھکاوٹ دُور کرنے ہی بیٹھی ہے۔' پیار سے کہتے ہوئے آخر میں نورین بیگم نے مہرماہ کی نان اسٹاپ باتیں کرنے پر چوٹ کی تو احمد زمان نے زندگی سے بھرپور قہقہہ لگایا۔

یہ کیا آپ ہر وقت میری معصوم بیٹی کے پیچھے پڑی رہتی ہیں۔ 'مہرماہ کو دیکھتے ہوئے احمد زمان نے شرارت سے کہا۔

'جی جی۔ ایک آپ معصوم اور ایک آپ کی بیٹی معصوم۔' نورین بیگم نے ہمیشہ سے کہا جانے والا جملہ دُہرایا تو مہرماہ اور احمد زمان سمیت کیچن سے نکلتی ونیسہ بھی ہنس پڑی۔

'اہووو ووما جان۔' ونیزہ نے ہنستے ہوئے نورین بیگم کو گلے لگایا۔

زمان ویلہ کے مکین آنے والے وقت سے بے خبر آج میں خوشحال جی رہے

تھے۔۔۔۔۔

کمرے میں مکمل خاموشی تھی جس میں کمانڈو کی بارعب آواز گونجی۔

امیشن کے مین پوائنٹس بتاؤ۔'

اسر کیوبک نے باہر بھی اپنی برانچیں کھول رکھی ہیں۔ میں نے کیپٹل پرائیج اور کیوبک کو اللہ کی مدد سے واصل جہنم کر دیا۔ کالی ہڈی والا ادب سے بولا۔

اور باقی سب کو میں نے ٹریس کر لیا ہے۔ کل تعداد 5 ہے۔ جس میں سے 3 دوسرے ممالک میں ڈرگ سپلائی کرتے ہیں۔ ان کا پاکستان سے کوئی تعلق نہیں۔ کیپٹل اور بار دونوں پاکستان کی ڈیکنگ کرتے تھے۔ کیپٹل چونکہ باہر ہی ہوتی تھی اسی لیے وہ ختم کر دی گئی۔ انیلی ہڈی والے نے بات کو آگے بڑھایا۔

کیپٹل صرف ڈرگ کی ڈیکنگ کرتی تھی لیکن بار لڑکیوں کی سمگلنگ بھی کرتی ہے۔ اکثر لڑکیوں کو کالج یونیورسٹی کے آف ٹائم میں پکڑا جاتا ہے۔ اسبز ہڈی والے نے اضافہ کیا۔

ابھی جو ریڈ کی تھی اس میں کون سی گینگ انوالو تھی۔ اگمانڈونے سنجیدگی سے پوچھا۔

بار 2 سر۔ وہ بار کی ہی ایک برانچ تھی۔ بار نے ہر صوبے میں ایک ایک برانچ کھول رکھی ہے۔ سندھ میں بار 2، پنجاب میں بار 3 اور بلوچستان میں بار 4۔ کے پی والی برانچ

ہیڈ کوارٹر ہے۔ 'کالی ہڈی والا بولا۔

اہم۔۔۔ اور باقی کی برانچوں کا کیا بنے گا۔ ہیڈ کوارٹر کا کام کہاں تک پہنچا سنا پیر؟'

کمانڈو نے نیلی ہڈی والے سے پوچھا۔

اسراگر اللہ کا حکم ہو تو بار 3 اور 4 انشاء اللہ اگلے مہینے میں واصل جہنم ہو جائیں گی اور

ہیڈ کوارٹر کے بارے میں انفارمیشن نکال رہے ہیں۔ انشاء اللہ جلد ہی اس کا بھی خاتمہ

ہو جائے گا۔ 'سنا پیر نے ادب سے کہا۔

اٹھیک ہے۔ سکارتم ویمن یونیورسٹی والے میشن کو لیڈ کرو گے۔ 'کمانڈو نے بظاہر تو

سنجیدگی سے کہا لیکن آنکھوں سے شرارت ٹپک رہی تھی۔

افففففف۔۔۔ سر پلیز۔۔۔ یہ نہیں۔ 'کالی ہڈی والے یعنی سکار نے بیزار سے لہجے

میں کہا تو سنا پیر نے قہقہہ لگا یا جو سکار کی گھوری پردم توڑ گیا۔

اے فکر رہو سنیک۔ آرز بھی تمہاری مدد کرے گا۔ 'کمانڈو نے مطمئن نظر آتے سبز

ہڈی والے سنیک۔ آرز کا اطمینان خاک میں ملاتے ہوئے کہا تو سکار کے چہرے پر

مسکراہٹ چھا گئی جبکہ سنیک۔ آرز تڑپ اٹھا۔

'کیا اااااااااااا۔۔۔ سر آپ بہت غلط کر رہے ہیں۔ پلیز ایسا نہ کریں۔' سنیک۔ آئز نے روہانے لہجے میں کہا تو سب ہنس پڑے۔

'تم نے میڈیکل یونیورسٹی جانا ہے ٹیچر بن کر۔' سنا پیر نے سنیک۔ آئز کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے تسلی دیتے ہوئے کہا تو سنیک۔ آئز نے بے ساختہ شکر کا کلمہ پڑھا۔

'یہ تم سب لڑکیوں سے اتنا خوفزدہ کیوں ہو۔' کمانڈو نے ہنسی ضبط کرتے ہوئے پوچھا۔

'سر آج میں نے پائیز مجتبیٰ کو دیکھا تھا یونیورسٹی میں۔ بچارے کا بہت بُرا حال تھا۔'

سنیک۔ آئز نے ہنستے ہوئے کہا۔
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
تم کیا کر رہے تھے وہاں۔' سکار کے ماتھے پر بل آئے۔

'بس ویسے ہی اس پر نظر رکھ رہا تھا۔' سنیک۔ آئز نے کندھے اچکائے۔

'کیوں کوئی غلط کام کر رہا ہے کیا۔' کمانڈو نے پوچھا۔

'الگتا تو ہے۔' سنیک۔ آئز نے سکار کو دیکھتے ہوئے کہا جو اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔

'اچلو نظر رکھو اُس پر۔'

'جی سر۔' سنیک۔ آئز نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

کمانڈو بھی اپنی کرسی سے اٹھے۔ باقی تینوں نے انھیں سلیوٹ کیا۔ کمانڈو نے سر کے اشارے سے جواب دیا اور کمرے سے چلے گئے۔

لتانی میری جان ادھر آؤ۔ اغزالہ بیگم نے سبلز کے ساتھ کھیلتی تانیہ کو بلایا۔

اجی ممی۔ تانیہ نے سبلز کو ٹام کے پاس بیٹھاتے ہوئے کہا۔

مجھے پتا ہی نہیں چلا کب میری بیٹی اتنی بڑی ہو گئی کہ اس کی شادی کا وقت آ گیا۔ اغزالہ بیگم نے نم مسکراہٹ سے کہا۔ جبکہ شادی والی بات پر تانیہ کے چہرے سے مسکان غائب ہوئی تھی۔

ادیکھو تانی۔ ابھی شادی نہیں ہو گی۔ جسٹ نکاح ہو گا اور شادی آپ کی مرضی سے ہو گی۔ اقرآن نے تانی کو اپنے ساتھ لگاتے ہوئے تسلی دی۔

الیکن ممی۔ یہ سب۔۔۔۔ بہت جلدی نہیں۔ تانیہ نے رُک رُک کر آہستہ سے کہا۔

انہیں میری جان کوئی جلدی نہیں ہے۔ یہی تو عمر ہوتی ہے۔ آپ کی نانو کی بھی اسی اتج میں شادی ہوئی تھی۔ اغزالہ بیگم کے اندر کی روایتی ماں کو جاگنے میں لمحہ نہ لگا۔

'دیکھو اقراء کا نکاح بھی تو جلدی ہوا تھا۔' غزالہ بیگم نے اقراء کو بھی گھسیٹ لیا۔
 'ہاں نہ میں تو کالج میں تھی جب میرا نکاح ہوا تھا اور ادھر میری یونی کسپلیٹ ہوئی ادھر
 میری شادی ہو گئی۔' اقراء نے مصنوعی بے چارگی سے کہا تو تانیہ مسکرا اٹھی۔
 'ٹھیک ہے مہی۔ جیسا آپ کو مناسب لگے۔' تانیہ نے دھیمی آواز میں کہا۔
 'ماشاء اللہ شہزادی بیٹی ہے میری۔' غزالہ بیگم نے نہال ہوتے ہوئے تانیہ کا منہ سر
 چوما۔

'ویسے پوچھو گی نہیں اپنے ہونے والے "اُن" کے بارے میں۔' اب قدرت نے
 موقع دیا تھا تو اقراء نے اس موقعے کا بھرپور فائدہ اٹھایا۔

'ووو۔۔ وہ بلبز اور ٹام کے ڈنر کا ٹائم ہو گیا ہے تو میں۔۔۔' تانیہ بات آدھی ہی چھوڑ کر
 بھاگ گئی۔ جس پر اقراء اور غزالہ بیگم ہنس پڑیں۔

'چلیں جی۔ دُہن بھی راضی اور دُلبہا بھی۔' اب قاضی کا انتظام کرتے ہیں۔' اقراء کے
 گرم جوشی کے مظاہرے پر غزالہ بیگم کسی سوچ میں پر گئیں۔

'میرا تو ارادہ تھا کہ پہلے پائیز۔۔۔'

'او ہو وومی۔ یہ تو نصیب کی بات ہے۔ ابھی تانیہ کا کر دیتے ہیں۔ جب اللہ کا حکم ہو تو

پائیز کا بھی ہو جائے گا۔' اقراء نے غزالہ بیگم کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

'ہاں یہ بھی ہے۔ چلو میں بات کرتی ہوں سب سے پھر دیکھتے ہیں کیا کرنا ہے۔'

'ویسے می آپ کو نہیں لگتا کہ وہ لاسٹ والی لڑکی، کیا نام تھا اس کا۔۔۔' اقراء سوچ

میں پڑ گئی۔

'اسلام علیکم!'

سلام کی آواز پر غزالہ بیگم اور اقراء اندر آتی فرزانہ بیگم کی طرف متوجہ ہوئیں۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'او علیکم اسلام۔ کیسی ہو فرزانہ؟' غزالہ بیگم نے گلے ملتے ہوئے پوچھا۔

'میں بالکل ٹھیک۔ تم سناؤ اور اقراء تم کیسی ہو۔' فرزانہ بیگم نے بیٹھتے ہوئے کہا۔

'بس اللہ کا کرم ہے۔ آج یہاں کاراستہ کیسے بھول گئیں۔' غزالہ بیگم نے لطیف سا طنز

کیا۔

'ارے بہن آج کل اپنے بھتیجے کے لیے بھی لڑکی دیکھ رہی ہوں بس اسی لیے ٹائم نہیں

ملتا۔ لیکن آج تھوڑا وقت نکلا ہے کیونکہ تم سے بات کرنی تھی۔'

فرزانہ بیگم نے دوپٹہ سر سے اتار کر گلے میں ڈال لیا۔ اتنی دیر میں اقراء کولڈرنک لے آئی۔

انخوش رہو اللہ پیارے پیارے بچے دے۔ 'فرزانہ بیگم نے گلاس لیتے ہوئے دُعادی جس پر غزالہ بیگم نے دھیمے سے آمین کہا۔

اتمہیں کوئی بات کرنی تھی؟ 'غزالہ بیگم نے کولڈرنک پیتی فرزانہ بیگم سے پوچھا۔

'ہاں۔ وہ میں پوچھ رہی تھی کہ جو لڑکیاں دیکھی ہیں ان میں سے کوئی اچھی لگی کہ

نہیں؟'

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'ہاں ہم بھی ابھی یہی بات کر رہے تھے۔ ہمیں وہ لاسٹ والی اچھی لگی ہے۔ میں اسماہ

اور مینا کے ساتھ جانا چاہتی ہوں۔ 'غزالہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا تو فرزانہ بیگم

نے مصنوعی منہ پھولا لیا۔

'الوجی۔ شارمین کو تو میں اپنے خضر کے لیے مانگنے لگی تھی پر کوئی بات نہیں میں بات

کرتی ہوں نسرین سے۔ دیکھتے ہیں وہ کیا کہتی ہے۔ 'فرزانہ بیگم نے گلاس رکھتے ہوئے

کہا۔

'چلو جی، میں تو چلی۔ صبح 10 کی نفلی ہوں اب 3 ہو رہے ہیں۔ انشاء اللہ پھر ملاقات ہو گی۔' فرزانہ بیگم اٹھ گھڑی ہوئیں۔

'اللہ حافظ۔' اغزالہ بیگم گلے ملیں۔

'اللہ حافظ بہن۔ اللہ حافظ اقراء۔' فرزانہ بیگم مل کر چلی گئیں۔

'ویسے مئی فرزانہ جس اسپید سے آئیں تھی اسی اسپید سے چلی بھی گئیں۔' اقراء نے ہنستے ہوئے کہا۔

'ہاں ٹھیک کہہ رہی ہو۔ چلو بیٹا اب آپ لنچ کی تیاری کر لو کیونکہ آج لنچ سب ساتھ کریں گے۔'

'اوکے مئی۔ ویسے آج کیا بناؤں؟' اقراء نے الجھن بھرے لہجے میں پوچھا۔

'ہمممم۔۔۔ ایسا کرو تو رومہ بنا لو اور ساتھ۔۔۔' اغزالہ بیگم نے اندر آتے پائیز کو دیکھ کر بات ادھوری ہی چھوڑ دی۔ وجہ پائیز کا سُرخ پڑتا چہرہ تھا جو کہ اس کے ضبط کا گواہ تھا۔

پائیز بنا کہیں دیکھے سیدھے اپنے کمرے میں چلا گیا۔

'اسے کیا ہوا؟ صبح تک تو ٹھیک تھا۔' اقراء نے تشویش کا اظہار کیا۔

'پتا نہیں کیا ہوا ہے۔ میں جا کر دیکھتی ہوں۔' غزالہ بیگم کہتے ہوئے پائیز کے کمرے کی جانب چل دیں۔

غزالہ بیگم نے کمرے کا دروازہ نوک کیا۔

اندر سے آتی پائیز کی آواز پر وہ کمرے میں داخل ہوئیں۔ سامنے پائیز بیڈ کے کنارے پر دونوں بازو ٹانگوں پر رکھے آگے کی طرف جھک کر بیٹھا ہوا تھا۔ آہٹ کی آواز پر سراٹھا کر دیکھا تو غزالہ بیگم مسکراتے ہوئے اس کے ساتھ بیٹھ گئیں۔

'کیا ہوا؟ میرے پرنس چارمنگ کا موڈ کیوں خراب ہے؟' غزالہ بیگم نے پائیز کے بالوں کو ہاتھ سے سنوارتے ہوئے پوچھا۔

'کچھ نہیں مئی۔ بس آج ویمن یونیورسٹی گیا تھا۔' پائیز نے نیچے بیٹھ کر اپنا سر غزالہ بیگم کی گود میں رکھ لیا۔

'کس لیے؟'

'وہ مئی آپ کو بتایا تھا کہ ڈونیشن کے لیے یونیورسٹی کرنی تھی۔ بس اسی سلسلے میں گیا تھا۔' پائیز نے اسی پوزیشن میں بیٹھے ہوئے بتایا۔

'اور لڑکیوں نے میرے پرنس چارمنگ کا موڈ خراب کر دیا۔' اغزالہ بیگم نے باقی کی بات مکمل کی تو پائیز نے ٹھنڈی آہ بھری۔

'لڑکیوں نے نہیں مئی اس کیٹی کیٹ نے۔' پائیز بڑبڑایا۔

'کیا کہا؟'

'کچھ نہیں مئی۔ یہ بتائیں تانی سے بات کر لی آپ نے؟' پائیز نے بات بدل دی۔

'ہاں میں نے بات کر لی ہے۔ اسے کوئی اعتراض نہیں۔' اغزالہ بیگم کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔

'اور لڑکے کے بارے میں کچھ بتایا۔' پائیز پوچھتے ہوئے اٹھ بیٹھا۔

'نہیں تانی تو ہاں کرتے ہی بھاگ گئی تھی۔' اغزالہ بیگم نے ہنستے ہوئے کہا تو پائیز بھی مسکرا اٹھا۔

'چلیں میں خود پوچھ لوں گا۔ مئی لنچ میں کیا بنے گا۔' آئی ایم ہنگری۔

(I am hungry)

'آج تو رومہ بنے گا۔ اب میں جاتی ہوں اقرء اکیلی ہے۔ فریش ہو جاؤ جلدی سے۔' اغزالہ

بیگم پائیز کو پیار کرتے ہوئے چلی گئیں۔

ان کے جانے کے بعد پائیز اٹھا اور الماری سے کپڑے لے کر واشروم چلا گیا۔



آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے۔ جس کی وجہ سے موسم کافی خوشگوار

تھا۔ ایسے میں شارمین اپنے خوبصورت باغ میں ٹہل رہی تھی اور آج

ہوئے واقعات یا یوں کہا جائے کہ پائیز اور اپنے درمیان ہونے والے

دن گل کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

امیں اس جاہل کو بے باندر کو کتنا اچھا سمجھتی تھی۔ بلکہ میرا تو کرش بھی

تھا۔ لیکن یہ باندر اس قابل ہی نہیں تھا۔ اشارمین خود سے بڑ بڑا رہی تھی۔

اونیسہ بلکل صبح روکتی تھی مجھے۔ اشارمین نے افسوس کیا۔

اس سے پہلے کہ وہ مزید خود سے باتیں کرتی فہد نے آکر اسے موبائل

پکڑا یا۔

'یہ لوونیسہ آپ کی کال ہے۔' فہد موبائل دے کر اندر چلا گیا کیونکہ اسے پتا تھا اب دو گھنٹے سے پہلے موبائل اسے نہیں ملنا۔

'اسلام علیکم پشوگے کیا حال ہے۔' اونیسہ کی چہکتی ہوئی آواز آئی۔

'وعلیکم اسلام۔ حال تو ٹھیک ہے لیکن موڈ بہت خراب ہے۔' خوش دلی سے کہتے ہوئے آخر میں شارمین نے منہ پھولا لیا۔

'کیوں۔۔۔۔ کیا ہوا میری پشوگے کے موڈ کو۔' اونیسہ نے پچکارتے ہوئے پوچھا۔

'یار روہ۔۔۔۔ تمہیں پتا ہے آج ہماری یونی میں کو جا باندر آیا تھا۔'

شارمین نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

'شارمین عابر کہہ دو کہ تم اس سے ملنے نہیں گئی۔' اونیسہ نے تقریباً ہانپتے

ہوئے کہا۔

'ہاں ہاں تم نے تو خوش ہی ہونا ہے نا۔' اشار میں کو ونیسہ کی ہنسی ایک آنکھ نہ
 بھائی اور بھاتی بھی کیوں؟ جو بھی تھا، جیسا بھی تھا، اس کا تو کرش تھا نہ!!!
 'اچھا چھوڑو اس بات کو، مٹی پاؤ۔ میں نے کچھ گفٹس لینے ہیں تو میرا ارادہ
 ہے شاپنگ پر جانے کا۔ تم جاؤ گی؟؟' ونیسہ نے بات بدل دی کیونکہ اس
 کرش والی بات پر ہمیشہ دونوں کی لڑائی ہو جایا کرتی تھی۔

'اُمم چلو میں ماما سے پوچھ کر بتاتی ہوں۔ تم ایشل سے بھی پوچھ لو پھر سب
 مل کر جائیں گے۔ ویسے بھی ہمیں ملے کافی ٹائم ہو گیا ہے۔' اشار میں نے
 اداسی سے کہا۔

یہ سچ تھا کہ جب سے تینوں کی یونی لائف شروع ہوئی تھی، وہ ملی نہیں
 تھیں۔ اب جب موقع ملا تھا تو کیوں نہ فائدہ اٹھاتیں۔

'اوکے جی۔ میں پوچھ کر کال بیک کرتی ہوں۔ اللہ حافظ۔'

'اللہ حافظ۔' اشار میں نے کہتے ہوئے موبائل کان سے ہٹایا اور نسرین بیگم سے اجازت لینے اندر چلی گئی۔

جب وہ لاؤنچ میں داخل ہوئی تو نسرین بیگم فون پر کسی سے بات کر رہی تھیں۔ قریب جانے پر معلوم ہوا کہ کوئی مہمان آنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

'ہاں کوئی مسئلہ نہیں۔ اس سنڈے کو آجائیں۔' نسرین بیگم نے کہا۔

آگے سے کچھ کہا گیا جس کے جواب میں انھوں نے الوداعی کلمات ادا کرتے ہوئے کریڈل رکھ دیا۔

'مما کون تھا؟؟؟' اشار میں نے بے تابی سے پوچھا جس پر نسرین بیگم نے اسے گھورا۔

'اچھا نا بتائیں۔' اشار میں نے منہ پھولا لیا پر یاد آنے پر بولی۔

'مما میں، ونیسہ اور ایشل شاپنگ پر جانا چاہ رہے ہیں۔' اشار میں نے خود کو معصوم ظاہر کرنے کی بھرپور کوشش کی۔

'اچھا ٹھیک ہے چلی جاو۔ لیکن کس کے ساتھ جاؤ گی تینوں؟؟' کچھ سوچتے ہوئے نسرین بیگم نے اجازت دے دی۔

'یا تو ہم تینوں ہوں گیں یا پھر ونیسہ کے عدنان بھائی ساتھ آئیں گے۔' شارمین نے اندازہ لگایا۔

اہم اور تمہیں پک کریں گے یا خود جاؤ گی؟'

ماں تھیں نہ، اسی کیسے بنا بات کو گہرائی تک دیکھے چھوڑ دیتیں۔۔۔ یہ ماں ہی ہوتی ہے جو اپنے بچوں کو صبح غلط کی پہچان کراتی ہے، انہیں مصیبت سے بچانے کے لیے کوشاں رہتی ہے۔ آج کل کے دور میں بچوں پر روک ٹوک نہ کرنے کو ماڈرن دور کا تقاضہ سمجھا جاتا ہے۔ اپنا کریئر بنانے کے چکر میں مائیں اپنے بچوں کی تربیت کو نظر انداز کر دیتی ہیں۔ جس سے ان کی شخصیت میں بڑی بڑی خامیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اسی بے احتیاطی اور بے جا آزادی نے آج لڑکوں کو بھیڑ یا بنا دیا تو وہی لڑکیوں کے لیے معاشرے کو غیر محفوظ کر دیا ہے۔ لڑکے کی پرورش لڑکی سے بھی زیادہ مشکل ہوا کرتی

ہے۔ اگر عورت گھر بناتی ہے تو مرد معاشرہ بناتا ہے۔ اگر مرد کی تربیت ہی
ٹھیک نہ ہو تو ایک خوبصورت اور محفوظ معاشرے کا تصور ماسوائے نادانی
کے کچھ بھی نہیں!!!

یہ تو نہیں پتا میں پوچھ کر بتاتی ہوں۔ 'شارمین نے کہا۔
'اچھا ایسا کرو فہد کو بھی ساتھ لے جاؤ۔ 'نسرین بیگم نے کہتے ہوئے اٹھ
کھڑی ہوئیں۔

'اوکے ماما۔ 'شارمین کہتے ہوئے فہد کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔
'فہد! 'شارمین نے دروازہ نوک کرتے ہوئے فہد کو پکارا۔

'آ جاؤ عیشا۔ 'فہد کی مصروف سی آواز آئی۔

شارمین کمرے میں چلی گئی۔ فہد اسٹڈی ٹیبل پر بیٹھا ہوم ورک کر رہا تھا۔
'فہد فری ہو؟ 'شارمین نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

'بس تھوڑا سا ہوم ورک رہتا ہے۔ کیوں کوئی کام؟'

'ہاں وہ ونیسہ اور ایشل کے ساتھ شاپنگ پر جانا ہے تو تم بھی ساتھ آؤ۔'

'اچھا میرے کپڑے نکالو میں یہ ختم کر کہ ریڈی ہو جاؤ گا۔' فہد نے

شارمین کو دیکھتے ہوئے کہا۔

'اچھا میں نے یہ ٹی۔ شرٹ اور جینز نکال دی ہے۔' دونوں چیزیں بیڈ پر

رکھتے ہوئے شارمین نے کہا۔

'میں اٹھتا ہوں تھوڑی دیر میں۔'

'اچھا جلدی کرو میں باہر ویٹ کر رہی ہوں۔' شارمین کہتے ہوئے چلی گئی۔

فون رکھ کر ونیسہ نے ایشل کو کال ملائی۔ دوسری بیل پر فون اٹھایا لیا گیا۔

'اسلام علیکم! ایشل نے سلام کیا۔'

'او علیکم اسلام جاننا کیسی ہو؟'

'میں بالکل ٹھیک۔ تم سناؤ۔' ایشل کی آواز آئی۔

'الحمد للہ۔ اچھا جاناں میں اور پشوگے شاپنگ پر جا رہے ہیں تم چلو گی؟'

ونیسہ نے الماری میں کچھ ڈھونڈتے ہوئے پوچھا۔

'ہاں کیوں نہیں۔ مجھے بھی کچھ پیپرز لینے ہیں۔' ایشل نے خوشدلی سے

کہا۔

'اُن ہو گیا۔ ایسا کرو تم میری طرف آ جاؤ پھر یہاں سے پشوگے کی طرف

چلے جائیں گے اور ہاں سعید کو بھی ساتھ لے آنا۔' سعید ایشل کے چھوٹے

بھائی کا نام تھا۔
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'اچھا ٹھیک ہے۔ میں آدھے گھنٹے تک آتی ہوں تمہاری طرف۔ اللہ

حافظ! ایشل نے ہامی بھری۔

'اللہ حافظ۔'

ونیسہ نے کہتے ہوئے فون رکھ کر وائس میسج میں شارمین کو تیار رہنے کا کہا

اور خود نیچے چلی گئی۔

نیچے آکر وہ لاؤنچ میں نورین بیگم کے پاس بیٹھ گئی۔

'بات ہو گئی؟' نورین بیگم نے پوچھا۔

'جی ماما بات ہو گئی ہے۔ ایشل یہاں آئے گی اور شارمین کا گھر راستے میں

ہے تو اسے پک کر لیں گے۔' ونیسہ نے نورین بیگم کی گود میں سر رکھتے

ہوئے بتایا۔

'اہم چلو ٹھیک ہے۔'

'ماما جان بابا جانی کہاں ہیں؟' ونیسہ نے آس پاس نظریں دوڑاتے ہوئے

پوچھا۔

'وہ اسٹڈی میں ہیں۔' نورین بیگم نے ٹی وی دیکھتے ہوئے بتایا۔

'اور مہر ماہ؟؟'

'جہاں تمہارے بابا وہی مہر ماہ۔' نورین بیگم نے ہنستے ہوئے کہا۔

'اچھا ماما جان ایشل کے آنے تک میں اپنے روم میں ہوں۔'

'او کے بیٹا۔'

ونسیہ اپنے کمرے میں آگئی اور وقت گزاری کے لیے ہیری پورٹر بک نکال کر پڑھنے لگی۔

کچھ دیر بعد بیل کی آواز پر ونسیہ نے ناول رکھا اور نیچے آگئی جہاں ایشل نورین بیگم سے مل رہی تھی۔

'اسلام علیکم۔۔۔' ونسیہ بھاگتے ہوئے ایشل کے گلے لگ گئی۔

او علیکم اسلام ونی کیسی ہو؟؟؟ ایشل نے ونسیہ کے ہاتھ پکڑتے ہوئے

پوچھا۔

'میں بالکل ٹھیک۔ ہائے کتنے ٹائم کے بعد ملے ہیں ہم۔' ونسیہ نے نم

مسکراہٹ سے کہا۔

'ہاں واقعی۔' ایشل بھی آنکھوں میں پانی لیے بولی۔

'اچلو تم دونوں بیٹھو میں کولڈرنک لاتی ہوں۔' نورین بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا اور کیچن کی طرف چلی گئیں۔

'اور سناؤ یونی کیسی جا رہی ہے؟' ایشل کو صوفے پر بیٹھاتے ہوئے پوچھا۔

'نہ ہی پوچھو۔ اتنی ٹف ہے کہ بس! ایشل نے مظلوم سی شکل بناتے

ہوئے کہا تو ونیسہ ہنس دی۔

'ظاہر ہے میڈیکل یونیورسٹی ہے۔ ٹف تو ہوگی ہی۔ اوئے سعید کو کیوں

نہیں لائی؟' یاد آنے پر ونیسہ نے پوچھا۔

'یار اس کا کوئی میچ تھا تو اسی لیے وہ نہیں آیا۔ شہری بھائی اپنی بیگم کو لینے جا

رہے تھے تو مجھے بھی ڈراپ کر دیا۔' ایشل نے وضاحت دی۔

وہ دونوں باتیں کر رہی تھیں کہ نورین بیگم کولڈرنک لے آئیں۔

'ونیسہ بیٹا جاؤ جلدی سے عبایا پہن کر آؤ آپ کے بابا جانی ویٹ کر رہے ہیں اور ایشل بیٹا آپ یہ لو۔' ونیسہ سے کہتے ہوئے نورین بیگم نے ایشل کو گلاس پکڑایا۔

'اچھا ماما جان۔' ونیسہ کہتے ہوئے چلی گئی۔

'آئی اس کی کیا ضرورت تھی۔'

'کیوں نہیں تھی بیٹا۔ اتنے ٹائم بعد آئی ہو۔ اگر جلدی نہ ہوتی تو کھانا ہماری طرف ہی کھانا تھا آپ نے۔' نورین بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

'بس آئی۔ روٹین ٹف ہو گئی ہے نا۔' ایشل نے کہا۔

'ایشل بیٹی آئی ہے۔' احمد زمان نے لاؤنچ میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

'اسلام علیکم انکل۔ کیسے ہیں آپ۔' ایشل اٹھ کھڑی ہوئی۔

'وعلیکم اسلام بیٹا۔ میں ٹھیک آپ سناؤ۔' احمد زمان نے ایشل کے سر پر ہاتھ رکھا۔

'الحمد للہ انکل۔ ایشل مسکرائی۔

'اچھی بات ہے۔ بیگم ونیسہ کو بلائیں مجھے دیر ہو رہی ہے۔' پہلی بات ایشل اور دوسری نورین بیگم سے کہتے ہوئے احمد زمان نے اپنی گھڑی دیکھی جو 4 بج رہی تھی۔

'جی بس آتی ہی ہوگی۔'

'انکل آپ ہمیں ڈراپ کریں گے؟' ایشل نے قدر حیرانی سے پوچھا۔
 'جی بیٹے۔ مجھے صدر میں کچھ کام تھا تو اسی لیے۔'

'میں آگئی بابا جانی چلیں۔' ونیسہ بھاگتے ہوئے آئی۔

'جی چلو۔' احمد زمان کہتے ہوئے باہر چلے گئے۔

'اچھا آئی پھر ملاقات ہوگی انشاء اللہ۔' ایشل نورین بیگم سے ملی۔

'انشاء اللہ بیٹا۔ اللہ حافظ۔'

'اللہ حافظ ماما جان۔'

ونیسہ بھی اپنی ماں سے مل کر باہر چلی گئی جہاں احمد زمان ان کا انتظار کر رہے تھے۔ ان دونوں کے بیٹھتے ہی گاڑی چل پڑی۔

'باباجانی شارمین کو بھی پک کر لیں۔' ونیسہ نے شارمین کو ریڈی رہنے کا میسج کرتے ہوئے احمد زمان سے کہا۔

'او کے پیٹا۔' احمد زمان نے گاڑی شارمین کے گھر کی طرف موڑ لی۔
 باتوں باتوں میں راستہ کٹ گیا اور گاڑی عابرویلہ کے آگے رک گئی۔
 'بیٹا جلدی آنا ٹائم نہیں ہے۔' ان دونوں کو نکلتا دیکھ کر احمد زمان نے کہا۔
 'او کے باباجانی۔' ونیسہ نے کہتے ہوئے ایشل کو اشارہ کیا جس نے ڈور بیل بجائی۔ دروازہ فہد نے کھولا اور انھیں دیکھتے ہی پورا کھول کر پیچھے ہو گیا۔
 'اسلام علیکم فہد بھائی۔' ونیسہ نے فہد کو چھیڑنا فرض سمجھتے ہوئے شرارت سے بھرپور لہجے میں سلام کیا تو بچپار فہد شرمندہ ہو گیا۔
 'و علیکم اسلام۔' میں کر رہا تھا نا۔' وہ شرمندہ سا مسکرایا۔

'اوہوو۔۔ فہد اس کو چھوڑو۔ شانی کہاں ہے۔' ایشل نے ونیسہ کی کمر پر ہلکا سا تھپڑ رسید کرتے ہوئے کہا۔
 'وہ اندر۔۔'

'شارمین۔۔۔۔۔' فہد کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی ونیسہ چیختی ہوئی شارمین کے گلے لگ گئی۔

اکیسی ہو پشوگے۔' ونیسہ نے شارمین کو کس کر گلے لگاتے ہوئے کہا۔
 اتمھیں دیکھ کر بلکل ٹھیک ہو گئی۔' شارمین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اشانی میں بھی ہوں۔' ایشل نے مداخلت کی تو ونیسہ ہنستے ہوئے الگ ہو گئی اور شارمین ایشل کی طرف بڑھ گئی۔

'کیا حال ہے شانی۔'

اتم دونوں سے مل کر بہت خوشی ہو رہی ہے۔' شارمین نے نم آنکھوں سے کہا تو ایشل اور ونیسہ بھی پھیکا سا مسکرا دیں۔

اتنے میں فہد نسرین بیگم کو بلا لایا۔

'اسلام علیکم آئی! دونوں نے مشترکہ سلام کیا۔

'او علیکم اسلام بیٹا کیسی ہو دونوں۔' نسرین بیگم نے ایشل اور ونیسہ کو پیار

کرتے ہوئے پوچھا۔

'الحمد للہ آئی ہم ٹھیک آپ سنائیں۔' ایشل نے کہا۔

'میں بھی ٹھیک۔ اندر تو آؤنا۔' انھیں باہر ہی کھڑا دیکھ کر نسرین بیگم نے

کہا۔

'انہیں آئی بس نکلیں گے کیونکہ بابا جانی کو کسی کام سے جانا ہے۔' ونیسہ

نے شائستگی سے منع کر دیا۔

'اچھا چلو ٹھیک ہے۔ خیریت سے جاؤ۔' نسرین بیگم کے کہتے ہی ونیسہ نے

شارمین کا ہاتھ پکڑا اور الوداعی کلمات ادا کرتے ہوئے گاڑی کی طرف

آگئی۔

ایشل اور شارمین ونیسہ کے ساتھ پیچھے بیٹھ گئیں جبکہ فہد آگے احمد زمان کے ساتھ بیٹھا۔

'اسلام علیکم انکل۔' دونوں بہن بھائی نے مشترکہ سلام کیا۔

'و علیکم اسلام بچوں کیسے ہو۔'

'ہم ٹھیک انکل آپ کیسے ہیں۔' فہد نے ادب سے کہا۔

'بس اللہ کا کرم ہے۔ اچھا کہاں جانا ہے۔' پہلی بات فہد اور دوسری ونیسہ سے کہتے ہوئے احمد زمان نے گاڑی سٹارٹ کی۔

'بابا جانی ڈیزلے جائیں۔'

احمد زمان نے سر ہلاتے ہوئے گاڑی کو راستے پر ڈال دیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ لوگ مال میں تھے۔

'بیٹا فری ہو کر مجھے کال کر دینا۔'

'اوکے بابا جان اللہ حافظ۔'

'اللہ حافظ بچوں۔' احمد زمان کہتے ہوئے چلے گئے۔ ان کے جاتے ہی تینوں لڑکیاں فہد کے ساتھ اندر چلی گئیں۔

اسب سے پہلے کس طرف جانا ہے؟' ایشل نے ارد گرد دیکھتے ہوئے پوچھا۔

'پہلے بتاؤ تم دونوں نے کیا لینا ہے۔ اس کے مطابق شاپنگ سٹارٹ کریں گے۔' اشار میں نے ایشل اور ونیسہ کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔
 'مجھے کچھ گفٹس لینے ہیں اور ایشو کو اسٹیشنری۔'

'تو پھر ایسا کرتے ہیں پہلے گفٹ شاپ پر چلتے ہیں پھر ساتھ ہی اسٹیشنری بھی ہو جائے گی۔' اکب سے خاموش کھڑے فہد نے حل پیش کیا۔

'صحیح ہے ایسا ہی کریں گے اور پشوگے تم کچھ نہیں لوگی؟' ونیسہ نے سنجیدگی سے پوچھا۔

'نہیں یار۔ میں تو جسٹ تم دونوں سے ملنے آئی تھی۔'

'اٹھیک ہے پھر آج کا لینچ پشوگے کی طرف سے ہوگا۔' آنکھوں میں

شرارت لیے ونیسہ نے شارمین کو دیکھا۔

'ہاں ہاں لینچ شانی کی طرف سے ہوگا۔' ایشل نے بھی مسکراتے ہوئے

تائید کی۔

'اوکے جی ڈن ہو گیا۔ اب چلو شاپنگ سٹارٹ کرو۔'

شارمین نے خوشدلی سے کہا تو سب ہنستے مسکراتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔

مگر ان کی خوشی کو دور کھڑی قسمت افسوس سے دیکھتی رہ

گئی۔

کھانا کھانے کے بعد سب بڑے اندر بیٹھے کوئی معاملات ڈسکس کر رہے

تھے تو دائم باقی سب کو لیے گارڈن میں آ گیا۔

اقراء دائم، شارق اور عریش کو پائیز کے لیے پسند آنے والی لڑکی کے بارے میں بتا رہی تھی۔ جبکہ پائیز تانیہ کے ساتھ ٹہل رہا تھا۔
 لتانی آج می نے آپ سے رشتے کی بات کی ہے نا۔ پائیز نے بات شروع کی۔

انج جی بھائی۔ لتانیہ نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

اہم اور آپ کو پتہ ہے لڑکا کون ہے؟ پائیز نے سوال کیا تو تانیہ نے سر نفی میں ہلایا اور ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

اعریش۔ پائیز نے مسکراتے ہوئے نام بتایا تو تانیہ کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ مارے شاک کے تانیہ سے کچھ بولا ہی نہیں گیا۔

اکیا ہواتانی۔ پائیز کی مسکراہٹ سمٹی تھی تانیہ کو یوں دیکھ کر۔۔۔

اب بھائی۔ عیش؟؟؟؟ لتانیہ نے تصدیق کرنا چاہی۔

'جی پرنس۔ آپ کا عیش۔' پائیز نے تانیہ کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا۔

'کیوں آپ کو عریش سے کوئی مسئلہ ہے کیا؟' پائیز نے دل میں آنے والا خدشہ ظاہر کیا۔

پائیز کی بھی دلی رضامندی شامل تھی اس رشتے میں، کیونکہ عریش ہر لحاظ سے تانیہ کے لیے پرفیکٹ تھا۔ وہ تانیہ کو سمجھنے کے ساتھ ساتھ سنبھالنا بھی جانتا تھا۔

'انہیں بھائی ایسی کوئی بات نہیں۔ وہ بس میں کبھی اُن کے بارے میں ایسا سوچا نہیں ہے۔' تانیہ نے آہستہ سے کہا۔

'کوئی بات نہیں پرنس اب سوچ لو۔ وہ ہر لحاظ سے بہتر ہے آپ کے لیے اور آپ اس کے ساتھ کفر ٹیبل بھی ہو۔'

پائیز نے سمجھانے والے انداز میں کہا تو تانیہ نے سر ہلا دیا۔

لیکن اگر آپ انکار کرتی ہو تو مجھے کوئی سولڈ ریزن بھی دینا ہوگا۔'

'جی بھائی۔' تانیہ نے دھیمے سے کہا۔

'اب آؤ باقی سب کے پاس بیٹھتے ہیں۔' پائیز تانیہ کا ہاتھ پکڑا کر لے جانے

لگا۔

'بب بھائی۔۔۔ وو وہ مجھے ایک کام یاد آ گیا ہے۔' تانیہ نے گھبرا کر اپنا ہاتھ

چھڑایا اور بنا کچھ سُنے بھاگ گئی۔

تانیہ کی اس حرکت پر پائیز کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی۔ وہ یونہی

مسکراتے ہوئے دائم اور باقی سب کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔

'ویسے شارق تمہیں نہیں لگتا کہ پائیز اور عریش کی طرح اب تم بھی

شادی کا سوچو؟' پائیز کے بیٹھتے ہی اقراء نے شارق سے کہا۔

'آپی ابھی تو نہیں۔۔۔ لیکن میں نے تو لومیرج ہی کرنی ہے۔' دونوں ہاتھ

اٹھاتے ہوئے شارق مسکرایا۔

لو میرج والی بات پر پائیز کو بے ساختہ وہ شیرنی یاد آئی جس نے پائیز مجتبیٰ کو کھری کھری سنائیں تھیں۔ شارمین کو یاد کرتے ہوئے غیر محسوس انداز میں پائیز کے چہرے پر ایک خوبصورت سی مسکراہٹ آگئی۔

'اہم اہم۔۔۔ یہ کس بات پہ مسکرایا جا رہا ہے۔' اعریش کی شریر سی آواز پر پائیز نے چونک کر سب کو دیکھا جو اُسے ہی مشکوک نگاہوں سے گھور رہے تھے۔

'کیا ہوا؟؟؟ سب ایسے کیوں دیکھ رہے ہو۔' پائیز نے گڑ بڑاتے ہوئے کہا۔
'سچ سچ بتاؤ کیوں مسکرا رہے تھے۔' اشارق آنکھوں میں شرارت سمونے بولا۔

'یار ابھی تانی سے بات کی ہے تو اس کاریکشن سوچ کر مسکرا رہا تھا۔' پائیز نے فوراً بات سنبھالی۔

'کیسی بات؟' اعریش نے نا سمجھی سے پوچھا۔

اتمہیں نہیں پتا؟؟؟ 'اقراء نے مصنوعی حیرت سے کہا تو عریش نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

'یار وہ تانی کے لیے رشتہ آیا تھا جو ممی ڈیڈی کو پسند بھی آگیا ہے۔' دائم نے کہا۔

'اور اسی سلسلے میں تانیہ سے بات کی تھی ابھی۔' پائیز نے مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے کہا۔

'لڑکا کون ہے؟' عریش نے سنجیدگی سے پوچھا۔

'دائم کے رشتے دار ہیں۔ لڑکا انجنیئر ہے۔' اقراء نے بتایا۔

'لڑکے کی عمر ستائیس سال ہے اور رنگت بس گزارِ حال ہے۔' اشارق نے خود کو سنجیدہ ظاہر کرنے کی بھرپور کوشش کی جبکہ لڑکے کی عمر سن کر ہی عریش کا رنگ اڑ گیا تھا۔

'آپی، بھائی! یہ سب کیا ہے؟؟؟ آپ لوگ تانی کو اس کی عمر سے نو سال بڑے انسان کے سپرد کر رہے ہیں! 'عریش نے بے یقینی سے کہا۔
 'اب ہم کیا کر سکتے ہیں۔ مئی ڈیڈی کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔' دائم نے مسکراہٹ روکنے کے لیے ہاتھ منہ پر رکھ لیا۔

عریش نے صدمے کی سی کیفیت میں پائیز کو دیکھا جس نے کندھے اچکا دیئے۔

'کیا گارنٹی ہے کہ وہ تانیہ کو خوش رکھے گا؟؟؟ ہم نے تانیہ کو بلکل شہزادیوں کی طرح پالا ہے۔ ہر جائز خواہش پوری کی ہے۔ اگر وہ نہ کر سکا تو؟؟؟'
 عریش نے بے چین ہوتے ہوئے کہا۔

'اگر یہ بات ہے تو کسی پر بھی ٹرسٹ نہیں کیا جاسکتا اور پھر تانیہ کی شادی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔' اقراء نے کہا۔

'اب یہ بھی نہیں کہا میں نے۔' عریش نے بُرامان لیا۔

تمہارے خیال میں پھر کیا کیا جائے۔ اشارق نے پوچھا تو ایک لمحے کے لیے عریش بھی سوچ میں پڑ گیا۔

کوئی ایسا جو اُسے بالکل ویسے ہی رکھے جیسے ہم رکھتے ہیں، کوئی ایسا جو اُس کی ہر چھوٹی سے چھوٹی خواہش کو پورا کرے، کوئی ایسا جس کا دل اُس کے معاملے میں بہت نرم ہو۔ اعریش خلاء میں دیکھتے ہوئے بول رہا تھا اور سب کی مسکراہٹ گہری ہوتی جا رہی تھی۔

ابھی ایسا بندہ تو جنت میں ہی مل سکتا ہے ہماری تانی کو۔ اشارق نے مزاق اُڑاتے ہوئے کہا تو عریش نے اُسے گھورا۔

ہاں تم تو ایلین ہونہ۔ اعریش نے دانت پستے ہوئے کہا تو اشارق اپنی جگہ سے اُچھل پڑا۔

اووووو۔۔۔ دماغ جگہ پہ ہے تمہارا؟؟؟؟ اشارق نے بے چین ہوتے ہوئے کہا تو اقراء، دائم اور پائیز بھی حیران رہ گئے۔

'افو ووو میرا مطلب تھا کہ اچھے لوگ بھی ابھی اس دنیا میں موجود ہیں۔ پر وہ ڈھونڈنے سے ہی ملیں گے۔' عریش نے وضاحت دی تو سب پُر سکون ہو گئے۔

'ایسے عریش تم کیوں نہیں کر لیتے تانی سے شادی؟؟؟'

دائم نے کرسی پر آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا تو عریش نے نا سمجھی سے دائم کو دیکھا جو مسکرا رہا تھا۔ عریش نے باقی سب کو دیکھا تو وہ بھی معنی خیزی سے مسکرا رہے تھے۔ معملاً سمجھ آنے پر عریش بے اختیار مسکرا اٹھا۔

'ہاں جی تو تمہیں کوئی اعتراض؟' اقراء نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

'اگر میری کوئین راضی ہے تو مجھے کوئی مسئلہ نہیں۔' عریش کھل کے مسکرایا۔

'اور اگر تمہاری کوئین ہی منع کر دے پھر؟' پائیز نے اُسے آزمانا چاہا۔

'مجھے تب بھی کوئی اعتراض نہیں کیوں میں نے کبھی بھی تانیہ کے بارے میں ایسا نہیں سوچا تھا۔' اطمینان بھرے لہجے میں جواب آیا۔

'مبارک ہو بھئی مبارک۔ دلہارا رضی ہے۔' ایشاق نے عریش کو زبردستی کھڑا کر کے گلے لگایا اس کی دیکھا دیکھی دائم اور پائیز نے بھی عریش کو گلے لگایا جبکہ اقراء نے عریش کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

'اچلو جی۔ عریش کا تو ہو گیا اب انشاء اللہ پر سو پائیز کو لے جائیں گے۔' اقراء پائیز کی طرف دیکھ کر مسکرائی۔

'کیا مطلب آپنی؟'

'مطلب یہ ہے کہ پر سوسب مل کر لڑکی والوں کی طرف جارہے ہیں اور آپ بھی جارہے ہیں گروم ٹوبی! دائم نے پائیز کے گلے میں بازو ڈال کر کہا۔

'ہمم۔۔۔'

'کیوں جی اب تمہیں کون مسئلے یا ان سیکورٹیز ہیں۔' اشارق نے بے زار ہوتے ہوئے کہا تو سب ہنس پڑے۔

'انہیں یا ایسی کوئی بات نہیں ہے۔' ابھی پائیزبات کر ہی رہا تھا کہ اندر سے آتے بڑوں کو دیکھ کر خاموش ہو گیا جو انھی کی طرف آرہے تھے۔

'اشارق ہم گھر جا رہے ہیں۔ چلو گے؟' اسمارہ بیگم نے اشارق سے پوچھا۔

'جی مئی میں بھی چلوں گا کیونکہ اب میرا یہاں کوئی نہیں۔۔۔۔۔ یہ دونوں بھی دائم بھائی کے گروپ میں شامل ہو رہے ہیں۔' اشارق نے نہ نظر آنے والے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا تو سب ہنس دیئے۔

'تو بیٹا آپ بھی شامل ہو جاؤ نہ ان کے گروپ میں۔' امینا بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

'آپ کو پتا ہے چچی! اشارق کا کہنا وہ لو میرج ہی کرے گا۔' عریش نے معصوم بنتے ہوئے اشارق سے بدلہ لیا۔

'برخوردار یہ میں کیسا رہا ہوں۔' اسیر غازیان نے مصنوعی رعب سے کہا تو شارق کے طوطے اڑ گئے۔

'ان نہیں پاپا۔۔۔ بی یہ مذاق کر رہا ہے۔ ہے ناعریش۔' شارق نے گھبراتے ہوئے عریش کی طرف مسکینت سے دیکھا۔

'انہیں چاچو میں نے بھی سنا ہے۔' پائیز بھی بظاہر سنجیدگی سے بولا تو صحیح معنوں میں شارق کا رنگ اڑھ گیا۔

'بی۔۔۔ یار کیوں بھری جوانی میں مجھے مارنے پر تلے ہوئے ہو۔' شارق نے منہ بسورتے ہوئے کہا تو سب ہنس پڑے۔

'کیوں کہ آج ہم بہت خوش ہیں تو شارق کی بات مان لیتے ہیں۔ کیا کہتے ہیں برادرانِ محترم۔' طائل غازیان نے شارق پر ترس کھاتے ہوئے کہا۔

'میرے پیارے چاچو۔۔۔۔۔ صرف آپ ہی ہیں جو مجھ سے سچا والا پیار کرتے ہیں۔' شارق نے طائل غازیان کے کندھے پر سر رکھتے ہوئے کہا۔

اچلو دیکھیں گے۔ 'مجتبیٰ غازیان نے مسکراتے ہوئے کہا تو شارق نے سکون کا سانس لیا۔

'اچھا مجتبیٰ ہم چلتے ہیں۔' اسیر غازیان نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔
'ٹھیک ہے اللہ حافظ سہیر۔'

'اللہ حافظ آپ، اللہ حافظ مجتبیٰ بھائی۔' اسما رہ بیگم بھی غزالہ بیگم سے مل کر سہیر غازیان کے ساتھ دائیں جانب باغ کے کونے میں لگے دروازے کی جانب بڑھ گئے تو شارق بھی سب سے مل کر چلا گیا۔

'اب ہمیں بھی اجازت دیں۔' طائل غازیان مسکراتے ہوئے بھائی سے بغلگیر ہوئے۔

'اللہ حافظ طائل۔ اللہ حافظ مینا۔' مجتبیٰ غازیان نے مینا بیگم کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

'اللہ حافظ آپی۔ اللہ حافظ مجتبیٰ بھائی۔' وہ بھی سب سے ملتے ہوئے عریش
کو لیے طائل غازیان کے ساتھ بائیں جانب لگے دروازے سے نکل کر
اپنے گھر چلے گئے۔

غازیان مجاہد کے تین بیٹے تھے۔ سب سے بڑے تھے مجتبیٰ غازیان جو
شکل و صورت میں بالکل اپنی والدہ صبا کی طرح تھے تو عادات و اطوار میں
اپنے باپ کی کاپی تھے۔ ان کی شادی غزالہ بیگم سے ہوئی جو ان کی والدہ کی
پسند تھیں۔ غزالہ بیگم پڑی لکھی اور ملنسار قسم کی خاتون تھیں۔ جلد ہی
انہوں نے سب کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا۔ ان سے تین بچے تھے۔ سب سے
بڑا دائم، اس کے پائیز جو اپنے دادا کا چہیتا تھا۔ پھر تھی گھر کی سب سے
چھوٹی اکلوتی اور لاڈلی بیٹی تانیہ مجتبیٰ جس نے اپنی دادی کے نین نقش پائے
تھے۔

مجتبیٰ غازیان کے بعد تھے سہیر غازیان۔ ان کا رعب و دبدبہ پورے خاندان میں مشہور تھا جس کی وجہ ان کی سنجیدگی تھی۔ ان کے خدو خال غازیان مجاہد سے مشابہت رکھتے تھے۔ غزالہ بیگم سے متاثر ہو کر صبا بیگم نے اسمارہ بیگم جو غزالہ بیگم کی چھوٹی بہن تھیں، انھیں سہیر غازیان کی شریکِ حیات بنا کر اپنے گھر لے آئیں۔ اسمارہ بیگم بھی اپنی بہن کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اپنی جگہ بنا چکی تھیں۔ ان کی اکلوتی اولاد تھی شارق سہیر۔ جو دائم کے بعد سب کا پیار سمیٹ رہا تھا۔ شارق کی پیدائش کے ایک مہینے بعد پائیز پیدا ہوا تھا جس سے شارق کو ایک دوست مل گیا تھا۔

غازیان مجاہد کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے طائل غازیان جن کی جڑوا بہن بھی تھی جو پیدائش کے چند لمحوں بعد ہی فوت ہو گئی تھی۔ یہ بہت بڑا دلچسپ تھا غازیان اور صبا بیگم کے لیے۔ طائل غازیان مجتبیٰ سے پانچ اور سہیر سے چار سال چھوٹے تھے۔ اس غمگین صورتِ حال میں طائل غازیان کی معصوم حرکتوں نے اپنے ماں باپ کا دل بہلا لیا۔ ان کی شادی اپنی ماموں

زادِ مینا بیگم سے ہوئی۔ مینا بیگم بہت محبت کرنے والی خاتون تھیں۔ انھوں نے ہمیشہ غزالہ بیگم اور اسمارہ بیگم کو سگی بہنوں کی طرح چاہا۔ مینا بیگم سے دو بچے تھے۔ عثمان اور عریش۔ عریش کی پیدائش پر پائیز کو ملنے والا پیار کم ہو گیا تھا جس کی وجہ سے وہ عریش سے چڑنے لگا تھا۔ لیکن جیسے جیسے عریش بڑا ہوتا جا رہا تھا وہ پائیز کے قریب ہوتا گیا اور پھر ایک وقت آیا کہ پائیز، شارق اور عریش کی دوستی پورے خاندان میں مشہور ہو گئی۔ یہ تھی غازیان مجاہد کی خوبصورت سی جنت! جوان کی تینوں بہوؤں نے اپنے اتفاق و سلوک سے مکمل کر دی تھی۔ تینوں بھائیوں میں بہت پیار تھا۔ والدین کی وفات کی بعد گھر کے تین حصے کر کے ہر بھائی نے اپنی پسند کے مطابق بنا لیا تھا۔ درمیان والا گھر مجتبیٰ غازیان کا تھا۔ دائیں جانب سہیر غازیان کا تو بائیں جانب طائل غازیان کا۔

مجتبیٰ غازیان نے اپنے والد کا بزنس سنبھال لیا تو سہیر غازیان اور طائل غازیان ڈاکٹر بن گئے۔

بانیک کی آواز پر نسرین بیگم نے چولہا بند کیا اور باہر چلی آئیں۔

'اسلام علیکم۔' نسرین بیگم نے عابرا عظم سے ہیلمٹ لیتے ہوئے سلام کیا۔

'و علیکم اسلام۔ بچے کہاں ہیں؟'

'ونیسہ کے ساتھ شاپنگ پر گئے ہیں۔' نسرین بیگم نے اندر آتے ہوئے بتایا۔

'اکیلے گئے ہیں؟' عابرا عظم نے پانی کا گلاس اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

'نہیں احمد بھائی لے کر گئے ہیں اور واپس بھی لائیں گے۔' نسرین بیگم نے بتایا۔

'ہمم۔۔۔'

'اچھا آپ فریش ہو جائیں میں کھانا لگاتی ہوں۔'

عابرا عظیم سر ہلاتے ہوئے کمرے میں چلے گئے تو نسرین بیگم بھی کیچن میں آ گئیں۔

کچھ دیر بعد نسرین بیگم اور عابرا عظیم ٹیبل پر بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔
اکتئی خاموشی ہو گئی ہے بچوں کے باہر جانے سے۔ 'عابرا عظیم نے روٹی اٹھاتے ہوئے کہا تو نسرین بیگم نے بھی تائید کی۔

اسیج کہہ رہے ہیں آپ۔ بچوں سے ہی تو گھر کی رونق ہوتی ہے۔ اچھا عابر فرزانہ کہہ رہی تھی کہ لڑکے والوں کو شارمین پسند آگئی ہے تو وہ فیملی کے ساتھ آنا چاہ رہے ہیں۔ میں نے سنڈے کا کہہ دیا ہے۔ 'نسرین بیگم نے بات ختم کر کے عابرا عظیم کی طرف دیکھا جو کھانا چھوڑ کر ان کی بات سُن رہے تھے۔

'نسرین یہ بہت جلدی نہیں ہے۔' عابرا عظیم نے کرسی سے ٹیک لگا کر دونوں ہاتھ سینے پر باندھے سنجیدگی سے کہا۔

'عابر کیا ہو گیا ہے۔ میں آپ کو سمجھاؤں یا آپ کی بیٹی کو۔ کیوں آپ دونوں شادی کے نام سے ایسے ریکٹ کرتے ہیں۔ آپ سے بات کروں تو کہتے ہیں بہت جلدی ہے اور جب شارمین سے کہوں تو کہتی ہے شادی ہی نہیں کرنی۔ یہ خیال اپنی شادی کے وقت کیوں نہیں آیا تھا جب میں کالج میں تھی اور ہماری شادی ہو گئی تھی۔ وہ جلدی نہیں تھی؟' نسرين بیگم کی بس ہو گئی تھی۔ دونوں باپ بیٹی کی ایک ہی رٹ تھی۔

'اہو و بیگم آپ تو خفا ہو گئیں۔ میں تو مزاق کر رہا تھا۔' معملا سنجیدہ ہوتا دیکھ کر عابرا عظم نے ہتھیار ڈال دیے۔

'عابر میں آپ کو بتا رہی ہوں اب اگر آپ نے یا آپ کی بیٹی نے کچھ کہانا تو میں اپنے بیٹے کو لے ابو کی طرف چلی جاؤں گی۔ پھر رہیں دونوں باپ بیٹی اکیلے۔' نسرين بیگم نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

'اچھا اچھا۔ نہیں کہتا کچھ بھی۔۔ اب کھانا تو کھا لو۔' نسرين بیگم کو اٹھتا دیکھ کر عابرا عظم نے کہا۔

انہیں کھانا مجھے۔ تنگ کر کے رکھ دیا ہے آپ باپ بیٹی نے۔ 'نسرین بیگم کہتے ہوئے کیچن کی طرف بڑھ گئیں تو عابرا عظیم بھی ان کے پیچھے گئے۔
 'نسرین آپ شارمین کی جلدی کیوں کروا رہی ہیں؟' عابرا عظیم نسرین بیگم کو پکڑ کر باہر لاتے ہوئے بولے۔

'آپ پھر شروع ہو گئے ہیں۔' نسرین نے غصے سے کہا تو عابرا عظیم نے ہنستے ہوئے ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔

NEW ERA MAGAZINE
 Novels | Afsana | Article | Books | Poetry | Interview

'اچھا کس وقت آئیں گے مہمان۔'

عصر کے بعد۔ آپ ایسا کریں اپنے بھائیوں کو بھی بتادیں۔ 'نسرین بیگم نے کہا تو وہ سر ہلاتے ہوئے کھانے کی طرف متوجہ ہو گئے۔

اس وقت وہ چاروں ایک کیفے میں موجود تھے جہاں کچھ دیر پہلے ہی ویٹران سے آڈر لے کر گیا تھا۔

'ویسے یہ اچانک سے گفٹس کی ضرورت کیوں پڑ گئی تھی؟' اشار مین نے
 ونیسہ سے پوچھا جو گفٹ پیک چیک کر رہی تھی۔
 'یار یہ تم دوںوں کے لیے ہیں۔' مصروف سا جواب آیا۔
 'اونی کیا ڈھونڈ رہی ہو؟' ایشل نے اسے مسلسل ایک سے دوسرا بیگ دیکھتے
 ہوئے ٹوکا۔

'ایشو وہ ڈبہ کہاں ہے جو اینڈ میں لیا تھا۔' ونیسہ نے پریشانی سے پوچھا۔
 'آپی وہ میرے پاس ہے۔ یہ لیں۔' انہد نے بیگ ونیسہ کی طرف بڑھاتے
 ہوئے کہا تو اس کی جان میں جان آئی۔

'اس میں ایسا بھی کیا ہے جو تم اتنی پریشان ہو رہی تھی؟؟' اشار مین نے
 مشکوک نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

'گفٹ ہے پشوگے اور کیا ہونا ہے؟؟' ونیسہ نے کرسی سے ٹیک لگاتے
 ہوئے کہا۔

'اچھا تم نے بتایا نہیں گفٹس کے بارے میں۔' اشار میں نے اپنا چہرہ ہتھیلی پر
ٹکاتے ہوئے پوچھا۔

'یہ تم دونوں کے برتھڈے گفٹس ہیں۔' ونیسہ نے اطمینان سے کہا۔

'ہمارے لیے کیوں؟؟؟' سوال ایشل کی جانب سے آیا۔

'ابھی تو بہت ٹائم ہے ہماری برتھڈے میں۔' اشار میں نے اُلحھتے ہوئے کہا۔

'شاید میرے پاس نہ ہو۔' ونیسہ نے کھوئے ہوئے انداز میں کہا۔

'تمہارا کیا مطلب ہے ونیسہ۔' ایشل نے اشار میں کو دیکھا جس کے چہرے

کارنگ اڑ گیا تھا ونیسہ کی بات سُن کر۔

ایشل کی آواز سے وہ جیسے ہوش میں آئی تھی۔ اشار میں کے چہرے پر نظر

پڑتے ہی اسے احساس ہوا کہ وہ کیا کہہ گئی ہے۔

'اہووو۔۔' میرا مطلب ہے کہ ابھی لینے کے دو فائدے ہیں۔ ایک یہ کہ ہم

نے مل بھی لیا اور کافی ٹائم ساتھ گزار لیا۔ دوسرا یہ کہ ابھی سے کرٹیشن

فری ہو گئی ہوں کیونکہ اینڈ ٹائم پر کوئی بھی چیز پسند نہیں آتی۔ اونیسہ نے
شارمین کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے بات سنبھالی۔

اونیسہ میری جان پلیز ایسی باتیں نا کیا کرو۔ شارمین نے روہانسے لہجے میں
کہا تو ونیسہ فوراً اٹھ کر شارمین کے پاس بیٹھ گئی۔

'اچھا اچھا نہیں کر رہی ریکس۔' اونیسہ نے شارمین کو اپنے ساتھ لگالیا۔

فہد شارمین کو یوں دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اسے پتا تھا کہ دونوں ایک
دوسرے سے بہت پیار کرتی ہیں لیکن اس حد تک یہ اندازہ فہد کو آج ہوا
تھا۔

اشانی اس میں ایمو شنل ہونے والی کیا بات تھی۔ ایشل نے شارمین کو
مصنوعی عرصے سے ڈانٹا تو ونیسہ کے ساتھ ساتھ شارمین بھی ہنس دی۔

'یار تم خود ہی دیکھو آج کل ونی کتنی عجیب عجیب باتیں کرتی رہتی ہے۔ بس
اسی لیے۔' اشار میں نے منہ پھولاتے ہوئے کہا تو سب ایک بار پھر ہنس
دیئے۔

'اچھا اب نہیں کروں گی۔' خلاف معمول ونیسہ نے سر نڈر کر دیا جو ایشل
اور اشار میں کے لیے باعثِ تعجب تھا۔

'ہیں۔۔۔ ونی طبیعت ٹھیک ہے؟؟' اشار میں نے ونیسہ کے ماتھے پر ہاتھ
رکھتے ہوئے پوچھا تو وہ ہنس دی۔

'ہاں ہاں ٹھیک ہے۔' اف یہ آرڈر کب آئے گا۔ لیٹ ہو رہے ہیں۔'
ونیسہ نے بہت آرام سے بات بدل دی۔

'فہد شہزادے پلیز چیک کرو۔' ونیسہ نے فہد سے کہا تو وہ سر ہلاتے ہوئے
اٹھ کر چلا گیا۔

'اوائے ایشو تمھیں پتا ہے آج پہلی بار مجھے پشوگے کی پنگے والی عادت سے بڑی خوشی ہوئی ہے۔' اونیسہ آنکھوں میں چمک لیے بولی۔

'کیوں جی خیر ہو۔' ایشو نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

'پشوگے تم خود بتاؤ گی یا میں بتاؤں!!' اونیسہ نے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو شارمین نے آنکھیں چھوٹی کر کہ اسے دیکھا جس پر ایشل اور وہ دونوں ہنس دیں۔

'آج میری پشوگے نے اپنے کوجے باندر عرف پائیز مجتبیٰ کو کھری کھری سنادیں۔' اونیسہ نے اشتیاق بھرے انداز میں کہا تو ایشل کا منہ کھل گیا۔

'ہیں؟؟؟ یہ کیا کہہ رہی ہو۔ پائیز مجتبیٰ تو لندن میں نہیں ہوتا؟' ایشل کی آواز میں حیرت ہی حیرت تھی۔

'وہ صرف اسٹڈیز کے لیے باہر گیا تھا۔ اب شاید کمپلیٹ ہو گئی ہیں تو واپس آ گیا ہے۔' اشار میں نے سنجیدگی سے بتایا تو ونیسہ سے شمار میں کو زور سے تھپڑ رسید کیا۔

'کیسے رپورٹیں رکھی ہوئی ہیں اُس کی ہر ایک بات کی! ونیسہ نے شمار میں کو گھورتے ہوئے کہا تو جواب میں شمار میں بھی اپنا بازو سہلاتے ہوئے اُسے ہی گھور رہی تھی۔

'اچھا بس کرو تم دونوں۔ لڑے بغیر بھی نہیں رہتے ہو اور ایک دوسرے کے بغیر بھی پھر گزارا نہیں ہوتا۔' اس سے پہلے کہ ان کی لڑائی بڑھتی ایشل نے ٹوک دیا جس پر شمار میں اور ونیسہ نے پہلے اُسے دیکھا اور پھر ایک دوسرے کو دیکھتے ہی ہنس پڑیں۔

'اچھا اب بتاؤ ہوا کیا تھا۔' ان میں صلح ہوتی دیکھ کر ایشل نے تجسس سے پوچھا۔

'یار وہ نا۔۔۔' اور پھر شارمین نے آف ٹائم میں ہونے والی ننگل اُن

دوںوں کے گوش گزار کر دیا۔

'اچھا۔۔ تو یہ ہوا تھا۔' ایشل نے سر ہلاتے ہوئے کہا جبکہ ونیسہ کسی گہری

سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی۔

'تم کچھ نہیں کہو گی؟؟' اشارمین نے ونیسہ سے پوچھا۔

'ہمم۔۔۔' ونیسہ چونک گئی۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Humor|Gossamer|Etc.

'میں نے کچھ پوچھا ہے۔'

'نہیں یار۔۔۔' ونیسہ نے گہری سانس بھرتے ہوئے کہا۔

'کیوں؟؟' ایشل کو حیرت ہوئی۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی فہد آرڈر لے کر آ گیا اور بات وہی رہ گئی۔

کھانے سے فارغ ہو کر ونیسہ نے احمد زمان کو کال کر کے آنے کا کہہ دیا۔

'اہو ہاں۔۔ میں نے تم لوگوں کو S-Masters کے بارے میں بتانا ہے۔' اچانک یاد آنے پر شارمین بولی۔

'یہ کون ہیں؟؟' ایشل اور ونسیہ ایک ساتھ ہی بولیں جبکہ فہد کے بھی کان کھڑے ہو گئے۔

'مجھے بھی کچھ خاص نہیں پتا آج خوشی لوگ بتا رہے تھے کہ یہ کوئی گروپ ہے تین لوگوں کا جس کے ممبرز چینج ہوتے ہیں تو گروپ کا نام بھی چینج ہوتا ہے۔ ابھی والے ممبرز کے نیمز ایس سے ہیں۔ سکار، سنیک۔ آئز اور سناپر۔' شارمین نے بتایا۔

'یہ کیا کرتے ہیں۔' ونسیہ نے پوچھا۔

'وہی جو ناولز کے اچھے والے گینگسٹرز کرتے ہیں۔' شارمین نے اچھے پر زور دیتے ہوئے کہا تو ونسیہ کی خوشی قابل دید تھی۔

'اچی!!!' ونیسہ نے آہستہ آواز میں چیختے ہوئے کہا تو شارمین نے مسکراتے ہوئے سرہاں میں ہلادیا۔

'واؤ۔۔۔' یہ کہاں ہیں۔ 'ایشل نے متجسس لہجے میں پوچھا۔

ہماری ایشل اور ونیسہ دوںوں گینگسٹرز کی دیوانی تھیں اور ان سے ملنے کی امعصومانہ خواہش 'پالے بیٹھی تھیں۔ یہ جانے بنا کہ قسمت نے ایک گینگسٹر ان کی قسمت میں پہلے سے ہی لکھا ہوا تھا۔۔۔

'کہتے ہیں ان کے بارے میں بہت کم لوگ جانتے ہیں اور جنھوں نے بھی ان کو دیکھا وہ زندہ نہیں بچے۔' اشارمین نے انھیں ڈرانا چاہا۔

'کیا مطلب! 'ونیسہ اور ایشل آنکھیں بڑی کیے بولیں۔

'مطلب یہ کہ جن مافیاز کو ختم کر چکے ہیں ان کے علاوہ کسی نے بھی نہیں

دیکھا انھیں۔' اشارمین نے دانت نکالتے ہوئے کہا تو ونیسہ اور ایشل نے

سکھ کا سانس لیا۔

اگدھی تو ایسے کہو نا۔۔ لے کے ڈرا دیا۔ ایشل نے آنکھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

'اچھا تو خوشی لوگوں کو کیسے پتا ان کے بارے میں؟' ونیسہ نے تحقیقی انداز میں پوچھا۔ وجہ یاد آتے ہی شارمین کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑ گیا۔

مجھے نہیں پتا۔ اشارمین نے ٹال دیا کیونکہ فہد کے سامنے وہ باتیں دُھرا نا نہیں چاہتی تھی۔ ونیسہ اور ایشل نے بھی شارمین کی آنکھوں کا اشارہ سمجھتے ہوئے دوبارہ نہیں پوچھا۔ فہد نے بعد میں شارمین نے تفصیلی بات کرنے کا سوچا۔

'اچھا کچھ بتاؤ ناسکار، سنا پورا اور سنیک۔ آئز کے بارے میں۔ ایشل آنکھوں میں اشتیاق لیے بولی۔

'ہاں پلیز۔ یار ران کے نیمز کتنے پیارے ہیں۔۔۔' ونیسہ نے اپنے مخصوص انداز میں اپنی چھوٹی آنکھیں مزید چھوٹی کرتے صدقے واری جاتے ہوئے کہا تو شارمین اور ایشل مسکرا دیں۔

'مجھے بس اتنا پتا ہے کہ تینوں ہڈیوں اور ماسک میں ہوتے ہیں۔ سکار بلیک،

سنیک۔ آئز ڈارک گرین اور سنا پیر ڈارک بیلو ہے۔'

'آہا۔۔۔ کلرز تو بڑے پیارے رکھے ہیں۔' ایشل نے ستائش کی۔

اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی، احمد زمان کی کال پر وہ سب باہر آگئے۔ احمد زمان نے پہلے شارمین اور فہد کو ڈراپ کیا۔ عابرا عظیم نے احمد زمان سے ملتے ہوئے ان کا شکریہ ادا کیا اور اندر آنے کی دعوت دی جسے احمد زمان نے پھر کبھی صحیح کہہ کر جانے کی اجازت لیتے ہوئے ایشل کو ڈراپ کر کے گھر آگئے۔

تانیہ اپنے کمرے میں بیٹھی پائیز نے اس انکشاف کے بارے میں سوچ رہی تھی جو ابھی تھوڑی دیر پہلے کیا گیا تھا۔

'اللہ جی! آپ گواہ ہیں میں نے کبھی بھی عیش کے بارے میں ایسا نہیں سوچا تھا۔ وہ میرے لیے بالکل پائیز بھائی اور دائم بھائی کی طرح ہیں۔ تانیہ اپنے رب سے محو گفتگو تھی۔

'اللہ جی مجھے کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا کہ کیا کروں۔ ممی ڈیڈی بلکہ سب راضی ہیں اس رشتے سے۔ اف۔۔۔ پلیز میری ہلپ کریں۔ تانیہ نے روہان سے لہجے میں کہا۔

اسی وقت دروازہ ناک ہوا اور چند لمحوں بعد اقراء اور دائم کا چہرہ نمایا ہوا۔ 'ابھی تک جاگ رہی ہو۔' اقراء مسکراتے ہوئے تانیہ کے پاس آ کر بیٹھ گئی اور دائم دوسری طرف۔

'بھائی۔۔۔ تانیہ دائم کے گلے لگ کر رونے لگ گئی۔

تانیہ میری جان کیا ہوا۔' دائم پریشان ہو گیا اپنے سینے سے لگی تانیہ کو روتا دیکھ کر۔

لتانی میری جان آپ دائم کو پریشان کر رہی ہو۔۔ 'دائم کو دیکھتے ہوئے اقرء نے تانیہ کو پیار کیا لیکن تانیہ کے رونے میں کوئی کمی نہ آئی۔ دائم کو پُرسکون رہنے کا اشارہ کرتے اقرء نے تانیہ کو اپنے ساتھ لگالیا۔ ایک لڑکی ہوتے ہوئے وہ تانیہ کی کیفیت سمجھ رہی تھی۔ اس موقع پر اچھی اچھیوں کا خود پر اختیار نہیں رہتا یہ تو پھر تانیہ تھی جو بچپن سے ہی حساس اور لاڈلی تھی۔ 'ادھر دیکھو میری طرف۔' اقرء نے تانیہ کا چہرہ ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اشہزادی ہر لڑکی پر یہ وقت آتا ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے حکم ہے ورنہ کون سے والدین ہیں جن کا دل اپنی رحمت کسی اور کو دینے کا کرتا ہوگا۔ 'اور بیٹا وہ کوئی غیر تو نہیں ہے جو آپ یوں خوفزدہ ہو رہی ہو۔' دائم نے تانیہ کے آنسو صاف کرتے ہوئے پیشانی پر پیار کرتے ہوئے سمجھایا۔ 'لیکن بھائی میں نے ہمیشہ عیش کو آپ اور پائیز بھائی کہ طرح بھائی ہی مانا ہے۔' لتانیہ نے روتے ہوئے کہا۔

'تو بیٹا کس نے یہ کہا ہے کہ اللہ معافی آپ کی نیت میں کھوٹ ہے۔' دائم نے تانیہ کا خوف سمجھتے ہوئے کہا تو تانیہ منہ بسورتے ہوئے دائم کے گلے لگ گئی جبکہ اقراء نے اپنا سر پکڑ لیا۔

'اف تانی۔۔ بہت بُری بات ہے۔۔ خود سے اندازے لگائے جا رہی ہو اور وہ بھی بالکل غلط۔' اقراء نے افسوس کیا۔

'اب اس میں میری کیا غلطی ہے۔ آپ لوگوں کو چاہیے تھا نا کہ مجھے بتاتے۔' سارا الزام ان کے سر ڈالتے تانیہ نے معصومیت سے کہا تو دائم نے ہنستے ہوئے یہ الزام سر آنکھوں پر رکھ لیا۔

'جی جی بیٹا یہ ہماری ہی غلطی ہے۔' دائم کے کہنے پر تانیہ نے پُرسکون ہوتے ہوئے چھوٹے بچوں کی طرح اپنی آستین سے آنسو صاف کیے جس نے اقراء اور دائم کو مسکرا نے پر مجبور کر دیا۔

'کوئی اور بات جس سے پریشان ہو تو بتادو وہ بھی کلیئر کر دیں۔' اقراء سائیڈ ٹیبل سے پانی لیتے ہوئے تانیہ کو پلایا۔

انہیں آپنی بس یہی ایک بات تھی۔ تانیہ نے پانی پیتے ہوئے کہا۔

اکیا ہو رہا ہے یہاں۔ 'مجتبیٰ غازیان کی آواز پر سب نے دروازے کی طرف دیکھا جہاں سے وہ غزالہ بیگم اور پائیز کے ساتھ اندر آئے۔

اچھ نہیں بس تانیہ سے باتیں کر رہے تھے۔'

دائم مسکرا کر کہتے ہوئے اٹھ گیا اور مجتبیٰ غازیان اس کی جگہ پر بیٹھ گئے۔

اقراء بھی اپنی جگہ غزالہ بیگم کو دیتے ہوئے دائم کے پاس کھڑی ہو گئی۔

'میری شہزادی بیٹی میری بات مانے گی؟' مجتبیٰ غازیان نے تانیہ کا سر

چومتے ہوئے کہا تو تانیہ نے سر ہلا دیا۔

'ہم نے آپ کا اور عریشہ کا رشتہ طہ کر دیا ہے۔ آپ کو کوئی اعتراض ہے

بیٹا؟؟؟' غزالہ بیگم نے تانیہ سے پوچھا تو تانیہ کے آنسو پھر نکل آئے جنھوں

نے تھوڑے فاصلے پر کھڑے پائیز اور دائم کو بے چین کر دیا۔

انہیں میری جان رونے کی بات نہیں ہے۔ اگر آپ کو اعتراض ہے تو کوئی فورس نہیں کرے گا۔ مجتبیٰ غازیان نے پیار سے تانیہ کے آنسو صاف کیے۔

اجیسا آپ سب کو مناسب لگے۔ تانیہ نے ہلکی آواز میں رضامندی دے دی۔

اما شاء اللہ اللہ میری شہزادی کی زندگی خوشیوں سے بھر دے۔ اغزالہ بیگم نے نہال ہوتے ہوئے کہا تو سب نے یک آواز آمین کہا۔

دوسری طرف عریش اپنے بیڈ پر لیٹا تھوڑی دیر پہلے دائم کی کہی گئی بات کے مطلق سوچ رہا تھا جب دروازے پر ہونے والی دستک سے وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔

'میرا بیٹا کیا کر رہا ہے۔' مینا بیگم نے عریش کے ساتھ بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

'بس لیٹا ہوا تھا۔ آپ بتائیں کوئی کام تھا تو مجھے بلا لیتیں۔' عریش نے ان کی گود میں سر رکھ دیا۔

'انہیں کام تو نہیں تھا بس ویسے ہی بات کرنے آئی تھی۔' یہ ماں بیٹا پھر آپس میں لگے ہوئے ہیں نا۔' طائل غازیان کی آواز پر عریش نے تھوڑا سا سر اٹھا کر باپ کو دیکھا اور ایک شریر مسکراہٹ ان کی طرف اچھالتے ہوئے سر واپس مینا بیگم کی گود میں رکھ دیا۔

'ایک تو یہ آپ کے ڈیڈ بھی ہر وقت ہم دونوں کے پیار سے جیلس ہوتے رہتے ہیں۔' مینا بیگم نے بھی شرارت سے گویا ہوئیں۔

'ظاہر جب سارا پیار یہ نالائق بٹور لے گا تو مجھے جیلس تو ہونا ہی ہے۔' طائل غازیان نے عریش کو کھینچ کر اٹھایا اور سامنے صوفے پر دھکا دینے

کے سے انداز میں بیٹھا کر خود مینا بیگم کے ساتھ بیٹھ گئے۔ جس پر عریش کا ہنس ہنس کر بُرا حال ہو رہا تھا جبکہ مینا بیگم منہ کھولے اپنے مجازی خدا کو دیکھ رہی تھیں جو کبھی کبھار بالکل بچوں کی طرح بیہوش کرتے تھے۔

اہم اب آتے ہیں اس بات کی طرف جو ہم کرنے آئے تھے۔ اس سے پہلے کہ مینا بیگم انھیں کچھ کہتیں طائل غازیان نے جلدی سے بات شروع کی۔

اجی بتائیں خیریت۔ عریش نے اپنی ہنسی قابو کرتے ہوئے کہا۔

اہم نے تمہارا اور تانی کا رشتہ پکا کر دیا ہے۔ ایک نظر اپنے شوہر کو دیکھتے ہوئے مینا بیگم نے عریش سے کہا۔

یہ آپ لوگ مجھے بتا رہے ہیں یا پوچھ رہے ہیں؟ عریش نے بھنوتیں اچکاتے ہوئے پوچھا۔

'ظاہر ہے ہم بتا رہے ہیں تاکہ ذہنی طور پر خود کو تیار کر لو۔' طائل غازیان نے پر سکون انداز میں کہا۔

'ڈیڈ یہ ظلم ہے۔ لڑکی سے بھی رضامندی لی جاتی ہے اور آپ نے اپنے بیٹے سے پوچھا ہی نہیں۔' عریش نے منہ پھولاتے ہوئے کہا۔

'نہیں۔۔۔ کیونکہ مجھے پتا تھا میرا بیٹا اتنا نالائق ہے کہ اپنی خوشی کا خیال نہیں رکھے گا اسی لیے مجھے لگایا کہ امپورٹنٹ فیصلہ مجھے خود ہی کر لینا چاہیے۔' طائل غازیان نے شان بے نیازی سے کہا تو مینا بیگم نے انہیں گھوری سے نوازا جبکہ عریش نرم مسکراہٹ لیے اپنے باپ کو دیکھے گیا جو ہمیشہ ایک دوست کی طرح اس کی خوشی کا خیال رکھتے تھے۔

'اٹھیک ہے اگر تانیہ راضی ہے تو میں ذہنی طور پر تیار ہوں۔' 'یہ ہوئی نابات۔' طائل غازیان نے اٹھ کر عریش کو گلے لگایا۔ 'میرا شہزادہ بیٹا۔' مینا بیگم نے بھی عریش کو پیار کیا۔

'یہ لو بھئی منہ میٹھا کرو۔' طائل غازیان نے عریش کو کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیے بغیر اس کے منہ میں پوری چاکلیٹ ڈال دی۔

'طائل بس کریں کیوں اتنا تنگ کر رہے ہیں میرے بیٹے کو۔' منسا بیگم نے اپنے شوہر کو فوراً ٹوکا جس پر ان کے ساتھ ساتھ چاکلیٹ کھاتا عریش بھی ہنس پڑا۔

آذان کی آواز پر حسبِ معمول ونیسہ اٹھ کر بیٹھ گئی اور آذان کا جواب دینے لگی۔ کچھ دیر بعد وہ وضو بنا کر باہر آئی اور ایشل کو میسج کر کہ شارمین کو کال ملائی۔ جو تین چار بیل جانے کے بعد اٹھالی گئی۔

'اسلام علیکم پشتو گے۔ اٹھ جاؤ اس دنیا میں نماز فجر کا وقت ہو چاہتا ہے۔'

'او علیکم اسلام۔ ہاں اٹھ گئی ہوں۔' انیند میں ڈوبی آواز آئی۔

انہیں تم لیٹی ہوئی ہو۔ اٹھ کر بیٹھو۔ اشار میں کی آواز سے اس کی موجودہ

حالت کا پتا لگتے ہی ونیسہ نے کہا۔

'ہاں اب بیٹھ گئی۔ ویسے تمہیں کیسے پتا چل جاتا ہے؟؟' اشار میں نے اٹھ کر

بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

'بس لگ جاتا ہے۔ اب تم جلدی سے جاؤ وضو بنانے۔' انخر سے کہتے آخر

میں اشار میں کو حکم جاری ہوا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'اچھا ٹھیک ہے اللہ حافظ۔'

'اللہ حافظ پشوگے۔' ونیسہ نے کہتے ہوئے فون رکھا اور نماز پڑھنے چلی

گئی۔

نماز سے فارغ ہو کر وہ اپنے رب سے حالِ دل بیان کرنے لگی۔

اللہ جی شارمین کی اپنے لیے سنسیٹیوٹی (حساسیت) دیکھ کر مجھے بہت ڈر لگتا ہے کبھی کبھی۔ کہیں آگے جا کر یہ حساسیت اس کے لیے تکلیف کا باعث نہ بن جائے۔ ونیسہ نے مجھے ہوتی آواز میں کہا۔

میرے رب ہم دونوں پر رحم فرمائیں۔ ایشل بھی مجھ سے پیار کرتی ہے لیکن اس کا دل مضبوط ہے جبکہ شارمین کا دل اس معاملے میں حد سے زیادہ کمزور ہے۔ میری صرف اتنی سی بات سے ہی اس کی حالت خراب ہو گئی تھی۔ میں اسے آپ کی حوالے کرتی ہوں اللہ جی۔ آخر میں کہتے ہوئے وہ سجدے میں رو پڑی۔

دل ہلکا ہونے کے بعد وہ اٹھی اور تلاوت کی عرض سے قرآن پاک لے کر بیٹھ گئی۔ اپنے رب سے بات کرنے اور تلاوت کرنے سے ونیسہ کی ساری بے چینی کہیں دور جاسوئی۔

دوسری جانب شارمین بھی وضو بنا کر اب نماز کے لیے کھڑی ہو چکی تھی۔ نماز پڑھ کر وہ بھی اپنے رب سے راز و نیاز میں مشغول ہو گئی۔

'اللہ تعالیٰ میں آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اپنے سامنے حاضر ہونے کی توفیق دی۔ پروردگار پلیز کچھ کریں ماما تو سیریس ہیں میری شادی کو لے کر۔ مجھے ابھی نہیں کرنی نا۔۔۔' اشارین نے بیزاری سے کہا
 پر اچانک مال میں کی گئی ونیسہ کی بات یاد آگئی۔

'اللہ تعالیٰ ونیسہ ضرور کچھ چھپا رہی ہے۔ پلیز پلیز میں چاہتی ہوں وہ ہمیشہ میرے ساتھ رہے۔ آج کل وہ ہر بات میں یہی کہتی ہے کہ اللہ نہ کرے اللہ نہ کرے جب وہ نہیں ہوگی اللہ نہ کرے۔' یہ کہتے ہی اشارین کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

'اللہ تعالیٰ میں اس کی دوری برداشت نہیں کر سکتی پلیز وہ ہمیشہ میرے ساتھ رہے۔' اشارین نے سسکتے ہوئے دُعا کی۔

اگر کبھی کسی کے حق میں کی جانے والی دُعا قبول نہ ہو تو سمجھ جاؤ کہ اللہ کے پاس اس سے بھی بہترین ہے۔ تمہاری دُعا کی تو مدت ہوگی لیکن اللہ کا حکم

لافانی ہوگا۔ جو صرف اس دنیا میں نہیں بلکہ ابدی زندگی میں بھی ساتھ رہے گا۔

اعیاشا۔۔ 'دروازہ کھٹکھٹانے کے ساتھ فہد نے آواز بھی دی جو شارمین کو حقیقی دنیا میں لے آئی۔ وہ فوراً اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوئی تب تک فہد کمرے میں آچکا تھا۔

کوئی کام تھا؟ 'شارمین نے فہد کی طرف دیکھنے سے گریز کیا۔
'تم روئی ہو؟'

'فہد کام کی بات کرو۔ 'شارمین نے اس بار عرصے سے کہا۔

چند لمحے شارمین کو دیکھتے رہنے کے بعد فہد نے گہرا سانس لیا۔

'وہ میں S-Masters کے بارے میں پوچھنے آیا تھا۔'

'مجھے جتنا پتا تھا میں نے کل ہی بتا دیا تھا۔ 'فہد کی پیشانی چومتے ہوئے

شارمین نے تھوڑی دیر پہلے تلخ ہونے کی تلافی کرنی چاہی۔

'اچھا اب بتاؤ کیوں رو رہی تھی۔' انہد نے شارمین کو بیڈ پر بیٹھا کر خود اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

'پتا نہیں کیوں میری چھٹی حس مجھے کچھ غلط ہونے کا سگنل دے رہی ہے۔' شارمین نے روہان سے لہجے میں کہا۔

'عیشا ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔' انہد نے شارمین کے ہاتھ تھام لیے۔

'اونیسہ آپنی کی وجہ سے پریشان ہونا؟' کچھ توقف کے بعد انہد پھر گویا ہوا۔ شارمین نے نیچلا لب دانت میں دباتے ہوئے سرہاں میں ہلا دیا تو انہد نے اپنی بہن کو دیکھا جو اگر کسی کی پروا نہ کرنے پر آئے تو چاہے وہ مر بھی کیوں نارہا ہوا سے توجہ نہیں دی گی، لیکن اگر کسی کی پروا کرنے پہ آئے تو خود تو مر جائے گی پر اُسے کچھ نہیں ہونے دی گی!

'بے وجہ پریشان ہو رہی ہو۔ ابھی بات نہیں کی کیا؟؟' انہد نے شارمین کے گھر والے بھی ونیسہ کی نماز کے لیے اٹھانے والی عادت سے واقف تھے۔

اکیوں نہیں کی۔ اشار میں نے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

تو پھر کس بات کی پریشانی ہے؟ 'فہد نے پوچھا۔

ابس پتا نہیں۔ اچھا آؤ باہر چلتے ہیں۔ اشار میں بات ختم کرتے ہوئے فہد کو باہر لے آئی۔

اگاردن میں نہ جاؤرات کو بارش ہوئی تھی۔ اشار میں کو باہر جاتا دیکھ کر فہد نے ٹوکا تو اس عرصے میں پہلی بار اشار میں کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔
اب تو ضرور جانا ہے مجھے۔ آنکھوں میں شرارت لیے اشار میں نے کہتے ہی باہر دوڑ لگادی۔ فہد کو بھی مجبوراً اس کے پیچھے ہی جانا پڑا۔

اقراء بیٹا جلدی سے فری ہو جاؤ آج مارکیٹ جانا ہے۔ لڑکی والوں کے لیے تھوڑی سی شاپنگ کرنی ہے۔ اغزالہ بیگم نے برتن دھوتی اقرء سے کہا۔

غازیان ویلہ میں اس وقت صرف خواتین ہی موجود تھیں۔ گھر کے سربراہان اور لڑکے اپنے اپنے کاموں پر جا چکے تھے اور تانیہ بھی کالج میں تھی۔

'جی بس ہو گیا ہے۔ میں چینیج کر لوں پھر چلتے ہیں۔' اقراء نے ہاتھ سکھاتے ہوئے کہا تو غزالہ بیگم سر ہلاتے ہوئے باہر اسمارہ بیگم اور مینا بیگم کے پاس آگئیں جو ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہیں تھیں۔

'ماشاء اللہ بہت بہت مبارک ہو آپی۔ اللہ پاک تانیہ کی زندگی خوشیوں سے بھر دے۔' اسمارہ بیگم نے اپنی آپی کو گلے لگایا۔

'خیر مبارک اسمی۔ آمین۔'

'اچھا آپی ڈرائیور کے ساتھ جائیں گے یا بچوں میں سے کوئی آئے گا۔' مینا بیگم بھی اسمارہ کی دیکھا دیکھی غزالہ بیگم کو آپی کہتی تھیں۔

اعریش آئے گا۔ کیونکہ اُسے ابھی سے اپنی کونین کے لیے نکاح کا ڈریس
 کلر دیکھنا ہے۔ اغزالہ بیگم نے اپنی کونین پر زور دیتے ہوئے کہا تو اسما رہ
 اور مینا بیگم کے ساتھ ساتھ عبا یہ پہنے اقراء بھی ہنس دی۔

اویسے مئی یہ بہت اچھا ہو گیا کہ دونوں راضی ہیں۔ اقراء نے موبائل پر س
 میں ڈالتے ہوئے کہا۔

ہاں سچ کہہ رہی ہو۔ اسما رہ بیگم نے اتفاق کیا۔
 اسلام علیکم لیڈیز! سوری میں تھوڑا لیٹ ہو گیا۔ آفس میں ایک میٹنگ
 تھی۔ اعریش نے عجلت میں کہا تو باقی سب نے مسکراتے ہوئے سلام کا
 جواب دیا۔

غازیان ویلہ کے لڑکوں میں ایک بات قابل ستائش تھی کہ وہ اپنوں کے
 معاملے میں بہت حساس اور زرمہ دار واقع ہوئے تھے۔

'یہ پی لوں انرجی ملے گی۔' اقراء نے جو س کا گلاس عریش کی طرف
بڑھاتے ہوئے کہا۔

'آپ کو کیسے پتا چلا کہ مجھے اس کی اشد ضرورت ہے؟' عریش کو خوشگوار
حیرت نے گھیر لیا۔

جیسے تمھیں تمھاری کونین کی پسند ناپسند کا پتا چل جاتا ہے۔' جواب غیر
متوقع تھا تبھی جو س عریش کے گلے میں پھنسا جس سے وہ کھانسی لگا۔
'آرام سے بیٹا کیا ہو گیا۔' اسمارہ بیگم نے اس کی کمرے سہلائی۔

'توبہ آپی آپ تو بڑی خطرناک ہوتی جا رہی ہیں۔' سانس بہال ہوتی ہی
عریش نے کہا تو اقراء کھلکھلا دی۔

'بس آفر آل بھا بھی کے ساتھ ساتھ اب سالی بھی بننے لگی ہوں۔' اقراء
نے ایک ادا سے کہا۔

'اللہ ہی رحم کرے مجھ پر۔ خیر اب چلیں آپ لوگ بھی باہر آئیں میں نے گاڑی سٹارٹ ہی چھوڑی ہوئی ہے۔' عریش خالی گلاس رکھ کر باہر چلا گیا تو باقی سب بھی اس کے پیچھے آگئیں۔

آدھے گھنٹے بعد وہ سب مال میں تھے۔ خواتین لڑکی والوں کی برف لے کر جانے والا سامان خریدنے میں لگی ہوئیں تھیں لیکن اقراء یک ٹک سامنے ایک بچے کو اپنی ماں سے لاڈ کرتا دیکھ رہی تھی۔ آنسوؤں نے نقاب بھگا دیا تھا لیکن اسے کوئی ہوش ہی نہیں تھی۔ اقراء کی شادی کو چھ ماہ ہو گئے تھے پر وہ اولاد جیسے نعمت سے محروم تھی۔ گھر والوں نے کبھی بھی اقراء کو اس بات کا احساس ہونے نہیں دیا تھا لیکن دنیا والے کسی کو سیکھی چھوڑ دیں یہ تو ناممکن سی بات ہے جناب! جنتے منہ انتی باتیں۔ ان لوگوں کی باتوں نے اقراء کو احساسِ کمتری میں مبتلا کر دیا تھا جس سے سب گھر والے پریشان تھے۔ اقراء دن بہ دن حساس ہوتی جا رہی تھی اور ابھی بھی ان ماں بیٹے کو دیکھ کر شدت سے اس کمی کو محسوس کر رہی تھی۔

عریش فون پر کسی سے بات کر رہا تھا جب بلا ارادہ نظر اقرء پر گئی تو وہ روتے ہوئے سامنے دیکھ رہی تھی۔ نظروں کے تعاقب میں دیکھنے پر سامنے ماں بیٹے پر نظر پڑتے ہی عریش فوراً فون بند کر کے اقرء کے پاس آیا۔

'آپی یہاں اکیلی کیا کر رہی ہیں۔' اقرء اقرء کے سامنے آہ کر کھڑا ہو گیا جس سے وہ ماں بیٹا اس کی نظروں سے او جھل ہو گئے۔

'پتا نہیں یہ آزمائش کب ختم ہوگی۔' اقرء نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے ادا سے کہا۔

'انشاء اللہ بہت جلد آپی۔' اقرء کا ہاتھ پکڑ کر غزالہ بیگم کے پاس لے گیا۔

'آپ لوگوں کی شاپنگ کتنی رہتی ہے؟' اقرء نے سنجیدگی سے پوچھا۔
'بیٹا ابھی تو رہتی ہے۔ سب خیریت؟' جواب غزالہ بیگم کی طرف سے آیا۔

'جی۔۔ اچھا آپ لوگ یہیں رہیں ہم آتے ہیں۔' عریش کہتے ہوئے اقراء کو لے کر کیفے میں آ گیا۔
 'آپی آپ فریش ہو کر آئیں۔'

اقراء بغیر کچھ بولے لیڈریز واشر روم کی طرف چلی گئی۔ اقراء نے سب کو ہمیشہ بہت پیار سے رکھا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس کو غمگین دیکھ کر عریش بھی افسردہ ہو گیا تھا۔ عریش نے فوراً دائم کو کال کی اور جلدی سے مال میں پہنچنے کا کہہ کر ایک ٹیبل پر بیٹھ گیا اور جو س کا آڈر دے کر اقراء کا انتظار کرنے لگا۔ کچھ دیر بعد اقراء آگئی اور عریش کے کہنے پر چپ چاپ جو س پینے لگی۔ ابھی انھیں بیٹھے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ دائم بھی آ گیا۔

'بھائی آپ کو گھر لے جائیں۔ میں باقی سب کے پاس رکتا ہوں۔'
 عریش نے کھڑے ہوتے ہوئے دائم سے کہا تو اس نے سر ہلاتے ہوئے اقراء کا ہاتھ پکڑا اور لے گیا۔ ان کے جانے کے بعد عریش واپس غازیان ویلہ کی خواتین کے پاس آ گیا۔

'اقراء کہاں ہے عریش۔' اسے اکیلا آتا دیکھ کر غزالہ بیگم نے پوچھا۔

'دائِم بھائی کے ساتھ گھر بھیج دیا۔' عریش نے آہستہ سے کہا۔

'یوں اچانک؟' مینا بیگم نے تعجب سے پوچھا۔

'آپ کو انھیں اپنے ساتھ رکھنا چاہیے تھا۔' عریش نے پلے ایریا میں

موجودان ماں بیٹے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو غزالہ بیگم کو بات کا مطلب

سمجھنے میں دیر نہ لگی۔

اطبیعت ٹھیک ہے نا اقراء کی۔' غزالہ بیگم کے لہجے میں فکر مندی تھی۔

'بھائی دیکھ لیں گے۔' عریش نے نظر چرائی تو سب کو اپنی بے خیالی اور

لا پرواہی پر افسوس ہوا۔

'آپی میرا خیال ہے یہ سب کافی ہے۔ ہمیں اس وقت اقراء کے پاس ہونا

چاہیے۔' مینا بیگم کو بھی اقراء کی فکر ہو رہی تھی۔

'ہاں ٹھیک ہے گھر چلتے ہیں۔ باقی جو رہ گیا وہ آن لائن لے لیں گے۔ بیٹا ان کی پے منٹ کرو اور جلدی چلو۔' اغزالہ نے کہنے پر عریش پے منٹ کرنے کاؤنٹر کے جانب بڑھ گیا۔

شارمین اور فہد دونوں اس وقت جھولے پر بیٹھے ہوئے آپس میں ہلکی بھلکی باتیں کر رہے تھے۔

'تم سکول نہیں جاؤ گے کیا؟؟' صبح کی روشنی پھیلتی دیکھ کر شارمین نے فہد سے پوچھا۔

'کیوں نہیں جاؤں گا۔ میں تمہاری طرح 2 گھنٹے نہیں لگاتا تیار ہونے میں۔ دس منٹ بھی کافی ہوتے ہیں میرے لیے۔' فہد نے فخر سے گردن اکڑا کر کہا۔

'میں نے کب دو گھنٹے لگائے ہیں تیار ہونے میں؟؟' اشار مین دی کیٹی
کیٹ نے اپنے پنجے کھول لیے۔

'اچھا اچھا سوری۔ میرا بھی لڑنے کا کوئی موڈ نہیں ہے۔' افند نے پہلے ہی
سفید جھنڈی دکھادی۔

'اچلو تم جا کر ریڈی ہو جاؤ میں ماما کے ساتھ ناشتہ بنانے میں ہلپ کرتی
ہوں۔' افند کو کھینچ کر اٹھاتے ہوئے کہہ کر وہ اندر کیچن میں چلی گئی جہاں
نسرین بیگم پر اٹھے بنا رہی تھیں۔

'ماما کوئی ہلپ چاہیے؟؟' اشار مین نے چائے میں چمچہ ہلاتے ہوئے پوچھا۔
'آملیٹ کے لیے پیاز ٹماٹر نکال کر کاٹو۔' نسرین بیگم کی طرف سے
مصروف سا جواب آیا۔

'ماما میں؟؟؟؟' اشار مین نے "میں" پر زور دیتے ہوئے کہا۔
'انہیں تمہارا پاپا۔'

'اوہ اچھا۔۔۔ میں بھی کہوں کہ مجھے کہاں سے کہہ رہی ہیں میں پاپاجانی کو
 بلا۔۔۔' اشار میں کی چلتی زبان کو نسرین بیگم کی گھوری نے بریک لگوائی۔
 'چپ چاپ کاٹو۔ کل کو شادی ہو جائے گی تو ساس جو تیاں مار مار کر روائے
 گی ناتب میری قدر آئے گی۔' نسرین بیگم نے اشار میں کو اچھی خاصی سنا
 دیں۔

'کاٹ رہی ہوں نا۔۔۔ ایک تو پتا نہیں یہ اس منحوس شادی میں ایسا کیا
 ہے جو زبردستی کروانے پر تکی ہوئی ہیں۔' بیزاری سے کہتے آخر میں وہ
 بڑبڑائی۔

'اشار میں اب اگر تم نے ایسی کوئی بھی بات کی نا تو تمہیں تمہارے باپ
 کے پاس چھوڑ کر چلی جاؤ۔ پھر کرتی رہنا اپنی مرضی۔' پراٹھے ہاٹ پاٹ
 میں رکھتے، وہ غصے میں کیچن سے ہی نکل گئیں۔

نسرین بیگم تنگ آ گئیں تھیں ان باپ بیٹی کی ایک ہی رٹ سے۔ ہر ماں کی
 طرح وہ بھی چاہتی تھیں کہ ان کی بیٹی کی اچھی جگہ شادی ہو لیکن ان

دونوں باپ بیٹی کی تو سوچ ہی نرالی تھی۔ اب کل لڑکے والے آرہے تھے اور محترمہ نے مزاج ہی نہیں مل رہے تھے۔ ان کے یوں چلے جانے پر شارمین ہکا بکا کھڑی رہ گئی۔

'کیا میں نے کچھ تو نہیں کہہ دیا؟؟' شارمین نے پریشان ہوتے ہوئے سوچا اور نسرین بیگم کے پیچھے چلی گئی۔

'عابر آپ سمجھالیں اپنی بیٹی۔ کل مہمان آنے والے ہیں اور اس کی ابھی تک وہی رٹ ہے۔' نسرین بیگم نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے عابر اعظم سے کہا جو کام پر جانے کے لیے تیار ہو رہے تھے۔

'کیوں کیا کہہ دیا۔'

'مہارانی صاحبہ کے خیالات ہیں کہ شادی منحوس ہوتی ہے اور شادی کرنے سے بہتر وہ کسی دیوار میں اپنا سر مار لیں۔' نسرین بیگم نے کمرے میں داخل ہوتی شارمین کو گھورتے ہوئے کہا تو ایک لمحے کے لیے عابر اعظم کا بھی منہ کھلا رہ گیا۔ انھیں پتا تھا کہ شارمین شادی کے نام سے چڑتی ہے

لیکن اس حد تک، اس بات کا اندازہ آج ہوا تھا۔ جو کہ اچھی بات نہیں تھی۔

اشار میں یہ میں کیسا رہا ہوں؟ 'عابرا عظم نے سنجیدگی سے پوچھا تو شار میں نے نظریں جھکا لیں۔

'بہت بُری بات ہے۔ آپ کو پتہ ہے یہ شادی اللہ کا حکم ہے اور سنتِ رسولؐ بھی! اگر شادی یا نکاح غلط ہوتا تو کیا اللہ اور ان کے رسولؐ اس بات کا حکم دیتے؟؟؟' عابرا عظم نے اب کی بار زرہ عَضّے سے کہا۔ مقصد شار میں کو احساس دلانا تھا کہ شادی کو فضول یا منحوس کہنا غلط ہے۔

اسوری پاپاجانی۔ 'شار میں نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا تو عابرا عظم نے اسے گلے لگا لیا۔ نسرین بیگم دونوں باپ بیٹی کو نہتائی مہایا کرنے کی غرض سے باہر آگئیں۔

'دیکھو بیٹا مجھے پتا ہے آپ کی ماما بہت جلدی کر رہی ہیں یہ سب لیکن ٹرسٹ می وہ آپ کی بھلے کے لیے ہی کر رہی ہیں۔ ہو سکتا ہے انھیں کوئی

ایسی بات پتا ہو جس سے آپ بے خبر ہو۔ 'عابرا عظیم کی خود کی سوئی ابھی تک اپنی وہی جلدی والی بات میں اٹکی تھی لیکن شارمین کو سمجھانا بھی ضروری تھا۔

'وہ آپ کی ماں ہیں۔ آپ نہیں دیکھ سکتی جو وہ دیکھ سکتی ہیں۔ کیا پتا وقت پر شادی ہو جانا ہی آپ کے حق میں بہتر ہو! اور ہاں ابھی شادی کے حق میں آپ کی ماما بھی نہیں ہیں۔ کیونکہ بقول ان کی جو ظلم میں نے ان پر کیا وہ اپنی بیٹی پر نہیں ہونے دیں گی۔ اسنجیدگی سے کہتے آخر میں عابرا عظیم نے مظلومیت سے کہا تو روتی ہوئی شارمین ہنس دی۔

'ابھی صرف نکاح ہو گا اور وہ بھی اگر ہمیں لڑکا پسند آیا تو!! اور نہ نہیں۔۔۔ اب رونا بھی نہیں ہے اور خبردار جو دوبارہ شادی کے بارے میں کوئی غلط بات کی۔ ایک طرح سے دیکھا جائے تو آپ اللہ کے حکم کو غلط کہہ رہی ہو۔' عابرا عظیم نے مزید کہا۔

'استغفر اللہ! پاپاجانی میرا ہر گز یہ مطلب نہیں تھا۔' شارمین نے اپنی صفائی پیش کی۔

'مجھے پتا ہے آپ کا یہ مطلب نہیں تھا لیکن بیٹا اس کا مطلب یہی نکلتا ہے۔'
'ایم سوری پاپاجانی۔ آئندہ ایسا نہیں کہوں گی۔' شارمین نے ندامت سے کہا تو عابرا عظیم نے اسے پیار کیا۔

'اب چلو ناشتہ کرتے ہیں اور جب میں کام پر چلا جاؤں اور فہد سکول، تو اپنی ماما سے بھی سوری کر لینا۔ ورنہ دھمکی دی کر گئی ہے کہ ہم دونوں کو یہاں چھوڑ کر ابو کی طرف چلی جائیں گی۔' عابرا عظیم نے کچھ اس انداز میں شارمین کو خبردار کیا تھا کہ ناچاہتے ہوئے بھی وہ ہنس دی اور عابرا عظیم کے ساتھ باہر چلی آئی۔

ٹیبل پر فہد اور نسرین بیگم بیٹھے ہوئے تھے۔ عابرا عظیم کے اشارے پر شارمین خاموشی سے ناشتہ کرنے لگی۔

'جیسا کہ تک آئے گی؟' عابرا عظیم نے اپنی سالی کے بارے میں پوچھا
جنہیں نسرین بیگم نے اپنی مدد کے لیے بلایا تھا۔

'مما جیسا آرہی ہیں؟؟' انہد نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

'ہاں آج دوپہر تک آئے گی۔' نسرین بیگم نے سنجیدگی سے جواب دیتا کہ
شارمین کو یہی لگے کہ وہ ناراض ہیں۔

'اچلو ٹھیک ہے۔' ایک نظر شارمین کے اداس چہرے کو دیکھ کر عابرا عظیم
ناشتے کی طرف متوجہ ہو گئے۔

ناشتے سے فارغ ہو کر فہد اپنی بس کے لیے اور عابرا عظیم اپنے کام پر چلے
گئے۔ نسرین بیگم برتن دھور ہی تھیں جبکہ شارمین اس انتظار میں تھی کہ
کب نسرین بیگم فارغ ہوں اور وہ سوری کرے۔

اللہ اللہ کر کے برتن ختم ہوئے تو نسرین بیگم سبزی لے کر بیٹھ گئیں کیونکہ
صفائی وہ فجر کی نماز کے بعد کر لیا کرتی تھیں۔

امما سوری۔ آئندہ نہیں کروں گی۔ اشارین نے آنسوؤں سے لبریز آنکھوں سے کہا۔

ہاں ابھی سوری کرو اور گھنٹے بعد پھر شروع ہو جانا۔ انسرین بیگم جانتی تھیں کہ یہ زیادہ ہو رہا تھا لیکن کبھی کبھی اولاد کی بہتری کے لیے سختی کرنی پڑتی ہے۔

انہیں ماما میں پروم مس کرتی ہوں آئندہ ایسے نہیں کہوں گی۔ مجھے نہیں پتا تھا کہ میری بات کا یہ مطلب بھی ہو سکتا تھا۔ اشارین نے زار و قطار روتے ہوئے کہا تو انسرین بیگم نے اٹھ کر اسے گلے لگایا۔

اچھا بس رو نہیں۔ تمہیں احساس ہو گیا ہے یہ کافی ہے۔ میں ناراض نہیں ہوں۔ انسرین بیگم نے اشارین کو پیار کرتے ہوئے کہا تو وہ مسکرا دی۔

اقراء کا سردرد سے پھٹا جا رہا۔ اُسے آس پاس کا کوئی ہوش نہیں تھا ورنہ وہ کبھی بھی یوں غزالہ بیگم اور باقی سب کو چھوڑ کر دائم کے ساتھ گھر نہ آتی۔ دائم اقرء کو ہاتھ سے پکڑ کر کمرے میں لایا اور سائٹیڈ ٹیبل سے میڈیسن نکال کر اُسے کھلائی۔ اقرء بالکل کسی روبوٹ کی طرح دائم کے اشاروں پر چل رہی تھی۔ اپنی شریکِ حیات کو اس حال میں دیکھنا دائم کے لیے صبر آزما کام تھا۔ میڈیسن کا اثر تھا کہ اقرء پر غنودگی طاری ہونے لگی اور آہستہ آہستہ وہ نیند کی وادیوں میں گم ہوتی گئی۔

اقراء کا سر اپنے سینے پر رکھ کر دائم بھی بیٹھنے کے سے انداز میں لیٹ گیا۔

ایکوں خود کو اس قدر اذیت دیتی ہو یا مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ سوئی ہوئی اقرء کا سر چومتے ہوئے دائم نے افسردگی سے کہا۔

اُسے آج بھی وہ دن یاد تھا جب پہلی بار ایک تقریب میں کسی جاننے والی نے اقرء سے اولاد کا پوچھا تھا جس پر اقرء خاموش ہو گئی تو انھوں نے غزالہ بیگم سے اقرء کو ڈاکٹر کو دکھانے کا کہا تھا۔ اس بات نے اقرء کو جھنجھوڑ کر

رکھ دیا تھا اور یہی سے اقراء ڈپریش کا شکار ہوئی تھی۔ لیکن جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا، لوگوں کی باتوں میں اضافہ ہوتا گیا اور وہ مزید حساس ہوتی گئی۔ اب یہ حال تھا خود کو نامکمل سمجھتے وہ رو کر اپنی جان ہلکان کرتی رہتی۔ بڑی مشکل سے سب گھر والے اسے اس فیز سے نکالنے میں کامیاب ہوئے تھے۔ اس میں زیادہ تر ہاتھ تانیہ کا تھا جس کا کہنا تھا کہ وہ اقراء کو اپنی ممی کی طرح ہی دیکھتی ہے۔ اس بات نے جیسے اقراء میں نئی زندگی بھر دی تھی اور وہ تانیہ کو سچ میں اپنی بیٹی ہی سمجھنے لگی تھی۔

دستک کی آواز نے دائم کو تلخ حقیقت میں واپس آنے پر مجبور کر دیا۔ خود پر قابو پاتے دائم نے اجازت دی۔

ابھائی اسلام علیکم۔۔۔ تانیہ چہکتی ہوئی اندر آئی۔ وہ ابھی ابھی کالج سے آئی تھی اور دائم کی گاڑی دیکھ کر یہیں آگئی۔

'یہ کیا ہو رہا ہے بچو۔۔۔' اقراء کو دائم کے سینے پر سر رکھے سوتا دیکھ کر تانیہ نے شرارت سے کہا۔

'او علیکم اسلام گڑیا۔ طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔' دائم کا لہجہ بُجھا ہوا تھا۔
 'کیا ہوا آپی کو۔' تانیہ بھی فکر مند ہوئی۔ جبکہ دائم خاموش ہی رہا۔ تانیہ سمجھ
 گئی کہ کیا ہوا ہوگا۔

'بھائی آپی کیوں پریشان رہتی ہیں۔'

'بیٹاؤ عاکیا کرو اپنی آپی کے لیے۔' دائم نے اقراء کی آنکھوں کو دیکھا جو
 رونے کی وجہ سے سُوجھی ہوئی تھیں۔

ابھی وہ دونوں باتیں کر رہے تھے کہ گاڑی کی آواز آئی۔

'میں دیکھتی ہوں کون آیا ہے۔' تانیہ کہتے ہی باہر چلی آئی جہاں غزالہ بیگم
 اسما رہ اور مینا بیگم کے ساتھ گاڑی سے نکل رہیں تھیں۔

'اسلام علیکم۔' تانیہ نے سلام کیا۔

'علیکم اسلام بیٹا۔' اقراء کی طبیعت کیسی ہے؟؟ 'غزالہ بیگم نے بے تابی سے

پوچھا اور جواب سُننے بنا ہی اندر بڑھ گئیں۔ اقراء کو وہ صرف بیٹی کہتی ہی

نہیں مانتی بھی تھیں۔ جتنا پیار وہ تانیہ سے کرتی تھیں اتنا ہی اقراء سے بھی کرتی تھیں۔ ان کے جاتے ہی تانیہ اور باقی سب بھی ان کے پیچھے چلی آئیں۔

اطبیعت زیادہ خراب تو نہیں ہوئی؟ اغزالہ بیگم کے لہجے میں اقراء کے لیے ڈھیر ساری محبت اور فکر تھی۔

'امیڈیسین کھلا دی تھی۔' دائم نے آہستگی سے کہا۔
 'اللہ ہماری بچی کی آزمائش دور کر دے۔' مینا بیگم نے نم لہجے میں کہا جس پر سب نے مشترکہ آمین کہا اور شاید قبولیت کی بھی یہی گھڑی تھی۔
 افسردہ کھڑی قسمت بھی مسکرا دی۔۔۔۔

'امی آپ لوگ کہاں گئے تھے؟' تانیہ نے سب کا دھیان بٹانے کو پوچھا۔
 اکل کے لیے شاپنگ کرنے گئے تھے۔' اجواب سا سوماں ٹوپی کی جانب سے آیا۔

'واؤ۔۔۔ مجھے بھی دیکھنی ہے۔' تانیہ نے اشتیاق سے کہ
 'عریش نے بیگز لاؤنچ میں رکھیں ہوں گے دیکھ لو۔' اسمارہ بیگم کے عریش
 کا نام لیتے ہی تانیہ کے چہرے کے تعصبات بدلے تھے۔ دل نے زور زور
 سے دھڑکنا شروع کر دیا تھا۔

'او۔۔۔ مم میں چیخ کر کہ دیکھ لوں گی۔' تانیہ کہتے ہی بھاگنے کے سے انداز
 میں سپیڈ سے کمرے سے نکلی اور سیدھا جا کر عریش سے ٹکڑا کر ہی رکی۔
 'آرام سے گر جاتی ابھی۔' عریش نے تانیہ کو تھام کر ٹوکا جس پر تانیہ بے
 ہوش ہونے والی ہو گئی۔ لیکن خود پر قابو پاتے بنا کچھ بھی بولے خود کو چھڑا
 کر اپنے کمرے میں بھاگ گئی۔ تانیہ کے رویے سے الجھتا عریش دائم کے
 کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

'مما تانیہ کو کیا ہوا ہے؟' عریش نے اندر آتے ہوئے مینا بیگم سے پوچھا۔

اپنا نہیں تمہارا نام لیتے ہی۔۔۔ اور بات مکمل ہونے سے پہلے ہی سب نے
مشترکہ زندگی سے بھرپور قہقہہ لگایا جس پر عریش کبھی اپنی ماں کو دیکھتا تو
کبھی دائم اور باقی سب کو۔

'یہ آپ لوگ کس بات پر ہنس رہے ہیں۔' عریش نے مشکوک انداز میں
پوچھا۔

'تمہیں نہیں سمجھ آئی؟؟' دائم نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels | Afsc | Articles | Books | Poetry | Services
'نہیں مجھے کیا۔۔۔' وہ کہتے کہتے رُک گیا۔

'نا کریں بھائی۔' عریش نے آنکھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے دُہائی دی جس نے
ایک بار پھر سب کو ہنسنے پر مجبور کر دیا۔

'میرے تو ذہن سے نکل ہی گیا تھا کہ اب تانیہ میری بہو بننے والی ہے۔'

مینا بیگم نے خوش ہوتے ہوئے کہا تو عریش بھی مسکرا اٹھا۔

'اچھا آپی میں لینچ کی تیاری کرتی ہوں آپ اور منہا پیننگ کر لیں۔' اسما رہ بیگم نے گھڑی دیکھی جس کے مطابق غازیان ویلہ کے مرد حضرات کے آنے میں کم وقت رہ گیا تھا۔

'ہاں ٹھیک ہے چلو آؤ منہا اور دائم اقراء اٹھے تو اسے لے کر ہمارے پاس آجانا۔' غزالہ بیگم نے سوئی ہوئی اقراء کو پیار کرتے ہوئے کہا۔

'او کے مئی۔' دائم کا جواب سُن کر سب اپنے اپنے اُمور کی انجام دہی کے لیے چلے گئے۔

'اب بتاؤ ہوا کیا تھا۔' دائم نے عریش سے پوچھا جس پر عریش نے سارا ماجرہ بیان کیا۔

'بھائی آپی بہت سنسیٹو ہوتی جا رہی ہیں۔' عریش نے ادا سی سے کہا جس پر دائم نے غمگیں ہوتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں۔

'اللہ اللہ یہ کیا ہو گیا تھا مجھے۔' تانیہ اپنے کمرے میں یہاں سے وہاں جاتے ہوئے خود سے بولتی جا رہی تھی۔

'یا اللہ آج سے پہلے تو کبھی بھی ایسا نہیں ہوا۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ کیوں عیش کے نام سے ہی مجھے ایک عجیب سی گھبراہٹ ہونے لگتی ہے۔' تانیہ نے اپنی انگلی دانتوں میں دبائی۔

'آہہ۔۔۔۔' بے دھیانی میں تانیہ نے اپنی ہی انگلی پر زور سے کاٹ لیا۔
کیا مصیبت ہے یہ۔' تانیہ کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو آگئے۔

'یہ سب کچھ عیش کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ اب میں عیش سے کوئی بات نہیں کروں گی۔' سارا الزام عیش کے سر ڈالتے وہ منہ بسور کر اپنے کپڑے لے کر فریش ہونے چلی گئی۔

'شارمین میری بات سنو۔' نسرین بیگم نے ٹی وی دیکھتی شارمین کو مخاطب کیا۔

'جی ماما۔'

نسرین بیگم سوچ میں پڑی گئیں گے کیسے شارمین سے بات کریں۔

'ماما آپ کو جو بھی کہنا ہے کھل کر کہیں۔' شارمین نے ان کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں

لیتے ہوئے کہا۔

'وہ جو دو لیڈیز آئیں تھیں نا، انھیں تم پسند آگئی ہو اور کل وہ اپنی فیملی کے ساتھ آئیں

گے۔' نسرین بیگم نے بتایا تو شارمین نے آہستہ سے ان کے ہاتھ چھوڑ دیے۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ٹھیک ہے ماما۔' بے بسی کی انتہا تھی کہ اب وہ اس کے علاوہ کچھ کہہ بھی نہیں سکتی

تھی۔

نسرین بیگم نے ایک افسردہ نظر بیٹی پر ڈالی۔ وہ ماں تھیں نا، جانتی تھیں کہ ان کی انوکھی

لاڈلی نے ان کی ناراضگی کے ڈر سے خاموشی اختیار کی ہے۔

'اچھا جاؤ گیسٹ روم کی ڈسٹنگ کر لو۔ جیا آتی ہی ہوگی۔' اپنی بہن سے اس بارے میں

بات کرنے کا سوچ کر نسرین بیگم نے شارمین کو کام پر لگا دیا۔ ابھی شارمین گیسٹ روم

کی طرف جاہی رہی تھی کہ موبائل بجنے لگا جو کہ نسرین بیگم نے اٹھایا۔

'اسلام علیکم آنٹی کیسی ہیں؟؟' اونیسہ کی چہکتی آواز آئی۔

'او علیکم اسلام بیٹا میں ٹھیک آپ کیسی ہو؟' نسرین بیگم نے خوشدلی سے کہا۔

'اللہ کا شکر ہے میں بھی ٹھیک! اچھا آنٹی یہ شارمین کہاں ہے؟'

'بیٹا کام کر رہی ہے۔' نسرین بیگم نے گیسٹ روم کی طرف دیکھتے ہوئے بتایا۔

'ماشاء اللہ ماشاء اللہ شارمین نے گھرداری سیکھنا شروع کر دی۔' اونیسہ نے خوشگوار

حیرت سے کہا۔
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'جی بیٹا اب خیر سے شادی کی عمر ہو گئی ہے اور کام کاج آتے ہی نہیں تمہاری دوست

کو۔' نسرین بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

'اللہ آپ کو حوصلہ اور شارمین کو ہمت دے۔' اونیسہ ہنسی۔

'آمین بیٹا آمین۔' نسرین بیگم بھی ہنس دیں۔

'اچھا آنٹی شارمین جب فری ہو جائے تو اسے کہہ دیں کہ کال بیک کر لے۔'

'او کے بیٹا میں کہہ دوں گی۔ اللہ حافظ۔' نسرین بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

'اللہ حافظ آئی انکل کو میرا سلام کہیں۔'

'او علیکم اسلام۔' نسرین بیگم نے کہتے ہوئے فون رکھ دیا اور خود کیچن میں کام کرنے

چلی گئیں۔ لیکن شارمین کی چیخ پر اُس کے پیچھے جانا پڑا۔

'شارمین کیا ہو گیا ہے کیوں چیخ رہی ہو۔' نسرین بیگم نے کونے میں کھڑی شارمین سے

پوچھا۔

'مما کا کروچ۔۔۔' شارمین نے ایک بار پھر زوردار چیخ ماری کہ نسرین بیگم کو اپنے

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کانوں پر ہاتھ رکھنا پڑا۔

'اف شارمین تم سب بڑا نہیں ہے۔' نسرین بیگم دی دبنگ لیڈی نے کا کروچ کو

واصلِ جہنم کرتے ہوئے شارمین کو ڈانٹا تو اس نے منہ بسور لیا۔

'تو میں کیا کرتی وہ میری طرف آ رہا تھا نا۔'

'اکھانا جاتا تمھیں۔' نسرین بیگم نے گھورا۔

'اچھا بس ناب بچی کی جان لیں گی کیا۔' شارمین نے مظلومیت سے کہا تو نسرین بیگم

نے نفی میں سر ہلایا۔

اتمہارا کچھ نہیں ہو سکتا۔ ڈسٹنگ کی ہے یا ابھی تک ویسے ہی بیٹھی ہوئی تھی؟؟؟

اجی جی وہ کر لی۔ اشار میں نے یوں کہا جیسے کوئی بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہو۔

اہم جاؤ اب سلاد کاٹو۔ انسرین بیگم نے ایک اور حکم صادر کیا۔

امما بسسس!!! تھک گئی ہوں۔ اشار میں نے صوفے پر گرنے کے سے انداز میں

بیٹھی۔

اکیوں کون سے پہاڑ توڑ لیے جو تھک گئی ہو؟؟؟ انسرین بیگم نے گھورتے ہوئے کہا۔

اس سے پہلے کہ اشار میں کچھ کہتی، ڈور بیل بجی۔

'جیاااااااااا'

شار میں بنا کچھ سوچے سمجھے چیختی ہوئی دروازے کے طرف بھاگی۔ سر پر دوپٹہ لے کر

شار میں نے دروازہ کھولا تو سامنے اشار میں کے ماموں اور خالہ کھڑی تھیں۔ اشار میں

نے جیا کا ہاتھ پکڑ کر اندر کھینچا اور گلے لگا لیا۔ اشار میں کی اس حرکت پر اشار میں کے

ماموں اسد خان ہنستے ہوئے اندر داخل ہوئے اور دروازہ بند کر دیا۔

'اللہ! جیا آپ کتنے ٹائم بعد آئی ہیں۔' اشار میں نے شکوہ کیا۔

'اسلام علیکم لالہ جان، جیا۔ اس کو تو تو فیتق نہیں ہے سلام کرنے کی۔' اندر سے آتی
نسرین بیگم نے اشار میں کو زبردست گھوری سے نوازتے ہوئے اپنے بہن بھائی کو سلام
کیا۔

'او علیکم اسلام گڑیا کیسی ہو۔' اسد خان نے مسکراتے ہوئے نسرین بیگم کو اپنے ساتھ لگا
کر سر چوما۔

'میں ٹھیک ہوں لالہ آپ سنائیں بھابھی اور بچے کیسے ہیں؟' نسرین بیگم نے عقیدت
سے اپنے لالہ کے ہاتھ چومتے ہوئے باقی سب کا پوچھا۔

'سب ٹھیک ہیں گڑیا۔'

'آپی آپ کی ایک عدد بہن بھی آئی ہے آپ کے لالہ کے ساتھ۔' جیا نے آپ کے
لالہ پر زور دیتے ہوئے کہا تو نسرین بیگم ہنستے ہوئے ان سے گلے ملیں۔

دراصل اسد خان سب سے بڑے اور اکلوتے بھائی تھے اور نسرین بیگم کی تو جان بستی
تھی اپنے لالہ میں۔ بچپن میں اکثر ان کی جیا سے اس بات پر لڑائی بھی ہو جایا کرتی تھی

کہ لالہ صرف میرے ہیں۔ اسی لیے جیا اکثر چھمڑنے کے لیے آپ کے لالہ کہا کرتی تھیں۔

'کیسی ہو جیا؟ کافی ٹائم بعد پاکستان کا چکر لگایا ہے۔'

'جی آپ بس مستقیم فری نہیں تھے۔ ابھی بھی اکیلی ہی آئی ہوں۔' جیانے وجہ بتائی۔

'اچھا چلو آؤ لالہ آپ بھی آئیں نا۔'

'ماموں جان اس بار آپ کھانا کھا کر ہی جائیں گے۔' اشار میں نے جلدی سے اسد خان

کا بازو پکڑ لیا یوں کہ اگر چھوڑا تو انھوں نے بھاگ جانا ہے۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'اوہو گڑیا مجھے کام۔۔'

'کوئی کام نہیں ہے بس آپ کھانا کھا کر ہی جائیں گے۔' انسریں بیگم نے ان کی بات

کاٹتے ہوئے کہا تو اسد خان مسکرائے بنا نہ رہ سکے۔

'اچھا بھئی ٹھیک ہے۔' بہن کے اصرار انھیں مانتے ہی بنی۔

انسریں بیگم سب کو لیے اندر کی طرف بڑھ گئیں۔

اپنے آس پاس مانوس سی خوشبو سے اُسے اندازہ ہو گیا کہ دائم یہیں کہیں ہے۔ اب اسے کچھ سنائی بھی دے رہا تھا۔ غور کرنے پر معلوم ہوا یہ دل دھڑکنے کی آواز تھی لیکن کہاں سے آرہی تھی یہ سمجھ نہیں آرہی تھی۔ آہستہ آہستہ حواس بیدار ہوئے تو پتا چلا کہ وہ دائم کے سینے پر سر رکھے سوئی ہوئی تھی۔ اقراء نے ایک دو دفع پلکیں جھپکیں اور پھر اٹھ کر بیٹھ گئی۔ دائم بھی اس کی طرف متوجہ ہوا۔

اب طبیعت کیسی ہے؟

دائم کے پوچھنے پر اقراء نے اس کی طرف دیکھا اور مال والا واقعہ یاد آتے ہی وہ شرمندگی سے سر جھکا گئی۔

اٹھیک ہوں۔ آواز اتنی ہلکی تھی کہ دائم بمشکل ہی سن سکا۔

یہ سب کیا تھا اقراء؟ دائم کے لہجے میں غم و غصہ تھا۔

اتم کیوں خود کو بھی اذیت دیتی ہو اور ہم سب کو بھی۔ کیا میں نے یا میری فیملی نے کبھی

تمہیں کچھ کہا ہے اس بارے میں؟

کبھی کبھی جو بات محبت و نرمی سے سمجھ نہ آئے تو غصے و سختی سے سمجھانا چاہیے۔ کیونکہ

سختی کے خوف سے انسان اس کام سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔ دائم بھی اس وقت یہی کر رہا تھا۔ جانتا تھا اقراء کو بُرا لگے گا لیکن یہ ضروری تھا۔

اہم ہر ممکن کوشش کرتے ہیں کہ تمہیں کبھی اس بات کا احساس نہ ہونے دیں لیکن تم۔ 'منہ سے کچھ غلط نکل جانے کے اندیشے سے دائم خاموش ہو گیا اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔

'آپ کا بھی تو دل چاہتا ہو گا نا کہ آپ کی بھی اولاد ہو۔' اقراء نے روتے ہوئے کہا۔
 'تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں خود کو ڈپریشن میں ڈال لوں یا روتار ہوں کہ کیوں نہیں ہے میری اولاد۔' دائم کی بس ہو گئی تھی تبھی ہلکی آواز میں چیختے ہوئے بولا۔ وہ سمجھا رہا تھا لیکن اقراء کی سوئی وہی پرائنگی پڑی تھی۔

'دائم یہ کیا کر رہے ہو؟' اغزالہ بیگم جو کمرے کے پاس سے گزر رہی تھیں دائم کے چیخنے پر اندر آئیں اور اسے ڈانٹتے ہوئے اقراء کو اپنے ساتھ لگا لیا جو روئی جا رہی تھی۔
 'آپ پوچھیں اس سے کیا کبھی ہم میں سے کسی نے بھی بچے کی ڈیمانڈ کی ہے جو یہ خود کو یوں اذیت دیتی ہے۔ میں اور کیا کروں کہ اسے یقین آجائے میں ٹپکل شوہروں کی

طرح نہیں ہوں جو اولاد نہ ہونے پر بیوی کی جان عذاب کرتا پھروں۔ 'دائم' کہتا ہوا غصے میں کمرے سے کیا گھر سے ہی نکل گیا۔ وہ بھی تھک گیا تھا۔ آخر کب تک وہ اپنی شریکِ حیات کو اس طرح تڑپتا دیکھتا رہتا۔

دائم کے یوں چلے جانے پر غزالہ بیگم بھی حیران رہ گئیں تھی۔ خاندان کے لڑکوں میں دائم سب سے دھیمے مزاج کا بندہ تھا۔ لیکن آج جو ہوا تھا وہ تو غزالہ بیگم کی سمجھ سے بھی باہر تھا اور اقراء۔۔ وہ تو کاٹو بدن میں لہو نہیں کے مترادف بیٹھی ہوئی تھی۔ آج تک اقراء نے دائم کو ایک دوست، محبوب اور غمگسار ہی پایا تھا لیکن شادی کے ان چھ سات ماہ میں پہلی بار وہ اقراء پر یوں چلایا تھا۔

آج اقراء کو اپنے رویے سے دائم کو پہنچنے والی تکلیف کا احساس ہوا تھا۔ وہ تکلیف جو اسے اس حال میں دیکھ کر دائم کو ہوتی تھی۔

'اقراء میری جان دائم کے غصے کو دل پر نہیں لینا۔ وہ بہت پریشان ہے تبھی ایسا بول گیا ہے۔' غزالہ بیگم نے اقراء کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا۔

'وہ سچ ہی تو کہہ رہے تھے مئی۔ اپنی ذات میں کھو کر میں ان کی تکلیف کو بالکل ہی اگنور کر گئی۔ وہ بھی اس بات کو فیل کرتے ہیں لیکن میری دل آزاری کے خیال سے کبھی

بھی اظہار نہیں کرتے۔ 'اقراء کھوئے ہوئے انداز میں کہے جا رہی تھی۔

امیں اتنی خود غرض ہو گئی کہ آپ سب کی تکلیف نظر ہی نہیں آئی۔ آپ لوگوں نے کبھی بھی مجھے اس بات کا طعنہ نہیں دیا لٹا مجھے بھی یہ کہہ کر سمجھاتے رہے کہ جب بھی اللہ کی مرضی ہوئی یہ آزمائش ختم ہو جائے گی۔ لیکن میں تو کچھ سمجھ ہی نہیں رہی تھی۔ آنسو لڑیوں کی صورت میں بہ رہے تھے لیکن آج وہ غم کے نہیں ندامت کے آنسو تھے۔

غزالہ بیگم نے کچھ بھی کہے بغیر اسے گلے لگا لیا۔

آپ سب خیریت ہے نا؟؟ 'مینا بیگم کمرے میں آتے ہوئے پوچھا۔

'دائم بہت غصے میں گھر سے نکلا ہے۔ میں عریش کو پیچھے بھیجا ہے۔ 'اسمارہ بیگم بھی پریشانی سے گویا ہوئیں۔

غزالہ بیگم نے اشاروں میں کچھ نہ بولنے کا کہہ کر ان کی توجہ اقراء کی طرف مبذول کروائی۔

'اقراء بیٹا اب طبیعت کیسی ہے؟ 'مینا بیگم نے اقراء کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے

پوچھا تو اقراء نے سر ہلا دیا۔

'بیٹا یہ سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ کیوں خود کو قصور وار سمجھتی ہو۔' اسما رہ بیگم نے بھی سمجھایا۔

'ایم سوری۔ میری وجہ سے آپ سب کو پریشانی ہوئی۔' اقراء نے روتے ہوئے معافی مانگی۔

'آپ کو احساس ہو گیا یہی کافی ہے۔ اب چلو جلدی سے فریش ہو کر آؤ اتنے سارے کام پڑے ہیں کرنے کو۔' مینا بیگم نے ہلکے پھلکے لہجے میں کہتے ہوئے اقراء کو واشر روم کی طرف دھکیل دیا۔

کمرے میں تین افراد کے ہوتے ہوئے بھی مکمل خاموشی تھی، جسے سنیک۔ آئز کی آواز نے توڑا۔

'تم ویمن یونیورسٹی گئے تھے؟'

'ہاں گیا تھا۔ اسی سلسلے میں کمانڈو سے بات کرنی ہے۔' اسکار کی سنجیدہ آواز آئی۔

'ویسے تم کیا سوچ رہے ہو سنا پیر۔' سنا پیر جو کسی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا ایک دم چونکا۔

'انہیں یار کچھ خاص نہیں۔'

اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی دروازہ کھلا اور کمانڈو اپنے جاہ و جلال کے

ساتھ اندر داخل ہوئے۔ انہیں دیکھتے ہی تینوں جوان اٹھ کھڑے ہوئے اور سیلوٹ

کیا۔

'اسلام علیکم کمانڈو!'

ان کی آواز میں وطن کی محبت اور کچھ کر دکھانے کا جذبہ تھا۔ کمانڈو نے سر کے اشارے

سے جواب تھا اور اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے۔ ان کے بیٹھنے کے بعد سکار نے

پروجیکٹر آن کیا اور سنیک۔ آئز نے لائٹ آف کر دی۔

سکرین پر منظر واضح ہوا۔ یہ کوئی پرانا سٹور معلوم ہوتا تھا کیونکہ جگہ جگہ ٹوٹی کرسیاں

پڑی تھیں۔

'اسٹوڈنٹس کے ہوتے ہوئے یونی کا جائزہ لینا مشکل تھا تبھی میں آج گیا تھا۔' سکار کے

'اسٹوڈنٹس' کہنے پر سنیک۔ آئز اور سنا پیر نے کھی کھی شروع کر دی جبکہ کمانڈو نے

اپنی مسکراہٹ ضبط کی تھی۔

'میرا خیال ہے ہم یہاں کام کی بات کرنے آئے ہیں۔' سکار نے دانت پیستے ہوئے

کہا۔

'اگیری آن۔' کمانڈو نے اپنے ساتھ بیٹھے نمونوں کو آنکھیں دیکھتے ہوئے سکار سے

کہا۔

'اسریہ یونی کے ہاسٹل کا ایک اسٹور روم ہے۔ بظاہر تو یہاں سب ٹھیک نظر آتا ہے

لیکن۔۔' سکار کہتے کہتے رُکا۔ چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ لیے ویڈیو پلے کی۔

ویڈیو میں سٹور روم کے کونے میں ایک کرسی کچھ اس طرح رکھی گئی تھی کہ اس کا
اکلوتا پیر بالکل کسی گیر کی طرح لگتا تھا اور جب اسے اوپر کی طرف دھکیلا گیا تو زمین میں

ایک راستہ بن گیا۔ نیچے ایک جدید طرز کا بنانا ہوا کشادہ بیسمنٹ تھا۔

'یہ بیسمنٹ ساؤنڈ پروف ہے اور چونکہ زیر زمین ہے تو سیکورٹی کی بھی ضرورت

محسوس نہیں کی گئی صرف ایک گارڈ تھا جو اب ہمارا مہمان ہے۔ البتہ اندر کئی جگہ لیزر

لائٹس لگائی گئی ہیں۔' سکار نے بتایا۔

اب سکریں پر بیسمنٹ کا ایک ایک کوناد کھایا جا رہا تھا۔ کچھ جگہوں پر ایسے آثار تھے جن سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہاں کسی کو قید کر کے رکھا گیا تھا۔

'ایک امپورٹنٹ بات سر! کڈنیپ شدہ لڑکیوں کو دوسرے صوبے میں رکھا جاتا ہے۔ جو پچھلی ریڈ میں لڑکیاں رسیو ہوئی وہ پشاور کی تھیں۔' سنا پرنے کہا تو کمانڈو نے محض سر ہلادیا۔

اب سکریں پر ایک کمرہ دکھایا جا رہا تھا جس میں بہت سارے ڈبے پڑے تھے۔ ایک ڈبہ کھولا گیا تو اس میں بہت ساری کتابیں تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels | Songs | Articles | Books | Poetry | Interviews

'اوہ وسکار تم بھی نا۔ ان بچاروں نے یہاں اپنی اسپیشل کتابیں رکھی ہوئی ہے اور تم ان کے پیچھے پڑ گئے ہو۔' سنیک۔ آئرن نے طنز آگہا تو سکار نے مسکرتے ہوئے وہی کتاب جو ویڈیو میں تھی کمانڈو کی طرف بڑھائی۔

کتاب کھلنے پر سب کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔ کتاب کے درمیان میں جگہ خالی تھی جہاں ڈر گزر رکھی ہوئی تھیں۔ کمانڈو نے عرصے سے وہ کتاب بند کر دی۔

'وہ گارڈ کہاں ہے؟؟'

'اسیل میں ہے سر۔'

سکار کے بتانے پر کمانڈو اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلے گئے۔ سکار، سنا پیر اور سنیک۔
 آرنز بھی ان کے پیچھے گئے۔ دوسرا کمرہ پہلے والے کی نسبت چھوٹا تھا۔ دائیں جانب دیوار
 میں ایک شیشہ لگا ہوا تھا جو بظاہر تو شیشہ تھا لیکن درحقیقت ایک سنسر تھا۔ کمانڈو نے اپنا
 ہاتھ اس شیشے پر رکھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے سامنے والی دیوار اپنی جگہ سے ہٹ گئی اور ایک
 رہداری نمایا ہوئی۔ کمانڈو کے اندر داخل ہونے پر باقی سب بھی آگے پیچھے داخل
 ہوئے۔

رہداری کا اختتام ایک بڑے سے ہال میں ہوا۔ ہال کے تینوں طرف چھوٹے چھوٹے
 کمرے تھے جن کو ٹارچر سیل کے طور پر استعمال کیا جا رہا تھا۔ چونکہ ہال کا دروازہ
 درمیان میں تھا اسی لیے دروازے کے دائیں بائیں بھی سیلز بنے ہوئے تھے۔ سکار کے
 اشارے پر کمانڈو سب سے آخری والے سیل کی طرف آئے جہاں ایک گارڈ بے حال
 پڑا تھا۔ آنکھیں بند تھیں اور منہ جگہ جگہ سے سوجھا ہوا تھا۔ کمانڈو کے کہنے پر سنیک۔
 آرنز نے پانی سے بھری بالٹی اس گارڈ پر انڈیل دی۔

انہیں نہیں مجھے مت مارو میں نے کچھ نہیں کیا۔' ہوش میں آتے ہی گارڈ پاگلوں کی

طرح چننے لگا۔

اخبردار جو منہ سے آواز بھی نکلی! اگمانڈو کی بارعب آواز گونجی۔

گارڈ نے سہم کر کمانڈو اور باقی سب کو دیکھا۔

اگون ہو تم اور وہاں کیا کر رہے تھے؟ اگمانڈو نے پوچھا۔

اپلیز مم میرا کک کوئی قصور نہیں ہے۔ بی یہ مجھے بب بلا وجہ یہاں لائے ہیں۔ اگارڈ

نے روتے ہوئے کہا۔ کمانڈو نے ایک بار پھر اپنا سوال دُھرایا تو گارڈ نے ڈرتے ڈرتے

کہنا شروع کیا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

امم میرا نام کک کا مران ہے۔ میں غریب آ آدمی ہوں۔ مم مجھے اس بب بیسمنٹ کک

کی چوکیداری کے لیے رر رکھا گیا تھا۔

اگس نے رکھا تھا؟ اگمانڈو نے پوچھا۔

اضض ضامن نے۔ اچوکیدار نے ڈرتے ہوئے بتایا۔

اتمہیں پتا نہیں تھا وہاں پر کیا ہوتا ہے؟ اب کی بار کمانڈو نے سخت لہجے میں کہا تو

چوکیدار رونے لگ گیا۔

'اس سر میں مجبور تھا۔ میرا بچہ بہت بیمار تھا اس کے علاج کے لیے پیسے نہیں تھے مہ

میرے پاس۔ اسی لیے مجبوراً مم میں خاموش تھا۔'

چوکیدار کی بات پر کمانڈو نے گہرہ سانس بھرتے ہوئے خود کو کمپوز کیا۔

'ضامن کے بارے میں بتاؤ۔'

اضض ضامن میرا ہمسایہ ہے۔ حج جب مجھے پیسوں کی ضرورت تھی تہ تو وہ مجھے ایک آدمی کے پاس لل لے گیا۔ تب اس آ آدمی نے مجھے چوکیداری کا کہا اور ساتھ ہی

ایڈوانس بھی دیا جس سے میں اپنے بچے کا علاج کروا سکوں۔'

وہ آدمی کون تھا جس نے تمہیں کام دیا تھا؟' کمانڈو نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

'مم مجھے نہیں پتا۔' چوکیدار نے روتے ہوئے سر نفی میں ہلایا۔

'سنیک۔ آرز اس آدمی کا سکیچ بنا کر مجھے دکھاؤ۔' کمانڈو کے کہنے پر سنیک۔ آرز پنسل اور

کاپی لینے چلا گیا جبکہ سنیک۔ آرز کا نام سن کر ہی چوکیدار کا رنگ اٹھ گیا۔ اسے اپنا زندہ

بچانا ممکن لگنے لگا کیونکہ جنھوں نے بھی ان لوگوں کا دیکھا تھا وہ زندہ نہیں بچے تھے۔

'اگر پیسوں کی ضرورت تھی تو کسی صبح جگہ کام کرنا تھا نا۔' اس کا خوف سمجھتے ہوئے

سنائپر نے سخت لہجے میں کہا۔

'امم میں نے بہت کوشش کی تھی۔ پورا ہفتہ بہت سس سی کمپینیوں میں اپلائے کیا تھا۔ خاکروب تک بننے کو تیار تھا۔'

سنیک۔ آئز کے اندر داخل ہوتے ہی چوکیدار کے رونے میں اضافہ ہو گیا۔

'دھیان سے اس آدمی کا سکیچ بناؤ۔ اگر تم واقعی بے قصور ہو تو ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔' اب کی بار کمانڈو نے تھوڑے نرم لہجے میں کہا تو چوکیدار ڈرتے ڈرتے سنیک۔ آئز کو اس آدمی کے بارے میں بتانے لگا۔ تقریباً بیس منٹ بعد سکیچ تیار ہو گیا تھا۔

'اسے کچھ کھانے کو دو، پھر باہر آؤ۔' سنائپر کو کہتے ہوئے کمانڈو نے سکار اور سنیک۔ آئز کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ وہ تینوں واپس اسی بڑے والے کمرے میں آ گئے۔

'یہ سکیچ پولیس ڈیپارٹمنٹ اور آرمی ہیڈ کوارٹر کو بھیج دو۔'

'اوکے سر! سنیک۔ آئز کا پی لیے باہر چلا گیا۔'

'اتنا مارنے کی کیا ضرورت تھی۔ بچارے کو بولنے میں بھی تکلیف ہو رہی تھی۔' اب

کمانڈو کا رخ سکار کی طرف تھا جو ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

’وہ بس ویسے ہی۔‘ سکار نے کمانڈو کو دیکھنے سے گریز کیا۔

’انسان بن جاؤ ورنہ لگاؤں گا دو۔‘ کمانڈو بے جا تشدد کے خلاف تھے لیکن یہ بات سکار ہمیشہ بڑی صفائی سے نظر انداز کرتا اور پھر بعد میں اسی طرح کمانڈو سے عزت افزائی بھی کروایا کرتا تھا۔

’اچھا نا بن گیا انسان۔‘ سکار نے منہ پھولاتے ہوئے کہا۔

کمانڈو آج تو لگا ہی دیں ایک دو۔ منحوس آدمی نے بچارے کے دانت بھی توڑے ہوئے ہیں۔‘ سنا پیر کی غصے سے بھری آواز پر کمانڈو اٹھ کھڑے ہوئے جبکہ سکار اسے گھور رہا تھا۔

’سر میں نے پتا کروایا ہے وہ واقعی بے قصور ہے اور مجبوری میں یہ کام کر رہا تھا۔‘ سنیک۔ آئز کی بات نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ سکار کو اپنی شامت پکی لگی تو اس نے بھاگنے میں ہی عافیت جانی۔

’اب تم اس میشن کا حصہ نہیں ہو سکار! جاؤ آرام کرو۔‘

ابھی وہ بھاگنے ہی لگا تھا کہ کمانڈو کی آواز پر رک گیا اور بے یقینی سے کمانڈو کو دیکھنے لگا۔
سنا پیر اور سنیک۔ آئز بھی حیران رہ گئے۔

'اسریہ۔۔'

'انواکسکیوز۔'

کمانڈو نے سکار کی بات کاٹتے ہوئے کہا اور خود فلیٹ سے نکل گئے۔ پیچھے سکار ہکا بکا سا
سنا پیر اور سنیک۔ آئز کو دیکھتا رہ گیا۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پورے کمرے میں کاغذ کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بکھرے ہوئے تھے۔ ٹیبل پر کچھ
گفٹس پیک ہوئے پڑے تھے جبکہ خود وہ بیڈ پر بیٹھی ہوئی ایک ڈبہ پیک کر رہی تھی۔
'یہ کمرے کا کیا حال بنا لیا بیٹا؟' نورین بیگم نے کمرے کی حالت دیکھتے ہوئے اپنی بیٹی کو
دیکھا۔

ماں کی آواز پر ونسیہ نے سر اٹھا کر پہلے نورین بیگم کو دیکھا پھر ایک نظر کمرے پر ڈالی۔

'ہیں۔۔۔۔ یہ کیسے ہو گیا؟؟' ونسیہ فوراً بیڈ سے اتری اور جلدی سے سارے کاغذ اٹھا

کر شاپر میں ڈالے۔

'بیٹا یہ سب ابھی سے لینے کی کیا ضرورت تھی۔' ایک نظر ٹیبل پر پڑے خوبصورتی سے سب ڈبوں کو دیکھتے ہوئے نورین بیگم نے کہا۔

'ارے بہن! مہنگائی کا زمانہ ہے۔ ابھی سے لینے کا یہ فائدہ ہے اچھی چیز مناسب قیمت پر مل گئی ہے بعد میں نہیں ملنی! ونسیہ نے بالکل بڑی عورتوں کی طرح کہا تو نورین بیگم نے ہنستے ہوئے اسے ہلکے سے مارا۔

'بڑی باتیں آگئی ہیں تمہیں بھی۔'
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
'اچھا ماما جان ایک بات تو بتائیں ایمان کب آرہی ہے؟؟' ونسیہ دوبارہ پیکنگ میں لگ گئی۔

'کہہ تو رہی تھی کہ شاید کل آئے۔'

'ہمم۔۔۔'

'اچھا بس بند کرو اس کو اور نیچے آؤ میرے ساتھ ہلپ کرو۔' نورین بیگم نے ونسیہ کے ہاتھ سے قینچی لے کر رکھی۔

آج کل ونیسہ اپنے کمرے تک ہی محدود ہو کر رہ گئی تھی جو کہ نورین بیگم کے لیے باعثِ تشویش تھا۔ اسی لیے ابھی کام کے بہانے سے ونیسہ کو کمرے سے نکالا تھا۔
'اچھا ماما جان چلیں۔' ونیسہ سب کچھ ویسے ہی چھوڑ کر نورین بیگم کے ساتھ چلی گئی۔

دائم گھر سے کافی دور آ گیا تھا لیکن اسے کوئی ہوش ہی نہیں تھا۔ بظاہر تو وہ باہر تھا لیکن دل و دماغ تو وہیں اپنے کمرے میں تھے اقرء کے پاس۔ صبر و تحمل اس کی شخصیت کا حصہ تھے لیکن آج جو کچھ ہوا وہ دائم جیسے بندے کو بھی چلانے پر مجبور کر گیا۔
'یا اللہ مجھ سے اقرء کی تکلیف نہیں دیکھی جاتی۔ اس پر رحم فرمائیں۔' دائم نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے رب سے فریاد کی۔

'بھائیسی۔۔۔۔۔' اپنے پیچھے سے عریش کی ہانپتی آواز پر دائم کے چلتے قدم رک گئے۔

'بھائی یہ اتنی تیز کون چلتا ہے۔ لے کے تھکا دیا۔' عریش نے کہتے ہوئے دائم کے کندھے پر کوئی ٹکا کر اپنا سر رکھا۔

عریش کی ڈرامے بازی پر دائم مسکرا اٹھا کیونکہ عریش بہت تیز بھاگتا تھا۔ سکول کالج میں کئی بار ریس میں فرسٹ بھی آچکا تھا۔

'اخیریت! یہاں کیا کر رہے ہو؟' دائم نے عریش کا سر تھپکتے ہوئے پوچھا۔

'وہ میں آپ کے پیچھے آیا تھا کیونکہ آپ بالکل ایکشن ہیروز کی طرح گھر سے نکلے تھے اور کہیں آپ سچ مچ کوئی ایکشن نہ کر لیں اسی خیال نے مجھے آپ کے پیچھے آنے پر مجبور کر دیا۔' عریش نے دانت نکالتے ہوئے کہا تو دائم نے اسے گھورا۔

'اچھا اچھا غصہ نہ کریں اور یہ بتائیں کہ کیا کبھی آپ نے خرگوش کو پاگل ہوتے دیکھا ہے؟' عریش نے سنجیدگی سے پوچھا۔

انہیں! دائم نے نا سمجھی سے کہا۔

'اچھا کیں میں وہ خرگوش دکھاتا ہوں آپ کو۔' عریش نے کہتے ہوئے موبائل نکالا اور کچھ دیر بعد سکریں دائم کے سامنے کر دی۔

'یہ ہے وہ خرگوش۔ جو شکل سے تو معصوم و مظلوم لگتا ہے لیکن ابھی تھوڑی دیر پہلے پاگل ہو گیا تھا۔'

لیکن یہ تو تم نے فرنٹ کیمرہ آن کیا ہوا ہے۔ خرگوش کہا ہے۔ 'دائم نے کیمرے میں اپنا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا۔

'جی جی یہی ہے وہ پاگل خرگوش۔' عریش نے موبائل واپس جیب میں ڈالا اور اپنے قدم پیچھے لینے لگا۔

جیسے ہی دائم کو بات سمجھ آئی وہ عریش کے پیچھے بھاگنے لگا۔ عریش 'بچاؤ بچاؤ' کہتا آگے آگے اور دائم 'میں بتاتا ہوں پاگل کسے کہتے ہیں' کہتا ہوا پیچھے پیچھے بھاگ رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کھانا کھانے کے بعد اسد خان کام کا کہہ کر جلدی ہی چلے گئے۔ نسرین بیگم کیچن میں کام کر رہی تھیں جبکہ جیا فہد اور شارمین کو ان کے تحفے دکھا رہی تھیں جو وہ اپنے ساتھ لائی تھیں۔

جیا کا اصل نام شیجیا تھا لیکن سب چھوٹے بڑے انھیں پیار سے جیا کہا کرتے تھے۔ جیا اپنے شوہر مستقم کے ساتھ جاپان میں رہتی تھیں تو وہ جب بھی پاکستان آتیں، سب بچوں کے لیے کچھ ناکچھ ضرور لایا کرتیں۔ ابھی بھی فہد کے لیے ایک کیمرہ اور شارمین

کے لیے اس کی فیورٹ چاکلیٹس لائیں تھیں۔

'جیا تمہیں ہر بار منع کرتی ہوں پھر بھی تم اتنی چیزیں لے آتی ہو۔' نسرین بیگم جو ابھی ابھی کیچن صاف کر کے آئیں تھیں جیا کو ٹوک گئیں۔

'ایک تو یہ تم دونوں کی ماں پتا نہیں کیوں ہم سے جیلس ہوتی رہتی ہے۔' جیا نے فہد اور شارمین کو دیکھتے ہوئے شرارت سے کہا تو وہ ہنس دیئے۔

'جیلس کی بات نہیں ہے تم ہمیشہ کچھ نہ کچھ لاتی ہو۔' پچھلی بار ٹیبلٹ لائی تھی اس بار کیمرہ۔ نسرین بیگم نے وضاحت دی۔

'اہو و آپی! بچے ہیں۔ ان چھوٹی چھوٹی چیزوں سے خوش ہو جاتے ہیں۔ اچھا چھوڑیں ان باتوں کو اور یہ بتائیں عابر بھائی کب تک آئیں گے؟' جیا نے بات بدلنا ہی مناسب سمجھا۔

'عصر کے بعد آتے ہیں۔' شارمین جاؤ جلدی سے چائے بنا لاؤ۔' جیا کو بتاتے ہوئے نسرین بیگم نے شارمین پر حکم صادر کیا تو وہ اٹھ کر چلی گئی۔

'فہد شہزادے آپ جاؤ اور گارڈن کی پکچرس لے کر کیمرہ چیک کر لو۔' بہن کا اشارہ سمجھتے ہوئے جیا نے فہد کو بھی باہر بھیج دیا۔

'جی آپ اب بتائیں کیا ہوا.'

'میں شارمین کی وجہ سے پریشان ہوں۔ تم بات کر کے دیکھو کیا پتا تمہیں کچھ بتا دے۔'
نسرین بیگم نے جیا کو شارمین سے بات کرنے کا کہا۔

'وہ تو میں کر لوں گی، لیکن آپ کو کیا لگتا ہے؟' جیا کے پر سوچ نظریں اپنی بہن پر تھیں۔
'مجھے نہیں پتا ایسی کیا بات ہو گئی ہے کہ وہ شادی سے یوں بیزار ہو گئی ہے اور وہ مجھ سے
بات بھی نہیں کرتی کے اس کا خوف دور کروں.'

'اچھا آپ پریشان نہ ہوں میں بات کروں گی.'

'جیا آپ کو پتا ہے میں نے اپنی کلاس میں ایک دفعہ پھر فرسٹ ڈویژن لی ہے۔' شارمین
چائے لے کر آتے ہوئے بولی۔

'ماشاء اللہ میری شارمین ہے ہی اتنی قابل و ذہین۔' جیا نے شارمین کی پیشانی پر پیار کیا۔
اتنے میں فہد بھی آ گیا اور کیسچر کی ہوئی تصاویر دکھانے لگا۔ اسی طرح باتوں میں وقت
گزرتا گیا۔ عابرا عظم بھی آچکے تھے۔ سب نے مل کر رات کا کھانا کھا اور نماز پڑھ کر اپنے
اپنے کمروں میں چلے گئے سوائے شارمین کے، جو جیسا ساتھ گیسٹ روم میں تھی اور اپنی

یونی کے قصے سنار ہی تھی۔

'اچھا شارمین تمہیں پتا ہے ناکل لڑکے والے آرہے ہیں؟' جیانے شارمین کے سر میں ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا تو وہ اٹھ بیٹھی۔

'کیوں پریشان ہوتی ہو؟ اگر کوئی بات ہے تو مجھے بتاؤ، ہو سکتا ہے میں کوئی ہلپ کر دوں!'

'جیا میں ایسے کیسے کسی انجان آدمی کے ساتھ خصت ہو کر چلی جاؤں ماما پاپاجان اور فہد کو اکیلا چھوڑ کر؟ مجھ سے اپنا آپ سمنبھالا نہیں جاتا میں کسی اور کو کیا سمنبھالوں گی!'

شارمین وہ کوئی غیر نہیں تمہارا شوہر ہو گا اور یہ تو اللہ کا قانون ہے کہ ہر بیٹی کو اپنا گھر، اپنے ماں باپ اور بہن بھائی چھوڑ کر اپنے محرم کے ہمراہ خصت ہونا پھرتا ہے۔ مجھے ہی دیکھ لو، میں بھی تو مستقم کو نہیں جانتی تھی لیکن اب اللہ کا شکر ہے اڈ جسٹ ہو گئی ہوں اور جہاں تک بات ہے سمنبھالنے کی تو تمہاری شادی کسی نرسی پرپ کے بچے سے نہیں کروارہے ایک آدمی سے کروائیں گے۔' جیانے شارمین کو سمجھانا چاہا۔

'اور ہاں خاندان میں کوئی ہے نہیں ورنہ تمہارا یہ انجان آدمی والا خوف دور کر دیتے۔

لیکن اگر تمہیں پھر بھی کوئی اعتراض ہے تو حمزہ سے کروادیں گے۔' حمزہ اسد خان کے

سب سے چھوٹے بیٹے کا نام تھا جو 2 کلاس میں تھا اور شارمین سے بہت لگاؤ رکھتا تھا۔

'جیا!!' شارمین کا منہ کھلا رہ گیا جیسا کی بات سن کر۔

'صحیح کہہ رہی ہوں۔ اس طرح انجان آدمی والا بونگا سا بہانا بھی دور ہو جائے گا۔' جیانے

مزے سے کہا تو شارمین نے منہ پھولا لیا۔

'اب اچھی بچی کی طرح اصل مسئلہ بتاؤ۔' جیا کے کہنے پر شارمین نے گہری سانس لی۔

'جیا ہزبنڈ وائف کے ریلیشن میں بہت سے کمپروماز کرنے پڑتے ہیں۔ صبر و تحمل کا

مظاہر کرنا پڑتا ہے۔ بات کو بڑھنے سے روکنے کے لیے صحیح ہونے کے باوجود جھکنا پڑتا

ہے۔ جیا مجھ میں یہ سب نہیں ہے۔ ضد کرنے پر آؤں تو کسی کی پروا نہیں کرتی.. اپنی

ایسی نیچر کے ساتھ میں کیسے گزارہ کروں گی؟' شارمین کہتے ہی روپڑی تو جیانے اسے

اپنے ساتھ لگا لیا۔

'میری جان مجھ سے زیادہ نازک مزاج اور ضدی تو نہیں ہو تم۔ میرا بھی یہی حال تھا

شادی سے پہلے، لیکن اب دیکھو مستقیم کے ساتھ رہتے ہوئے میں اپنی عادات سنوار

لیں ہیں۔ تم بھی کر لو گی میری جان۔' جیانے شارمین کے آنسو صاف کیے۔

'اس کی وجہ خالو کا رویہ ہے۔ اگر وہ مجھ سے بھی گیا گزرا ہوا تو.. آنسو پھر چھلک پڑے۔
 'ایسا کچھ نہیں ہو گا انشاء اللہ! اور ہم کسی ایرے غیرے کو تھوڑی نہ اپنی شہزادی پکڑا
 دیں گے، دیکھ بھال کر کوئی اچھا سا شریف انسان ہی ڈھونڈیں گے تمہارے لیے جو
 تمہیں بالکل ویسے رکھے جیسا تم چاہتی ہو۔' جیانے پیار سے شارمین کے آنسو صاف
 کرتے ہوئے کہا تو شارمین پر سکون ہو گئی۔

'ایک اور بات! آپنی تمہیں بہت چاہتی ہیں۔ تم ان کی پہلی اولاد ہو۔ وہ کبھی بھی تمہارا برا
 نہیں سوچیں گی۔ اگر وہ جلدی دکھا رہی ہیں تو ضرور کوئی وجہ ہی ہو گی نا۔ تمہاری ان
 فضولیات کی وجہ سے وہ بہت پریشان رہتی ہیں۔ انسان بن جاؤ اور یہ بونگے و ہم نہ پالو
 دل میں۔' جیانے سمجھاتے ہوئے کہا۔

'اوکے جیا میں خیال رکھوں گی۔ اچھا آپ ریٹ کریں انشاء اللہ صبح بات ہو گی۔ گڈ
 نائٹ!'

اگڈ نائٹ میری جان!'

جیا کے لیٹنے پر شارمین اپنے کمرے میں آگئی۔ وہ ابھی تک جیا کی باتوں کو سوچ رہی تھی۔

جیسا سے بات کر کہ اب وہ خود کو کافی ہلکا محسوس کر رہی تھی۔ سوچتے سوچتے وہ اپنے کمرے کی کھڑکی کی طرف آئی۔

اتو صبح میری لائف میں ایک نیا موڑ آنے والا ہے۔ اللہ جی اگر آپ کا حکم ہو اتویہ موڑ مجھے ایک بلکل ہی الگ دنیا میں لے جائے گا لیکن اگر نہ ہو اتو زندگی واپس وہی سے شروع ہو جائے گی....! اشار میں اپنے رب سے مخاطب تھی۔

ایا اللہ بس وہی ہو جو میرے، ماما پاپا جانی اور فہد کے حق میں بہتر ہو۔ اشار میں اپنے بیڈ کی طرف بڑھ گئی اور سونے کی کوشش کرنے لگی، کیونکہ آج کی رات نیند آنا کسی معجزے سے کم نہ ہوتا!

دائم اور عریش جب گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ سب کھانے کی میز پر بیٹھے انھیں دونوں کا انتظار کر رہے تھے۔

کہاں تھے تم دونوں؟ دائم دیکھا ہے؟ آٹھ بج رہے ہیں! اجتسی غازیان نے دائم اور عریش کو سنائیں۔

'اچاچو آپ کے بیٹے نے مجھ معصوم مظلوم پر تشدد کیا ہے۔' عریش نے روہان سے لہجے میں کہتے ہوئے اپنے چہرے کی طرف اشارہ کیا جو لال ہو رہا تھا۔

'دائم! یہ میں کیا سن رہی ہوں؟' صرف غزالہ بیگم ہی نہیں سب کا حیرت سے براہ حال تھا۔ جبکہ دائم قہقہہ لگاتے ہوئے کیچن سے ہاتھ دھو کر واپس آیا اور تانیہ کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

'امی مزاق کر رہا ہے۔ بھاگنے کی وجہ سے چہرہ سرخ ہو گیا۔' دائم نے اپنی پلیٹ میں سالن ڈالا۔ تب تک عریش بھی ہاتھ منہ دھو کر اپنی کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

'انہیں آنی میں جھوٹ کیوں بولوں گا؟ اگر بھاگنے کی وجہ سے ہوتا تو یہ انگلیوں کے نشان کہاں سے آئے؟' وہ بضد تھا دائم کو مجرم ثابت کرنے پر! غازیان ویلہ کی خواتین نے تو باقاعدہ دل پر ہاتھ رکھ لیا تھا عریش کے منہ پر نشان دیکھ کر۔

'دائم! مجتبیٰ غازیان نے غصے سے دائم کو دیکھا تو وہ عریش کو گھورنے لگا جو خواہ مخواہ اسے پھنسا رہا تھا۔

پائیز نے ایک نظر اپنے بھائی کو دیکھا اور عریش کو کھینچ کر کھڑا کرتے ہوئے جگ کا

سارا اپنی اس کے منہ پھینک دیا اور خود واپس بیٹھ کر کھانا کھانے لگا۔ اس کے بیٹھتے ہی شارق نے رومال سے عریش کا منہ صاف کیا۔ وہ الگ بات ہے کہ صاف کم اور نوچا زیادہ تھا۔

اپنیٹ تو واٹر پروف لگاتے! 'شارق نے عریش کو دیکھتے ہوئے وہ رومال سب کو دکھایا جو لال ہو گیا تھا۔

'ہی ہی ہی ہی... وہ نامیں تو بس تھوڑا سا مزاق کر رہا تھا۔' عریش نے چھینپتے ہوئے اپنی صفائی پیش کی۔

اشرم تو چھو کر نہیں گزری تم لڑکوں کو! شادیوں کی عمر ہو گئی ہے لیکن سنجیدگی نام کی بھی نہیں ہے تم لوگوں میں! اسیر غازیان نے سب کی کلاس لی.. باقی سب بھی عریش کو خشمگین نگاہوں سے گھور رہے تھے۔

اسوری! اسب کی گھوریوں کی تاب نہ لاتے ہوئے عریش نے معافی مانگنے میں ہی عافیت جانی۔

'یہ سب کیوں اتنے سیریس ہے آج؟ میرا تو خیال تھا کہ بڑی رونق ہو گی گھر میں، آخر

پائیز مجتبیٰ کے لیے لڑکی دیکھنے جانا ہے صبح! یہ کوئی چھوٹی بات تھوڑی نا ہے! 'اطائل
غازیان نے پائیز مجتبیٰ پر زور دیتے ہوئے کہا۔

'آج شاپنگ پر گئی تھیں ہم سب! اسی کی تھکاوٹ ہے۔' اسمارہ بیگم نے بات سمجھالی۔
'اور دائم، شارق، پائیز تم لوگ کیوں چپ ہو؟ اور عریش تمہیں کس بات کی اتنی خوشی
ہو رہے ہے کہ دماغ نے ساتھ دینا ہی چھوڑا ہوا ہے! اب ان کا رخ لڑکوں کی طرف
تھا۔

'میں آفس سے تھکا ہوا آیا ہوں! دائم نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
'میں دائم بھائی کو ستا کر بہت خوش ہوں! عریش نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

'پائیز کو لومیرج کرنی تھی لیکن بچارے کے آرمان آنسوؤں میں بہہ گئے! غم کی اس
مشکل گھڑی میں، میں اس کا ساتھ دے رہا ہوں جگری یار جو ٹھہرا! پائیز کے کچھ
بولنے سے پہلے ہی شارق سنجیدگی سے بولا تو سب ہنس پڑے اور پائیز شارق کو گھور کر
رہ گیا.....

کھانا کھانے کے بعد کام سے فارغ ہو کر سب اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔ دائم خود

کو مصروف رکھنے کے لیے لیپ ٹاپ لگا کر اپنا کام کر رہا تھا۔ اقراء پاس ہی بیٹھی اپنی انگلیوں کو مڑور رہی تھی۔ دائم کے چہرے کی سنجیدگی اور آج کے رویہ کی وجہ سے اقراء کو بات کرنے میں جھجک محسوس ہو رہی تھی۔ جو کہ دائم سے چھپی نہیں تھی۔

'دائم! بلا آخر اقراء نے ہمت کر کے دائم کو مخاطب کر ہی لیا۔

اہم۔۔' مصروف سا جواب آیا۔

'آیم ریلی سوری! میں بہت شرمندہ ہوں۔' کہتے ہی اقراء کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو

گئے۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'اچھا ٹھیک ہے رونا بند کرو۔ میں تمہیں یہی احساس دلانا چاہتا تھا۔' اسے روتا دیکھ کر دائم

نے لیپ ٹاپ بند کر دیا اور اقراء کو اپنے ساتھ لگا لیا۔

'مجھے سچ میں اندازہ ہی نہیں ہوا کہ میں خود غرض ہوتی جا رہی ہوں۔'

'اچھا اب اس ٹاپک کو کلوز کرو۔ بہت رو لیا آج!' دائم اقراء کے آنسو صاف کرتے ہوئے

بولا۔

'آپ ناراض تو نہیں ہے نا!'

انہیں بلکل بھی نہیں... اب سو جاؤ۔ دیکھو کیا حال بنا لینا ہے اپنا.. لڑکے کی اکلوتی بھابھی ہو، کیا کہیں گے.. 'دائم کو افسوس ہو اقرء کی آنکھیں دیکھ کر۔

ہاں تو آپ ناراض ہو کر گئے تھے نا۔ اقرء نے معصومیت سے کہا۔

ایگم میں ڈانٹ کر بھی گیا تھا شاید۔ 'دائم نے یاد ہانی کرائی۔

اغلطی پر ہی ڈانٹ پڑا کرتی ہے نا۔ اقرء نے کچھ اس انداز سے کہا کہ دائم اسے دیکھ کر رہ گیا۔ شاید وہ پہلی بیوی ہوگی جو شوہر کی ڈانٹ پر ناراضگی کے اظہار کی آڑ میں اپنے نخرے

اٹھوانے کی بجائے جسٹیفائے کر رہی تھی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سو جاؤ اقرء۔ اسے حیرت کے سمندر میں چھوڑ کر دائم لیٹ گیا.. کبھی کبھی اپنی شریک حیات کی باتوں سے دائم دل چاہتا کہ اقرء اپنے دل میں چھپالے یوں کے کوئی غم اسے

ڈھونڈ نہ پائے!

'میڈم آرام کریں صبح بہت کام ہیں.. اقرء کو یونہی بیٹھا دیکھ کر دائم نے کھینچ کر اسے لیٹا دیا تو وہ بچاری دائم کے اس عجیب رویے کو سمجھنے کی کوشش کرتی رہ گئی...

رات کے دوسرے پہر، جب سب سو رہے تھے تو کہانی کا ایک کردار ایسا بھی تھا جو جاگ رہا تھا۔ وہ کردار اپنی اسٹیڈی ٹیبل پر بیٹھا کچھ لکھ رہا تھا جب چلتا ہوا قلم رک گیا۔ لفظوں کی جگہ دو آنسو آنکھوں سے بے مول ہو کر کاغذ پر گرے۔ قلم اپنے مالک کے حکم پر ایک بار پھر چل پڑا اور کاغذ پر نئے لفظ بنانے لگا....

کچھ دیر بعد وہ کاغذ فولڈ کر کے ایک خوبصورت سے ڈبے میں رکھ دیا گیا اور وہ کردار شکست خردہ سی چال چلتا وہاں سے چلا گیا....

شارمین کی آنکھ آزان کی آواز سے کھلی تھی۔ اب وہ بیٹھی آذان کا جواب دیے رہی تھی کہ نظر گھڑی پر گئی۔

اونیسہ نے کال کیوں نہیں کی آج! اشارمین کو تشویش ہوئی۔ کچھ سوچتے ہوئے شارمین نے موبائل اٹھایا اور خود ہی کال ملائی۔

بیل جا رہی تھی لیکن ونیسہ فون نہیں اٹھا رہی تھی۔ شارمین نے ایک بار پھر کال کی۔ اب کی بار فون اٹھا لیا گیا۔

'اسلام علیکم! ونیسہ کی زکام زدہ آواز آئی۔

'اونی میری جان طبیعت ٹھیک ہے تمھاری؟' شارمین ونیسہ کی آواز سن کر بے چین ہو گئی۔

'بندہ پہلے سلام کا جواب دیتا ہے اور ہاں ٹھیک ہوں تھوڑا سا فلو ہو گیا ہے۔' ونیسہ نے بھاری آواز میں پہلے شارمین کو ڈانٹا پھر طبیعت کے بارے میں بتایا۔

'اوہ ہاں وعلیکم اسلام۔ یہ اچانک سے کیسے ہو گیا؟'

'اچانک نہیں ہوا... کل میرے پاس آیا تھا۔ کہہ رہا تھا ونی میری جان تم مجھے اچھی لگ گئی ہو اب میں تمھارے ساتھ رہوں گا کچھ دن.... اچھا دفع کرو اس کو، تم یہ بتاؤ کال کیوں نہیں کی تھی؟' ونیسہ نے شارمین کا دھیان بٹانا چاہا۔

'بس مذاق کرو الو تم سے! کال کرنا بھول گئی تھی کیونکہ جیا آئی ہوئی ہیں۔'

'اچھا... میرا سلام کہنا! اور اب جلدی سے جاؤ نماز پڑھنے۔ اللہ حافظ۔'

'وعلیکم اسلام۔ اللہ حافظ۔' ونیسہ سے بات کر کے شارمین اٹھی اور وضو بنا کر نماز پڑھنے لگی۔

'اففف... اللہ جی مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی میں کیا کروں۔' یہ سوچ کر شارمین کا دل بیت عجیب سا ہورہا تھا کہ آج لڑکے والے آرہے ہیں۔

اپنا دھیان بٹانے کے لیے شارمین نیچے آگئی جہاں نسرین بیگم جیا کے ساتھ باتیں کر رہی تھیں۔

'آپی میں نے کیک بیک ہونے رکھ دیا ہے۔ آپ پف پیسٹری کی فلنگ تیار کر لیں۔' جیا صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

'ہاں وہ میں کرتی ہوں۔' NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
'اسلام علیکم لیڈیز۔ گڈ مارنگ! 'شارمین جیا کے ساتھ بیٹھ گئی۔

'او علیکم اسلام مارنگ! اچھا ہوا تم بھی اٹھی ہوئی ہو، چلو آؤ تمہارا فیشنل کرتی ہوں۔' سکن کتنی خراب ہو رہی ہے۔ 'اسلام کا جواب دیتے ہی جیا شارمین کو پکڑ کر اپنے کمرے کی طرف لے جانے لگیں۔

'جیا.... جیا ایک منٹ! مجھے کوئی فیشنل نہیں کرنا۔ اچھی بھلی سکن ہے میری۔'
'کاسمیٹک سے دور بھاگنے والی شارمین بوکھلاہٹ کا شکار ہو گئی کیونکہ بقول اس کے یہ

سب فضولیات ہیں اور ان سے ممکنہ پرہیز کرنا چاہیے۔

'تم چپ ہو کر بیٹھو۔ لڑکیاں تو خود ان چیزوں کا اتنا خیال رکھتی ہیں پتا نہیں تم کون سی مخلوق ہو جو اس سے چڑتی ہو!'

جیانے الٹا سے ہی ڈانٹ کر چپ کروا دیا اور اپنے کمرے میں لا کر صوفے پر بیٹھا دیا۔
اب جیا اپنے بیگ سے ایک فینشل کٹ نکال کر شارمین کی طرف آئیں۔
'جیا میں...'

'چپ! جیا اسے خاموش کروا کر اپنا کام شروع کر دیا اور پورے ایک گھنٹے بعد ہی
شارمین کی جان خلاصی ہوئی جس پر وہ اچھی خاصی چڑچڑی ہو چکی تھی۔

'اب اگر کسی نے مجھ سے بات کرنے کہ کوشش کی تو اچھا نہیں ہوگا!'

شارمین اپر لپس نہیں کرواتی تھی کیونکہ بقول ان میڈم کے درد ہوتا ہے۔ لیکن جیا
شارمین کے اعتجاج کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے یہ قلعہ فتح کر چکی تھیں۔ تب سے ہی
شارمین بھری بیٹھی تھی۔

غازیان ویلہ میں خوب چہل پہل تھی۔ ہر کوئی کام کاج میں مصروف تھا۔ خواتین سارا سامان اکٹھا کر رہی تھیں اور دائم سب کے ساتھ مل کر وہ گاڑیوں میں رکھ رہا تھا۔

'اقراء بیٹا آپ ناشتے کی تیاری کرو اور تانیہ آپ بھی جاؤ ہلپ کرو۔' اغزالہ بیگم نے کام کرتی اقرء اور تانیہ کو مخاطب کیا تو وہ سر ہلاتے ہوئے کیچن کی طرف چلی گئیں۔

'آپی میں چائے بناتی ہوں اور ساتھ ہی پائیز بھائی کے لیے کافی بھی!'

'ٹھیک ہے میں پراٹھے بنا لیتی ہوں۔' اقرء کہتے ہوئے آٹا نکال کر تیاری کرنے لگی۔ تانیہ نے فریج سے دودھ نکال کر پین میں ڈالا اور چائے کی پتی ڈال کر چولہے پر چڑھائی۔ پھر پائیز کے مخصوص مگ میں کافی پھینٹنے لگی۔

دوسری طرف شارق اور عریش نے پائیز کی ناک میں دم کر رکھا تھا چھپر چھپر کر، اور مزے کی بات یہ تھی کہ دائم بھی منع کرنے کی بجائے ان کا پورا پورا ساتھ دے رہا تھا۔

ناجانے کیوں پائیز کو وہ کیٹی کیٹ بہت یاد آرہی تھی۔ یہ نہیں تھا کہ اسے پہلی ملاقات میں ہی شارق سے دھواں دار قسم کی محبت ہو گئی تھی، بلکہ اس کی آنکھیں اور ان میں نظر آنے والا غم و غصہ پائیز کو متوجہ کرنے کا باعث بنا تھا۔

'بھائی اس کا ابھی سے یہ حال جب بھابھی ٹوپی سے مل لے گا تب کیا ہوگا؟' شارق کی
شریر آواز نے پائیز کو چونکا دیا۔

'ہاں پھر تو یہ پکا والا مجنوں بن جائے گا۔' عریش نے بھی حصہ ڈالا تو پائیز اسے گھور کر رہ
گیا۔

'میرا بھی وقت آئے گا گن گن کے بدلے لوں گا تم دونوں سے.... اور تم دونوں کو
تنبیہ کرتے ہوئے پائیز عریش کی جانب مڑا۔

'اب میں دیکھتا ہوں تم تانی سے کیسے بات کرتے ہو.... جب تک رخصتی نہیں ہوگی
تم نہیں ملو گے تانی سے۔' پائیز نے اپنی طرف سے دھماکہ کیا۔

'او بھائی تم کیا رو کو گے، تانی گڑیا خود ہی اس بندے کو اگنور کرتی پھر رہی ہے۔'
شارق نے کہتے ہی عریش کو اتنے زور کا تھپہ مارا کہ وہ بچارے گرتے گرتے بچا۔ پائیز
اور دائم شارق کی بات سن کر ہنس پڑے۔ عریش نے تینوں کو گھورا تو ان کے ہنسی میں
مزید اضافہ ہو گیا۔ اب منظر کچھ یوں تھا کہ عریش سب کو خشمگین نگاہوں سے گھور رہا
تھا اور شارق، پائیز اور دائم ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہے تھے۔

'یہ کیا ہو رہا ہے؟' اسیر غازیان کی آواز پر بھی ان کی ہنسی نہ رکی۔

مجھے بھی بتاؤ یہ کس بات پر اتنا ہنس رہے ہو۔' طائل غازیان نے متجسس لہجے میں کہا۔

'چاچو وہ ہم گاڑی میں سامان رکھ رہے تھے کہ آپ کا عریش گر گیا۔' دائم نے خود پر قابو

پاتے ہوئے بہانا بنایا۔ دائم کی بات پر طائل، سہیر اور مجتہبی غازیان کے ساتھ ساتھ

شارق اور پائیز بھی ہنس پڑے تو عریش غصے سے واک آؤٹ کر گیا لیکن اپنے پیچھے سنائی

دینے والے قمقوں نے اسے تپا دیا۔

عریش کی کونین یہ سب آپ کی وجہ سے ہو رہا ہے۔' دل میں تانیہ سے مخاطب ہوتا

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews
عریش کیچن میں آ گیا۔

'آپی میرا جو س کہاں ہے؟' وہ اپنے کف فولڈ کر رہا تھا اسی لیے تانیہ کی موجودگی سے

بے خبر تھا۔

عریش کی آواز سنتے ہی تانیہ کا دل زور زور سے دھر کنا شروع ہو گیا لیکن جیسے ہی اس کی

نظر اپنی انگلی پر گئی جو کافی سو جھ گئی تھی کاٹی لگانے کی وجہ سے، تو شرم و جھجک کی جگہ

غصے اور ناراضگی نے لے لی۔

تانی پلینز عریش کو جو س نکال دو۔ 'اقراء نے پراٹھے کو توے پر ڈالتے ہوئے تانیہ سے کہا۔

'میں کسی کا کوئی کام نہیں کر رہی۔' ناراضگی سے کہتے تانیہ منہ پھلا کر کیچن سے چلی گئی۔

تانیہ کی آواز پر عریش نے چونک کر سر اٹھایا جو کیچن سے نکل چکی تھی۔ اپنی کونین کو ناراض دیکھ کر عریش بے چین ہوتا اس کے پیچھے بھاگا۔ اقراء بچاری معاملہ سمجھنے کی کوشش کرتی رہ گئی۔

'ناراض کیوں ہو کونین؟' عریش نے بھاگ کر تانیہ کا راستہ روکا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تانیہ نے کچھ کہے بغیر اپنی انگلی سامنے کر دی۔

'یہ کیسے ہوا؟'

'آپ کی وجہ سے۔' تانیہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

'آئیم ریلی سوری! ادھر آؤ۔' اپنے ناکردہ جرم کی معافی مانگتے عریش نے تانیہ کی انگلی

چومی اور لاؤنچ میں صوفے پر بیٹھا کر خود آئمنٹ لینے چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد عریش

آئمنٹ لے آیا اور دوزانوں بیٹھتے ہوئے بہت احتیاط سے تانیہ کی انگلی پر لگائی۔

اپن کلردوں؟ تانیہ کے آنسو صاف کرتے ہوئے عریش نے بہت نرم لہجے میں کہا۔
یہی تو تھا جو تانیہ پچھلے دو دوںوں سے مس کر رہی تھی، عریش سے لاڈاٹھوانا اور نا کردہ
غلطی پر معافی مانگوانا...

عریش کی سوالیہ نظروں کے جواب میں تانیہ نے آہستہ سے نامیں سر ہلادیا۔
'کیا ہواتانی رو کیوں رہی ہو؟' دائم جو باقی سب کے ساتھ اندر آ رہا تھا، عریش کو
دو زانوں بیٹھا اور تانیہ کو روتا دیکھ کر جلدی سے ان کے پاس آیا۔
'عریش تم نے کچھ کہا ہے؟' مجتبیٰ غازیان نے عریش سے پوچھا۔
ایک نظر تانیہ کے جھلکے سر کو دیکھتے ہوئے عریش نے ہاتھ میں پکڑی ٹیوب دکھائی۔
'زیادہ لگی ہے؟' پائیز نے تانیہ کا چہرہ ہاتھوں میں لیتے ہوئے پیار سے پوچھا۔
'نہیں بھائی اتنی نہیں لگی!'

'خیال رکھا کرو گڑیا! اشارق نے پیار سے کہا۔
گھر والوں کی اتنی توجہ و محبت دیکھ کر ک تانیہ کا دل اپنے رب کے حضور مشکور ہوا۔
کیونکہ قسمت والوں کو ہی اتنی اچھی فیملی ملا کرتی ہے۔

آج کل کے دور میں تو بھائی بھائی سے بیزار ہے۔ ایک دوسرے کے مال و متاع پر بری نظر رکھتا تو جیسے انھوں نے خود پر فرض کیا ہوا ہے۔ آج کل اپنوں کی خوشی پر غمگیں اور غم پر خوش ہوا جاتا ہے۔ کسی کو اچھا پہنا اور ڈھا دیکھ کر اپنے دل کو حسد کی آگ میں جلا کر سیاہ کر دیتے ہیں اور پھر یہی سیاہ دل انھیں انسان سے درندہ بننے پر مجبور کر دیتے ہیں کہ وہ اپنی تسکین کے لیے دوسروں کی زندگی برباد کر دیتے ہیں۔

'آپ سب یہاں ہیں! جلدی چلیں ناشتہ لگا دیا ہے۔' اسماہ بیگم کے کہنے پر غازیان ویلہ کے مکین ٹیبل کی طرف چلے گئے۔

ناشتے سے فارغ ہو کر شارق اور عریش پائیز کے ساتھ اس کے کمرے میں بند ہو گئے کیونکہ پائیز مجتبیٰ کی شامت لانے کے لیے اقراء کی فیشنل کٹ کا استعمال ہونے لگا تھا۔

'یار سب سے پہلے کیا کرنا ہے؟' شارق نے سر کھجاتے ہوئے پوچھا۔

'میرا خیال ہے پہلے یہ والی کریم لگانی ہے۔' عریش اپنے سامنے لگے ڈھیر میں سے چھوٹی چھوٹی بوٹلز میں سے ایک بوٹل اٹھاتے ہوئے بولا۔

'میں تم دونوں کی گردنیں توڑ دوں گا اگر مجھے ہاتھ بھی لگایا۔'

پائیز نے خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے تنبیہ کی لیکن شارق اور عریش بنا اس کی گھوریوں اور دھمکیوں کی پروا کیے اپنا کام شروع کر چکے تھے۔ پائیز مسلسل انھیں باز رہنے کو کہہ رہا تھا لیکن ان دونوں نے تو اپنے کان بند کر لیے تھے۔ پائیز کی چیخ و پکار پر دائم کمرے میں آیا لیکن سامنے کا منظر دیکھ کر ہنستے ہنستے دروازے میں ہی بیٹھ گیا۔

پائیز کو کرسی پر بیٹھا کر بہت اچھی طرح باندھا گیا تھا۔ شارق ہاتھوں پر کریم لیے پائیز کے منہ پر مساج کر رہا تھا جو منہ کے ساتھ ساتھ بالوں پر بھی ہو رہا تھا۔ عریش کریمیں نکال نکال کر شارق کو دیے رہا تھا جبکہ پائیز ان دونوں سے خطرناک ترین انتقام لینے کا کہہ رہا تھا۔

'اللہ کا خوف کرو کچھ! اگر کوئی سائیڈ افکٹ ہو گیا تو کیا کریں گے۔' ہنسی سے بے حال ہوتے دائم نے بمشکل کہا۔

'اوہہ ہاں! یہ تو ہم نے سوچا ہی نہیں! شارق نے معصومیت سے کہا۔

'ہاں چھوڑو اس کو، آؤ ہم دونوں جاتے ہیں بس آذان ہونے لگی ہے ظہر کی۔' عریش نے کہتے ہوئے فوراً سے سب کچھ وہیں زمین پر پھینکا اور شارق کے ساتھ مل کر باہر دوڑ لگا دی۔

'بھائی کھولیں مجھے... آج ان دووں کو زندہ نہیں چھوڑوں گا. خود کو چھڑانے کی کوشش کرتے پائیز نے دائم کو آواز دی.

جیسے ہی دائم نے اسے آزاد کیا، وہ بنا لمحہ ضائع کیے شارق اور عریش کے پیچھے بھاگا. پہلے تو شارق اور عریش مزے سے ٹہلتے ٹہلتے جا رہے تھے لیکن اپنے پیچھے بھاگتے قدموں کی آواز سنتے ہی انہوں نے بھی سرپٹ دوڑنا شروع کر دیا....

اب منظر کچھ یوں تھا کہ عریش اور شارق قہقہے لگاتے ہوئے آگے آگے اور ہاتھ میں بلا لیے پائیز پیچھے پیچھے بھاگ رہا تھا. ان کی آوازیں پورے غازیان ویلہ میں گونج رہیں تھیں.

اپلیز بسسس... شارق نے رکتے ہوئے اپنا پیٹ پکڑ لیا جبکہ عریش تو باقاعدہ نیچے لیٹ چکا تھا.

'آج میں تم دونوں کو نہیں چھوڑوں گا. پائیز خطرناک تیور لیے ان کی طرف بڑھ رہا تھا.

'یہ دیکھ میرے دووں ہاتھ! معاف کر دے. ویسے بھی یہ عریش کا آئیڈیا تھا.'

شارق نے ہاتھ جوڑتے ہوئے معافی مانگنے میں ہی عافیت جانی لیکن سارا ملبہ عریش پر
گرانا نا بھولا۔

'پائیزاب یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ یہ اس کا آئیڈیا تھا۔' عریش نے لیٹے لیٹے ہی وضاحت
دی۔

'جس کا بھی ہو چھوڑوں گا نہیں۔ ویسے بھی کچھ پرانے حساب بھی نکلتے ہیں تم دونوں
سے!'

اور یہاں عریش اور شارق کا سچ مچ کا تراہ نکلا تھا کیونکہ پائیز مجتبیٰ مسکرا رہا تھا۔ مطلب
اب کوئی ایک ہڈی تو لازمی ٹوٹنی تھی۔ جان سب کو پیاری ہوتی ہے۔ اسی لیے شارق اور
عریش نے ایک بار پھر بھاگنا شروع کر دیا تھا اور پائیز بیٹ لیے ان کے پیچھے!!!!!!

جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا شارمین کی بے چینی بڑھتی ہی جا رہی تھی۔ اس وقت وہ
خود کو پرسکون کرنے کی کوشش کرتی باغ میں ٹھہل رہی تھی۔ ایک چکر لگاتے ہی گہری
سانس بھرتے وہ پھر سے چکر لگانا شروع کر دیتی۔ فہد جو سائیڈ پر کھڑا اسے دیکھ رہا تھا

جب برداشت نہ ہو تو شارمین کے پاس آ گیا۔

'کیوں پریشان ہوتی ہو عیثا؟'

شارمین نے کچھ نہیں کہا بس آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے ٹھنڈی آہ بھری۔

'ونیسہ آپ سے بات کر لو۔' فہد سے اپنی بہن کی یہ حالت نہیں دیکھی جا رہی تھی تبھی

ونیسہ کا نام لے لیا۔ شارمین نے چونک کر فہد کو دیکھا۔

'اففف... میں نے ونی اور ایشو کو اس بارے میں کچھ بھی نہیں بتایا... وہ خفا ہو گئیں مجھ

سے!' اب کے شارمین کو ایک نئی فکر نے آگھیرا تھا۔ ونیسہ اور ایشو کی ناراضگی کی فکر!

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اففف جلدی موبائل لاؤ۔' شارمین نے فہد کو دوڑایا... کچھ دیر بعد شارمین نیچلا لب

دانتوں میں دبائے موبائل کان سے لگائے کھڑی تھی۔

'اسلام علیکم پشوگے!' ونیسہ کی چہکتی آواز آئی۔

'او علیکم اسلام میری جان! اب طبیعت کیسی ہے؟' ونیسہ کی آواز سنتے ہی شارمین کی

ساری بے چینی غائب ہو گئی۔

'الحمد للہ پہلے سے کافی بہتر ہے! تم نے گروپ کال کی ہے'

'ہاں وہ ایشل اور تم سے کچھ بات کرنی تھی اسی لیے. 'شارمین نے جھولے پر بیٹھتے ہوئے کہا.

'اسلام علیکم شانی ونی! کیسی ہو دوں وں؟' اب کے ایشل کی آواز آئی.

'وعلیکم اسلام ہم ٹھیک تم سناؤ!' ونیسہ نے کہا.

'اللہ کا شکر ہے بس گزر رہی ہے لائف! ونی تمہیں فلو ہے؟'

'ہاں بس تھوڑا سا.'

'اچھا تم دوں وں میری بات سنو!' اس سے پہلے کے ایشل کا لیکچر سٹارٹ ہوتا شارمین نے مداخلت کی.

'ہمم بولو. 'ایشا اور ونیسہ نے ایک ساتھ کہا.

'پہلے تم دوں وں پر امس کرو پوری بات سنے بنا کچھ نہیں کہو گے. 'شارمین نے جھجکتے ہوئے کہا.

'میں تو بہت کچھ کہوں گی. 'ونیسہ نے شان بے نیازی سے کہا.

'باز آ جاؤ ونیسی! تم بولو شانی ہم کچھ نہیں کہیں گے. 'ونیسہ کو تنبیہ کرتے ہوئے ایشل

نے شارمین سے بات کرنے کا کہا۔

اور پھر شارمین نے ساری بات ان دوںوں کے سامنے کھول کر رکھ دی۔

تو آج لڑکے والے آ رہے ہیں! ایشل کی پرسوچ آواز آئی۔

ہاں۔ ونی تم کچھ نہیں بولو گی؟ ونیہ کی خاموشی محسوس کرتے شارمین نے اسے

مخاطب کیا۔

انہیں یار میں نے کیا کہنا ہے.. ونیہ نے سنجیدگی سے کہا۔

اپلیز ونی کچھ تو کہو! شارمین کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔

اہو و وپشو گے اس میں رونے والی کیا بات ہے؟ شارمین کی سسکی سنتے ہی ونیہ نے

پیار سے کہا۔

تم کیوں کچھ نہیں کہہ رہی؟ شارمین نے روتے ہوئے کہا تو فون کے اس پار دونوں

نے اپنا ماتھا پیٹا۔

اشانی تم نامار کھاؤ گی مجھ سے۔ ایشل کا مارے غصے کے برا حال ہو رہا تھا یعنی وہ اس لیے

رورہی تھی کہ ونیہ نارمل ریکٹ کر رہی تھی۔

انہیں تو تم کیا چاہتی ہو میں یہ کہوں کہ شارمین عابر تمہاری جرت کیسے ہوئے اتنی بڑی بات چھپانے کی! اب میں تم سے دوستی ختم کر رہی ہوں! جاؤ جیو اپنی زندگی....! ونیسہ نے بالکل پشتو فلموں کے ہیر و کی طرح آواز نکالتے ہوئے کہا تو ایشل اور شارمین ہنس دیں۔

انہیں لیکن تمہاری خاموشی بہت بری طرح چبھی تھی مجھے! شارمین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اہم چلو خیر چھوڑو اس بات کو۔ تم نے ظہر کی نماز پڑی؟
 ہاں پڑھ چکی ہوں۔ شارمین نے اپنے خالی ہاتھ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

ابس پھر تم نے دعا بھی کی ہوگی نا؟ ایشل نے پوچھا۔

اہم..!

ابس اب تم ٹیشن فری ہو جاؤ کہ وہ رب تمہارے حق میں بہتر فیصلہ کرے گا۔ ونیسہ نے شارمین کو سمجھایا۔

ہاں بس اب تم اپنے اللہ پر بھروسہ رکھو سب ٹھیک ہو جائے گا۔

ہمیشہ کی ایشل اور ونیسہ کی باتوں نے شارمین کو اندر تک پر سکون کر دیا۔ کہتے ہیں کہ اچھا اور سچا دوست کسی نعمت سے کم نہیں! کیونکہ اگر وہ آپ سے واقعی پیار کرتا ہے یا آپ کی پرواہ کرتا ہے تو وہ ہمیشہ آپ کی مشکلات میں مدد کرے گا اور اپنے رب سے رجوع کرنے کا کہے گا۔ بنا دوستی کی پرواہ کیے آپ کو برائی سے روکے گا۔

میرے نزدیک دوست کی مثال ایک چراغ کی سی ہے کہ اگر وہ روشنی مہیا کرے تو آپ کو بھٹکنے نہیں دے گا لیکن، اگر وہ روشنی ہی نادے اور آپ اسے نہ پھینکنے پر بضد ہوں تو میرا یقین کیجئے آپ کو تاریکی و گمراہیوں میں گم ہو جانے سے کوئی بھی نہیں بچا سکتا۔ لہذا دوست بناتے ہوئے بہت احتیاط سے کام لیں!

'اچھا جیا کیا لائی ہیں تمہارے لیے؟' ونیسہ نے دھیان بٹانے کو پوچھا۔

'اچھا کلیٹس! شارمین نے آنکھیں بند کر کہہ مسرور سی کیفیت میں کہا..

'اور اس میں یاروں کا کتنا حصہ ہے؟' ایشل نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

'آدھی آدھی چاکلیٹ..!'

'یہ آدھی بھی نہ تم اپنے میاں کو کھلانا۔' ونیسہ نے جلمے بھنے لہجے میں بولی۔

انہیں اس کو تو پوری دوں گی، آخر میرا مجازی خدا جو ٹھہرا! اونیسہ کو چڑانے کے لیے
شارمین نے شرارت سے کہا۔

ایشود بیکھ لو اس پشوگے کو، جاؤ میں بات نہیں کر رہی اللہ حافظ! اور شارمین کا مزاق
اسی پر الٹاتے ونیسہ نے کال ہی کاٹ دی۔

'ہاااااااااااا! یہ کیا بات ہوئی.'

اتم دونوں کبھی نہ سدھرنا! بس لڑنے کے بہانے ڈھونڈتے ہو اور پھر لڑ کر بے چین
آتماؤں کی طرح بھٹکتی پھرتی ہو۔ ایشل نے شارمین کو ٹھیک ٹھاک سنا دیں۔ کیونکہ
ہمیشہ ایسا ہی ہوتا تھا کہ چھوٹی سے بات پر لڑنے بیٹھ جاتیں اور صلح ہونے پر کئی دن تک
بچوں کی طرح میں نے تمہیں اتنااااااااااااا سارا مس کیا! والادور اپڑا رہتا۔

'اچھا بس نا! بچی کی جان لوگی کیا؟' شارمین نے مظلومیت سے کہا۔

'اف تم دونوں نا.....'

انہی صدی کے ٹام اینڈ جیری ہو۔ ایشل کی بات شارمین نے مکمل کی تو وہ دونوں ہنس
پڑیں۔

'اچھا شانی میں بھی چلی اسائنمنٹ کرنی ہے۔ انشاء اللہ پھر بات ہوگی اور پریشان بلکل بھی نہیں ہونا۔ اللہ حافظ!'

'ٹھیک ہے جانا اللہ حافظ! اشار میں نے مسکرا کر کہتے ہوئے فون رکھ دیا۔ جب نظر سامنے سے آتے فہد پر پڑی۔

'ہوگئی بات؟'

'ہاں ہوگئی۔ لیکن تمہیں پتا ہے ونی نے کچھ بھی نہیں کہا، میرا مطلب ناراض بھی نہیں ہوئی! اشار میں کی پرسوچ نظریں ایک گلاب پر تھیں۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اتو یہ اچھی بات نہیں؟ فہد نے نا سمجھی سے پوچھا۔

'نہیں! میرا وہم ٹھیک تھا۔ ونی ضرور کسی بات سے پریشان ہے۔ ورنہ ایسے موقع پر وہ کبھی بھی اتنی خاموش نہیں بیٹھتی۔ چلو ناراض نہ بھی ہوتی تو چھیرٹنا تو ضرور تھا۔ لیکن ونی کارویہ بلکل ہی چیخ تھا!'

اتو تمہیں کیا لگتا ہے کیا بات ہو سکتی ہے؟ اب کے فہد نے سنجیدگی سے پوچھا۔

'کوئی اندازہ نہیں! اشار میں نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

'ابنی ویز، جیا اور ماما کیا کر رہی ہیں؟'

'میں تو بھول ہی گیا تھا ممانے کہا ہے تم ریڈی ہو جاؤ گیٹ آنے والے ہیں۔' اہد کہتے ہی کھڑا ہو گیا۔

'کیا مطلب؟ انہوں نے تو عصر کے بعد آنا تھا نا؟؟؟' مہمانوں کے جلدی آنے کا سن کر گھبراہٹ ایک بار پھر حاوی ہوئی تھی۔

'اپنا نہیں۔ بس تم جاؤ ریڈی ہونے!' اہد بت بنی شارمین کو کھینچتے ہوئے بولا تو ناچار اسے جانا پڑا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شارمین نے ایک خوبصورت سابلیم کلر کافراک پہنا تھا جس کے گلے پر دھاگوں کا کام ہوا تھا۔ یہ ڈریس شارمین کی ممانی صوفیانے اپنے ہاتھوں سے شارمین کے لیے بنایا تھا۔ کندھے سے تھوڑے نیچے آتے بالوں کی پونی بنا کر دوپٹہ لیتے ہوئے شارمین نے ایک دفعہ خود کو شیشے میں دیکھا۔ کچھ سادگی تھی اور کچھ جیا کی ایک گھنٹے کی محنت کہ شارمین کی خوبصورتی نکھر گئی تھی اور رہی سہی کسر اس بلیک فاک نے پوری کر دی تھی۔ وہ واقعی بہت پیاری لگ رہی تھی۔

'اف اللہ جی! میں تو اس میں اتنی پیاری لگ رہی ہوں... اب تو ان آنٹی نے ضرور لٹو ہو جانا ہے مجھ پہ!' اشار میں نے منہ بسورتے ہوئے خود سے کہا لیکن نیچے سے آتی آوازوں کو پہچانتے ہی وہ فوراً سے باہر بھاگی جہاں اس کے تینوں چاچو آئے ہوئے تھے۔

'اسلام علیکم مان چاچو!' اشار میں بھاگتی ہوئی امان اعظم کے گلے لگ گئی۔ امان اعظم اشار میں کے چاچو اور عابرا اعظم کے چھوٹے بھائی تھے۔

'او علیکم اسلام میری گرٹیا کیسی ہو؟' امان اعظم نے اشار میں کو پیار کرتے ہوئے پوچھا۔

'میں بالکل ٹھیک! اسلام علیکم جان چاچو...! اشار میں انھیں بتاتی ہوئی جو ادا اعظم کے پاس چلی گئی جن کا اپنے بھائیوں میں تیسرا نمبر تھا۔

'او علیکم اسلام بیٹا!' انھوں نے بھی اشار میں کو پیار کیا۔

'اسلام علیکم خان چاچو!' اب اشار میں کا رخ اپنے سب سے چھوٹے چاچو اقبال اعظم کی طرف تھا۔

'او علیکم اسلام شہزادی کیا حال ہے؟'

'میں بالکل ٹھیک... آپ کیسے ہیں؟'

'اپنی شہزادی کو دیکھ کر بالکل ٹھیک ہو گیا ہوں۔' اقبال اعظم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اچلو تم سب بیٹھو۔' عابرا اعظم انھیں بیٹھنے کا کہا۔

تب تک نسرین بیگم کو لڈرنک لے آئیں۔

اب شارمین تھی اور اس کے چاچو! وہ دنیا جہاں سے بے خبر اپنے چاچوؤں کو اپنی یونی کے قصے سنارہی تھی اور وہ بھی پوری توجہ سے سن رہے تھے کہ جیسے وہ آئے ہی اس کام کے لیے تھے۔

شارمین کی چلتی زبان کو ڈور بیل کی آواز پر بریک لگی۔ سب بڑے اٹھ کھڑے ہوئے۔
 عابرا اعظم دروازے کی طرف چلے گئے۔ ان کے پیچھے شارمین کے سارے چاچو بھی باری باری نکلے۔ جیسا اور نسرین بیگم بھی ان کے استقبال کے لیے داخلی دروازے کی طرف بڑھ گئیں۔ شارمین اپنے تیزی سے دھڑکتے دل کے ساتھ اپنے کمرے میں بھاگ گئی۔

کال کاٹ کر وہ موبائل کو ہاتھوں میں گھوماتے ہوئے شارمین کی باتوں کو سوچ رہی

تھی۔

'اللہ جی! وہی ہو جس میں میری پشتوگے کی خوشیاں اور سکھ ہوں۔' ونیسہ نے موبائل رکھتے ہوئے اپنے رب سے دعا کی۔ اور بے شک دعا سے تقدیر بدل جایا کرتی ہے!

ونیسہ بیڈ سے اٹھی اور اپنی اسٹیڈی ٹیبل پر آکر بیٹھ گئی۔ اب وہ پین لیے ایک کاغذ پر کچھ لکھ رہی تھی۔ بیس پچیس منٹ تک لکھنے کے بعد ونیسہ نے وہ کاغذ تہہ کر کے وہیں پر ایک رجسٹر میں رکھ دیا اور خود ٹی وی لائونج میں آگئی جہاں مہرماہ ٹی وی دیکھ رہی تھی۔ کچھ سوچتے ہوئے ونیسہ بھی ہیں صوفے پر بیٹھ گئی۔

'ہوم ورک کر لیا؟'

انہیں آپنی بس یہ کارٹون ختم ہو جائے پھر کرتی ہوں! 'مہرماہ نے نظر ہٹائے بنا کہا۔ اچلو ٹھیک ہے میں تب تک ماما جان کے پاس چلی جاتی ہوں۔' ونیسہ کہتے ہوئے کیچن میں چلی گئی جہاں نورین بیگم دوپہر کے کھانے کی تیاری کر رہی تھیں۔

'ماما جان بابا جانی لیٹ نہیں ہو گئے آج؟' ونیسہ نے نورین بیگم سے سلادل لے کر خود کاٹتے ہوئے پوچھا۔

اہم کال کی تھی انہوں نے۔ کوئی کام تھا اسی لیے لیٹ ہو گئے ہیں۔ انورین بیگم نے

ہانڈی میں چمچہ چلاتے ہوئے بتایا۔

اچھا ماما جان آج شارمین کو دیکھنے کچھ لوگ آرہے ہیں۔ ونیسہ نے کھیرا کاٹتے ہوئے

بتایا۔

ماشاء اللہ اللہ نصیب اچھے کرے!

آمین ثم آمین!

اس سے پہلے کہ ونیسہ مزید کچھ کہتی بائیک کی آواز پر سکون کا سانس خارج کرتی پانی کا
گلاس لیے باہر چلی آئی جہاں مہرماہ احمد زمان سے مل رہی تھی۔

اسلام علیکم باباجانی۔ ویلکم ہوم! ونیسہ نے احمد زمان کے ہاتھ سے ہیلمٹ لیا اور پانی کا
گلاس انھیں پکڑا دیا۔

او علیکم اسلام بیٹا۔ تھینک یوں! احمد زمان نے مسکراتے ہوئے اپنی بیٹی کو دیکھا جو ہمیشہ
ان کے آنے پر پانی کا گلاس لیے سلام کیا کرتی تھی۔

باباجانی میں نے پھر سے فرسٹ پوزیشن لی ہے منٹھلی ٹسٹ میں! مہرماہ کی پر جوش آواز

پر احمد زمان اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

'اسلام علیکم! جی ماشاء اللہ 90 پر سنٹ مارکس لیے ہیں ہر سبجیکٹ میں۔' نورین بیگم نے فخر سے کہا

'او علیکم اسلام۔ ماشاء اللہ ماشاء اللہ... بہت خوب بیٹا!' احمد زمان نے مہرماہ کی پیشانی چومتے ہوئے خوشی سے کہا۔

'اب آپ ہمیں آئس کریم کھلانے لے کر جائیں گے آج!'

'جی بابا جانی ہمیں آئس کریم کھانی ہے۔' ونیسہ نے بھی مہرماہ کی تائید کی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'او کے جی! ڈن ہو گیا۔ ڈنر کے بعد جائیں گے۔' بچوں کی خاطر احمد زمان راضی ہو گئے۔

'ہرے ہرے... مہرماہ اور ونیسہ نے خوشی سے ایک دوسرے کو گلے لگایا تو

نورین بیگم اور احمد زمان ہنس پڑے۔

غازیان ویلہ میں سب تیار تھے جانے کو، سوائے شارق اور عریش کے۔ کیونکہ ان

دوں کو اس قابل ہی نہیں چھوڑا گیا تھا کہ کہیں جاسکتے۔

شارق کا منہ سو جھا ہوا تھا جبکہ عریش کی آنکھ نیلی ہو رہی تھی اور یہ جس کی مہربانی تھی وہ اس وقت کریم کلر کے قمیص شلوار میں ملبوس اپنی نارمل رنگت کے باوجود نظر لگ جانے کی حد تک کمال لگ رہا تھا۔ غزالہ بیگم اور باقی سب بھی کئی بار اس کی نظر اتار چکے تھے لیکن تانیہ منہ پھولائے کھڑی تھی۔ بھئی منہ پھلانا بنتا بھی تھا آخر اس کے اعیش کی کٹ جو لگی تھی۔

'ویسے پائیز تمہیں یہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔' موقع ملتے ہی دائم نے پائیز کو سمجھانا چاہا تو پائیز نے کندھے اچکا دیئے جیسے کہہ رہا ہو 'مجھ کیا!'

اچلو جلدی کرو لیٹ ہو رہے ہیں۔' اسمارہ بیگم نے سب کو بیٹھنے کا کہا۔

'عریش شارق کھانا پڑا ہوا ہے فرنج میں بھوک لگے تو کھا لینا اور ہاں میڈیسن بھی لے لینا۔' ان کی نازک حالت کو مد نظر رکھتے ہوئے غزالہ بیگم نے پیار سے کہا۔

'ہزار بار منع کیا ہے مت پنگے لیا کرو۔' لیکن نہیں سنتے ہو تم دونوں۔ ہلدی والا دودھ بھی بنا کر پی لینا۔' منہا بیگم نے افسوس کرتے ہوئے نصیحت کی تو دونوں نے سر ہلادیا۔

'میں نے پلین کیک بنایا تھا، فرنج میں پڑا ہو گا وہ بھی کھا لینا۔' اقراء نے پائیز کی فرمائش پر

صبح اس کا پسندیدہ کیک بنایا تھا لیکن پائیز کی اس حرکت کے بعد بطور سزا وہ کیک شارق اور عریش کو دینے کا فیصلہ کیا۔ یہ سن کر دونوں نے شیطانی نظروں سے پائیز کو دیکھا۔

'آپی یہ....' اقرء اور غزالہ بیگم کی گھوری پر پائیز کی زبان کو تالا لگ گیا کیونکہ پہلے ہی وہ مجتبیٰ غازیان، اقرء اور باقی سب سے کافی عزت افزائی کروا چکا تھا اور اب مزید کچھ بولنا گویا اپنے پیروں پر آپ کلہاڑی مارنا تھا لہذا وہ خاموشی سے جا کر گاڑی میں بیٹھ گیا۔

پائیز کے بیٹھتے ہی غزالہ بیگم، تانیہ اور اقرء بھی چلی آئیں۔ دائم ڈرائیونگ اور مجتبیٰ غازیان پسنجر سیٹ پر بیٹھے۔ منہا بیگم اور اسمارہ بیگم دوسری گاڑی میں اپنے شوہروں کے ساتھ بیٹھ گئیں۔ کچھ دیر بعد دونوں گاڑیاں آگے پیچھے اپنی منزل کی جانب گامزن ہو گئی...

ایک گھنٹے کی مسافت کے بعد وہ عابرویلہ کے سامنے موجود تھے۔ غزالہ بیگم چونکہ فرزانہ بیگم کے ساتھ پہلے بھی آچکی تھیں اسی لیے انہیں گھر ڈھونڈنے میں مشکل پیش نہ آئی۔

دائم نے باہر نکل کر بیل بجائی۔ دروازہ عابرا عظیم نے کھولا تھا۔

'اسلام علیکم انکل میں دائم مجتہی!'

'او علیکم اسلام بیٹا کیسے ہو آپ؟' عابرا عظیم مسکراتے ہوئے دائم سے بغل گیر ہوئے۔

'الحمد للہ انکل میں ٹھیک آپ کیسے ہیں؟' دائم نے شائستگی سے پوچھا۔

'میں بھی ٹھیک۔ فیملی کو اندر بھیج دو۔' عابرا عظیم کے کہنے پر غازیان ویلہ کی خواتین اندر

چلی گئیں جہاں نسرین بیگم اور جیا ان کے استقبال کے لیے کھڑیں تھیں۔

'اسلام علیکم! کیسی ہیں آپ؟ کوئی مشکل تو نہیں ہوئی آنے میں؟' نسرین بیگم نے غزالہ

بیگم سے ملتے ہوئے پوچھا۔

'او علیکم اسلام! نہیں بلکل بھی نہیں! اغزالہ بیگم اب جیا سے مل رہی تھیں۔

ملنے ملانے سے فارغ ہو کر جیا ان سب کو گیسٹ روم میں لے آئیں۔

'یہ میری دیور انیاں ہیں۔ اسمارہ اور منہا۔ دونوں بلکل میری بہنوں کی طرح ہیں۔' اغزالہ

بیگم نے ان کا تعارف کروایا۔

'آپ سے مل کر بہت اچھا لگا۔' اسمارہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

مجھے بھی بہت خوشی ہوئی کہ آپ بھی آئیں ہیں اور یہ چھوٹی گڑیا کون ہے۔ انسرین بیگم نے تانیہ کو پیار کرتے ہوئے پوچھا۔

یہ غازیان ویلہ کی جان ہے۔ اقرآن نے مسکراتے ہوئے بتایا تو سب ہنس پڑے۔

کچھ دیر ادھر ادھر کی باتیں ہونے کے بعد غزالہ بیگم نے شارمین کو بلوانے کا کہا تو جیا مسکراتے ہوئے شارمین کو لینے چلی گئی۔

وہ میڈم اپنے کمرے میں مسلسل یہاں سے وہاں چکر لگائے جا رہی تھی لیکن بے چینی

تھی کہ بڑھتی ہی جا رہی تھی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اففففففف.... اگر ایسا ہی رہا نا تو میں نے ہارٹ اٹیک سے ہی فوت ہو جانا ہے۔ اشارمین

نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا لیا۔

اشارمین! جیادروازہ نوک کرتے ہوئے اندر آئیں اور اشارمین کو یوں دیکھ کر ہنس

پڑیں۔

جیا!!!.. اشارمین کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو تیرنے لگے۔

اچھا اچھا ریلکس! رونا نہیں ہے۔ چلو آؤ مہمانوں سے مل لو۔ جیانے فوراً ہتھیار ڈالتے

ہوئے شارمین کے آنسو صاف کیے اور اسے لیے گیسٹ روم کی طرف بڑھ گئیں۔
 جیسے ہی شارمین نے اندر قدم رکھا، غزالہ بیگم اور باقی سب نے بے اختیار ماشاء اللہ کہا
 کیونکہ شارمین اس بلیک فرائڈ میں کوئی معصوم سی بلی میرا مطلب ہے گڑیا لگ رہی
 تھی۔ سب کے متوجہ ہونے نے اسے مزید گھبراہٹ میں مبتلا کر دیا۔ شارمین کا دل چاہا
 کہ وہ وہیں سے واپس بھاگ جائے اور وہ بھاگ بھی جاتی اگر جیانی سے پکڑانا ہوتا...
 غزالہ بیگم کے اشارے پر اقراء اٹھ کر شارمین کی طرف بڑھی اور اسے غزالہ بیگم کے
 پاس لے آئی۔
 'اسلام علیکم بیٹا کیسی ہو آپ! شارمین کی گھبراہٹ کو محسوس کرتے ہوئے غزالہ بیگم
 نے بہت نرم لہجے میں کہا۔

'او علیکم اسلام! میں ٹھیک آپ کیسی ہیں؟' اور شارمین کا دل چاہا کہ زمین پھٹے اور وہ اس
 میں سما جائے! پہلا اپریشن ہی خراب ہو گیا تھا۔

'میں بھی ٹھیک! ریلکس ہو جاؤ کوئی کچھ نہیں کہے گا۔' آخری بات سرگوشی میں کہتے
 ہوئے غزالہ بیگم نے شارمین کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا تو مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے

شارمین نے سر جھکا لیا۔ غزالہ بیگم اور باقی سب کے نرم رویے سے شارمین کافی حد تک نارمل ہو گئی تھی اور اب بہت آرام سے گپ شپ لگا رہی تھی۔

'اسلام علیکم آپی میں تانیہ ہوں۔' تانیہ نے چہکتے ہوئے شارمین سے ہاتھ ملایا۔

'او علیکم اسلام کیوٹی! کیسی ہو؟' شارمین کو وہ بالکل ونیسہ کی طرح لگی، وہی مسکراہٹ اور تقریباً وہی نین نقش... وہ ونیسہ کی ہم شکل ہو سکتی تھی اگر اس کی آنکھیں نیلی کی بجائے ہنی براؤن ہوتیں۔

'میں بالکل ٹھیک آپ بتائیں..!'
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
'آپ اور ونیسہ ٹونز لگتی ہو!' ونیسہ کا نام لیتے ہوئے شارمین کے چہرے پر جو خوشی اور چمک تھی وہ سب نے محسوس کی۔

'ونیسہ کون ہے؟' اسمارہ بیگم نے پوچھا۔

'دوست، دشمن، ساتھی، غمگسار اور گائیڈر۔' وہ مسکراتے ہوئے کہی کھوسی گئی تھی۔
شارمین کی باتوں سے ونیسہ کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا تھا۔

'کالج میں دوستی ہوئی تھی دونوں کی۔ ماشاء اللہ بہت اچھی پنچی ہے۔' انسیرین بیگم نے

وضاحت دی۔

'اچھا اچھا! اغزالہ بیگم نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔

عابرا عظیم سب کو لیے دوسرے گیسٹ روم میں آگئے۔ وہ گیسٹ روم اس طرز پر بنایا گیا تھا کہ اندرونی حصے سے اس کا کوئی تعلق نہیں تھا۔

ایک طرف مجتبیٰ غازیان اپنے بھائیوں اور بیٹوں کے ساتھ بیٹھے تھے اور ان کے سامنے عابرا عظیم اور شارمین کے تینوں چاچو فہد کے ساتھ بیٹھے ہوئے گفتگو کر رہے تھے۔

مجتبیٰ اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو ہم آپ کے بیٹے سے کچھ پوچھنا چاہیں گے! 'امان عظیم مجتبیٰ غازیان سے مخاطب ہوئے۔

'جی ضرور! مسکراتے ہوئے اجازت دی گئی۔

'جی تو بیٹا آپ اپنے بارے میں بتائیں۔ 'سوال جو ادا عظیم کی طرف سے آیا۔

'میں پائیز مجتبیٰ ابھی لاسٹ ویک دبئی سے اسٹیڈیز کملیٹ کر کے آیا ہوں اور اب اپنے

فیمیلی بزنس میں بھائی کے ساتھ ہلپ کروں گا۔'

مہذب لیکن مضبوط لہجہ تھا۔ عابرا عظیم کی نظروں میں ستائش ابھری۔

'اور کچھ؟' اقبال اعظم نے مزید جاننا چاہا۔

'آپ ٹک ٹاکر ہیں نا؟'

کب سے خاموش بیٹھا فہد کچھ سوچتے ہوئے پائیز سے پہلے بول پڑا۔ جس پر مجتبیٰ غازیان نے پائیز کو زبردست گھوری سے نوازا۔ دراصل مجتبیٰ غازیان کو بھی پائیز کے ٹک ٹاک یوز کرنے پر اعتراض تھا لیکن طائل غازیان کی سفارش پر اس شرط پر اجازت دے دی کہ پاکستان واپس آتے ہی وہ یہ سب چھوڑ دے گا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'جی جب تک باہر تھا یوز کرتا تھا۔ اب چھوڑ دیا۔' پائیز نے محتاط انداز میں کہتے ہوئے اپنے باپ کو دیکھا جو اسے گھور رہے تھے۔

'میں ایسے کیسے ایک ٹک ٹاکر کو اپنی بیٹی دی دوں۔' عابرا عظیم کو تھوڑا ناگوار گزرا تھا پائیز کا ٹک ٹاکر ہونا۔

'پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں سر!'

'لیکن خر بوزے کو دیکھ کر خر بوزہ رنگ پکڑتا ہے! اقبال اعظم نے چیلنج کیا۔

انخوفِ خدا اور میری تربیت نے مجھے ایسا بننے نہیں دیا! 'پائیز کے جواب نے جہاں باپ بھائی اور چاچوؤں کا سر فخر بلند کر دیا تو وہیں عابرا عظیم اور ان کے بھائیوں کو مسکرانے پر مجبور کر دیا۔

'اپنے بھائی کو جو ان کر لیا یا نہیں؟' اجوادا عظیم نے پوچھا۔

'نہیں آج کل تو.....' "چار بوتل وڈکا، کام میرا روز کا، نا مجھ کو کوئی روکے، نہ کسی نے روکا!" "پائیز کی بات درمیان میں ہی یو یو ہنی سنگھ نے اچک لی۔ سب حیران پریشان صورت حال سمجھنے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے۔

'ایم سوری.....' "چلو جانے دو... اب چھوڑو بھی!"

اب کی بار ایتاب بچن نے پائیز کی بات کاٹی تو سب ہنس پڑے اور پائیز کو سمجھنے میں لمحہ لگا تھا کہ یہ کام کس کا ہے۔ دل ہی دل میں عریش اور شارق کو صلواتیں سناتے پائیز بھی شرمندہ سا مسکرا دیا اور اپنا موبائل نکال کر آف کر دیا یہ جانے بنا کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔

'جی تو بر خور دار اب بتاؤ کیا کر رہے ہو آج کل؟' عابرا عظیم نے سنجیدہ ہوتے ہوئے

پوچھا۔

'افحال تو.....' میں نکلا، اوگڈی لے کے، اورستے پر، او ایک سڑک پہ، ایک موٹر آیا،

میں اتھے دل چھوڑ آیا... 'پائیز کی بات پھر سے ادھوری رہ گئی جس پر وہ دانت پیستے

ہوئے موبائل کو آف کرنے لگا جو خود ہی آن ہو کر اس کی عزت کا فالودہ بنانے پر تلا ہوا

تھا جبکہ باقی سب ہنسی سے بے حال ہو رہے تھے۔ دائم کو اب سمجھ آئی تھی کیوں

شارق اور عریش اتنے سکون سے گھر بیٹھ گئے تھے اور پائیز سے بدلہ نہیں لیا۔

'میرا خیال ہے آپ کو گانے بہت اچھے لگتے ہیں تبھی بار بار لگ جاتے ہیں! اقبال اعظم

نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن پائیز بچارہ تو شرمندگی کے مارے سر اٹھانے کے قابل ہی

نہیں رہا تھا۔

'ایم سوری پتا نہیں کیوں.....' چین کھو گیا ہے، کچھ تو ہو گیا ہے، تم سے...!'

اس سے پہلے کہ گانا مکمل ہوتا پائیز اٹھ کھڑا ہوا اور موبائل لیے عرصے میں باہر نکل گیا

لیکن اپنے پیچھے سنائی دینے والے قہقوں نے اسے مزید شرمندہ کر دیا۔

پائیز باہر آتے ہی نے دانت پیستے ہوئے شارق کو کال ملائی لیکن اس کا نمبر بند آ رہا تھا۔

اب وہ عریش کا نمبر ملانے لگا لیکن وہ بھی بند تھا۔

'میں تم دونوں کو زندہ گاڑھ دوں گا زمین میں!' اب پائیز کو بہت افسوس ہو رہا تھا شارق اور عریش کو زندہ چھوڑ دینے پر۔

'جاؤ بیٹا پائیز کو بلاؤ ورنہ وہ بچا رہے خود تو آنے سے رہا!' طائل غازیان نے ہنستے ہوئے دائم سے کہا تو وہ اٹھ کر پائیز کے پیچھے چلا گیا۔

'اصل عریش اور شارق گھر پر ہیں، وہ نہیں آئے تو اب پائیز کو تنگ کر رہے ہیں.'

طائل غازیان نے مسکراتے ہوئے وجہ بتائی۔
 اتوا نہیں بھی لے آتے۔ 'عابرا عظم نے ہنستے کہا تو طائل غازیان اپنے بھائیوں کو دیکھ کر مسکرائے۔ اب وہ کیا کہتے کہ پائیز نے انھیں اس قابل ہی نہیں چھوڑا تھا۔

'یار رریہ دیکھ زہرہ! ساری آنکھ نیلی کر دی ہے میری! اب میں اس حالت میں آفس کیسے جاؤں گا؟' مسٹر پرفیکٹ کو اپنی لک خراب ہو جانے کا غم لگا ہوا تھا۔

اقتسم سے اس وقت تم روندھو نیلی بلی لگ رہے ہو۔ 'شارق نے ہنستے ہوئے عریش کی

رونی صورت پر چوٹ کی۔

'جاؤ پہلے اپنا منہ دیکھو پھر کچھ بولو چپٹے ہوئے ٹماٹر! اعریش نے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا تو شارق جو ٹیک لگا کر بیٹھا ہوا تھا، سیدھا ہو گیا۔

'اس گدھے کو تو میں نہیں چھوڑوں گا! شارق دانت پستے ہوئے بولا۔

'اچھا میں جا کر کیک لاتا ہوں پھر دونوں بھائی مل کر کھائیں گے۔ اعریش کہتے ہی کیچن میں چلا گیا۔

شارق اپنے موبائل کو گھماتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ پائیز کو کیسے مزہ چکھائے۔ بے خیالی میں شارق نے کانٹک لیسٹ کھولی اور دیکھنے لگا۔ پائیز کا نام سامنے آتے ہی شارق دوسرا

ہاتھ منہ پر رکھے، پائیز کی تصویر کو دیکھ رہا تھا کہ ایک سوچ کے آتے ہی شارق کی

آنکھیں چمک اٹھیں۔ وہ فوراً سے باہر بھاگا اور اپنا لیپ ٹاپ اور کچھ ڈیوائس لیے واپس

آیا۔ تب تک اعریش بھی بڑے لیے آچکا تھا۔

'یہ کیا کر رہے ہو؟ اعریش نے کیک کا پیس پلٹ میں ڈال کر شارق کی طرف بڑھایا۔

شارق نے بنا کچھ کہے پلٹ لے لی اور شیطانی مسکراہٹ لیے اپنا موبائل لہرایا۔ اعریش

پہلے تو نا سمجھی سے اسے دیکھ رہا تھا لیکن لیپ ٹاپ اور باقی ڈیوائسز دیکھتے ہی وہ سمجھ گیا۔

اپہلے میں کروں گا۔' عریش نے ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا۔

دراصل ہیکنگ شارق کا پسندیدہ مشغلہ تھا اور وہ اس کام میں اتنا کسپرٹ تھا کہ دوسرے ڈیوائسز کو اپنے اشاروں پر چلا سکتا تھا۔ اس کی مرضی کے بنا ہی کئی ہوئے ڈیوائس کو آف تک نہیں کیا جاسکتا تھا۔

شارق اور عریش نے پہلے اپنے موبائل میں پائیز کا نمبر بلاک کیا اور پھر لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ کچھ دیر بعد کمرے میں پائیز کی آواز گونجی جو ٹک ٹاک چھوڑنے کے بارے میں بتا رہا تھا۔ شارق نے دودھ کا کلاس رکھتے ہوئے والیوم بڑھایا۔

شارق، عریش اور پائیز تینوں کی عادت تھی کیک کے ساتھ دودھ پینا۔

اب ایک اجنبی آواز آئی جو پائیز سے پوچھ رہی تھی کہ وہ دائم کو جوائن کر چکا ہے یا نہیں۔ عریش نے کیک کا پیس منہ میں ڈالتے ہوئے لیپ ٹاپ کا رخ اپنی طرف کیا اور جیسے ہی پائیز نے بولنا شروع کیا، عریش نے یو یو ہنی سنگھ کا گانا گا دیا۔ جس سے پائیز کا جملہ تبدیل ہو گیا اور وہ دونوں ہنسنے لگے۔ اب پائیز سوری کر رہا تھا تو شارق نے جلدی

سے ایبتاب بچن کا گانا لگا دیا۔

'یار مزہ نہیں آیا۔ ادھر دو میں بتاتا ہوں کیسے کرتے ہیں۔' عریش نے کہتے ہوئے لیپ ٹاپ اپنی طرف کیا لیکن نوٹیفکیشن کے آتے ہی شارق کو دکھایا۔

'واؤ! اسے لگتا ہے یہ میرے ہوتے ہوئے اپنا موبائل آف کر لے گا! شارق نے مسکراتے ہوئے فورس سٹاپ کر دیا جس سے موبائل آف ناہو سکا۔

اب دوسری اجنبی آواز پائیز سے آج کل کی مصروفیات کا پوچھ رہی تھی اور جیسے ہی پائیز بولنے لگا، عریش نے وہ گانا لگا دیا جس سے پائیز کو چڑھتی۔ دوسری طرف سے بھی قہقہوں کی آوازیں آرہی تھیں۔

'اب دیکھنا میرا کمال! شارق نے گلاس خالی کر کے ٹرے میں رکھا اور لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہو گیا۔

جیسے ہی پائیز نے کہا "پتا نہیں کیوں" تو شارق نے جلدی سے دلبر سونگ لگا دیا اور پھر ایک طرف شارق اور عریش کے قہقہے تھے تو دوسری طرف مجتبیٰ غازیان اور باقی سب کے!! عریش تو ہنستے ہنستے نیچے ہی گر گیا۔

'اففف۔۔۔ اب۔۔۔ جلدی سے یہ سب۔۔۔ بند کرو۔۔۔' عریشہ بمشکل بولا۔

'ہاں ہاں۔۔۔'

شارق بھی ہنستے ہوئے اب لیپ ٹاپ اور باقی ڈیوائسز بیگ میں ڈال رہا تھا۔ عریشہ نے جلدی سے وہ پیٹس اور گلاس دھوئے اور شارق کے پاس آگیا۔

'اوائے ایسا کرتے ہیں فلیٹ پر چلے جاتے ہیں۔' شارق کو اب تھوڑی سے فکر ہو رہی تھی اس کارنامے کے انجام کی۔

'بیٹا وہ راستے میں ہی اتر کر وہاں جائے گا ہمیں زندہ درگور کرنے!' عریشہ نے چارجر اٹھاتے ہوئے کہا۔

'تو اب؟'

'ایسا کرتے ہیں اسلام آباد نکل جاتے ہیں! ویسے بھی کل مجھے جانا تھا میٹنگ کے سلسلے میں۔' عریشہ نے حل پیش کیا۔

'ہاں یہ بھی ٹھیک ہے۔ تب تک اس کا غصہ بھی ٹھنڈا ہو جائے گا۔'

پائیز میں یہ بات اچھی تھی کہ اگر وہ غصے میں ہو اور غصے کی وجہ موقع پر موجود نہ ہو تو

اس کا غصہ بہت جلدی ٹھنڈا ہو جاتا تھا۔

شارق اور عریش جلدی سے اپنے کمروں میں گئے اور کچھ دیر بعد چھوٹے سفری بیگز کے ساتھ واپس آئے۔ سامان عریش کی گاڑی میں رکھتے ہی وہ دونوں نود و گیارہ ہو گئے۔

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایر میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایر میگزین

کھانا کھانے کے بعد ونیسہ مہرماہ کو ہوم ورک کروا رہی تھی۔ ان سے تھوڑے فاصلے پر احمد زمان نیوز دیکھ رہے تھے اور نورین بیگم اُن سے ایک چھوٹا سوپڑ بن رہی تھیں۔ ابھی ونیسہ مہرماہ کو کچھ سمجھا رہی تھی کہ پیچھے سے کسی نے آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا۔

'یہ کون ہے؟' ونیسہ نے جانتے ہوئے انجان بننے کی کوشش کی۔

'ویسے یہ چھوٹے سے مارشمیلو جیسے بینڈز تو صرف میرے حسن اور حسین کے ہوتے ہیں۔' اب کے ونیسہ نے شرارت سے کہا تو وہ ہنس پڑے۔

'اسلام علیکم خالہ! آپ کو کیسے پتا چل جاتا ہے کہ یہ ہم ہیں؟' اب دونوں بچے ونیسہ کی گود میں بیٹھ چکے تھے۔

'او علیکم اسلام میرے پرنس چارمنگ! بس مجھے پتا چل جاتا ہے۔' ونیسہ نے باری باری دونوں کو پیار کیا۔

'اسلام علیکم ماما جان بابا جانی! ایمان کی آواز پر ونیسہ بھی متوجہ ہوئی۔

'او علیکم اسلام بیٹا! کیسی ہو؟ کافی ٹائم بعد چکر لگایا ہے! احمد زمان نے نورین بیگم کے گلے لگی ایمان کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

'اسلام علیکم باباجانی ماما! کیسے ہیں آپ دونوں؟ بس میری مصروفیات کی وجہ سے آنا نہیں ہو سکا۔' احیدر کلیم نے احمد زمان سے ملتے ہوئے وضاحت دی۔ نورین بیگم نے سلام کا جواب دیتے ہوئے اپنے داماد کے سر پر پیار کیا۔

ونیسہ اور مہرماہ نے مشترکہ سلام کیا۔

'او علیکم اسلام بیٹا کیسی ہو آپ دونوں۔'

'ہم ٹھیک آپ سنائیں!'

'اے ون۔' احیدر کلیم مسکرائے۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'آپ اپنی اتنی لیٹ کیوں آئی ہیں؟ ہم تو صبح سے ویٹ کر رہے تھے۔' مہرماہ ایمان کے ساتھ بیٹھتے ہوئے بولی۔

'بس کچھ مہمان آگئے تھے اسی لیے دیر ہو گئی۔ تم سناؤ اسٹیڈیز کیسی جا رہی ہیں؟' ایمان نے مہرماہ کی پیشانی چومتے ہوئے پوچھا۔

'بہت اچھی! آپ کو پتا ہے میں نے فرسٹ پوزیشن لی ہے منتھلی ٹیسٹ میں۔'

'اور آج ہم ڈنر کے بعد آسکریم کھانے بھی جائیں گے۔' ونیسہ نے حسن اور حسین کے

ساتھ کھیلتے ہوئے مطلع کیا۔

'واؤ! خالہ ہم آئسکریم کھانے جائیں گے؟' احسن اور حسین دونوں ٹونز تھے تو ان کا ہر کام ایک ساتھ ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ بولتے بھی ایک ساتھ ہی تھے۔

'نپپی۔۔۔ نانا بولے کر جائیں گے کیوں نانا ابو میں سچ کہہ رہی ہوں نا؟' ونیسہ نے احمد زمان کو بھی شامل کیا۔

'جی بلکل!'

'ہرے رے۔۔۔' احمد زمان کی تائید پر مہر ماہ اور ونیسہ نے بھی بچوں کے ساتھ مل کر نعرہ لگایا تو سب آنے والے وقت سے بے خبر مسکرا اٹھے۔

کھانا کھانے کے بعد ایمان اور ونیسہ دونوں کیچن صاف کر رہی تھیں۔

'اچھا ونی، مجھے کچھ بات کرنی تھی تم سے۔' ایمان نے برتن دھوتی ونیسہ سے کہا۔

'جی آپنی! میں سن رہی ہوں۔'

'اونی تمہیں کوئی مسئلہ ہے کیا؟' امی مین کیا کوئی پر اہلم ہے؟؟' ایمان نے محتاط انداز میں

پوچھا۔

'انہیں آپ ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔ اگر ہوتی تو میں آپ سے یا ماما جان۔۔۔۔۔' ونیسہ نے بات ادھوری چھوڑ دی اور نلکا بند کر کے ایمان کے پاس بیٹھ گئی۔

'آپ کو ماما جان نے کہا ہے نا؟'

'اگر یا ماما بہت پریشان رہتی ہیں تمہارے لیے! اگر کوئی بات ہے تو مجھ سے سنیں کرو۔' ایمان نے ونیسہ کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے۔

'ماما جان بھی نا! آپ مجھے شارمین اور ایشل کے برتھڈے گفٹس لینے تھے اور کچھ پیسے کم تھے۔ اسی لیے اور ٹائم کرنا پڑا اور آپ کو تو پتا ہے میں کام کے معاملے میں کیسی ہوں۔'

'تو بابا سے لے لیتی یا مجھے کہہ دیتی۔' ایمان مطمئن نہیں ہوئی۔

'اور آپ کو کیوں لگا کے میں ایسا کرتی۔'

'اے ونی بہت عجیب ہو تم۔ یہ کیا تک ہے کہ اپنے پیسوں سے ہی گفٹ دینا ہے۔' ایمان کو ونیسہ کی مسکراہٹ ایک آنکھ نا بھائی۔

'اسے خود داری کہتے ہیں مائے لیڈی! ونیسہ نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

'منع بھی کیا تھا کہ ناکرو آن لائن جاب۔ لیکن تم کہاں سنتی ہو۔'

'اہو آپ اتنی مشکل جاب بھی تو نہیں۔ بس ٹائپنگ ہی تو کرنی ہوتی ہے۔' ونسیہ نے ایمان کو مطمئن کرنا چاہا۔ کیونکہ کوئی بعید نہیں تھی، وہ جاب چھڑوا بھی سکتی تھی۔

'جو بھی ہو۔ اتنا سر پر نہ سوار کیا کرو کہ آس پاس کا ہوش ہی ناہوا کرے۔'

'اچھا چھوڑیں ناب سیٹ ہو گئی ہوں اور آپ کو پتا ہے آج شارمین کو دیکھنے کچھ لوگ آئے ہیں۔' ونسیہ نے بات بدلنے میں ہی عافیت جانی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'ماشاء اللہ! اللہ نصیب اچھے کرے۔'

'آمین۔'

'اچھا کون لوگ ہیں؟ آئی مین جاننے والے ہیں یا باہر کے ہیں؟'

'باہر کے ہیں اور ایک دفع پہلے بھی آچکے تھے۔ اب کی بار میرا خیال ہے لڑکے کو بھی لائے ہیں۔' ونسیہ نے کہتے ہوئے آخری پلیٹ دھو کر اپنے ہاتھ صاف کیے اور ایمان کے ساتھ باہر آگئی۔

'آپی جلدی سے عبایا پہن کر آئیں ہم جا رہے ہیں۔'

مہرماہ نے ونیسہ سے کہا تو وہ سر ہلاتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی جبکہ ایمان وہی پر
نورین بیگم کے پاس بیٹھ گئی۔

کچھ دیر بعد زمان پیلس سے دو گاڑیاں آگے پیچھے نکلیں اور آئسکریم پارلر کی جانب
گامزن ہو گئیں۔ آئسکریم کھانے کے بعد ایمان اور حیدر بچوں کے ساتھ وہیں سے
اسلام آباد کے لیے نکل گئے۔

کہانی کے دوسرے حصے میں مہمانوں کے جانے کا وقت ہو چکا تھا۔ نسرین بیگم اور جیا
سب سے مل رہی تھیں جبکہ شارمین تانیہ سے باتیں کر رہی تھی۔

اگر مہمان نوازی میں کوئی کمی رہ گئی ہو تو معذرت خواہ ہوں۔ نسرین بیگم نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

انہیں نسرین آپ نے بہت عزت دی ہے۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ اغزالہ بیگم
ان سے گلے ملیں۔

اہمیں تو آپ کی بیٹی بہت اچھی لگی ہے۔ میری دلی خواہش ہے کہ شارمین ہماری بو

بنے۔ اب باقی جو اللہ کو منظور۔ اسمارہ بیگم نے شارمین کو پیار کرتے ہوئے کہا تو سب مسکرائے لیکن شارمین بچاری سرخ ہوتی رہ گئی۔

ابکل! شارمین اور پائیز کی جوڑی بہت خوبصورت ہوگی۔ امینا بیگم نے شارمین کی پیشانی پر پیار کرتے ہوئے کہا۔

پائیز کا نام سن کر شارمین کو یوں لگا کہ چھت اس کے سر پر آپڑی ہو۔ اقراء شارمین سے مل رہی تھی لیکن وہ تو بس اس نام میں اٹکی ہوئی تھی۔

اضروری تو نہیں کہ وہی پائیز ہو! دنیا میں اور بھی بہت سارے لڑکے ہوں گے جن کا نام پائیز ہوگا۔ ہاں ہاں یہ کوئی اور ہے۔ شارمین نے خود کو تسلی دیتے ہوئے گہرا سانس لیا تو قسمت شارمین کی معصومانہ تسلی پر مسکراتے ہوئے آگے بڑھ گئی۔

اُدھر پائیز بچا اسارا وقت خاموشی سے نظریں جھکائے بیٹھا رہا۔ پہلے والا اعتماد کہیں دور جاسو یا تھا۔ عریش اور شارق کے مزاق کی وجہ سے اس بچارے کا پہلا پریش ہی تھرا ب یعنی کہ خراب ہو گیا تھا۔

اکوئی بات نہیں بر خوردار۔ ہوتا ہے ایسا کبھی کبھی۔ امان اعظم نے پائیز کی پیٹھ تھپکتے

ہوئے کہا تو وہ پھیکا سا مسکرا دیا۔

'ویسے آپس کی بات ہے مجھے اور فہد کو تو بہت مزہ آیا، کیوں فہد؟' دائم نے فہد کو آنکھ مارتے ہوئے کہا تو وہ اشارہ سمجھتے مسکرایا۔

'جی جی۔ بہت مزہ آیا۔' فہد نے شرارت سے کہا۔

'ویسے پائیز بھلے آپ کو کوئی نارو کے، لیکن یہ چار بوتل وڈکا والا کام چھوڑ کر دائم کو جوائن کر لو۔ فائدے میں رہو گے۔' اقبال اعظم نے سنجیدگی سے کہا تو پائیز بچارہ مزید شرمندہ ہو گیا اور باقی سب ہنسنے لگے۔

'ہاں نا پھر کوئی بھی اپنی بیٹی نہیں دے گا۔' اب کی بار طائل غازیان نے بھی شرارت سے کہا تو پائیز کا دل کیا کہ وہ یہاں بھاگ جائے اور ان دونوں کی ہڈیوں کا سُر مہ بنا دے۔

'نہیں خیر اب اتنا بھی بُرا نہیں ہے۔' اجواد اعظم کو پائیز پر ترس آ گیا تو اس کی حمایت میں بول اٹھے۔

'اچھا عا بر اب اجازت چاہیں گے۔ آپ کی مہمان نوازی کا بہت شکریہ۔' مجتبیٰ غازیان

مسکراتے ہوئے عابرا عظیم سے بغل گیر ہوئے۔

'اس میں شکریہ کی کوئی بات نہیں۔ مجھے آپ سب سے مل کر اچھا لگا۔'

'ہمیں بھی بہت اچھا لگا آپ سے مل کر۔ اسیر غازیان نے خوشدلی سے کہا۔

ملنے ملانے کے بعد عابرا عظیم سب کو لیے باہر آگئے جہاں نسرین بیگم اور غازیان ویلہ کی خواتین کھڑی انتظار کر رہی تھی۔ ان کے آتے ہی الوداعی کلمات ادا کرتے وہ گاڑی میں بیٹھ کر روانہ ہو گئے۔

پائیز دوسری گاڑی میں منہا بیگم کے ساتھ بیٹھا تھا جو اسمارہ بیگم سے لڑکی کی متعلق باتیں کر رہی تھیں۔ ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ طائل غازیان کا فون بجنے لگا۔

'او علیکم اسلام! اسلام کا جواب دیتے ہوئے طائل غازیان نے ایک نظر پیچھے بیٹھے پائیز کو دیکھا۔

'اچھا ٹھیک ہے خیال رکھنا۔ اللہ حافظ۔' طائل نے مسکراتے ہوئے فون رکھ دیا۔

'چاچو مجھے یہیں اتار دیں میرا کچھ سامان فلیٹ میں رہ گیا ہے وہ لینا ہے۔' پائیز نے باہر دیکھتے ہوئے کہا۔

'بیٹا آپ کا وہ سامان وہاں نہیں ہے۔' اجواب طائل غازیان کی طرف سے آیا۔

'بہت مکار ہیں دونوں۔' پائیز دانت پستارہ گیا۔

گھر پہنچ کر پائیز فوراً اپنے کمرے میں چلا گیا کیوں اب دائم نے غزالہ بیگم اور باقی سب کو

عریش اور شارق کا کارنامہ سنانا تھا۔

'مئی بہت تنگ کیا ہے ان دونوں نے وہاں۔' دائم نے ہنستے ہوئے بتایا۔

'یہ تو بہت بری بات ہے۔' اسمارہ بیگم نے افسوس کا اظہار کیا۔

'کہاں ہیں دونوں نمونے؟' اسمیر غازیان نے سنجیدگی سے پوچھا۔

'اکل میٹنگ تھی عریش کی تو شارق کو لے کر آج ہی نکل گیا ہے اسلام آباد۔'

'ہاں یہاں رکتے تو خیر نہیں تھی دونوں کی۔' منہا بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

رات کے نو بج رہے تھے۔ ایسے میں کوئی شخص چوری چھپے دروازہ پھلانگ کر اندر

داخل ہوا اور بنا آواز پیدا کیے خاموشی سے ایک کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ کمرے میں

لائٹ لگی ہوئی تھی مطلب اندر کوئی موجود تھا۔ ابھی وہ دروازہ کھولنے ہی لگا تھا کہ اندر

سے آتی آواز پر رک گیا۔

’وہیں سے واپس چلے جاؤ سکار! میں نے تمہاری کوئی بات نہیں سنی۔‘ کمانڈو کی بارعب آواز پر سکار کا دروازہ کھولتا ہاتھ رک گیا۔

’سر پلیزز۔۔۔ ایک بار بات تو سن لیں!‘ سکار نے دروازے سے سر ٹکاتے ہوئے مظلومیت سے کہا۔

کچھ دیر بعد قدموں کی آہٹ پر سکار نے اپنا سر اٹھایا۔ کمانڈو دروازہ کھول کر واپس اپنی راکنگ چیئر پر بیٹھ گئے تو سکار اندر داخل ہوا۔ سامنے ہی سنیک۔ آئز اور سنائپر بیٹھے ہوئے تھے۔

’تم دونوں یہاں کیا کر رہے ہو؟‘ سکار کو ان دونوں پر غصہ آیا جن کی وجہ سے کمانڈو نے اسے مشن سے نکالا تھا۔

’کام کی بات کرو!‘ کمانڈو نے بے لچک لہجے میں کہا تو سکار ایک نظر کمانڈو کے چہرے کو دیکھتے ہوئے سر جھکا گیا۔

’سر میں سوری کرنا چاہتا ہوں آپ سے۔‘ سر پلیزز آپ مجھے کوئی بھی پنشنٹ دیں لیکن

اس مشن سے آوٹ نہ کریں۔'

'اس مشن میں تمہاری دلچسپی کی وجہ جان سکتا ہوں؟' پہلی بار سکار نے یوں ریکوسٹ کی تھی جو کمانڈو، سناپیر اور سنیک۔ آئز کے لیے قابل تعجب بات تھی۔

'میں نے کسی سے وعدہ کیا تھا، ان درندوں کو اپنے ہاتھوں سے واصل جہنم کروں گا۔' سکار نے کہتے ہوئے قرب سے آنکھیں میچ لیں۔

'تم اسے بھولے نہیں ہو ابھی تک؟'

'سر میں نہیں بھول پارہا۔ جب بھی سونے کے لیے آنکھیں بند کرتا ہوں وہ روتی ہوئی میرے سامنے آجاتی ہے۔' سکار کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔

'ایک ماسٹر ہوتے ہوئے تم اتنے کمزور کیسے ہو سکتے ہو سکار؟' کمانڈو نے سکار کو گلے لگاتے ہوئے کہا جو خود کو رونے سے باز رکھنے کی جدوجہد کر رہا تھا۔

'یہ بات تم بھی جانتے ہو وہ، وہ نہیں کوئی اور ہے۔ پھر کیوں پریشان ہوتے ہو یار!' سناپیر نے سکار کے کندھے کر سر رکھ کر دونوں ہاتھ دوسرے کندھے پر رکھتے ہوئے کہا۔ سناپیر کی اس حرکت پر سب مسکرا دیئے۔ سنیک۔ آئز نے سناپیر کے ہاتھ ہتاتے

ہوئے خود بھی سکار کے کندھے پر سر رکھ دیا۔ ان کا پیار دیکھتے ہوئے کمانڈو نے دل میں اس محبت کے قائم رہنے کی دُعا کی۔

اچلو اب نکلویہاں سے، اس سے پہلے کے میری بیگم کو سکار کی خوشبو چلی جائے اور وہ آجائیں اپنے سکار سے ملنے۔ کمانڈو نے کہتے ہوئے تینوں کو دھکے دے کر گھر سے باہر نکالا اور داخلی دروازہ ان کے منہ پر بند کر دیا۔ جس پر تینوں بے ساختہ ہنس پڑے اور دیوار پھلانگ کر اندھیرے کا حصہ بن گئے۔

یہ سچ تھا کہ کمانڈو کی بیگم جنھیں وہ امی کہا کرتے تھے وہ ایک حقیقی ماں کی طرح سکار، سناپیر اور سنیک۔ آئز کو چاہتی تھیں اور سکار سے تو کچھ زیادہ ہی لگاؤ تھا انھیں۔ جب بھی سکار آتا تھا وہ ساری رات سکار کے ساتھ باتیں کرتی گزار دیتی جو ظاہر سے بات ہے کمانڈو کو کافی ناگوار گزرتا تھا۔ اسی لیے ابھی سکار کو باہر نکل دیا تھا۔

بات سنیں کیا ابھی سکار آیا تھا؟ کمانڈو کی بیگم نے دروازہ بند کرتے کمانڈو سے پوچھا۔ انہیں! اور آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟ چلیں سو جائیں۔ کمانڈو انھیں لیے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔

'آپ مجھ سے جھوٹ نہ بولیں، سکار آیا تھا اور سنا پُرا اور سنیک۔ آئز بھی آئے تھے لیکن آپ نے انھیں بھگا دیا۔' انھوں نے ناراضگی سے کہا۔

'اہو بیگم! ضروری کام سے آئے تھے اور جلدی جانا تھا اسی لیے چلے گئے۔' اگمانڈونے انھیں بہلاتے ہوئے بیڈ پر بیٹھا کر لائٹ آف کر دی۔

سب بڑے لاؤنچ میں بیٹھے ہوئے آج کے مہمانوں کے بارے میں ڈسکس کر رہے تھے۔ فہد بھی ان کے ساتھ ہی بیٹھا تھا جبکہ شارمین اپنے کمرے میں تھی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'آپ کو لڑکا کیسا لگا؟' نسرین بیگم نے اپنے شوہر سے پوچھا۔

'لڑکا اچھا ہے۔ شکل و صورت کے لحاظ سے بھی اور تہذیب و تمیز لے لحاظ سے بھی۔'

اطرز گفتگو بھی مناسب ہے۔' اجواد اعظم نے کہا۔

'الہجہ مضبوط اور آنکھوں کا تاثر نرم ہے۔' امان اعظم نے مزید کہا۔

'باہر رہنے کے باوجود وہاں کے رنگ ڈھنگ اپنانے کی بجائے اپنی تربیت پر قائم ہے۔'

اقبال اعظم نے مسکراتے ہوئے ایک اہم نقطہ اٹھایا۔

'ماشاء اللہ! اتنی تعریف سن کر جیا اور نسرین بیگم کے چہرے کھل گئے۔

'لیکن ایک بات ہے جو مجھے کچھ خاص پسند نہیں آئی اور وہ ہے لڑکے کا ٹک ٹا کر ہونا۔'
عبرا عظم نے سنجیدگی سے کہا۔

'پاپا جانی میں نے دیکھی ہیں ان کی ویڈیوز، وہ یا تو اپنی ریسنگ کی لگاتے ہیں یا رائڈنگ کی۔ کبھی کوئی ڈوٹ نہیں بناتے۔' فہد نے کہتے ہی امان اعظم کے موبائل میں جلدی سے پائیز کی ایک ویڈیو پلے کر کے اپنے باپ کی طرف بڑھائی۔

'بھائی میرا خیال ہے آپ پہلے استخارہ کر لیں۔ پھر اس کے بعد ہی کوئی فیصلہ کریں گے۔' اقبال اعظم نے حل پیش کیا۔

'ہمم یہ صحیح ہے۔'

'اچھا عابر فرزانہ کہہ رہی تھی کہ آپ ایک دفعہ خضر سے بھی مل لیں۔' یاد آتے ہی نسرین بیگم نے کہا۔

'ٹھیک ہے مل لوں گا۔'

'اچھا بھائی بھابھی اجازت چاہیں گے۔' تینوں بھائی اٹھ کھڑے ہوئے۔

'خیریت سے جاؤ۔' عابرا عظیم ان سے ملتے ہوئے بولے۔

'اللہ حافظ!'

'اللہ نگہبان۔'

ان کے جاتے ہی سب اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔

شارمین کھڑکی کے پاس بیٹھی سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی۔ پتا نہیں کیوں دل بے چین سا ہو رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا کہ کچھ غلط ہونے والا ہے۔ لیکن کیا؟ یہ اس کی سمجھ سے باہر تھا۔ رات کی خاموشی میں میسج ٹون نے شارمین کو چونکا دیا۔ وہ حائل تھی جو شارمین کو کل اسائنمنٹ لانے کہہ رہی تھی۔ شارمین نے اوکے کہتے ہوئے الماری سے فائل نکال کر بیگ میں رکھی اور لائٹ بند کر کے سونے کو لیٹ گئی۔

کہانی کا وہ کردار آج بھی جاگ رہا تھا اور مسلسل کچھ لکھ رہا تھا۔ لیکن آج اس کے چہرے پر ایک خوبصورت مسکراہٹ تھی۔ قلم چلتے چلتے اچانک سے رک گیا۔ قلم کا مالک اب اسے اپنی انگلوں کے درمیان رکھے گھما رہا تھا۔ یوں جیسے سوچ رہا ہو کہ آگے کیا لکھے۔

الفاظ ملنے پر اس کردار کی مسکراہٹ گہری ہو گئی اور قلم ایک بار پھر اپنے مالک کے حکم پر کاغذ بھرنے لگا۔ مکمل ہونے پر وہ کاغذ فولڈ کر کے ایک چھوٹے مگر خوبصورت سے ڈبے میں ڈال دیا گیا اور وہ کردار وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔۔۔

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایر میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایر میگزین

فجر کی آذان سے اس کی آنکھ کھل گئی۔ وہ اٹھ کر آذان کا جواب دینے لگا۔ آذان کے مکمل ہوتے ہی وہ وضو بنانے چلا گیا اور نماز ادا کر کے اپنا ٹریک سوٹ پہن کر جاگنگ کے لیے نکل پڑا۔ راستے میں ہی اسے دائم مل گیا۔

'اسلام علیکم بھائی! گڈ مارنگ۔'

'او علیکم اسلام۔۔۔ مارنگ پائیز! دائم نے سانس ہموار کرتے ہوئے جواب دیا۔

'باقی سب کہاں ہیں؟' پائیز نے آس پاس نظر دوڑاتے ہوئے پوچھا۔

'سامنے ہیں۔' دائم نے سیدھا ہوتے ہوئے ایک طرف اشارہ کیا جہاں مجتبیٰ غازیان اپنے بھائیوں کے ساتھ جاگنگ کر رہے تھے۔

'اور وہ دونوں غدار؟' پائیز نے دانت پستے ہوئے پوچھا تو دائم ہنس پڑا۔

'اسلام آباد میں ہیں۔ آج عریش کی کوئی میٹنگ تھی۔ لیکن تم نہ ہی کچھ کرو گے اور کہو

گے۔ سن لیا؟' دائم نے ساتھ چلتے پائیز کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

'اور جوان دونوں نے کیا وہ؟' میرا پیریشن خراب کر دیا۔' پائیز نے منہ پھولاتے ہوئے

کہا۔

'انہیں یار۔۔ اگر اس میں تمہاری غلطی ہوتی تب امپریشن کی بات کی جاسکتی تھی۔'

پائیز بنا کچھ بولے سامنے کی طرف دیکھتے ہوئے بھاگ رہا تھا۔

'اچھا چھوڑو اس بات کو۔ تم آج سے جو اُن کر رہے ہو اور کوئی بہانا نہیں چلے گا۔' دائم

نے بات بدلتے ہوئے کہا۔

'اوکے۔'

جاگنگ سے فارغ ہو کر سب گھر آگئے۔ جہاں خواتین ناشتہ لگا چکی تھیں۔ تیار ہو کر سب نے ناشتہ کیا اور اپنے اپنے کاموں پر نکل گئے۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'پشوگے آج کافی دیر بعد کال پک کی ہے۔ خیریت تو ہے نا؟؟' معمول کے مطابق فجر

کے وقت ونیسہ نے کال کی جو شارمین نے کافی دیر بعد اٹھائی تھی۔

'ہاں وہ والیوم سلو تھا تو سمجھ نہیں آئی۔' شارمین نے اٹھتے ہوئے بتایا۔

'کیا بات ہے پشوگے؟ تم پریشان کیوں ہو؟؟' ونیسہ کی اس بات پر شارمین نے موبائل

کو آنکھیں پھاڑ کر دیکھا۔

'بعد میں دیکھ لینا موبائل کو پہلے میری بات کا جواب دو۔' ونیسہ کی اگلی بات نے شارمین کو مسکرانے پر مجبور کر دیا۔

'یار رتمھیں کیسے پتا چل جاتا ہے میں کیا کر رہی ہوں؟'

'اڑکی اب تم مار کھاؤ گی میرے سے اور وہ بھی بڑی ٹائٹ والی! انسانیت سے بتاؤ کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ کیوں پریشان ہو۔' ونیسہ نے غصے سے کہا تو شارمین مسکرا اٹھی۔

'یار بس ویسے ہی دل عجیب سا ہو رہا ہے۔ شاید کچھ گڑ بڑ ہونے والی ہے۔' شارمین نے اپنے پاؤں بیڈ سے نیچے لٹکائے۔

'اچھا ایسا کرو کہ ابھی نماز پڑھ کر وہ جو میں نے دُعا بتائی تھی نا وہ پڑھ کر سب پر دم کر دو۔'

'اووہاں! یہ ٹھیک ہے۔ ایسا ہی کروں گی۔' شارمین نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

'او کے جی اب جاؤ نماز پڑھو۔ اللہ حافظ!'

'اللہ حافظ میری جان۔' شارمین نے مسکراتے ہوئے موبائل رکھا اور نماز پڑھنے چلی گئی۔

نماز پڑھ کر اللہ سے حالِ دل بیان کرنے اور دُعا پڑھنے سے شارمین کافی پُر سکون ہو گئی۔ اگلے بیس منٹ میں شارمین یونی جانے کے لیے تیار ہو کر نیچے آگئی جہاں عابر اعظم اور فہد بیٹھے ناشتے کا انتظار کر رہے تھے۔

'اسلام علیکم۔ گڈ مارنگ! شارمین سلام کرتے ہوئے اپنی کرسی پر بیٹھ گئی۔

'او علیکم اسلام۔ مارنگ! عابر اعظم نے شارمین کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے جواب دیا۔

'مما۔۔۔ جیا۔۔۔ جلدی کریں مجھے بھوک لگ رہی ہے۔' فہد نے ٹیبل بجاتے ہوئے

دہائی دی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'اف فہد! لار ہی ہوں نا۔ یہ لو اب جلدی سے ختم کرو کہ مجھے بھی اندازہ ہو تمہاری

بھوک کا۔' جیا نے آنکھیں دکھاتے ہوئے فہد کے سامنے ناشتہ رکھا تو وہ دانت نکالتے

ہوئے کھانے پر جھک گیا۔

شارمین اور عابر اعظم بھی مسکراتے ہوئے ناشتے کی طرف متوجہ ہو گئے۔

شارمین وین کے آتے ہی یونی کے لیے نکل گئی۔ اس کے پیچھے فہد اور عابر اعظم بھی

نکل گئے۔ اب جیا اور نسرین بیگم گھر میں اکیلی تھیں۔ اس بات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے

دونوں نے مل کر پورا گھر صاف کیا پھر فارغ ہو کر گارڈن میں بیٹھ گئیں۔

'آپی فیملی بہت اچھی ہے۔'

'ہاں۔ غزالہ بہت نرم طبیعت والی ہے اور اقراء بھی بہت پیار کرنے والی ہے۔ کل تانیہ کے ساتھ بالکل چھوٹی بہنوں کی طرح تھی۔' انسرین بیگم نے تائید کی۔

'ویسے تو یہ کبھی کبھار ہی ہوتا ہے کہ پہلے ہی رشتے میں بات بن جائے۔ لیکن آپی میں یہی کہوں گی کہ بہت سوچ سمجھ کر فیصلہ کریں۔ شارمین کی ان۔ سیکورٹیز کا بھی آپ کو پتا چل چکا ہے۔' جیانی نے سمجھانے والے انداز میں کہا۔

'میرا بھی یہی خیال ہے۔ پہلے ہم مطمئن ہو جائیں پھر شارمین کو ساری بات بتا کر اس کی مرضی پوچھیں گے۔' انسرین بیگم نے وضاحت دی۔

اس وقت وہ پانچوں کیمسٹری کی کلاس سے فارغ ہو کر اپنی مخصوص جگہ کی طرف جا رہی تھیں۔

'شارمین یہ مس تا شا آج کل کچھ زیادہ ہی مہربان نہیں ہو رہی تم پر؟' اوریشہ نے شارمین

کے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

'ہاں میں نے بھی کئی بار نوٹ کیا ہے۔' جمائل نے تائید کی۔

'اب کیا کہوں نا! مے بی یہ پروٹوکول میرے گریڈز کی وجہ سے ہو۔' اشار مین نے

سوچتے ہوئے کہا۔

'میرا نہیں خیال کی یہ بات ہوگی۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو پھر ہمیں بھی تو ایسا پروٹوکول ملتا

نا۔ ہمارے گریڈز بھی اچھے ہوتے ہیں۔' حفصہ نے تردید کی۔

'اشار مین تم محتاط رہو۔ مجھے مس تاشا سے اچھی وائسز نہیں آرہیں۔' خوشی کے چہرے پر

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

پریشانی نمایاں تھی۔

'اچھا ٹھیک ہے۔'

مس تاشا نے پچھلے مہینے یونی جوائن کی تھی۔ ان کا تعلق پشاور سے نہیں تھا اسی لیے وہ

ہاسٹل میں رہتی تھیں۔ کافی دنوں سے وہ شارمین پر کچھ زیادہ ہی مہربان ہو رہی تھیں۔

جو شارمین اور اس کے گروپ کے لیے باعثِ تشویش بات تھی۔

ابھی اپنی جگہ بیٹھی ہی تھیں کہ ایک لڑکی ان کی طرف آئی۔

اشار میں مس تاشانے تمہیں اپنے روم میں بلایا ہے۔ 'وہ لڑکی ان کی کلاس میٹ صنم تھی۔

اسٹاف روم میں؟ اسوال حائل کی جانب سے آیا۔

انہیں اپنے ہاسٹل والے روم میں۔ میرا خیال ہے کوئی بات کرنی ہے۔ 'صنم نے سادگی سے کہا۔

اٹھیک ہے میں دیکھتی ہوں۔ تھینک یو۔ اشار میں کے کہنے پر صنم واپس چلی گئی۔
اشار میں پلیرز نہیں جاؤ۔ 'خوشی نے اٹھتی ہوئی اشار میں کا ہاتھ پکڑ لیا۔ خوشی کے چہرے پر موجود خوف دیکھ کر سب پریشان ہو گئیں۔

خوشی کیا بات ہے۔ ایسے کیوں کہہ رہی ہو؟؟ اگر کوئی بات ہے تو مجھے بتاؤ۔ اشار میں نے خوشی کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

ان کے دیکھنے کا انداز میرے اندر خطرے کی گھنٹیاں بجاتا ہے۔ 'خوشی نے روہانسی لہجے میں تو کہا اشار میں نے بے بسی سے گہرا سانس لیا۔ اب وہ کیا بتاتی کہ وہ خود بھی کافی ٹائم سے یہ فیمل کر رہی ہے۔

'اچھا ٹھیک ہے نہیں جا رہی میں۔' اشار میں وہیں بیٹھ گئی۔

کچھ دیر بعد ان کی کلاس کا وقت ہوا تو وہ سب کلاس روم میں چلی گئیں۔ مس نازو کے آتے ہی سب اپنی جگہوں پر بیٹھ گئیں۔ حاضری لگانے کے بعد مس نازو نے لیکچر شروع کر دیا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد ایک لڑکی آئی اور مس نازو سے کچھ کہنے لگی۔ اشار میں عابر آپ کو مس تاشا نے ہاسٹل میں بلا لیا ہے۔ اس لڑکی کے جانے پر مس نازو نے اشار میں کو مخاطب کیا۔

ایک نظر اپنے ساتھ بیٹھی خوشی کے سفید پر تے چہرے کو دیکھتے ہوئے اشار میں 'او کے میم' کہتی اٹھ کر چلی گئی۔ ہاسٹل کی طرف جاتے ہوئے اشار میں کا دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔ دل میں آیت الکرسی کا ورد کرتے وہ ہاسٹل میں داخل ہوئی۔ فرسٹ فلور کا سب سے آخری کمرہ مس تاشا کا تھا۔ اشار میں چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی آگے بڑھ رہی تھی۔ کمرے تک پہنچتے ہوئے اس کا چہرہ پسینے سے بھیگ چکا تھا اور دل تھا کہ باہر آنے کو مچل رہا تھا۔

اللہ کا نام لیتے ہوئے اشار میں نے دروازہ نوک کیا۔ اندر سے مس تاشا کی آواز آنے پر اشار میں دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی جہاں مس تاشا کے ساتھ کوئی اجنبی بھی موجود

تھا۔ وہ دونوں شارمین کو ہی دیکھ رہے تھے۔ پچیس چھبیس سالہ وہ اجنبی بیڈ پر بیٹھا ہوا تھا اور مس تاشا صوفے پر۔

'اسلام علیکم میم! آپ نے بلایا تھا۔' اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتے شارمین نے سلام کیا تو مس تاشا اٹھ کر شارمین کی طرف آئیں۔

'او علیکم اسلام! میں نے کافی دیر پہلے بلایا تھا آپ کو۔' مس تاشا کہتے ہوئے شارمین کا ہاتھ پکڑ کر صوفے پر لے آئیں۔

'بیٹھو آپ سے بات کرنی تھی۔' NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
شارمین کو وہاں ایک عجیب سی سمیل آرہی تھی جس کی وجہ سے شارمین کا سر بھی بھاری ہو رہا تھا۔

'حادی زرہ وہاں سے وائٹ فائل دینا۔' شارمین کو بیٹھا کر مس تاشا اس اجنبی سے مخاطب ہوئیں۔

'وہ وائٹ فائل تو آپ نے ابھی کسی کو دی تھی۔' حادی نے عجیب سے لہجے میں کہا۔
'اففف وہ فائل تو شارمین کے اسائنمنٹ والی تھی۔ میں ابھی لے کر آتی ہوں۔' مس

تاشا کہتے ہوئے فوراً گمرے سے باہر نکل گئیں۔

ان کے جاتے ہی شارمین نے حادی کو دیکھا جو اسے ہی گھور رہا تھا۔ شارمین بنا کچھ سوچے سمجھے دروازے کی طرف بھاگی۔ لیکن یہ جان کر شارمین کے پیروں تلے زمین نہ رہی کہ دروازہ باہر سے بند تھا۔

اکافی ٹائم سے تم پر نظر تھی میری۔ جب سے تاشا نے تمہارے بارے میں بتایا تھا اسی وقت تم سے ملنے کا سوچ لیا تھا۔'

حادی نے وہی پر بیٹھے بیٹھے کہا تو شارمین نے بے ساختہ اپنے رب کو پکارا۔ اس پکار میں اتنی شدت تھی کہ وہ سیدھا عرش پہ جا پہنچی اور شارمین کے لیے مدد بھیج دی گئی۔

سکار فلیٹ میں بیٹھالیپ ٹاپ پر کوئی کام کر رہا تھا۔ اس سے تھوڑے فاصلے پر کمانڈو اپنے سامنے بہت سارے پیپر پھیلانے کچھ دیکھ رہے تھے۔

'کمانڈو کیا اس چوکیدار پر بھروسہ کرنا ٹھیک تھا؟' سکار نے اچانک ہی پوچھا۔

'ہاں! کیونکہ وہ شریف آدمی ہے اور اس نے خود ہی ہماری مدد کرنے کی حامی بھری

تھی۔ 'کمانڈو کی طرف سے مصروف سا جواب آیا۔

اس سے پہلے کہ سکار کچھ کہتا، لینڈ لائن پر کال آنے لگی۔ سکار نے جلدی سے کریڈل اٹھایا اور سپیکر آن کر دیا۔

'اسلام علیکم سر! میں کامران بات کر رہا ہوں۔' سپیکر سے اس چوکیدار کی آواز ابھری۔

'او علیکم اسلام کامی! سب خیریت ہے نا؟' کمانڈو نے سلام کا جواب دیتے ہوئے پوچھا۔

'سر آج بار کا ہیڈ یہاں آیا ہے اپنی ایک ممبر کے ذریعے۔' کامران کی آواز آئی۔

'ابھی کہاں ہے وہ؟ اور کون سا ممبر؟؟' سکار کے لہجے میں چٹانوں کی سی سختی تھی۔

'مس تاشا جو یہاں پر ٹیچر ہیں ان کے ساتھ ہے وہ اور مجھے آج بیسمنٹ کی بجائے فرسٹ

فلور پر پہرہ دینے کو کہا ہے۔' کامران نے آہستہ آواز میں بتایا۔

'وجہ نہیں بتائی؟' کمانڈو نے سنجیدگی سے پوچھا۔

'سر مجھے اتنا کہا گیا ہے کہ پنک ڈریس والی لڑکی جب یہاں آئے تو اس کے بعد کسی کو

بھی ہاسٹل میں ناجانے دوں۔' کامران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

'سر پلیز کچھ کریں وہ لڑکی کمرے میں جا رہی ہے۔' کامران نے گھبراتے ہوئے کہا تو
کمانڈو کے اشارے پر سکار فوراً باہر بھاگا۔

'وہ لڑکی اب بھی وہی ہے؟' کمانڈو نے پوچھا لیکن دوسری طرف لائن کٹ چکی تھی۔
'یا اللہ اس بچی کو اپنی امان میں رکھنا۔' کمانڈو نے آنکھیں بند کرتے ہوئے دعا کی۔

سکار وہاں سے نکلتے ہی اگلے پندرہ منٹ بعد یونی میں موجود تھا۔ ہاسٹل چونکہ یونی کے
پچھلے حصے میں تھا اسی لیے سکار بیک گیٹ پر آ گیا۔ وہاں کے گیٹ کیپری سے بیچ کر سکار
دیوار پھلانگ کر اندر آ گیا۔ کچھ دیر بعد وہ ہاسٹل کے سامنے تھا جہاں ایک خاتون
کامران سے کچھ کہہ رہی تھی اور وہ سر جھکائے اس کی بات سن رہا تھا۔ اس خاتون کے
ہاسٹل سے نکلتے ہی سکار کامران کی طرف آیا۔

'اس سروہ لڑکی اکیلی ہے۔' سکار کو دیکھتے ہی کامران نے خوفزدہ لہجے میں کہا تو سکار
اپنے ہاتھ میں پکڑا پتھر کامران کے سر پر دے مارا۔ پتھر لگنے کی وجہ سے کامران وہیں
پر بے ہوش ہو کر گر گیا۔ سکار اسے وہیں چھوڑ کر فوراً اندر بھاگا۔ مطلوبہ کمرے میں

پہنچتے ہی سکار نے دروازہ کھولا تو کوئی وجود تیزی سے اسے دھکا دیتے ہوئے باہر بھاگا۔ سکار نے اپنی جیب سے ایک گن نکال کر سامنے سے آتے حادی پر فائر کیا جس سے وہ ہیں بے ہوش ہو گیا۔ اب سکار اس لڑکی کے پیچھے گیا تو کامران کے سر سے نکلتا خون دیکھ کر چیخنے ہی والی تھی کہ سکار نے اسے پکڑ کر دیوار سے لگایا اور اس کے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

اشش! ریکس رہو۔ تم سیف ہو۔ سکار نے کہتے ہوئے اپنا ہاتھ ہٹا لیا۔

'ووہ مم مجھے۔۔۔' شارمین کی آنکھوں سے آنسو لڑیوں کی صورت میں بہہ رہے تھے۔ یہ خیال ہی جان نکالنے کو کافی تھا کہ اگر بروقت دروازہ نہ کھلتا تو۔۔۔

'اٹس اوکے! نوون کین ہرٹ یوناو۔'

Its ok! No one can hurt you now

سکار نے بہت نرم لہجے نے کہا تو شارمین نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ فل بلیک تھا۔ یہاں تک کہ اس کی آنکھوں کا رنگ بھی گہرا سیاہ تھا۔ شارمین کے یوں دیکھنے پر ماسک کے پیچھے ایک خوبصورت مسکراہٹ نمایاں ہوئی۔

'یہاں کیوں آئی تھی؟' انا جانے کیوں سکار چاہتا تھا کہ وہ کچھ بولے۔

'مس تت تا شانے بلا یا تھا۔' اشار میں کے رکے ہوئے آنسو پھر سے نکل پڑے۔

'او کے ریلکس! رونا نہیں ہے۔'

'سب ٹھیک ہے نا؟' پیچھے سے آتی آواز پر سکار اشار میں نے دور ہوا۔

'لاست روم میں ہے وہ اٹھالو۔' سکار کے کہنے پر سنا پیر کمرے کی طرف بھاگا۔

'اسلام علیکم پیاری بہنا!' سکار کے اشارے پر سنیک- آرنز اشار میں کی طرف آیا جو اسی طرح زور و شور سے آنسو بہا کر سکار کو بے چین کرنے لگی تھی۔

'اشش۔ روتے نہیں ہیں گڑیا! سنیک- آرنز نے اشار میں کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے پیار سے کہا۔

'ووہ مم مجھے۔۔۔' رونے کی وجہ سے اشار میں بات بھی نہیں کر پار ہی تھی۔

'کچھ کیا ہے اس نے؟' سنیک- آرنز نے جھجکتے ہوئے پوچھا تو اشار میں نے زور زور سے سر نفی میں ہلایا۔

'اچھا آپ یہاں بیٹھو۔' سنیک- آرنز اسے لیے سامنے پڑی بیچ پر آگیا۔ اشار میں کو بیچ پر

بیٹھا کر خود اس کے سامنے دوزانوں بیٹھ گیا۔

اگر یا آپ کو سٹر انگ بننا ہے۔ رونے سے بہتر ہے آپ اس کی وجہ ڈھونڈو کہ آپ کی کس بے احتیاطی کا انجام ایسا ہوا ہے۔ اسنیک۔ آئز کی آواز میں ایک کشش تھی جس سے شارمین اپنا رونا بھول کر اسے دیکھ رہی تھی۔

اب رونا نہیں ہے۔ اتنی پیاری سی میری گڑیا ہے اور روتے ہوئے بلکل بھی اچھی نہیں لگ رہی۔ اشارمین کی محویت محسوس کرتے سنیک۔ آئز نے شرارت سے کہا تو شارمین مسکرا دی۔

یہ ہوئی نا بات۔ چلو اب روئے بنا بتاؤ کہ کیا ہوا تھا۔

شارمین نے آنسو صاف کرتے ہوئے سب بتا دیا۔

اہم۔۔۔ چلو اللہ کا شکر ہے کہ آپ ٹھیک ہو۔ ویسے گڑیا ایک بات تو بتاؤ آپ کو یونی کس نے بھیج دیا؟

کیا مطلب؟ اشارمین نے نا سمجھی سے پوچھا۔

آپ اتنی کیوٹ سی ہو۔ مجھے لگا تھا کہ شاید فرسٹ ایئر کی اسٹوڈنٹ ہوگی۔ اسنیک۔

آنر نے شرارت سے کہا تو شارمین ہنس دی۔

سنیک۔ آنر کی یہی خاصیت تھی کہ وہ اس اپنے دل مول لینے والے انداز سے بہت جلدی سامنے والے کو پر سکون کر دیتا تھا۔

آپ سنیک۔ آنر ہیں نا؟ اشارمین نے بلاخر پوچھ ہی لیا۔

اجی بلکل میں سنیک۔ آنر ہی ہوں اور آپ کا نیم؟ سنیک۔ آنر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

NEW ERA MAGAZINE
ا میں شارمین عابر۔
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یار آپ کتنی کیوٹ لگ رہی ہو رونے کے بعد۔ سنیک۔ آنر نے ہنستے ہوئے شارمین کو ایک چاکلیٹ دی۔

اکھا لو، ڈیری ملک ہے۔ انرجی ملے گی۔ اشارمین کی جھجک محسوس کرتے ہوئے سنیک۔ آنر کھڑا ہو گیا۔

اتھینک یو بھائی! اشارمین نم آنکھوں سے مسکرائی۔

بھائی بھی کہتی ہو اور اتھینک یو بھی؟؟؟ چلو اب جلدی سے جاؤ آپ کی کلاس ابھی بھی

ہور ہی ہوگی۔ 'سنیک'۔ آئز کے کہنے پر شارمین مسکراتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔

'اس بچارے کو ایسے مت گھورو۔ وہ جسٹ اسے ریلکس کرنے کے لیے ایسا کر رہا تھا۔'
سنائپر کی آواز پر سکار نے چونک کر اسے دیکھا جو آنکھوں میں شرارت لیے اسے ہی دیکھ
رہا تھا۔

تم فضول۔۔۔'

'میں اس کی حمایت نہ کرو ورنہ تم پر ہی غصہ نکال دوں گا۔' سکار کی بات سنیک۔ آئز نے
شرارت سے مکمل کی تو سکار انھیں گھور کر رہ گیا۔
'اگر تم دونوں کا ہو گیا ہو تو چلیں؟' سکار دانت پستے ہوئے جانے کے لیے مڑا۔

سنائپر نے سنیک۔ آئز کو آنکھوں ہی آنکھوں میں کوئی اشارہ کیا۔

'سنائپر یار۔۔ مجھے وہ لڑکی بہت اچھی لگی ہے۔ بس میں نے سوچ لیا ہے میں تو اسی سے
شادی۔۔' سنیک۔ آئز کی بات ادھوری ہی گئی جب سکار نے اسے پکڑ کر دیوار کے
ساتھ لگایا۔

'میں تمہاری جان لے لوں گا۔' سکار غرایا لیکن الگے ہی لمحے بے یقینی سے سنیک۔ آئز

کو دیکھنے لگا۔

'یہ مجھے کیا ہو گیا تھا؟ میں نے ایسا کیوں کیا؟' آواز اتنی ہلکی تھی کہ وہ دونوں بمشکل ہی سن سکے۔

'آج ایسا کوئی بات نہیں! اسنا پُرا کہتے ہوئے سکار کو کھینچ کر لے گیا جو ابھی تک صدمے کی سی کیفیت میں کھڑا تھا۔ سنیک۔ آئز بھی سر نفی میں ہلاتے ان کے پیچھے ہو لیا۔

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔
 ہمیں اپنی ویب نیو ایر میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی
 ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ
 کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے
 ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات
 کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایر میگزین

وہ کلاس میں جانے کی بجائے باہر ہی مس نازو کے جانے کا انتظار کرنے لگی کیونکہ شارمین کی سرخ اور کافی حد تک سو جھی ہوئی آنکھیں سب کو متوجہ کرنے کا سبب بن سکتی تھیں۔ جیسے ہی مس نازو کلاس سے نکلیں، شارمین فوراً اندر گئی اور اپنی چادر پہننے لگی۔

شارمین سب ٹھیک ہے نا؟ خوشی نے روہانسی لہجے میں پوچھا۔
اپلیزا بھی نہیں!

شارمین بنا کسی کی طرف دیکھے کلاس سے نکل گئی۔ جمائل بھی اس کے پیچھے بھاگی۔ سارا راستہ شارمین خود کو رونے سے باز رکھے ہوئے تھی۔ گھر پہنچتے ہی شارمین نے بیل بجائی۔ دروازہ نسرین بیگم نے کھولا تھا۔

ماں کو سامنے دیکھتے ہی شارمین کا ضبط ٹوٹا اور وہ نسرین بیگم کے گلے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

شارمین کیا ہوا ہے۔ کیوں رو رہی ہو؟؟؟ نسرین بیگم نے گہراتے ہوئے اپنے سینے سے لگی شارمین سے پوچھا جو مسلسل روئے جا رہی تھی۔

'شارمین میرا دل بند ہو جائے گا بتاؤ کیا ہوا ہے۔' نسرین بیگم کی آواز پر جیا بھی باہر آئیں
جہاں دونوں ماں بیٹی روئے جا رہی تھیں۔

جیا انھیں اندر لے کر آئیں اور شارمین کو پانی پلایا۔ رورو کر جب دل ہلکا ہو گیا تب
شارمین نے نسرین بیگم اور جیا کو خود پر بتی آفت کے بارے میں سب کچھ بتا دیا۔

'یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے تو نے میری بچی کو اپنی امان میں رکھا۔'

نسرین بیگم نے روتے ہوئے شکر ادا کرتے شارمین کو گلے لگایا۔

'واقعی اللہ کا بہت بہت شکر ہے۔' جیا نے بھی روتے ہوئے کہا۔

'مما میں کچھ دیر سونا چاہتی ہوں! شارمین نے آنسو صاف کرتے ہوئے آہستہ سے
کہا۔

'ٹھیک ہے۔ آرام کرو۔!'

نسرین بیگم شارمین کی پیشانی پر پیار کرتے ہوئے اسے کمرے میں لے گئیں اور جب
تک شارمین سونہ گئی وہ اس کے پاس ہی بیٹھی رہیں۔

'اب یونیورسٹیز بھی سیف نہیں ہیں۔' جیا نے شارمین کے دوسری طرف بیٹھتے

ہوئے کہا تو نسرین بیگم کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

'جیا میرے رب نے بہت کرم کیا ہے مجھ عاجز پر۔ اگر بروقت دروازہ نہ کھلتا تو۔۔۔۔۔' نسرین بیگم کہتے ہی منہ پر ہاتھ رکھ کر رو دیں۔

'آپی خود کو سنبھالیں! شارمین کو اس وقت ہماری ضرورت ہے۔ ہم کمزور نہیں پڑ سکتے۔' جیا نے اپنی بہن کو سمجھایا۔

سارا دن شارمین اپنے کمرے میں ہی بند رہی۔ نسرین بیگم اور جیا نے کتنا ہی سمجھایا لیکن شارمین کو تو جیسے چپ ہی لگ گئی تھی۔ فہد بھی شارمین کو یوں دیکھ کر پریشان تھا۔ کئی بار وہ جیا اور اپنی ماں سے پوچھ چکا تھا لیکن انھوں نے طبیعت خرابی کا کہہ کر ٹال دیا۔ جب عابرا عظیم گھر آئے تو نسرین نے جیا کے کہنے پر انھیں سب بتا دیا۔ اب سب بڑے شارمین کے کمرے میں بیٹھے اس سے پوچھ گچھ کر رہے تھے۔

سارا دن شارمین اپنے کمرے میں ہی بند رہی۔ نسرین بیگم اور جیا نے کتنا ہی سمجھایا لیکن شارمین کو تو جیسے چپ ہی لگ گئی تھی۔ فہد بھی شارمین کو یوں دیکھ کر پریشان تھا۔ کئی بار وہ جیا اور اپنی ماں سے پوچھ چکا تھا لیکن انھوں نے طبیعت خرابی کا کہہ کر ٹال دیا۔ جب عابرا عظیم گھر آئے تو نسرین نے جیا کے کہنے پر انھیں سب بتا دیا۔

رات کا کھانا کھانے کے بعد عابرا اعظم نسرین بیگم اور جیا کے ساتھ شارمین کے کمرے میں چلے گئے۔

'میری بہادر بیٹی ہے شارمین! رونا نہیں ہے بلکل بھی۔ اب مجھے سٹارٹ سے بتاؤ کیا ہوا تھا۔' عابرا اعظم نے شارمین کی پیشانی چومتے ہوئے پوچھا۔

'پاپاجانی میں اور میری فرینڈز کافی دنوں سے نوٹ کر رہے تھے کہ مس تاشا مجھے بہت پروٹوکول دیتی ہیں۔' اشارمین نے کہنا شروع کیا۔

آج جب ہم کیمسٹری کی کلاس لے کر نکلے تو ایک لڑکی نے مجھے کہا کہ مس تاشا اپنے ہاسٹل میں بلارہی ہیں۔ خوشی نے مجھے منع کیا تھا کہ ناجاؤں۔' اشارمین یہ کہتے ہی رو پڑی۔

'کیوں؟' نسرین بیگم نے اسے گلے لگایا۔

'خوشی کہہ رہی تھی کہ مس تاشا کہ ارادے ٹھیک نہیں لگ رہے۔ میں بھی ڈر گئی اور مس کے پاس جانے کی بجائے کلاس میں چلی گئی۔'

'پھر؟' عابرا اعظم نے سنجیدگی سے پوچھا۔

اپھر کلاس کے دوران ہی ایک لڑکی آئی اور مس نازو سے کہا تو مجھے مجبوراً جانا پڑا۔ وہاں جب میں روم میں انٹر ہوئی تو مس تاشا کے ساتھ کوئی اجنبی بھی تھا۔ اشار میں اتنا کہتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

نسرین بیگم بھی اسے چپ کروانے کی بجائے اس کا ساتھ دیتے ہوئے روئی جا رہی تھیں تو عابرا عظیم نے دونوں کو اپنے حصار میں لے لیا۔

اتھیں بچا یا کس نے تھا۔ کچھ دیر بعد جب شارمین تھوڑا سا سنبھلی تو جیانے آنسو صاف کرتے پوچھا۔

اشاید وہ سکار تھا۔ اشار میں کو اچانک وہ گہری کالی آنکھیں یاد آئیں۔

اسکار؟؟؟ عابرا عظیم کے لیے یہ نام بالکل نیا تھا۔

جی سکار! آپ کو S-Masters کے بارے میں نہیں پتا؟

سب نے لاعلمی کا اظہار کیا تو شارمین نے انھیں وہ سب بتایا جو وہ جانتی تھی۔

اپھر جب میں باہر نکل گئی تھی ناتب سنیک۔ آئز نے میرا سنڈ چیچ کرنے کے لیے

تھوڑی سی باتیں کی تھی۔ اسنیک۔ آئز کے بارے میں بات کرتے ہوئے شارمین

مسکرا رہی تھی۔

اٹھیک ہے اب بالکل بھی پریشان نہیں ہونا۔ میں ہوں نا! 'عابر نے نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

اکل یونی بھی نہیں جانا۔'

جیانے شارمین کو پانی کا گلاس پکڑا یا تو شارمین سر ہلاتے ہوئے پانی پینے لگی۔ کچھ دیر ادھر ادھر کی بات کر کے عابرا عظم اور باقی سب شارمین کو سونے کی تلقین کرتے چلے گئے۔ شارمین نے جب موبائل اٹھایا تو وہ آف تھا۔ آن کرنے پر ونیسہ اور ایشل کی ڈھیر ساری مس کالز اور میسجز آئے تو شارمین نے گروپ کال کی۔

'اسلام علیکم پشوگے کہاں غائب تھی؟ طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟؟؟ اونیسہ نے کال پک کرتے ہی بنا رکے سوالوں کی بھرمار کر دی۔

'او علیکم اسلام! ہاں بتاتی ہوں۔ ایشو بھی آجائے۔' شارمین نے آہستگی سے کہا۔

'اسلام علیکم شانی ونی کیسی ہو دونوں؟ شانی یار کہاں غائب تھی ہم پریشان ہو رہے تھے۔' ایشل بھی آچکی تھی۔

'او علیکم اسلام! یار آج جو ہوا ہے نا اس نے مجھے اندر تک ہلا کر رکھ دیا ہے۔' اشار میں نے روتے ہوئے آج کا واقعہ ان دونوں کے گوش گزار کر دیا۔

'انف شانی۔۔۔۔۔ میری جان۔۔۔ اللہ کالا کھ لاکھ شکر ہے تم ٹھیک ہو۔' ایشل کی آواز کانپ رہی تھی۔

'پشوگے! اللہ تمہیں ہر آفت سے محفوظ رکھے! یا اللہ!!!' ونیسہ کہتے ہی رو دی۔

'وہی رونے سے بہتر ہے اللہ کا شکر ادا کرو کے شانی بلکل ٹھیک ہے۔' ایشل نے ونیسہ کو

سمجھایا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'اور تمہیں پتا ہے ونی میں وہاں جاتے وقت آیت الکرسی بھی پڑھتی رہی تھی۔' اشار میں نے نم لہجے میں کہا۔

'میری جان اللہ کے کلام میں بہت برکت ہوتی ہے۔'

'اور بے شک اللہ مدد مانگنے والوں کو کبھی مایوس نہیں کرتا۔' ایشل کی آواز ابھی تک

کانپ رہی تھی۔

'میں کل ملنے آؤں گی تم سے پشوگے۔' ونی نے نم لہجے میں کہا۔

'ہاں میں بھی آؤں گی اور تمہیں یرغمال بنا کر تمہاری چاکلیٹس پر قبضہ کر لوں گی۔'
ایشل نے ماحول پر چھائی سو گواریت کو کم کرنا چاہا۔

'اٹھیک ہے کر لینا کوئی مسئلہ نہیں۔' اشارمین نے مسکراتے ہوئے اجازت دے دی۔
'اور میں تمہاری فیورٹ ڈریس پر یلغار کرنے کا سوچ رہی ہوں!' اونیسہ نے شرارت سے کہا۔

'دیکھو یہ ڈریس والا مزاق نہیں چلے گا میں بتا رہی ہوں۔' اشارمین نے تنبیہ کی۔
'اگلی رہو۔ تمہاری کون سن رہا ہے۔'

اونیسہ سیسی۔۔۔ اشارمین کے بگڑنے پر ایشل اور ونیسہ ہنس دی جن کی ہنسی میں
سشارمین کی ہنسی بھی شامل ہو گئی۔

کہتے ہیں کہ اگر دوست اچھا اور سچا ہو تو مشکل وقت بھی آسان ہو جایا کرتا ہے۔ لیکن
بُرے دوست کی صحبت انسان کی اچھے وقت کو بھی مشکل بنا دیتی ہے۔ اسی لیے تو کہتے
ہیں کہ اچھا دوست کسی نعمت سے کم نہیں ہوا کرتا۔۔۔

دماغ بیدار ہونے پر اسے اپنے جسم میں ٹیسیں اٹھتی محسوس ہو رہی تھیں۔ یوں لگتا تھا کہ ساری ہڈیاں ٹوٹ چکی ہوں۔ جیسے جیسے وہ بے ہوشی سے ہوش کی دنیا میں آ رہا تھا، تکلیف بڑھتی ہی جا رہی تھی۔ آخر کار کراہتے ہوئے اس نے آنکھیں کھول دیں۔ اسے کرسی پر بیٹھا کر ہاتھ پیر باندھے گئے تھے۔ جس کمرے میں اسے رکھا گیا تھا وہ کوئی ٹارچر سیل لگ رہا تھا۔ لمحے کے ہزاروں حصے میں اسے یاد آیا کہ وہ S-Masters کے ہتھے چڑھ چکا ہے۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ دروازہ کھلا۔ سب سے پہلے سنا پیر داخل ہوا اور دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے بعد سنیک۔ آئز آنکھوں میں شعلے لیے داخل ہوا اور سامنے بیٹھے وجود کو خاک کر دینے کی آرزو دل میں لیے سنا پیر کے پاس جا کر کھڑا ہوا۔ سنیک۔ آئز کے بعد سکار اور کمانڈو داخل ہوئے۔ ان چاروں کو سامنے دیکھ کر حادی کو اپنی موت پکی لگی۔

اکیسے ہیں مسٹر حادی عرف ہیڈ۔ کمانڈو کی آواز میں برف کی سی ٹھنڈک اور پہاڑوں کی سی مضبوطی تھی۔

انت تم لل لوگ پپ پچھتاو۔۔۔۔ سکار کے مکے سے حادی کی بات ادھوری ہی رہ گئی۔

ارسی جل گئی پر بل نہیں گئے۔ اسنا پرنے ایک حادی کے بال مٹھی میں پکڑ کر زور کا جھٹکا دیا کہ سیل حادی کی دلخراش چیخ سے گونج اٹھا۔

از بان کھینچ لوں گا اگر منہ سے آواز نکلی۔ اسنیک۔ آنز کی دھاڑ پر حادی کانپ گیا۔

'بولو کہاں ہے ہیڈ کواٹر۔' کمانڈو نے گرجدار آواز میں پوچھا۔

'ووہ پپ پر سوہی بپ بلوچستان شش شفٹ کک کر دی گئی ہے۔'

'کیوں؟'

انج جب سس سے سندھ والی اور بپ باہر وووالے گگ گروپ خ ختم ہوئے ہہ ہیں

تت تب سس سے ہی پپ پنجاب اور کک کے پی وووالی بپ برا نچ بپ بلوچستان

شش شفٹ کک کر دی گئی ہہ ہیں۔ مم میں بپ بھی آ آ آ ج نن نکل رہا تھا ل

لیکن۔۔۔۔ موت اور اذیت کے خوف سے حادی نے سب اگل دیا۔

'لیکن سوچا کہ کیوں نہ کسی معصوم کو اذیت دیتا جاؤں۔'

سکار نے کہتے ہی حادی پر مکوں کی برسات کر دی۔ کمانڈو نے بمشکل سکار کو دور کیا۔ بلکہ

اسے سیل سے باہر دھکیل دیا۔ کیونکہ جب سے وہ حادی کو شمار مین کے ساتھ دیکھ کر آیا

تھا اس پر جنون سوار ہو گیا تھا۔

اس سے ڈیٹیل نکلاؤ! اسنیک۔ آرزو اور سناپئر کو کہتے ہوئے کمانڈو خود بھی سکار کے پیچھے چلے گئے جو دوسرے کمرے میں پنچنگ بیگ پر اپنا غصہ اتار رہا تھا۔

اسکار ایسا بھی کیا ہو گیا ہے جو تم اس قدر جنونی ہو رہے ہو! کمانڈو نے سنجیدگی سے پوچھا کیونکہ سنیک۔ آرزو اور سناپئر بھی انھیں سکار کی بے اختیاری کے بارے میں بتا چکے تھے۔

کیا تم اسے جانتے ہو؟ اپنے سوال کا جواب نہ پا کر کمانڈو نے دوسرا سوال پوچھا تو سکار رک گیا۔

جب سے یونی والا میٹشن ملا ہے تب سے جانتا ہوں! اتنا شاپر مجھے شروع سے ہی شک تھا اسی لیے میں نے شارمین پر نظر رکھی ہوئی تھی۔ لیکن آج! میری یہ لاپرواہی خدا نخواستہ اس کی زندگی تاریک کر دیتی۔ اسکار یہ کہتے ہی ایک بار پھر بے دردی سے پنچنگ بیگ پر مکے برسانے لگا جبکہ کمانڈو بے بسی سے اسے دیکھتے رہ گئے۔

اتم شیور ہو کہ یہ غصہ صرف تمہاری کوتاہی کا ہے؟ کمانڈو کے پوچھنے پر سکار ایک

جھٹکے سے رک اور گہرے گہرے سانس لینے لگا۔

اشاید نہیں! توقف کے بعد سکار نے ایک بار پھر پچنگ بیگ کو سیٹنا شروع کر دیا۔

اسر حادی کی حالت بہت خراب ہے ہاسپٹل لے جانا پڑے گا۔ سنا پیر نے کمانڈو سے کہا تو وہ سب حادی کو سی ایم ایچ لے گئے جہاں اسے فور آئیڈ میٹ کر لیا گیا مگر زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے وہ کوما میں چلا گیا۔

اپتا نہیں کب تم عقل سے کام لینا سیکھو گے سکار رر۔۔ کمانڈو سکار پر بگڑے۔ اگر آج حادی سے وہ انفارمیشن نکلوانے میں کامیاب ہو جاتے تو بارکانام و نشان صفحہ ہستی سے مٹ جاتا۔

اسوری سر! سکار کو بھی اپنی بے اختیاری پر افسوس ہوا۔



حادی کو وہیں چھوڑ کر سب فلیٹ میں آگئے۔ میٹنگ روم میں ایک طرف سنا پیر اور سنیک۔ آئز لپ ٹاپ پر کچھ ڈھونڈ رہے تھے۔ ان سے تھوڑے فاصلے پر بیٹھے کمانڈو سکار کو پر سوچ نظروں سے دیکھ رہے تھے جو اس وقت موبائل میں لگا ہوا تھا۔ سکار غصے کا تیز تھا یہ بات وہ جانتے تھے، مگر سکار کا جنوبی انداز کمانڈو کے لیے بالکل نیا تھا۔

اسر مس تاشا تو کامی کی حالت دیکھتے ہی نود و گیارہ ہو گئیں۔ اسنا پرنے اپنے دونوں ہاتھ رگڑتے ہوئے بتایا تو کمانڈو نے سکار کو دیکھا جس نے کندھے اچکائے۔

اپتا چلا ہے کہ مس تاشا یا پھر مس ایلس جو فار نر ہیں، انھیں ہائر کیا گیا تھا یونیورسٹی کی لڑکیوں کو ٹریپ کرنے کے لیے۔ ان کا بار سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسنیک۔ آرنے مزید کہا۔

اور اب کہاں ہیں یہ مس ایلس؟ اسکار نے عجیب سے لہجے میں پوچھا لیکن گردن پہ پڑنے والے ہاتھ پر کمانڈو کو خشمگین نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

کامی پر ہاتھ کیوں اٹھایا تھا؟ اسکار کی شکایتی نظروں کو انور کرتے ہوئے کمانڈو نے پوچھا۔

اگر ایسا نہ کرتا تو انھیں کامران پر شک ہو جاتا۔ اسکار نے منہ پھولاتے ہوئے بتایا۔

یہ میرا بر شیر! اسنا پرنے اسے سلیوٹ کیا تو سب مسکرا اٹھے۔

ابنی ویز۔۔ تم لوگ پتہ لگاؤ کہ بار کو کس ایریا میں شفٹ کیا گیا ہے۔ کمانڈو کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

ایس سر۔

تینوں نے ایک ساتھ کہتے ہوئے کمانڈو کو سیلوٹ کیا تو وہ سر کے اشارے سے جواب دیتے ہوئے نکل گئے۔

ہوپ سو گڑیا کسی سے شئیر کر لے یہ سب۔ 'سنیک۔ آئز کہتے ہوئے واپس کر سی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

کیا شئیر کر لے؟ اور کون سی گڑیا؟ اسناپرنے ابرو اچکاتے ہوئے پوچھا تو سنیک۔ آئز نے سکار کی طرف اشارہ کیا۔
 NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 اوہاں یاد آ گیا۔ ویسے خیریت؟

اس طرح کے کیسز میں انسان منٹلی بہت ڈسٹرب ہو جاتا ہے۔ اگر وہ اپنی فیلنگس شئیر نہ کرے تو۔۔۔۔۔ سنیک۔ آئز کی نظریں سکار پر تھیں جو کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔

تو پھر کیا خیال ہے کل ملنے جائیں؟ اسناپرنے نیچلالب دانتوں میں دباتے ہوئے کہا۔
 کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تم لوگ اپنے کام سے کام رکھو۔ سکار سنجیدگی سے کہتے

ہوئے وہاں سے چلا گیا تو سنیک۔ آئز اور سناپر بھی مسکراتے ہوئے فلیٹ سے نکل گئے۔

غازیان ویلہ میں اس وقت سب بڑے لاؤنچ میں بیٹھے ٹی وی دیکھ رہے تھے۔ اقراء تانیہ کے ساتھ مل کر سبلا اور ٹام سے کھیل رہی تھی۔ گاڑی کی آواز پر کی نظریں داخلی دروازے کی جانب اٹھیں۔ کچھ دیر بعد عریش اور شارق بیگز پکڑے آتے دکھائی دیے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews
'ہم غازیان ویلہ کے بزرگانِ محترم کی خدمت میں سلام پیش کرتے ہیں! دونوں نے بالکل شاہی درباریوں کی طرح ایک ہاتھ دل پر رکھتے ہوئے سر جھکا کر سلام کیا۔

'اور ہم آپ کا سلام قبول کرتے ہوئے آپ کو اپنی خیر منانے کی نصیحت فرماتے ہیں۔' طائل غازیان نے اپنے بھائیوں اور پائیز کو دیکھتے ہوئے شرارت سے کہا تو شارق اور عریش کارنگ پھیکا پڑ گیا۔

'آپ دونوں بتانا پسند کریں گے اس قدر فضول حرکت کس خوشی میں انجام دی ہے؟'

مجتبیٰ غازیان نے سنجیدگی سے پوچھا۔

اگھوڑوں سے بڑا قد ہو گیا ہے مگر عقل گھٹنوں میں ہی رہ گئی ہے۔ اسیر غازیان نے
عصے سے کہا، ان کالس نہیں چل رہا تھا کہ دونوں کو ایک ایک لگا دیتے۔ جبکہ پائیز تو یوں
ظاہر کر رہا تھا کہ اسے عریش اور شارق نظر ہی نہیں آرہے۔

ایٹا بہت بری بات ہے۔ ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اسدا کی نرم دل مینا بیگم نے پیار
سے سمجھایا۔

اور جو اس نے ہمارا ساتھ کیا تھا وہ؟؟ مجھے میٹنگ میں بھی بڑی والی سن گلاسز لگانی پڑی
تھیں۔

اور مجھے سارا ٹائم ماسک میں رہنا پڑا تھا کہ بعد میں سارا دن سانس لینے میں مشکل ہوتی
رہی۔ اشارق نے مرچ مصالحوں کا استعمال کرتے ہوئے خود کو مظلوم ظاہر کرنے کی
بھرپور کوشش کی۔

اپنا نہیں کیا بنے گا تم تینوں کا۔ ایک سے بڑھ کر ایک ہو۔ اسمارہ بیگم نے افسوس سے ان
تینوں کو دیکھا جن کے چہرے پر شرمندگی کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔

'یہ لاسٹ وارنگ ہے۔ اس کے بعد میں تم لوگوں کو ایسا کرتے ہوئے نادیکھوں۔'
مجتلی غازیان کی رعب دار آواز پر شارق اور عریش سنجیدہ ہو گئے۔

'یہ تمہاری پنشنٹ ہے کہ آج کھانے کے سارے برتن دھو کر رات گارڈن میں
کھڑے رہ کر گزارو گے۔' اسیر غازیان نے کہہ کر اپنے بھائیوں کو دیکھا کہ باقی کی سزا
وہ تجویز کریں۔

'ایک ہفتے تک سب کے کپڑے استری کرو گے۔' طائل غازیان نے مسکراتے ہوئے
سزا سنائی تو عریش اور شارق نے مدد طلب نظروں سے دائم کو دیکھا جس نے کندھے
اچکاتے ہوئے ہری جھنڈی دکھائی۔

'پائیزان سب کاموں میں برابر کا شریک ہوگا۔' مجتلی غازیان نے پر سکون بیٹھے پائیز کو
بے سکون کرتے ہوئے کہا تو عریش اور شارق مسکرا اٹھے۔

'ڈیڈی میں کیوں؟'

'کیونکہ غلطی تینوں کی ہے۔' جواب غزالہ بیگم کی طرف سے آیا۔

'میں کھانا لگا رہی ہوں تم دونوں جلدی سے فریش ہو کر آؤ۔'

اقراء کے کہنے پر شارق اور عریش اپنے کمرے میں چل گئے جبکہ باقی سب ٹیبل پر آگئے۔ کھانے سے فارغ ہو کر سہیر غازیان نے اپنی نگرانی میں تینوں سے برتن دُھلوائے اور کیچن بھی صاف کر وایا۔ رات کے ساڑھے گیارہ بجے وہ فارغ ہو کر گارڈن میں چلے آئے۔ اس سارے عرصے میں پائیز نے عریش اور شارق سے کوئی بات نہیں کی اور اب بھی پائیزان سے تھوڑے فاصلے پر چہل قدمی کر رہا تھا۔

تو جو روٹھا تو کون ہنسے گا! 'عریش پائیز کے ہم قدم ہوا۔

تو چپ ہے تو یہ ڈر لگتا ہے، اپنا مجھ کو اب کون کہے گا؟ 'شارق بھی کہتے ہوئے پائیز کے دائیں جانب آگیا۔

'تو ہی وجہ، تیرے بنا۔'

'بے وجہ بے بریکار ہوں میں۔۔۔' پائیز بنا کوئی اثر لیے نیچے دیکھتے چلتا رہا۔

'تیرا یار ہوں میں! 'آخر میں ایک ساتھ کہتے ہوئے شارق اور عریش کان پکڑے ایک آنکھ بند کیے پائیز کے سامنے کھڑے ہو گئے۔

پائیز نے رک کر ایک نظر دونوں کے افسردہ چہروں پر ڈالی۔ وہ جانتا تھا کہ یہ افسردگی

کوئی ڈرامہ نہیں ہے کیونکہ بچپن سے ہی وہ تینوں ایسے تھے۔ اگر کوئی ایک روٹھ جاتا تو باقی دو بھی اداس ہو جاتے اور منانے کے لیے جُت جاتے۔ آخر کار دوستی ناراضگی پر قابض ہو گئی اور پائیز مسکراتے ہوئے دونوں سے ملا۔

اپلیزیار ناراض ہونا تو ٹھیک ہے لیکن یہ خاموش نہ ہو کر، دل کو کچھ ہوتا ہے۔ 'عریش نے پائیز کی پیٹھ تھکتے ہوئے کہا۔

'ہاں بھلے ہمیں کٹ لیا کرو، بس خاموش نہ رہا کرو۔' اشارق نے بھی تائید کی۔

'اچھا ٹھیک ہے۔ چلو بتاؤ میٹنگ کیسی رہی۔' پائیز نے الگ ہوتے ہوئے پوچھا۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

'اچھی تھی لیکن آئی ایس کمپنی والے بہت ہی عجیب ہیں۔۔۔'

اور پھر باقی کی رات ان تینوں نے وہی گارڈن میں چہل قدمی کرتے گزاری۔۔۔

ونیسہ اپنے کمرے میں جائے نماز بچھائے بیٹھی تھی۔ شارمین کے ساتھ رونما ہونے

والے حادثے نے اسے ذہنی طور پر بہت ڈسٹرب کیا تھا۔

'یا اللہ ان لوگوں کو آپ کا خوف کیوں نہیں ہے؟؟ کیوں یہ آپ سے غافل ہیں؟؟؟ کیا

یہ اپنے انجام سے بے خبر ہیں جو ظلم کی انتہا کر رہے ہیں! کیا اب ہم لڑکیوں کے لیے گھر کے علاوہ کہیں بھی جانا خطرے سے خالی نہیں؟ آنسوؤں سے چہرہ بھیگ چکا تھا لیکن دل تھا کہ ہلکہ ہی نہیں ہو رہا تھا۔

اللہ میں آپ کی شکر گزار ہوں آپ نے شارمین کو اپنی امان میں رکھا۔ میں شکر گزار ہوں! ونیسہ نے کہتے ہوئے سجدہ کیا۔

اور بے شک سجدہ شکر ادا کرنے کا سب سے خوبصورت طریقہ ہے۔

اپنے رب سے راز و نیاز کرنے کے بعد وہ آنسو صاف کرتے ہوئے اپنی اسٹیڈی ٹیبل پر بیٹھ گئی اور ایک ڈائری کھول کر اس میں لکھنے لگی۔ تقریباً پندرہ بیس منٹ لکھتے رہنے کے بعد ونیسہ ڈائری بند کرتے ہوئے بیڈ پر آگئی اور صبح شارمین کی طرف جانے کا ارادہ کیے سونے کو لیٹ گئی۔

رات بھر رونے کی وجہ سے ونیسہ کی آنکھ کافی دیر سے کھلی تھی۔ اگر ایشل کال نہ کرتی تو یقیناً فجر کی نماز قضا ہو جاتی۔ ونیسہ نے جلدی سے شارمین کو جگایا اور پھر خود بھی نماز پڑھنے چلی گئی۔ نماز پڑھ کر وہ باہر آگئی جہاں نورین بیگم کیچن میں ناشتے کا انتظام کر رہی تھیں۔

اسلام ماما جان! لائیں میں کرتی ہوں آپ مہرماہ کو دیکھیں۔'

اسلام بیٹا۔ چائے رکھ دی ہے بس آملیٹ بنا لو۔ 'نورین بیگم ونیسہ سے کہتے ہوئے کیچن سے نکل گئیں۔

مہرماہ کے جانے کے بعد ونیسہ نے نورین بیگم کو شارمین کی طرف جانے کا بتایا۔

'خیریت؟'

'جی ماما جان بس ویسے ہی دل چاہ رہا تھا اور شارمین تو کل بھی کہہ رہی تھی کہ آؤ لیکن مجھے مناسب نہیں لگا۔ آپ کو تو پتا ہے رشتے والی سچویشن میں بہن کی اشد ضرورت ہوا کرتی ہے۔' ونیسہ نے جان بوجھ کر اس حادثے کا ذکر نہیں کیا کیونکہ جب اللہ نے اس کا پردہ رکھا تھا تو اسے کوئی حق نہیں تھا اس بارے میں کچھ بھی کہنے کا۔

'اچھا ٹھیک ہے میں تمہارے بابا جانی سے کہہ دیتی ہوں وہ جاتے ہوئے تمہیں ڈراپ کر دیں گے۔' نورین بیگم نے احمد زمان سے بات کی تو انہوں نے نوبے تک تیار رہنے کا کہا۔

گھر کے کاموں سے فارغ ہو کر ونیسہ تیار ہونے چلی گئی اور دس بجے وہ عابرویلہ کے

سامنے تھی۔

'باباجانی واپسی پر مجھے پک کر لیں۔ اسلام علیکم! ونیسہ نے بیل بجاتے ہوئے کہا۔

'او کے بیٹا۔ اللہ حافظ! دروازہ کھلتا دیکھ کر احمد زمان نے بائیک اسٹارٹ کی اور ونیسہ

کے اندر جاتے ہی وہ بھی چلے گئے۔

'اسلام علیکم آنٹی کیسی ہیں آپ؟'

'او علیکم اسلام بیٹا میں ٹھیک آپ کیسی ہو؟ اور کس کے ساتھ آئی ہو؟' انسرین بیگم نے

ونیسہ سے ملتے ہوئے پوچھا۔

'باباجانی کے ساتھ آئی ہوں۔ شارمین کہاں ہے؟' ونیسہ نے کہتے ہوئے آس پاس نظر

دوڑائی۔

'وہ کل سے کمرے میں ہی بند ہے۔ انسرین بیگم ونیسہ کو لیے اندر آ گئیں۔

'ٹینشن ناٹ! میں ہوں نا۔' ونیسہ نے فرضی کالر جھاڑے۔

'یہ کون آیا ہے؟' جیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

'اسلام علیکم جیا! کیسی ہیں آپ؟' ونیسہ جیا سے ملی۔

'او علیکم اسلام میں ٹھیک اپنی سناؤ۔' جیا اور ونیہ بھلے ایک دوسرے سے پہلی بار مل رہی تھیں لیکن شارمین کی مہربانی سے ملے بنا بھی ایک دوسرے کو جانتی تھیں۔۔

'میری پشتوگے اداس ہے تو میں کیسے پر سکون ہو سکتی ہوں؟'

'کیا مطلب؟؟ آپ کو پتا ہے؟'

'مجھے حیرت ہوتی اگر ونیہ کو پتا نا ہوتا۔' نسرین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

'ناشتہ تو اس پشتوگے نے کیا نہیں ہوگا۔ آنٹی آپ پندرہ منٹ بعد لے آئیے گا۔' ونیہ کہتے ہوئے شارمین کے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'کیا بات ہے تمہارا رنگ اتنا پیلا کیوں ہو رہا ہے؟' اسمارہ بیگم نے سینک کے پاس کھڑی

گہرے گہرے سانس بھرتی اقرء سے پوچھا۔

'پتا نہیں آنی دل گھبرا رہا ہے۔'

'وہ تو ہونا ہی ہے، سارا دن خود کو ہلکان کرتی رہتی ہو۔' اسمارہ بیگم اقرء کی پیٹھ سہلاتے

ہوئے اسے کیچن سے باہر لے آئیں۔

اکیا ہوا سب خیریت؟ اغزالہ بیگم نے اقراء کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اپتا نہیں کہہ رہی ہے دل گھبرا رہا ہے۔ اسمارہ بیگم کے کہنے پر مننا بیگم بھی متوجہ ہوئیں۔

امیں سکینہ کو کہتی ہوں اگر ہاسپٹل نہیں گئی تو یہاں آجائے۔ مننا بیگم نے کہتے ہوئے فون ملا یا۔ سکینہ ان کے پڑوس میں رہتی تھیں اور گائنا کولو جسٹ تھیں۔ آدھے گھنٹے بعد سکینہ غازیان ویلہ میں تھیں اور پھر انھوں نے جو خبر سنائی، اس نے سب کو خوشی نہال کر دیا آخر پہلی خوشی تھی اس گھر کی۔ اقراء کے تو آنسو ہی نہیں تھم رہے تھے۔ غزالہ بیگم نے دائم کو کال کر کی جلدی گھر آنے کا کہا لیکن وجہ نہیں بتائی۔ سب خواتین اس وقت اقراء کے کمرے میں بیٹھی اسے اپنی صحت کا خیال رکھنے کا کہہ رہی تھیں جب دروازہ کھول کر وہ اندر آیا۔

اسلام علیکم! سب خیریت ہے نا؟ می آپ کی طبیعت ٹھیک ہے؟ اقراء؟؟؟ دائم نے پریشانی سے پہلے اپنی ماں کو دیکھا پھر اقراء کو جو اپنے آنسو صاف کر رہی تھی۔

او علیکم اسلام۔ جی بیٹا سب ٹھیک ہیں کسی کو کچھ نہیں ہوا۔ اسمارہ بیگم نے دائم کو تسلی دی۔

’پھر سب کی آنکھیں نم کیوں ہیں؟‘

’اب یہ تو تمہیں اقراء ہی بتائے گی، ہم تو جا رہے ہیں ایک زبردست سے لینچ کا انتظام کرنے!‘ منہا بیگم اقراء کو شرارتی نظروں سے دیکھتے کہتے ہوئے کمرے سے چلی گئیں۔ ان کے پیچھے اسمارہ بیگم اور غزالہ بیگم بھی نکل گئیں۔

’اقراء کیا ہوا ہے؟‘ دائم کی آواز میں بلا کی نرمی تھی۔

’دائم وہ میں۔۔۔ مارے خوشی اور شرم کے اقراء سے بولا ہی نہیں گیا۔‘

’اہم تم کیا؟‘ دائم نے اقراء کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے اپنے مقابل کھڑا کیا۔

’امی دادو بننے والی ہیں۔‘ اقراء نے کہتے ہی دائم کے سینے میں منہ چھپا لیا۔

’اچھا۔۔۔‘ دائم کی بات پر اقراء نے حیرت سے سر اٹھا کر اسے دیکھا جو اتنی بڑی بات پر

کے جواب میں صرف ’اچھا‘ کہہ رہا تھا۔

’کیا ہوا؟‘ امی دادو بننے والی ہیں تو اس میں کون سی بڑی بات۔۔۔۔۔‘ دائم کہتے کہتے رک

گیا۔ بے یقینی سے اقراء کو دیکھا جو دائم کے خاموش ہوتے ہی بلش کر رہی تھی اور اگلے

ہی لمحے دائم ہنستے ہوئے اسے گلے لگا گیا۔

'الحمد للہ!'

دائم کی آنکھیں نم تھیں۔ آخر کار نعمت کے دروازے کھول دیئے گئے تھے۔

شارمین اپنے کمرے میں کھڑکی کے پاس کھڑی کل والے واقع کو سوچ رہی تھی یا یوں کہا جائے کہ سکار کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ کیونکہ ان آنکھوں میں کچھ تو تھا جسے کافی کوشش کے بعد بھی وہ کوئی نام نہیں دے سکی۔ اس بات نے شارمین کو ڈسٹرب کر دیا تھا۔ اب شارمین کو سنیک۔ آرز کی باتیں بھی یاد آرہیں تھی کہ کس طرح منٹوں میں وہ شارمین کو ریلکس کر چکا تھا۔

شارمین سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی کہ دھاڑ سے دروازہ کھلا اور ونیسہ کی چیختی ہوئی آواز آئی۔

'اسلام علیکم السلام۔۔۔' ونیسہ کہتے ہوئے شارمین کے گلے لگ گئی۔

'وعلیکم السلام۔۔۔ کیسی ہو میری جان!'

'میں بالکل اے ون! اور تم نے ناشتہ کس خوشی میں نہیں کیا؟؟؟' ونیسہ نے فوراً

آنکھیں دکھائی۔

'یار بس دل نہیں کر رہا تھا۔' شارمین اسے لیے بیڈ پر آگئی۔

'تمہارے اس دل کو تو میں سیدھا کرتی ہوں نا۔' ونیسہ نے عبایا اتارتے ہوئے شارمین کو گھورا۔

'اچھا بس نا!! ایشو کب تک آئے گی؟'

'کہہ رہی تھی آج کوئی اسائنمنٹ دینی تھی تو یونی گئی ہے۔ واپسی پر یہاں آئے گی۔' ونیسہ نے کہتے ہوئے اپنی ماں کو خیریت سے پہنچ جانے کا میسج کرتے ہوئے شارمین کو بتایا۔

اتنے میں نسرين بيگم شارمین اور ونيسه کے لیے ناشتہ لے آئیں۔

'چلو دونوں مل کر کھاؤ۔ اس طرح کھانا پینا چھوڑ دینے سے کیا ہوگا۔'

'کھانا پینا چھوڑ دینے سے پشتوگے آپ کو ایمو شنل بلیک میل کر کہ اپنی منوائے گی۔'

ونیسہ نے شرارت سے کہتے ہوئے ٹرے شارمین اور اپنے درمیان رکھی۔

'کیا منوائے گی؟؟' نسرين بيگم نے نا سمجھی سے پوچھا۔

'اہو و آئی آپ بھی کتنی معصوم ہیں! سمجھا کریں نا ابھی لاسٹ سنڈے کو ہی تو مہمان پھر کے گئے ہیں۔'

'ہااااا۔۔۔ مہمایہ جھوٹ کہہ رہی ہے۔' انسرین کے بے یقینی سے دیکھنے پر شارمین نے صفائی پیش کی۔

'انسان بن جاؤ ورنہ لگاؤ گی۔' انسرین بیگم کہہ کر چلی گئیں۔

'بہت مکار ہو تم۔' اشارمین نے ونیسہ کو گھورا جو مزے سے بریڈ پر جیم لگا کر اب شارمین کی طرف بڑھا رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'بس بس باقی کا غصہ بعد میں کرنا پہلے یہ کھا لو۔'

شارمین کو باتوں ہی باتوں میں ونیسہ نے ناشتہ کروا دیا۔ دونوں باہر گارڈن میں چہل قدمی کرتے ہوئے ایشل کا انتظار کر رہی تھیں۔ تقریباً بارہ بجے ایشل بھی آگئی۔ پھر وہ تینوں شارمین کے کمرے میں بیٹھی سنڈے کو آنے والے مہمانوں کے بارے میں باتیں کر رہی تھیں۔

'اچھا مین بڑی فیملی ہے۔' ایشل نے جو س پیتے ہوئے کہا۔

'ہاں یوں ہی سمجھ لو۔'

'ویسے جیجیو کا نام تو بتاؤ۔' ونیسہ آنکھوں میں شرارت لیے بولی۔

'اتنی خوش نہ ہو۔ نام سن کر تمہارا منہ لٹک جانا ہے۔' اشار میں نے جیسے خبردار کیا۔

'کیوں؟ اب تم کہو گی کہ ان کا نیم پائیز مجتبیٰ ہے؟' ونیسہ نے منہ بگاڑتے ہوئے کہا۔

'اللہ نہ کرے ونی کی بچی! صرف پائیز ہے۔' اشار میں نے دہل کر دل پر ہاتھ رکھا۔

'ویسے پائیز نیم تو اچھا ہے۔ مسز اشار میں پائیز! ایشل کی نظروں میں ستائش ابھری۔

'اچھا چھوڑو اس بات کو اور تم یہ بتاؤ سنیک۔ آؤ دیکھنے میں کیسا تھا۔' ونیسہ نے بات بدل

دی۔

'پتا نہیں، اس نے ماسک لگایا ہوا تھا۔ لیکن اس کا انداز! اشار میں کو ابھی تک سنیک۔ آؤ

کی سحر انگیز آواز یاد تھی۔

'کیا ہوا اس کے انداز کو؟' ایشل نے پریشانی سے پوچھا۔

'افوو۔ کچھ نہیں ہوا۔ بس اس کے بات کرنے کا انداز ایسا تھا نا کہ واقعی میں اس وقت

پر سکون ہو گئی تھی۔ لیکن ایشو ونی، ایک بات مجھے کافی ڈسٹرب کر رہی ہے۔'

’کیا بات پشوگے؟‘

’سکار نے جب مجھے سائیڈ پر کیا تھا نا اس گارڈ سے تب میں نے اس کی آنکھیں دیکھیں
تھی۔ اشار میں نے ایشل اور ونسیہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔‘

’تو؟‘

’تو یہ کہ ان میں غم و خوف کا تاثر تھا جس نے مجھے پریشان کر دیا ہے۔‘

’کہیں یہ محبت کی علامت تو نہیں؟‘ ونسیہ نے ایشل کو کہنی مارتے ہوئے شرارت سے
کہا۔

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

’اوائے ہوئے!‘ ایشل نے بھی ونسیہ کا ساتھ دیا۔

’استغفر اللہ! میری جان یہ حقیقی دنیا ہے تمہاری ناولز والی نہیں کہ پہلی ملاقات میں ہی

ہیر و فلیٹ ہو جائے۔‘

شار میں کے کہنے پر ونسیہ اور ایشل ہنس دیں جس میں شار میں کی ہنسی بھی شامل ہو چکی
تھی۔ ہنستے کھیلتے ایک اچھا وقت گزار کر وہ دونوں اپنے اپنے گھر چلی گئیں۔

اس واقعے کو تین دن گزر چکے تھے اور یہ تینوں دن شارمین نے یونی سے چھٹی کر کے گزارے۔

وہ بھی کافی حد تک اس تلخ سانحے کو بھلا چکی تھی لیکن اگر یاد تھے تو صرف سنیک۔ آئز اور سکار۔ جنھیں وہ چاہ کر بھی بھول نہیں پارہی تھی۔ آج جمعہ تھا اور شارمین کے تینوں چاچو اور اسد خان آئے ہوئے تھے۔ دوپہر کے کھانے کے بعد سب بڑے لاؤنچ میں بیٹھے ایک اہم موضوع پر بات کر رہے تھے۔

جی ہاں آپ ٹھیک سمجھے! وہ سب ان چار دنوں میں پائیز کے بارے میں جمع کی گئی معلومات کو ڈسکس کر رہے تھے اور مزے کی بات شارمین کو بھی بٹھایا ہوا تھا جو شرم سے ڈوب مرنے کو تھی۔

آفس میں کو لیگز کے ساتھ بھی اچھے سے پیش آتا ہے۔ اسد خان پائیز کے حق میں بولے۔

ایونیورسٹی کاریکارڈ بھی کلئیر ہے۔ اجوادا عظیم نے مزید بتایا۔

اعصے کا تیز ہے لیکن سامنے والے کی خاموشی پر جلدی نارمل ہو جاتا ہے۔ امان اعظم

نے شارمین کو دیکھتے ہوئے کہا۔

اشکل و صورت اور سیرت کا بھی اچھی ہے۔ سب کو اپنی طرف متوجہ پا کر اقبال اعظم جلدی سے بولے۔

شارمین میری شہزادی بیٹی ادھر آؤ میرے پاس۔ عابرا اعظم اب شارمین کی طرف متوجہ ہوئے جو سر جھکائے بیٹھی تھی۔

باپ کی آواز پر اسی طرح جھکے سر کے ساتھ ان کے پاس آگئی۔

آپ کو پتا ہو گا وہ مہمان کس لیے آئے تھے!

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شارمین نے ہاں میں سر ہلایا۔

اہمیں لڑکا اچھا لگا ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو تو انھیں

مثبت جواب دے دیں؟ عابرا اعظم نے شارمین کو پیار کرتے ہوئے پوچھا۔

وہ جانتے تھے کہ شارمین کبھی بھی ان کے فیصلے سے اختلاف نہیں کرے گی لیکن سنت

نبوی ﷺ پر عمل کرتے ہوئے پوچھا مناسب سمجھا۔

اعیشا لڑکے کو آپ جانتی بھی ہیں۔ وہ ٹک ٹا کر یاد ہے نا جس کی بائیک ریسنگ والی ویڈیو

میری فیورٹ ہے! 'فہد نے' آپ کی فیورٹ "کہنے کی بجائے" میری فیورٹ "کہا۔
اور یہاں نکلامس کیٹی کیٹ کا تراہ! شارمین بے یقینی سے کبھی فہد کو دیکھتی تو کبھی اپنی
ماں، خالہ اور باقی سب کو۔

'مجھے کسی صورت اس سے شادی نہیں کرنی!'

شارمین روتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔ سب حیران رہ گئے شارمین کو یوں انکار کرتا
دیکھ کر۔

'اچھا بیٹھو اور انکار کی وجہ بتاؤ۔' اسد خان نے اسے اپنے پاس بیٹھاتے ہوئے سنجیدگی
سے پوچھا۔

اب شارمین کیا بتاتی کہ وہ اس کا کرش رہ چکا ہے۔

'اچا چویہ ایک دن ہماری یونی آیا تھا اور مجھ سے بہت بد تمیزی کی تھی۔' شارمین کو کچھ
سمجھ نہ آیا تو یونی والے واقعے کو وجہ بنا کر پیش کر دیا۔

'کیسی بد تمیزی؟' عابرا عظیم کی تیز اور سخت آواز پر شارمین کو لفظ "بد تمیزی" کا
خطرناک والا مطلب یاد آنے پر احساس ہوا کہ وہ کیا کہہ گئی ہے۔

اشارہ میں کیا بد تمیزی کی ہے پائیز نے؟ امان اعظم نے بھائی کو پرسکون رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے خود پوچھا۔ نسرین بیگم اور جیا بھی حیران پریشان اشارہ میں کود دیکھ رہی تھیں۔

ان نہیں اتنی بڑی بات نہیں ہے۔ وہ دراصل۔۔۔ اور اشارہ میں نے تھوک نکلے ہوئے یونی کے آف ٹائم والا قصہ ان کے گوش گزار کر دیا۔

اشارہ میں یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں تھی۔ نسرین بیگم نے عرصے سے اپنی انوکھی بیٹی کو دیکھا اور تھپڑ لگانے کی آس دل میں دبائے اسے گھورنے لگیں کیونکہ سب کی موجودگی میں اشارہ میں کو کچھ کہنا گویا شیر کے منہ میں ہاتھ ڈالنے کے برابر تھا۔

انہیں پائیز کو اپنی اس حرکت کی معافی مانگنی پڑگی۔ آج تک ہم نے اپنی بیٹی کو عرصے سے دیکھا نہیں اور وہ اتنی باتیں سنا گیا۔ اسد خان جلال میں آگئے تو جیا اور نسرین بیگم سر پکڑ کر رہ گئیں۔ ان کا خیال تھا کہ وہ اشارہ میں کو سمجھائیں گے لیکن اسد خان تو الٹا پائیز کے پیچھے پڑ گئے۔

اکل بلواتے ہیں پائیز کو اور پوچھتے ہیں۔ امان اعظم نے عرصے سے کہا تو نسرین بیگم نے آس سے اپنے شوہر کو دیکھا کہ شاید وہ کچھ سمجھداری کا مظاہرہ کر لیں۔

'میں دائم کو کال کر کہہ دیتا ہوں۔' اور نسرين بيگم کی امیدوں پر پانی پھرتے عابر اعظم دائم کو کال ملا چکے تھے۔ سلام دعا کے بعد عابر اعظم نے دائم سے کہہ کر پائیز کو ان کی طرف بھیجنے کا کہا۔ دائم کے ہامی بھرنے پر عابر اعظم نے ایک دوادھر ادھر کی باتیں کر کے فون رکھ دیا۔

'کیا کہا؟' اجواد اعظم نے پوچھا۔

'صبح نو بجے!' عابر اعظم وقت بتا کر وہاں سے چلے گئے تو نسرين بيگم بھی شارمین کو گھورتی ہوئی ان کے پیچھے گئیں۔

'آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا تھا؟' اجواد اعظم نے شارمین سے پوچھا جو پریشان چہرہ لیے بیڈروم کے دروازے کو دیکھ رہی تھی۔

'مجھ یاد ہی نہیں رہا تھا۔'

'اچھا کوئی بات نہیں ریلیکس کرو۔' اقبال اعظم نے شارمین کو پیار کرتے ہوئے تسلی دی۔

جس وقت عابرا عظیم کی کال آئی، غازیان ویلہ میں سب کھانا کھا رہے تھے۔

'ڈیڈی عابرا نکل ہیں۔' دائم نے مجتہبی غازیان کو بتایا تو پانی پیتا پائیز کھانے لگا۔

'آرام سے یار حوصلہ! اتنی بھی کیا جلدی ہے؟' ساتھ بیٹھے شارق نے پائیز کی پیٹھ

سہلائی تو پائیز اسے گھورنے لگا۔

'سپیکر آن کر دینا۔' اسیر غازیان کے کہنے پر دائم نے کال بس کرتے ہی اسپیکر پر ڈال

دی۔

اسلام علیکم انکل کیسے ہیں آپ؟'

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'او علیکم اسلام بیٹا میں ٹھیک اپنی سناؤ۔' عابرا عظیم کی سنجیدہ سی آواز آئی۔

'الحمد للہ میں بھی ٹھیک ہوں۔' دائم نے خوشدلی سے کہا۔

'ہمیں پائیز سے کچھ بات کرنی ہے۔ کیا وہ کل ہماری طرف آسکتا ہے؟' ایک بار پھر عابرا

عظیم کی سنجیدہ آواز گونجی۔

دائم نے اپنے والد کو دیکھا جنھوں نے سر کے اشارے سے ہاں کہا۔

'جی کیوں نہیں۔'

’کب تک؟‘ عابرا عظیم نے پوچھا تو دائم نے پائیز کی طرف دیکھا جس نے ہاتھ کے اشارے سے وقت بتایا۔

’صبح نو بجے۔‘

’اوکے۔ اور سناؤ کام کیسا جا رہا ہے؟‘ عابرا عظیم کی آواز آئی۔

’اچھا جا رہا ہے انکل۔ ہم اسلام آباد میں بھی ایک برانچ کھولنے کا سوچ رہے ہیں۔‘

’چلو اللہ کامیاب کرے۔ اچھا بیٹا پھر بات ہوتی ہے۔ اللہ حافظ۔‘ عابرا عظیم نے دعا دیتے ہوئے الوداعی کلمات ادا کیے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

’اللہ حافظ!‘ دائم نے مسکراتے ہوئے کال بند کر دی۔

’ویسے خیریت پائیز کو کیوں بلا رہے ہیں؟ اور وہ بھی اپنے گھر!‘ منہا بیگم کی نظریں پائیز پر تھیں جو خود کو انجان ظاہر کرتا کھانا کھا رہا تھا۔

’ضرور اس کے کالے دھندے کے بارے میں پوچھ گچھ کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں گے۔‘ اعیش نے مسکراتے ہوئے شارق کو آنکھ ماری۔

’ہوں۔۔ کھانا کھاؤ سب۔‘ پائیز کے منہ کھولنے سے پہلے ہی طائل غازیان نے ٹوک

دیا۔

کھانا کھانے کے بعد پائیز اور دائم بیٹھے آنے والی میٹنگ کے بارے میں ڈسکشن کر رہے تھے۔ ان سے تھوڑے فاصلے پر عریش تانیہ کے ساتھ ایک خوبصورت اور چھوٹا سا گھر بنا رہا تھا جو وہ اسلام آباد سے لایا تھا۔ بھئی یہ کیسے ممکن تھا کہ عریش کہیں جائے اور اپنی کونین کے لیے کوئی تحفہ نہ لائے!

تانیہ بھی سب کچھ بھولی اپنے عیش کے ساتھ مل کر ٹام اور سبلز کا گھر جوڑنے میں لگی ہوئی تھی جو بس مکمل ہونے ہی والا تھا۔

عریش ٹام اور سبلز کی نیم پلیٹ بھی تو ہونی چاہیے تھی نا۔ تانیہ نے منہ پھولاتے ہوئے کہا۔

اہم ہونی تو چاہیے۔ اچھا وہ میں خود بنا دوں گا۔ عریش نے سر کھجاتے ہوئے آخر میں بے فکری سے کہا۔

بس یار ررر۔۔۔ میں تو پک گیا ہوں اس ٹاپک سے۔۔۔ اشرق نے دہائی دی کیونکہ پچھلے ایک گھنٹے سے وہ پائیز اور دائم کو ایک ہی پوائنٹ پر اٹکا دیکھ کر بور ہو گیا تھا۔

'ادانت تڑوالو گے تم! اور بھائی یہ پوائنٹ اگر ایسے ڈسکس کر لیں گے تو کیا مسئلہ ہو جائے گا؟؟' پہلی بات شارق اور دوسری بات دائم سے کہتے پائیز غصے سے لیپ ٹاپ دور کرتا اٹھ گیا۔

'عریش اگر تم یہ ونڈو دیوار میں لگانے کی بجائے چھت میں لگا دو تو؟' دائم نے پائیز کو انگور کرتے ہوئے عریش سے پوچھا۔

'آئیڈیا فلاپ ہے۔' عریش کا مصروف سا جواب آیا۔

'کیوں؟'  NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
'اگر چھت میں لگائیں گے تو ہوا، پانی اور دھوپ ڈائریکٹ آئے گی جس سے گھر میں رہنے والوں کو پریشانی کا سامنا ہوگا۔' عریش کے اندر کا انجینئر جاگ اٹھا۔

'کلئیر؟' دائم نے پائیز کو دیکھا جو دونوں ہاتھ باندھے کچھ سوچ رہا تھا۔

'جی بھائی۔'

'بس بند کرو یہ سب۔ چلو تانی جلدی سے عبایا پہنو ہم آسکر ایم کھانے جا رہے ہیں۔'

شارق اٹھ کھڑا ہوا اور تانیہ کو بھیج کر عریش کو اٹھایا۔

'اچھا تم لوگ جاؤ اور جلدی آنا۔' دائم نے لیپ ٹاپ بیگ میں رکھتے ہوئے شارق سے کہا۔

'انہیں بھائی آپ اور آپنی بھی چل رہے ہیں ہمارے ساتھ۔'

شارق کہتے ہوئے دائم کے کمرے میں چلا گیا اور ٹھیک دس منٹ بعد عبایا پہنی اقرء کے ساتھ واپس آیا۔ تب تک تانیہ بھی آچکی تھی۔

دائم اقرء، تانیہ اور شارق کے ساتھ گاڑی میں جبکہ پائیز اور عریش بائیک پر آگے پیچھے غازیان ویلہ سے نکلے۔ ان کا رخ اپنے فیورٹ آفسکریم پارلر کی طرف تھا جہاں وہ ہمیشہ جایا کرتے تھے۔ لیکن انہیں وہاں سے بھاگنا پڑا، کیونکہ لڑکیوں نے پائیز کو گھیر لیا تھا اور سیلفی لینے کے لیے بے چین ہو رہی تھیں۔ بڑی مشکل سے پائیز اپنی جان چھڑواتا وہاں سے نکلا۔ اب ان کا رخ ڈینز کی طرف تھا۔ وہاں سے پائیز نے اپنے لیے ایک پی۔کیپ خرید کر پہن لی۔ گلاسز اور کیپ کی وجہ سے اب غور سے دیکھنے پر ہی وہ پہچانا جاسکتا تھا۔

'آج کے بعد میں ماسک پہن کر گھر سے نکلا کروں گا۔' پائیز نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے غصے سے کہا۔

انہیں تو تمہیں ضرورت ہی کیا تھی ٹک ٹاک یوز کرنے کی اور پھر ویڈیوز بھی ریسنگ اور رائڈنگ والی بنانے کی جو لڑکیوں کی کمزوری ہوتی ہیں۔ اعریش نے الٹا پائیز کو سنا دیں۔

اعریش آپ پائیز بھائی کو کیوں ڈانٹ رہے ہیں؟ لتانیہ سے کہاں برداشت ہونا تھا اعریش کا پائیز کو سنانا۔

اچھا بس! ہم یہاں آسکر میم کھانے آئے ہیں شاید۔ اقرآن نے سب کو چپ کر دیا۔ آسکر میم کھانے کے بعد کچھ دیر ونڈو شاپنگ کر کہ رات آٹھ بجے وہ سب گھر آگئے۔ چونکہ وہ کھانے میں برگر وغیرہ کھا چکے تھے اسی لیے یونہی سونے چلے گئے۔

آج کہانی میں صرف وہی کردار ہی نہیں بلکہ دو اور بھی جاگ رہے تھے۔ ایک کردار جائے نماز بچھائے اللہ سے التجا کر رہا تھا۔ جی ہاں وہ تھی ہماری شارمین عابرجو دعائوں سے اپنی قسمت بدل جانے کے معجزہ کی آس لگائے بیٹھی تھی۔

دوسرا کردار اپنے بیڈ پر لیٹا آنے والے کل کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ وہ اور کوئی نہیں

بلکہ اپنا پائیز مجتہی تھا جو خود کو ممکنہ خطرات سے نمٹنے کیلئے تیار کر رہا تھا۔ کیونکہ عابر اعظم کی آواز کی سنجیدہ کوئی اچھی خبر نہیں دے رہی تھی۔

اب آتے ہیں تیسرے کردار کی طرف، جو ہر بار کی طرح آج بھی اپنی اسٹیڈی ٹیبل پر بیٹھا کچھ لکھ رہا تھا۔ لیکن آج وہ کردار سوچوں میں ڈوبا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ قلم چلتا جا رہا تھا اور صفحے بدلتے ہی جا رہے تھے۔

نیند بھی بے رحم بنی ان تینوں کو جاگتا دیکھتی رہی۔ آخر کار رات کے آخری پہر نیند نے

ان تینوں کو اپنی نرم گرم آغوش میں چھپا ہی لیا۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

خلاف معمول آج ونیسہ کی جگہ ایشل نے شارمین کو فجر کے لیے جگایا تھا۔

'اونی کہاں ہے؟' شارمین نے آنکھیں ملتے ہوئے پوچھا۔

'وہ اس کا موبائل بند تھا اسی لیے میں نے تمہیں کال کر لی۔' ایشل نے عام سے لہجے میں

کہا تا کہ شارمین پریشان نہ ہو۔

'فون کیوں آف ہے اُس کا؟'

'ہو سکتا ہے بیٹری ڈیڈ ہو گئی ہو۔ اب چھوڑوان باتوں کو اور جلدی سے نماز پڑھو وقت نکلا جا رہا ہے۔' ایشل نے شارمین کا دھیان بٹانے کو کہا۔

'چلو ٹھیک! اللہ حافظ!'

'اللہ حافظ!'

فون رکھتے ہی شارمین وضو بنا کر نماز پڑھنے لگی۔ نماز پڑھ کر شارمین ایک بار پھر اپنے رب سے فریاد کر رہی تھی۔

'اللہ جی پلیز! پلیز پلیز یہ بات یہیں ختم ہو جائے۔ پلیز آپ کو تو پتا ہے نامیں اس کا سامنا نہیں کر سکتی۔' اشارمین کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

'اف آج تو اس نے آنا بھی ہے۔ اللہ جی موقع بھی مل رہا ہے پلیز کچھ کر دیں۔'

شارمین جھر جھری لیتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی اور موبائل لے کر ونیسہ کو کال ملائی لیکن نمبر بند تھا۔ کچھ سوچتے ہوئے شارمین شیلف کی طرف آئی اور وہاں سے ایک خوبصورت غلاف میں لپٹا قرآن پاک نکال کر صوفے پر بیٹھی اور تلاوت کرنے لگی۔

اور بے شک کلام پاک روح کو پرسکون کر دیتا ہے بشرطیکہ دل سے پڑھ جائے!

جیسے ہی وہ تلاوت کر کے فارغ ہوئی، دروازہ نوک ہوا اور ساتھ ہی کوئی اندر آیا۔ قرآن پاک کو اس کی جگہ پر واپس رکھتے ہوئے شارمین نے مڑ کر دیکھا تو نسرین بیگم بیڈ شیٹ چنچ کر رہی تھیں۔

'اسلام علیکم ماما گڈ مارنگ!'

او علیکم اسلام مارنگ! 'نسرین بیگم کی آواز سے ناراضگی جھلک رہی تھی۔

'ماما آپ ناراض ہیں؟' اشارمین کو حیرت ہوئی کیونکہ نسرین بیگم بنا کچھ کہے واپس جا رہی تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ان خیال آگیا تمہیں؟ 'نسرین بیگم نے طنزیہ پوچھا۔

'ماما اگر میری کوئی بات بُری لگی ہے تو ڈانٹ لیں پر ایسے تو نہ کریں! 'اماں کی ناراضگی نے شارمین کو بے چین کر دیا۔

اشارمین کم از کم بولتے وقت احتیاط سے کام لیا کرو۔ پہلے ہی تمہارے پاپاجانی یونیورسٹی والے واقعے سے پریشان تھے اور اب تمہارے اس فضول سے انکار سے وہ مزید پریشان ہو گئے ہیں۔ 'نسرین بیگم نے شارمین کو ڈانٹ دیا۔

لیکن مجھے اس سے شادی نہیں کرنی وہ اچھا نہیں ہے۔ اشارین کی آنکھوں سے
آنسو جاری ہو گئے۔

تم اسے جانتی ہو؟ انسرین بیگم کے یوں اچانک پوچھنے پر شارمین گڑ بڑا گئی۔

انہیں میں کہاں سے جانتی ہوں۔ نظریں چراتے ہوئے جھوٹ بولا۔

پھر تمہیں کیسے پتا کہ وہ اچھا نہیں ہے؟ انسرین بیگم کی سنجیدگی برقرار تھی۔

مما پلیز آپ کسی سے بھی کروادیں میری شادی۔ چاہے وہ لنگڑا ہی کیوں نہ ہو میں ایک

لفظ نہیں بولوں گی بٹ پلیز پلیز اس سے نہیں! اشارین انسرین بیگم کو بیڈ پر بیٹھاتے
ہوئے انہیں منانے کی کوشش کرنے لگی۔

استغفر اللہ شارمین! اللہ نہ کرے۔ کیا فضول بول رہی ہو۔ مسئلہ کیا ہے تمہیں پائیز

سے؟؟ انسرین بیگم حیران تھیں شارمین کے عجیب رویے پر۔

کچھ بھی نہیں ہے۔ بس مجھے اس سے شادی نہیں کرنی۔

اب وہ کیا بتاتی کہ اس میں پائیز کا سامنا کرنے کی جرات نہیں ہے۔ موصوف کو دیکھتے

ہی دل دوسو کی اسپیڈ سے بھاگنے لگتا ہے اور اسے سوچنے پر ہماری موصوفہ بے ہوش

ہونے لگتی ہیں۔

اقسم سے کبھی کبھی بلکل سمجھ نہیں آتی تمھاری۔ 'نسرین بیگم بے بسی سے کہتی کمرے سے چلی گئیں۔

اخدایا! میں کہاں جاؤں؟؟ ایک تو یہ ونی کی بچی بھی غائب ہے۔ اب میں کس سے بات کروں؟ ایشو بھی یونی میں ہوگی۔ 'شارمین پریشانی میں یہاں سے وہاں ٹھلتے ہوئے خود سے بر بڑائے جا رہی تھی کہ فہد آگیا۔

اعیشا آ جاؤ سب بلا رہے ہیں ناشتے پر۔ 'اچھا تم جاؤ میں آئی۔ 'فہد کو بھیج کر شارمین نے لمبے لمبے سانس لے کر خود کو ریلکس کرتے ہوئے نیچے آگئی۔

ٹریک سوٹ پہنے وہ اس وقت جاگنگ کر رہا تھا لیکن صبح کی یہ تازہ اور ٹھنڈی ہوا بھی اسے پر سکون نہیں کر پار ہی تھی۔

تم بلا وجہ ہی پریشان ہو رہے ہو پائیز! 'اعریش پائیز کے ہمقدم ہوا۔

'ہاں میرا بھی یہی خیال ہے۔ کیونکہ اگر کوئی سیریس بات ہوتی تو وہ صرف تمہیں نہ بلاتے۔' اشارق بھی بھاگتے ہوئے ان کے ساتھ چلنے لگا۔

'یار ان کی ٹون سے صاف لگ رہا تھا کہ کچھ گڑبڑ ضرور ہے۔' پائیز نے رکتے ہوئے پریشانی سے دونوں کو دیکھا۔

'یہ تم نے ٹون کب سے حج کرنا شروع کر دی؟' عریش نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے تفتیشی انداز میں ہو چھا۔

'او کم آن! میں نے اتنا ٹائم باہر گزارا ہے اور طرح طرح کے لوگوں سے پالا پڑا ہے میرا۔'

'اچھا اس بات کے پیچھے گدھا چھوڑ دو اور گھر چلو ناشتہ بن چکا ہو گا۔' اشارق ہنستے ہوئے گھر کی طرف بڑھ گیا تو پائیز اور عریش بھی مسکراتے ہوئے آگئے۔

ناشتہ کر کے سب اپنے اپنے کاموں پر چلے گئے۔ اقراء اور باقی خواتین نا جانے کون سی پلاننگز کر رہی تھیں کہ پائیز کے آنے پر خاموش ہو گئیں۔ پائیز لائٹ گرے کل کے سوٹ میں پروقار شخصیت لیے اپنی نارمل رنگت کے باوجود نظر لگ جانے کی حد تک

ہنڈ سم لگ رہا تھا۔

'ماشاء اللہ! میرا بیٹا کتنا اچھا لگ رہا ہے۔'

غزالہ بیگم نے محبت سے پائیز کی پیشانی چومی۔ منہا بیگم اور اسمارہ بیگم نے بھی ماشاء اللہ کہتے ہوئے پائیز کو پیار کیا۔

'یہ کون سی کریم یوز کر رہے ہو پرنس چارمنگ؟ زرہ مجھے بھی تو بتاؤ۔' اقراء نے پائیز کو چھیڑتے ہوئے کہا تو پائیز بے ساختہ ہنس پڑا۔

'اس کریم کا نام ہے ممی، خالہ، چچی اور آپنی کا پیار!'

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

پائیز کے کہنے پر سب نے پائیز کی بلائیں لیں۔

'چلو بیٹا جلدی کرو ساڑھے آٹھ تو یہیں بچ گئے ہیں۔' اسمارہ بیگم نے پائیز کو متوجہ کیا۔

'اوکے اوکے میں نکلتا ہوں۔ اسلام علیکم لیڈیز!'

'وعلیکم اسلام! خیریت سے جاؤ۔'

غازیان ویلہ سے عابرویلہ تک کاراستہ آدھے گھنٹے کا تھا جو پائیز نے پچیس منٹ میں طہ

کیا۔ عابرویلہ کے سامنے گاڑی روک کر پائیز کچھ دیر وہیں بیٹھا رہا۔ ناجانے کیوں

زندگی میں پہلی بار وہ نروس ہو رہا تھا۔ دو تین منٹ بعد پائیز گاڑی سے نکلا اور بیل

بجائی۔ دروازہ فہد نے کھولا تھا۔

'اسلام علیکم پائیز بھائی۔ ہاؤ آریو؟'

(How are you)

فہد خوشدلی سے ملا۔

'او علیکم اسلام! آئم فائن، ہاؤ آریو؟' پائیز نے مصافحہ کرتے ہوئے پوچھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'الحمد للہ آئم گڈ۔ آئیں۔'

فہد پائیز کو لیے اس گیسٹ روم میں آ گیا جہاں غزالہ بیگم اور باقی خواتین رکی تھیں۔

فہد پائیز کو بیٹھا کر خود باہر چلا گیا اور کچھ دیر بعد عابرا عظیم اور باقی سب کے ساتھ واپس

آیا۔

'اسلام علیکم!'

'او علیکم اسلام بر خوردار کیا حال ہے؟'

اقبال عظیم خوشدلی سے ملے جبکہ باقی سب سنجیدہ تعصوات لیے پائیز سے مل کر بیٹھ

چکے تھے۔ پائیز کا شک درست نکلا تھا۔ ضرور کوئی بات ہوئی تھی جس کی وجہ سے اسے یوں طلب کیا گیا تھا۔

'فہد جاؤ شارمین کو بھی بلا لاؤ۔ یہ بات اس کی موجودگی میں ہی کلئیر ہو جائے تو بہتر ہے۔' عابرا عظیم کے کہنے پر فہد سر ہلاتا ہوا چلا گیا۔

شارمین بار بار ونیسہ کو فون کر رہی تھی لیکن اس کا فون بند تھا۔ مایوس ہو کر اب وہ ایشل کو کال کر رہی تھی پر وہ فون نہیں اٹھا رہی تھی۔

'خدا یا! اب میں کیا کروں؟' شارمین نے عَصّے میں موبائل بیڈ پر پھینکا اور اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپالیا۔

'اعیشا۔' فہد کی آواز پر شارمین نے سر اٹھا کر دیکھا تو فہد دروازے میں کھڑا تھا۔

'پاپا جانی بلا رہے ہیں۔' فہد نے پائیز کا نام لینا مناسب نہ سمجھا۔

'کیوں؟ خیریت؟؟ عَصّے میں ہیں کیا؟'

'انہیں لیکن اگر آپ اسی طرح ٹائم ویسٹ کرتی رہیں گی تو ضرور عَصّہ ہوں گے۔' فہد

شارمین کو ڈراتے ہوئے بولا تو چار و ناچار اسے جانا ہی پڑا۔

اُدھر پائیز نظریں جھکائے اپنی خطاؤں پر نظر ثانی کر رہا تھا جس کا انجام آج اس صورت میں نکلا تھا۔ وہ اپنی ذات میں اس قدر گم تھا کہ شارمین کے آنے کا اندازہ ہی نہ ہو سکا۔

'یہ وہی لڑکا ہے؟'

اسد خان کی سنجیدہ اور کسی حد تک سخت آواز پر پائیز نے چونک کر نظریں اٹھائیں۔ عین اسی وقت شارمین نے بھی نگاہیں اٹھا کر پائیز کو دیکھا۔ آنکھوں کا تصادم ہوا۔ بھوری آنکھوں میں حیرت تھی تو غزالی آنکھوں میں ایک انجانا سا خوف! دونوں نے بیک وقت نظریں چرائیں۔

'جی!'

شارمین منمنائی اور پھر پائیز کو معملاً سمجھنے میں لمحہ بھی نہ لگا۔

'ہممم تو تم پہلے مل چکے ہو ہماری بیٹی سے۔' امان اعظم پائیز کی طرف متوجہ ہوئے۔

پائیز نے سر ہلانے پر اتفاق کیا۔

'اب خود بتاؤ گے یا ہم کوئی مدد کریں۔' جواد اعظم کے طنزیہ لہجے پر شارمین کا دل بیٹھ

گیا۔

پائیز نے ایک نظر جو ادا عظیم کو دیکھا پھر سر جھکاتے ہوئے کہنے لگا۔

'ہماری کمپنی نے ڈونیشن کے لیے یونیورسٹی وزٹ کرنے تھی تو بھائی نے مجھے بھیج دیا۔ وہاں پر لڑکیاں سلفی لینے کے لیے میرے پیچھے پڑی ہوئی تھیں جس کی وجہ سے میرا موڈ بہت خراب ہو چکا تھا۔' لڑکیوں کا ذکر کرتے ہوئے پائیز کو عجیب سی شرمندگی محسوس ہو رہی تھی۔

'آف ٹائم میں مس عابر گاڑی کے آگے آگئیں اور میرا سارا غصہ ان پر نکل گیا۔ بعد میں احساس ہونے پر میں نے انھیں ڈھونڈنے کی کوشش بھی کی بٹ! پائیز اتنا کہہ کر خاموش ہو گیا۔'

'تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی شارمین کو اتنا سب کہنے کی؟ ہم نے آج تک اپنی بیٹی پر کبھی غصے والی نظر نہیں ڈالی اور تم۔۔'

اسد خان کی دھاڑ پر پائیز کا سر مزید جھک گیا اور شارمین کا رنگ اڑھ گیا۔ اسے اندازہ بھی نہیں تھا کہ بات اتنی بڑھ جائے گی۔

'ابھی کے ابھی معافی مانگو۔' عابر عظیم کی آواز میں بھی غصہ جھلک رہا تھا۔

’غلطی میری ہی تھی اسی لیے مجھے معافی مانگنے میں کوئی جھجک نہیں ہے۔‘ پائیز نے رک کر ایک نظر سب کو دیکھا پھر بولنا شروع کیا۔

’آئم ریلی سوری مس عابر! مجھے اپنے کیے کا افسوس ہے۔ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ میں شرمندہ ہوں۔‘

آج پائیز کا دوسری بار شارمین سے سامنا ہوا تھا لیکن حالات پہلے سے بھی زیادہ بُرے تھے۔ دل کی خواہش کے باوجود پائیز نے دوبارہ اسے دیکھنے کی کوشش نہیں کی۔

’بیٹا جواب دو۔‘
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
اقبال اعظم نے شارمین سے کہا جو بمشکل خود کو رونے سے باز رکھے ہوئی تھی۔ پائیز کے معافی مانگنے پر شارمین کو احساسِ جرم ہونے لگا۔ وہ پائیز کی بے عزتی تو ہر گز نہیں چاہتی تھی۔

’اٹس اوکے! شارمین کہتے ہی فوراً وہاں سے چلی گئی کیونکہ اگر وہ مزید وہاں رکتی ہو ضرور رو دیتی۔‘

’سوری بیٹا یہ سب ضروری تھا ورنہ وہ تم سے بدگمان ہی رہتی۔‘ شارمین کے جانے پر

عابرا اعظم نے پائیز کو گلے لگایا۔

'اور ہم تو ٹیسٹ کر رہے تھے کہ تم میں ایگو کتنی ہے۔' اسد خان نے مسکراتے ہوئے پائیز کی پیٹھ تھپکی جبکہ پائیز حیران و پریشان کھڑا صورتحال سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

'ہمیں تم سے کوئی گلہ نہیں ہے۔ بس شارمین کو احساس دلانا تھا کہ چھوٹی چھوٹی باتوں کو انور کر دینا چاہئے ورنہ بڑے مسئلے پیدا ہو جاتے ہیں۔' امان اعظم نے پائیز کی مشکل آسان کرتے ہوئے وضاحت دی تو پائیز نے سکھ کا سانس لیا۔

'لیکن اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ ہمیں تمہاری اس حرکت پر غصہ نہیں آیا۔' اجواد اعظم نے گھورتے ہوئے کہا۔

'اچھا بس کر دیں بچے کا خون خشک کر دیا ہے۔' اقبال اعظم نے پائیز پر ترس کھاتے ہوئے کہا تو سب ہنس پڑے۔

کچھ دیر بیٹھنے کے بعد پائیز وہاں سے نکل کر آفس چلا آیا۔ اپنے روم میں بیٹھے وہ مسلسل شارمین کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ پائیز کے تو وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ وہ لڑکی اور کوئی نہیں اس کی کیٹی کیٹی ہوگی۔ وہ کیٹی کیٹی جو آج کل اسے بے تحاشا یاد آرہی

تھی۔ لیکن یہ بات پائیز کو اداس کر دیتی کہ جب بھی وہ شارمین سے ملتا تھا کچھ نہ کچھ گڑبڑ ضرور ہو جاتی تھی۔ پہلی ملاقات گاڑی سے ٹکر پر ہوئی اور دوسری بے عزتی پر وگرام میں!

'تم کب آئے؟' دائم کی آواز پر پائیز نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا جو اب اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔
'بس تھوڑی دیر ہی ہوئی ہے۔'

'اہم۔۔۔ ویسے کیوں بلا یا تھا؟' دائم نے اپنے کوٹ کے بٹن کھولتے ہوئے نارمل انداز میں پوچھا۔
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'آہ۔۔۔' وجہ یاد آتے ہی پائیز نے جھر جھری لی اور سارا قصہ بیان کر دیا۔

'اوہ مائے گڈنس! یہ لڑکی تو بڑی خطرناک ہے۔' دائم نے ہنستے ہوئے کہا تو پائیز نے منہ بنا لیا۔

'ویسے پائیز تم نے واقعی بہت بُرا کیا تھا۔ تمہیں بار بار سمجھاتے ہیں کہ اپنے عَصے کو قابو کرنا سیکھو۔ تمہاری باتوں سے مجھے اندازہ ہوا ہے کہ شارمین بہت حساس لڑکی ہے اور

تمہاری اس حرکت سے کافی بدگمان ہوئی ہے۔' دائم نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

'واؤ! بھائی آپ کو پتا ہے یہی بات امان انکل نے بھی کی تھی۔' یہ دائم کا پیار ہی تھا کہ

پائیز بلکل چھوٹے بچوں کی طرح دائم سے بات کیا کرتا تھا۔

'ویسے مجھے بہت اچھا لگا کہ تم نے اپلو جائز کر لیا۔'

'جی بھائی کیونکہ غلطی میری ہی تھی اور ہمارا مذہب بھی تو یہی درس دیتا ہے نا کہ اگر تم

غلطی پر ہو تو معافی مانگ لو۔'

دائم نے فخر سے اپنے چھوٹے بھائی کو دیکھا جو اتنا عرصہ باہر گزارنے کے باوجود اپنے

ماں باپ کی دی گئی تربیت پر قائم تھا۔

'خوش رہو پرنس چارمنگ! دائم پائیز کو گلے لگایا۔

'سب کے ساتھ! بھائی ڈیڈی کہاں ہیں؟'

'وہ میٹنگ میں ہیں۔' دائم نے موبائل دیکھتے ہوئے بتایا۔

'اچھا بھائی آپ خود ہی سب کو بتا دیجئے گا کیونکہ اگر میں نے بتایا نہ تو ڈیڈی نے مجھے نہیں

چھوڑنا۔' پائیز نے منہ بناتے ہوئے کہا تو دائم ہنس پڑا۔

'او کے ڈن! میں نکلتا ہوں اقراء کو ڈاکٹر کی طرف لے جانا ہے۔'

'اللہ حافظ! 'دائم پائیز سے مل کر چلا گیا۔

شارمین اس وقت اپنے کمرے میں تھی۔ آج جو کچھ ہوا تھا اس نے شارمین کو ڈسٹرب کر دیا تھا اور اوپر سے ونیسہ کا نمبر بھی بند جا رہا تھا۔ ظہر کی آذان ہوتے ہی شارمین نے وضو بنایا اور نماز پڑھی۔

'اللہ جی! آپ گواہ ہیں میرا مقصد اس کی انسلٹ کرنا ہرگز نہیں تھا۔ مم مجھے نہیں پتا تھا کہ ماموں، پاپا جانی اور مان چاچو کو اتنا غصہ آئے گا۔'

شارمین اپنے رب سے راز و نیاز میں مشغول تھی کہ رنگ ٹون پر چونکی۔ وہ ٹون شارمین نے صرف ونیسہ کے لیے لگائی تھی۔

'ہیلو ونیسہ! کہاں تھیں تم؟؟ میں کب سے تمہارا نمبر ٹرائے کر رہی تھی۔ تمہیں احساس بھی ہے میں کتنی پریشان ہو رہی تھی تمہارے لیے! اور مجھے تمہیں اتنا کچھ بتانا ہے۔' اشارمین کال لیس کرتے ہی بنا کے شروع ہو گئی تھی۔

'اسلام علیکم! پہلی بات بندہ سلام کرتا ہے اور دوسری بات سانس لے لو میں آگئی۔'
ونیسہ نے سلام کرتے ہوئے کہا۔

'او علیکم اسلام! اشار میں نے روٹھے لہجے میں جواب دیا۔

'ارے میری پشتوگے ناج (ناراض) ہو گئی! چلو کوئی بات نہیں میں مجھے کوئی خاص فرق
نہیں پڑتا۔' ونیسہ نے شارمین کو چھیڑنا اپنا فرض سمجھا۔

'تو پھر کیوں کال کی ہے؟' حسبِ توقع شارمین چڑ گئی۔

'اہو۔۔۔ وہ تو میں نے اپنی جان کو یہ بتانے کے لیے کال کی تھی کہ رات کو پتا نہیں کیسے

فون کی بیڑی ڈیڈ ہو گئی۔ صبح چارج پر لگایا تھا۔ جلدی میں یونی کے لیے نکلی تو موبائل

گھر پر ہی رہ گیا۔ ابھی واپس آ کر جب آن کیا تو یہ جو میری پالی شی پشتوگے ہے نہ جس کا

میرے بنا گزارہ نہیں ہے، اس نے سنچری بنالی تھی کالز کی۔ بس اسی کا جواب دینے کے

لیے کال کی ہے۔'

ونیسہ کی باتوں پر نہ چاہتے ہوئے بھی شارمین مسکرا رہی تھی۔ وہ ایسی ہی تھی پل میں

شارمین کو پرسکون کر دیتی۔

'اچھا اب بتاؤ کس بات سے پریشان اور اداس ہو۔'

'یارو نی! وہ پائیز مجتبیٰ ہی ہے۔' صبح والا واقعہ یاد آتے ہی وہ پھر سے اداس ہو گئی۔

انہ کر وپشو گے۔۔ 'ونسیہ کی حیرت زدہ آواز آئی۔

'اور تمہیں پتا ہے کل جب پاپاجانی نے مجھ سے پوچھا تو میں نے انکار کر دیا اور وجہ یہ

بتائی کہ پائیز نے مجھے باتیں سنائی تھیں۔' اشار میں نے اب اپنا کارنامہ بیان کیا۔

'خدا یا! کیا چیز ہو تم پشو گے۔ اب وہ بچا رہ زندہ بھی ہے یا شہید ہو گیا؟' ونسیہ نے افسوس

کرتے ہوئے پوچھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'استغفر اللہ! کچھ نہیں ہو ازندہ سلامت ہے وہ اور تمہیں میرے پاپاجانی اور باقی سب

اتنے ظالم لگتے ہیں کیا۔' اشار میں نے بُرا منالیا۔

'نہیں بلکل بھی نہیں! لیکن یہاں بات ان کی لاڈلی کاکا کی ہو رہی تھی نا اسی لیے۔ اچھا

چھوڑو آگے بتاؤ کیا ہوا۔'

'بس پھر کل ہی پاپاجانی نے کال کی اور آج صبح وہ آیا تھا۔' اشار میں نے سارا قصہ کہہ

سنایا۔

'ویسے شارمین یہ تو بلکل بھی ٹھیک نہیں ہوا۔ جو بھی ہو یہ سچ میں کوئی اتنی بڑی بات نہیں تھی۔' ونیسہ کو بھی پائیز کے لیے برا لگا۔

'ونی قسم سے مجھے بلکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ سب کا ردِ عمل اتنا شدید ہوگا۔ مجھے بھی بہت گلی فیل ہو رہا ہے۔'

'ہونا بھی چاہیے کیونکہ سچ میں تم نے بہت غلط کیا ہے پشتوگے۔ اگر تمہیں منع کرنا ہی تھا تو صاف کہہ دیتی کے اچھا نہیں لگا۔ تمہیں کوئی فورس تو نہیں کر سکتا تھا نا! ونیسہ نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews
'یار مجھے اس وقت سمجھ نہیں آیا کہ کیا کہتی۔' شارمین منمننائی۔

'تو اس کا یہ مطلب تو نہیں میری جان کہ سارا ملبہ اس پر ڈال دیتی۔ اگر پائیز نے کچھ کہا تھا تو بدلے میں تم بھی خاموش نہیں رہی۔ اچھی خاصی سنا کر آئی ہو۔'

'ہاں تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ لیکن پھر بھی مجھے اس شادی نہیں کرنی۔ یار ونی پلیز کچھ کرو۔' شارمین روہانسی ہو گئی۔

'اچھا پشتوگے ایک بات بتاؤ! کیا تم یہ بات مانتی ہو کہ اللہ کے حکم کے بنا ایک پٹا بھی نہیں

ہل سکتا؟' ونسیہ نے شارمین سے پوچھا۔

'ہاں!'

'بس پھر یہ ضد چھوڑ دو کہ شادی فلانے کروں گی اس سے نہیں وغیرہ وغیرہ۔ ہو گا وہی جو اللہ چاہیں گے۔' ونسیہ کی اس بات نے جیسے شارمین کو کڑی دھوپ سے چھاؤں میں لاکھڑا کیا۔

'ہاں تم صحیح کہہ رہی ہو۔ جَزَاكَ اللهُ لَمِيرِي جَان! 'شارمین کا دل اس قدر انمول دوست ملنے پر اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہوا۔

'اور ایک پشو گے! چلو اب میں جاتی ہوں فریش ہونے اور تم بھی کھانا کھاؤ ٹیشن فری ہو کر۔' ونسیہ کی آواز آئی

'اوکے اوکے۔ اللہ حافظ!'

'اللہ حافظ! فی امان اللہ' ونسیہ نے کہہ کر فون رکھ دیا۔

تھوڑی دیر پہلے والی کیفیت کا اب نام و نشان بھی نہیں تھا۔ ونسیہ سے بات کرنے کے بعد ہمیشہ ہی ایسا ہوتا تھا۔ دونوں نے ایک دوسرے کو اپنا عادی بنا دیا تھا۔ جب تک دل

کی بات ایک دوسرے سے شنیر نہ کر لیں، انھیں چین نہیں آتا تھا اور یہی عادت آگے جا کر ان کے لیے کافی مشکلات کھڑی کرنے والی تھی!

ونیسہ فریش ہو کر نیچے آگئی جہاں نورین بیگم کھانا لگا رہی تھیں۔

'مما جان ابھی سے کیوں لگا دیا؟' ونیسہ نے سالن لاتی نورین بیگم سے پوچھا۔

'تمہارے بابا جانی نے کہا ہے کہ آج وہ لیٹ آئیں گے۔ اب بیٹھو اور کھانا کھاؤ صبح ناشتہ بھی ٹھیک سے نہیں کیا تھا۔'

'اچھا ٹھیک ہے۔ مہرماہ آ جاؤ۔' ونیسہ نے بیٹھتے ہوئے مہرماہ کو بھی آواز دی۔

'میں آگئی۔۔۔' مہرماہ ونیسہ کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

کھانا کھانے کے بعد برتن دھو کر ونیسہ نورین بیگم کے ساتھ ان کے کمرے میں بیٹھی تھی جبکہ مہرماہ ہوم ورک کر رہی تھی۔

'ونیسہ ایک بات کہنی ہے۔' نورین بیگم نے تمہید باندھی۔

'مجھے پتا ہے مما جان آپ کیا کہنا چاہتی ہیں۔ آپ یونہی تو نہیں آئی تھیں۔' ونیسہ نے گہرا

سانس بھرتے نورین بیگم کی گود میں سر رکھ لیا۔

تو منع کیوں کیا پھر؟ نورین بیگم نے ونیسہ کے سر میں ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا۔

'اچھا ٹھیک ہے جیسا آپ کو مناسب لگے کریں۔ لیکن میں بتا رہی ہوں شادی میری

اسٹیڈی کمپلیٹ ہونے کے بعد ہی ہوگی۔' ونیسہ نے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

دراصل ایمان کی یہ خواہش تھی کہ ونیسہ اس کی دیورانی بنے۔ یا پھر یوں کہنا زیادہ بہتر

ہوگا کہ حیدر کلیم کا چھوٹا بھائی واسق ونیسہ پر لٹو تھا۔ جب اُس نے اپنی چاہت کا اظہار

ایمان سے کیا تو وہ خوش ہو گئی۔ بھلا اسے کیا اعتراض ہونا تھا۔ ایمان نے جب ونیسہ سے

ذکر کیا تو شمار میں کی جان ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے ونیسہ نے فوراً سے انکار کر دیا۔

جب ایمان پشاور آئی تو اس نے نورین بیگم کو بتایا۔ وہ بھی خوش ہو گئیں کیونکہ واسق

بہت اچھا لڑکا تھا اور سب سے بڑی بات کہ دونوں بہنیں ایک ساتھ رہیں۔ نورین

بیگم نے احمد زمان کو بتایا تو انھوں نے بھی کوئی اعتراض نہ کیا۔ اب نورین بیگم ونیسہ سے

پوچھنا چاہ رہی تھیں تاکہ ایمان کی ساس باقاعدہ رشتہ لے آئیں۔

'ہاں انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔' نورین بیگم نے ونیسہ کو پیار کرتے ہوئے کہا۔

'ایسا لگتا ہے کہ آج کل کی آب و ہوا یہ شادی والا کیمیکل شامل کر دیا گیا ہے۔ اُدھر
نسرین آنٹی کو بھی شارمین کی شادی کی جلدی ہو گئی ہے اور ادھر بیٹھے بیٹھائے اب آپ
کو بھی میری شادی یاد آگئی۔'

'ہا ہا ہا۔۔۔ شارمین کا کیا بنا؟' نورین بیگم نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

'بڑے تو مطمئن ہیں اب شارمین سے پوچھا ہے۔ دیکھتے ہیں میڈم کیا جواب دیتی
ہیں۔ آپ کو تو پتا ہی ہے نہ سب کی لاڈلی ہے۔'

'ہمم۔۔۔ بس اللہ وہ کرے جس میں شارمین کی خوشیاں اور سکھ ہوں۔' نورین بیگم نے
دُعا دی۔
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'آمین ثم آمین۔ اچھا ماما جان بابا جانی کب تک آئیں گے؟' ونیسہ نے گھڑی پر وقت
دیکھتے ہوئے پوچھا۔

'شاید چار بجے تک آجائیں۔ کوئی کام تھا؟'

'نہیں بس ویسے ہی پوچھ رہی تھی۔' ونیسہ کہتے ہوئے نورین بیگم کی گود میں سر رکھ چکی
تھی۔

'آپی پلیزیہ کونسین سمجھادیں۔ مجھ سے نہیں ہو رہا۔' مہرماہ کی آواز پر نورین بیگم اور ونیسہ دروازے کی طرف متوجہ ہوئیں جہاں مہرماہ منہ بنائے کھڑی تھی۔

'لاؤ۔' ونیسہ کے کہنے پر مہرماہ کا پی پنسل لے کر آئی اور پھر ونیسہ اسے سوال سمجھانے لگی۔

وہ تینوں اس وقت فلیٹ میں موجود بار کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرنے میں لگے ہوئے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'یار اس حادی کا نمبر تو ٹریس ہی نہیں ہو پارہا۔' سناپیر نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔

'بس پھر اس کا تو ایک ہی مطلب نکلتا ہے کہ حادی کا کوئی چمچا موبائل کمپنی میں کام کرتا ہے۔ تبھی تو اس کا فون ریکارڈ کلئیر ہے۔' اسنیک۔ آئرن نے دونوں ہاتھ گردن کے پیچھے رکھتے ہوئے ٹیک لگائی۔

'ہاں ہو سکتا ہے۔ سناپیر پتا کرو حادی کس موبائل کمپنی سے موبائل خریدتا ہے۔' سکار نے سناپیر کو کہا تو وہ سر ہلاتے ہوئے لپ ٹاپ پر جھک گیا۔

'یہ رہی وہ کمپنی اور اس کے ورکرز کی لیسٹ۔' سنا پرنے لپ ٹاپ ان دونوں کی طرف گھمایا۔

'سنیک۔ آئز کسی پر شک؟' سکار سنیک۔ آئز کی طرف متوجہ ہوا جو غور سے تمام ورکرز کی تصویر دیکھ رہا تھا۔

'اس تصویر کو چیک کرو سکار۔'

سکار نے اس ورکر کی تصویر ڈاؤن لوڈ کر کہ ایک سافٹویئر سے سکین کیا اور سکین کے بعد جو تصویر سامنے آئی وہ تینوں کے ماتھے پر بل لے آئی۔ وہ تصویر کسی اور کی نہیں بلکہ حادی کی تھی۔ وہ حادی ہی تھا جو حدید بن کروہاں کام کرتا تھا اور اپنے سارے ریکارڈز مٹا دیا کرتا۔

'اب کچھ نہیں ہو سکتا۔' سنا پرنے بد مزہ ہوتے ہوئے پیچھے ہو گیا۔

'کوئی تو طریقہ ہو گا جس سے ریکارڈ مل جائے۔' سکار کا موڈ بھی خراب ہو گیا۔

'کیوں نہ ہم حادی کی کانٹکٹ لیسٹ چیک کریں۔ شاید وہاں سے کوئی ہلپ مل جائے۔'

سنیک۔ آئز اٹھ کر سامنے بنی الماری کی طرف آیا اور وہاں سے حادی کا موبائل نکالا۔

'کانٹکٹ ڈیلیٹ کر چکا ہے۔'

'اچھا!! سنیک۔ آئز نے مسکراتے ہوئے موبائل آن کیا اور اسے لپٹا پ سے کنٹیکٹ کیا۔ کچھ ہی دیر بعد سکرین پر حادی کے موبائل میں موجود تمام نمبرز نظر آنے لگے۔

'اب دیکھ لو کیا کرنا ہے ان نمبرز کا۔'

'ویل۔ ڈن سنیک۔ آئز! سنا پُوراً ان سب کی ڈیٹیل نکالو۔'

'یار رر بس! میں تھک گیا ہوں۔ باقی کام بعد میں کریں گے۔ ابھی تو میرا امی کی ہاتھ کی بریانی کھانے کا دل چاہ رہا ہے۔' سنا پُورے کمانڈو کی بیگم کا کہا۔

'ہاں ویسے بھی کافی ٹائم ہو گیا ہے امی سے ملے۔' سنیک۔ آئز بولا۔

'اوکے چلو۔'

سکار مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اور یوں وہ تینوں فلیٹ سے نکل کر کمانڈو کے گھر چلے گئے۔

حالانکہ سکار کے پاس چابی موجود تھی لیکن پھر بھی وہ تینوں گھر کی پچھلی دیوار پھلانگ

کر اندر داخل ہوئے۔ خاموشی سے آگے پیچھے وہ کیچن کی طرف بڑھ گئے جہاں کمانڈو کی بیگم کھانا بنا رہی تھیں۔

'اسلام علیکم امی! تینوں نے ایک ساتھ سلام کیا۔

'او علیکم اسلام میرے بچے آئے ہیں۔ میں صدقے کہاں تھے اتنے عرصے تک؟' اندا بیگم نے باری باری تینوں کو پیار کیا۔

'ہم تو آنا چاہتے تھے بٹ کمانڈو ہی نہیں چھوڑتے۔' سنا پرنے معصوم شکل بنائی۔

'جی ہاں! جب بھی ہم آتے ہیں نہ کام کے بعد دھکے دے کر نکال دیتے ہیں۔' سنیک۔
آئز نے نظر نہ آنے والے آنسو صاف کیے۔

'میں صدقے! میں دیکھتی ہوں تمہارے کمانڈو کے ساتھ۔' اندا بیگم نے ان دونوں کی ایکٹنگ پر نحال ہوتے ہوئے کہا تو سب ہنس پڑے۔

'امی کیا بنایا ہے؟' اسکار نے آنکھیں بند کر کے خوشبو سونگھتے ہوئے پوچھا۔

'میں نے بریانی بنائی ہے حرا اور عمران کے کہنے پر۔' اندا بیگم نے اپنے دونوں بچوں کا نام لیا۔

'ہرے رے رے رے۔۔۔۔۔ امی ہمیں بھی کھانی ہے۔' تینوں نے مل کر نعرہ لگایا۔

'ہاں کیوں نہیں! ہاتھ منہ دھو کر آؤ میں لگاتی ہوں۔'

اب سب ٹیبل پر بیٹھے بریانی سے انصاف کر رہے تھے اور ساتھ ہی ندا بیگم کو ناجانے کون کون سے قصے سنارہے تھے جنہیں وہ پوری توجہ اور محبت سے سن رہی تھیں۔ ندا بیگم کو یہ تینوں بالکل اپنے سگے بچوں کی طرح عزیز تھے اور وہ بھی ندا بیگم سے بہت محبت کرتے تھے۔ اسی لیے انہیں امی کہا کرتے تھے۔

'امی میرا خیال ہے کہ اب آپ کو سکار کے ہاتھ پیلے کر دینے چاہئیں۔' سنیک۔ آرنے سنائپر کو آنکھ مارتے ہوئے ندا بیگم سے کہا۔

'جی ہاں لڑکی دیکھ لی ہے آپ کے بیٹے نے۔' سنائپر نے مزید کہا تو ندا بیگم نے خوشگوار حیرت سے سکار کو دیکھا جو مسکرا رہا تھا۔

'کون ہے وہ لڑکی؟ مجھے بھی بتاؤ!'

'ابھی نہیں امی! فلحال تو پائیز مجتبیٰ ٹرائے کر رہا ہے۔ اگر وہ ناکام ہوا پھر میں دیکھوں گا۔' سکار نے پانی پیتے ہوئے عام سے لہجے میں کہا۔ یوں جیسے وہ کسی اور کی بات کر رہا

ہو۔ سنا پیر اور سنیک۔ آئزمنہ کھولے سکار کو دیکھ رہے تھے۔ ندا بیگم بھی حیران تھیں۔

'بہت مزہ آیا تنے ٹائم بعد آپ کے ہاتھ کا کھانا کھا کر! اب اجازت چاہیں گے ہمیں نکلنا ہے۔' سکار دونوں کو اشارہ کرتے اٹھ کھڑا ہوا۔

'ٹھیک ہے۔ خیریت سے جاؤ۔ اللہ کی امان ہو!'

وہ ندا بیگم سے مل کر جس خاموشی سے آئے تھے اسی خاموشی سے واپس جا چکے تھے۔

شارمین اس وقت اپنے گارڈن میں لگے جھولے پر بیٹھی ابھی تک صبح والے واقعے کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ اس نے آج تک اسد خان کو ہمیشہ ایک پیار کرنا والا بھائی اور چاہنے والے ماموں کے روپ میں ہی دیکھا تھا لیکن آج! ان کا غصہ شارمین کو اندر تک ہلا گیا تھا۔

'میری بیٹی کیا سوچ رہی ہے؟ اقبال اعظم شارمین کے ساتھ بیٹھ گئے۔

اچھ خاص نہیں چاچو بس ایسے ہی۔' اشارمین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

'ہمم۔۔ اچھا ایک بات بتاؤ۔ اب تو پائیز سے کوئی مسئلہ نہیں ہے نا؟ اس نے معافی بھی

مانگ لی ہے۔'

'خان چاچو سچ میں میرا مقصد اس کی انسلٹ کروانا ہر گز نہیں تھا۔ میں نے جسٹ ایک وجہ بتائی تھی انکار کے لیے۔' اشار میں نے اپنی صفائی پیش کی۔

'دیکھو بیٹا! اگر ان چھوٹی چھوٹی باتوں کو دل سے لگا لیا جائے نہ تو یہ بہت بڑے بڑے مسائل پیدا کر دیتی ہیں۔ یہ سچ میں کوئی اتنی بڑی بات تھی لیکن کیونکہ آپ نے اس بات کو اب تک یاد رکھا ہوا تھا، یہ ہم سب کے غصے کا باعث بن گئی۔' اقبال اعظم نے اشار میں کو سمجھایا۔

مجھے احساس ہو گیا تھا خان چاچو۔ میں بہت گلی فیل کر رہی ہوں۔'

'کوئی بات نہیں میرا بیٹا! بس اب بھول جاؤ اس بات کو! پائیز بہت اچھا لڑکا ہے۔' اقبال اعظم اصل مدعے کی طرف آئے۔

'چاچو اس میں ایسے کون سے سرخاب کے پر لگے ہوئے ہیں جو سب اس کی طرف داری کرتے ہیں۔' اشار میں کو غصہ آ گیا۔

'ہاں تو اگر میں بھی یہی پوچھوں کہ اس بچارے میں ایسے کون سے خار لگے ہوئے ہیں

جو منع کر رہی ہو۔ 'اقبال اعظم نے بھی شارمین کی طرح کہا۔

'انہیں مطلب جب میں کہہ رہی ہوں کہ مجھے نہیں پسند تو کیوں آپ لوگ میری بات نہیں مان رہے۔' اشارمین اٹھ کھڑی ہوئی۔

'انہیں تو کیا آپ نے لومیرج کرنی ہے؟' اقبال اعظم کی بات پر شارمین کی آنکھیں کھلی رہ گئیں۔

'چاچو۔۔۔'

'ایسے کیوں دیکھ رہی ہو۔ پسند پسند کی رٹ لگائی ہوئی ہے تو مجھے یہی خیال آنا تھا نا۔' اقبال اعظم نے مصنوعی منہ پھلایا۔

'اچھا اس کے علاوہ آپ لوگ جس سے کہیں گے میں آنکھیں بند کر کہ شادی کر لوں گی۔ بس وہ یہ نہ ہو۔' اشارمین نے بارگینگ کرنا چاہی۔

'اوکے ایک شرط یہ! 'اقبال اعظم نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

'مجھے منظور ہے۔'

'پہلے یہ بتاؤ پائیز کے لیے کیوں منع کر رہی ہو۔ ایسی کون سی بات ہے جو مجھ سے بھی

چھپا رہی ہو؟ 'اقبال اعظم نے "مجھ" پر زور دیتے ہوئے کہا۔

شارمین بچپن سے ہی اپنے خان چاچو سے بہت اٹیچ تھی۔ آج تک اپنی ہر بات وہ ان سے سنیر کیا کرتی تھی۔

'خان چاچو! 'شارمین نے ہتھیار ڈالتے ہوئے بہت معصومیت سے اقبال اعظم کو پکارا۔
'جی میرا بیٹا میں سن رہا ہوں۔ 'اقبال اعظم نے شارمین کی پیشانی چومتے ہوئے بہت پیار سے کہا جیسے وہ بچپن میں کہا کرتے تھے۔

'چاچو وہ ٹک ٹا کر ہے۔ میں نے اس کی بہت سی بلکہ تقریباً ساری ہی ویڈیوز دیکھی ہوئی ہیں۔ چاچو جس بندے کو آپ موبائل میں دیکھتے ہوں اس کا سامنا کیسے کر سکتے ہیں۔'
شارمین نے مناسب الفاظ میں بغیر کرش والے قصے کا ذکر کیے اقبال اعظم کو اپنے احساسات سے آگاہ کرنے لگی۔

'چاچو میرا تو یہ سوچ کر ہی دل بیٹھ جاتا ہے۔ خان چاچو اب تو میں نے آپ کو سچ بتا دیا ہے۔ پلیز آپ سب کو سمجھائیں نا۔ 'شارمین نے انہیں نم آنکھوں سے دیکھتے ہوئے التجائی۔

'یہ بات پہلے کیوں نہیں بتائی؟'

اقبال اعظم کا لہجہ اسی طرح نرم اور محبت لیے ہوئے تھا۔ انہیں کچھ سمجھ آگئی تھی لیکن شارمین کی خاطر یوں ظاہر کیا جیسے اس کی بتائی گئی وجہ پر یقین کر چکے ہوں۔

'بس اب بتادی نا۔'

'میری اور باقی سب کی بھی یہی رائے ہے کہ پائیز آپ کو بہت اچھے سے رکھ سکتا ہے۔ اسی لیے میں چاہوں گا کہ تھوڑا سا ٹائم لو اور اس بارے میں سوچو۔ اگر پھر بھی مطمئن نہ ہو تو یہ میرا وعدہ ہے آپ کو کوئی بھی فورس نہیں کرے گا۔' اقبال اعظم نے کچھ اس انداز سے کہا کہ شارمین چاہ کر بھی انکار نہ کر سکی۔

'اٹھیک ہے چاچو! لیکن صرف آپ کے کہنے پر۔' شارمین نے گویا احسان کیا۔

'بندہ یہ احسان کبھی نہیں بھولے گا۔' اقبال اعظم کے شرارت سے کہنے پر شارمین ہنس دی۔

'چلو اب جاؤ اور ہم دونوں کے لیے مزے دارسی کافی بنا کر لاؤ۔'

'اوکے۔' شارمین مسکراتے ہوئے اندر چلی گئی۔

اقبال اعظم نے کچھ سوچتے ہوئے موبائل نکالا اور ایک نمبر ملا یا۔ کال یس ہونے پر دوسری طرف سے سلام کیا گیا۔

'او علیکم اسلام! میں چاہتا ہوں تم پیر کو اس سے مل لو۔ آگے تمہیں پتا ہے کہ کیا کرنا ہے۔'

'او کے کہاں ملنا ہے؟' دوسری طرف سے پوچھا گیا جس کے جواب میں اقبال اعظم نے جگہ اور وقت کا بتا کر فون رکھ دیا کیونکہ سامنے سے شارمین آرہی تھی۔

'یہ لیں چاچو۔' شارمین نے ایک کپ ان کی طرف بڑھایا۔
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
'یہ اتنی جلدی کیسے بن گئی؟' اقبال اعظم نے موبائل جیب میں رکھتے ہوئے پوچھا۔

'کافی بیس پہلے کی بنی ہوئی تھی نا۔'

'ہمم۔۔' اقبال اعظم کافی پینے لگے۔

'پائیز نے کچھ بتایا کیوں بلایا تھا؟' مجتبیٰ غازیان نے دائم سے پوچھا۔

'جی وہ شارمین کو کچھ ایشوز تھے۔ بس وہی ڈسکس کرنے کے لیے بلایا تھا۔' سب کو اپنی

طرف متوجہ پا کر دائم نے مناسب الفاظ میں کہا۔

'کیسے ایشوز؟' اسیر غازیان نے پوچھا۔

'مسئلہ پائیز کے ٹک ٹا کر ہونے سے شروع ہوا ہے۔'

'ظاہر ہے شارمین نے یہی کہا ہو گا کہ ٹک ٹاک چھوڑ دے اور لڑکیوں سے بھی دور

رہے۔' دائم کا اشارہ سمجھتے ہی اقراء نے بات کا رخ دوسری جانب کر دیا۔

'منع بھی کیا تھا اس لڑکے کو۔' مجتبیٰ غازیان کو غصہ آ گیا۔

'مسئلہ حل ہو گیا کہ نہیں؟' اطائل غازیان نے دائم سے پوچھا۔

'یہ تو اب عابر انکل خود کال کر کے بتائیں گے۔'

'ویسے پائیز ہے کہاں؟' اغزالہ بیگم نے دائم سے پوچھا۔

'تانیہ کو پک کر کے آئے گا۔'

مجتبیٰ غازیان سر ہلاتے ہوئے ٹی وی کی طرف توجہ ہو گئے۔

دوپہر کے چار بج رہے تھے لیکن پائیز، تانیہ، شارق اور عریش کا کوئی اتا پتا نہیں تھا۔

'دائم فون کروان گدھوں اور کہو کہ فوراً گھر پہنچیں۔ خود تو پتا نہیں کہاں ہیں بچی کو بھی ساتھ لیا ہوا ہے۔' اسیر غازیان نے غصہ ضبط کرتے ہوئے دائم سے کہا۔

'اسلام علیکم! ہم آگئے۔' تانیہ کی چہکتی آواز پر سب داخلی دروازے کی طرف متوجہ ہوئے جہاں سے تانیہ باقی تینوں کے ساتھ اچھلتی کودتی آرہی تھی۔

'دائم دیکھا ہے تم لوگوں نے؟ اور تانیہ کو بھی ساتھ لیے گھوم رہے تھے تم تینوں! اسیر غازیان نے پائیز شارق اور عریش کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

'چاچوان سب کا کوئی قصور نہیں ہے۔ مجھے اپنی فرینڈ کو نوٹس دینے تھے نا تو ہم وہاں گئے تھے اور پھر وہاں سے آسکریم پالر قریب تھا تو آسکریم کھانے چلے گئے۔' تانیہ نے اسیر غازیان کے گلے لگتے ہوئے معصومیت سے لیٹ ہونے کی وجہ بتائی۔

'پھر بھی پرنس۔ آپ کو انفارم کر دینا چاہیے تھانہ! اسیر غازیان کا غصہ منٹوں میں اڑن چھو ہوا تھا تانیہ کے انداز پر۔

'سوری! آئندہ احتیاط کریں گے۔'

'کھانا کھاؤ گے؟' اسماہ بیگم نے صوفے پر بیٹھتے پائیز اور شارق سے پوچھا۔

انہ! ہم فل ہیں۔ بس تھوڑا سا ریٹ کریں گے۔ ایشارق نے آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا۔

'جی جی بچارے آوارہ گردی کر کہ تھک گئے ہیں ناب آرام کریں گے۔' طائل غازیان کے طنز پر تینوں بے ساختہ ہنس پڑے۔

وقت کا کام ہے گزرنا، سو وہ بنا کے گزرتا گیا۔ شارمین کافی ڈری ہوئی تھی کیونکہ آج وہ یونی جا رہی تھی۔ نسرین بیگم اور جیا بھی صبح سے مختلف دُعائیں پڑھ پڑھ کر شارمین پر پھونک رہی تھیں۔

'بیٹا اپنا بہت خیال رکھنا۔' نسرین بیگم نے جاتی ہوئی شارمین کو پیار کرتے ہوئے نصیحت کی۔

'ہماری بہادر شہزادی ہے شارمین۔ ڈرنا نہیں ہے۔' جیا نے شارمین کو گلے لگایا۔
 ماں اور خالہ سے مل کر شارمین دین میں بیٹھی اور آدھے گھنٹے بعد وہ یونیورسٹی میں تھی۔
 'اسلام علیکم! کیا حال ہے؟' شارمین کو آتا دیکھ کر اس کا گروپ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا

ہوا۔

او علیکم اسلام! میں ٹھیک تم لوگ کیسی ہو؟ اشار میں سب سے ملی۔

ہمیشہ کی طرح حسین و جمیل۔ احفصہ نے ایک ادا سے کہا تو سب مسکرا دیں۔

آج کون سی کلاس ہے؟ اشار میں نے بیگ رکھتے ہوئے پوچھا۔

ایکمیٹری اور بیالوجی۔ اجواب حائل کی جانب سے آیا۔

اہم۔۔۔ چلو پھر کلاس میں چلیں۔'

ان میں سے کسی نے بھی اشار میں سے اس دن کے بارے میں نہیں پوچھا۔ وہ چاہتی

تھیں کہ اگر اشار میں کو مناسب لگے تو وہ خود بتائے۔ لیکن اشار میں خاموش ہی رہی تو

انہوں نے بھی کچھ نہ پوچھا۔

کلاس سے فری ہو کر اشار میں اپنے گروپ کے ساتھ اپنی مخصوص جگہ پر بیٹھی مس ہو

جانے والے لیکچرز کے بارے میں ڈسکشن کر رہی تھی جب جو س پیتی وریشہ کو حفصہ

نے باتوں ہی باتوں میں ہلکا سا دھکا دیا۔ نتیجتاً وہ جو س اشار میں کے کپڑوں کو رنگ گیا۔

احفصہ کی بچی تمہیں چین نہیں ہے؟ یہ کیا کر دیا۔'

'سوری یار مجھے کیا پتا تھا کہ اس ورشی منحوس نے جو س پکڑا نہیں رکھا ہوا ہے اپنے ہاتھ پر۔' حفصہ وریشہ کو گھورتے ہوئے شارمین سے معافی مانگ رہی تھی۔

'چلو خیر ہے۔ شارمین تم واش روم میں جا کر دھولو اپنی کرتی ورنہ نشان رہ جائے گا۔' خوشی نے معاملہ رفع دفع کرتے ہوئے شارمین سے کہا۔

'اور ہاں ڈپارٹمنٹ کے سارے واش رومز خراب ہیں ان میں کام چل رہا ہے۔ تم ٹاپ فلور پر چلی جانا۔' حائل نے جاتی ہوئی شارمین کو بتایا۔

'اوکے! ایک تو پتا نہیں آج کل ساری بُری چیزیں میرے ساتھ ہی کیوں ہو رہی ہیں۔' اب میں اتنا اوپر جاؤں! پہلے بات حائل سے کہتے ہوئے شارمین ڈپارٹمنٹ میں جاتے ہوئے خود سے بڑبڑا رہی تھی۔

ٹاپ فلور پر پہنچ کر شارمین واش روم میں آئی اور اپنی کرتی صاف کرنے لگی۔ کرتی سکھاتے ہوئے شارمین جیسے ہی واش روم سے باہر نکلی، کسی نے اسے بازو سے پکڑ کر کھینچا اور دیوار سے لگا کر شارمین کا منہ بند کر دیا۔

'اشش! آواز نہیں نکلتی چاہئے تمہاری!'

بھوری آنکھیں شارمین پر ٹکاتے ہوئے پراسرار لہجے میں کہا گیا جبکہ شارمین تو مخالف کو دیکھ کر ہی بے ہوش ہونے والی ہو گئی۔

اتھیں نہیں لگتا مس عابر، اس رشتے سے انکار کے لیے وہ بہانہ بہت کمزور تھا۔ 'مخالف کی آواز میں سختی تھی جس نے شارمین کو ڈرا دیا۔

مجھے انکار سننے کی عادت نہیں! اور نہ ہی یہ میرا طریقہ ہے اپنی بات منوانے کا! اس کا اشارہ اپنے دھمکانے کی طرف تھا۔

لیکن تم نے مجھے مجبور کیا ہے یہ کرنے پر! معافی میں مانگ چکا ہوں اب انکار نہیں مانوں گا!

شارمین کی آنکھوں میں آنسو دیکھتے ہوئے پائیز نے شارمین کے منہ سے اپنا ہاتھ ہٹا لیا لیکن اس کا بازو ابھی بھی پائیز کی گرفت میں تھا۔ پائیز نے بہت سی خوبصورت آنکھیں دیکھیں تھی لیکن جو کشش اور سحر اس وقت شارمین کی آنکھوں میں تھا، وہ پائیز جیسے بندے کا بھی دل دھڑکا گیا۔ اپنا دوسرا ہاتھ بالوں میں پھیرتے ہوئے پائیز نے بمشکل نظریں چرائیں۔ پائیز کے یوں کرنے پر شارمین کو ونیسہ کی آواز سنائی دی۔

"میری جان میری پشتوگے! تمھاری آنکھیں روتے ہوئے اتنی خوبصورت لگتی ہیں کہ میرا دل آجاتا ہے۔ اسی لیے کبھی بھی کسی لڑکے کے سامنے نہ رونا۔ خواہ مخواہ بچارے کا ایمان خراب کرو گی۔"

اس بات کا یاد آنا تھا کہ شارمین کا بچا کچا تراہ بھی نکل گیا اور شارمین وہاں سے بھاگنے کو پرتو لنے لگی۔

اکیٹی کیٹ میں تمہیں وارن کر رہا ہوں۔ اگر اب تم نے انکار کیا تو مجھ سے اچھے کی توقع نہ رکھنا۔ 'پائیز بنا شارمین کو دیکھے اپنی بات کہہ کر چلا گیا۔

اپنی پھولی ہوئی سانس کو ہموار کرتے ہوئے شارمین واپس واش روم میں آئی اور اپنے چہرے پر پانی ڈالتے ہوئے خود کو پرسکون کرنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد مصنوعی مسکراہٹ سجائے وہ اپنے گروپ کے پاس آگئی۔

وہاں سے نکل کر پائیز آفس آگیا پر دل و دماغ تو ابھی تک ان غزالی آنکھوں میں کھوئے ہوئے تھے۔ وہ کسی کام میں بھی دھیان نہیں لگا پارہا تھا۔ ایسا نہیں تھا کہ وہ کوئی دل

پھینک قسم کا انسان تھا لیکن شارمین کی آنکھوں میں ایسا کچھ تو تھا جس نے پائیز جیسے بندے کا بھی دل دھڑکا دیا۔ میٹنگ روم میں پریزینٹیشن کے دوران بھی وہ بار بار اٹک رہا تھا جو دائم اور مجتہی غازیان کے لیے باعثِ تعجب تھا۔

میٹنگ کے بعد دائم دروازہ نوک کرتے ہوئے پائیز کے کمرے میں آیا جو کھڑی کے پاس کھڑا نا جانے کہاں کھویا ہوا تھا۔ وہ اپنے خیالوں میں اس قدر گم تھا کہ اسے دائم کے آنے کا اندازہ ہی نہیں ہوا۔

'پائیز تمہاری طبیعت ٹھیک ہے نا؟' دائم نے پائیز کے ساتھ کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا۔

'جی بھائی مجھے کیا ہونا ہے۔' پائیز چونک گیا۔

'تم گئے تھے آج؟' دائم نے کسی خیال کے تحت پوچھا تو پائیز نے سر ہلادیا۔

'ہمم۔۔ تو کیا گڑ بڑ کر کے آئے ہو۔' دائم مسکراتے ہوئے کہا تو پائیز نے ایک ناراض

نظر اپنے بھائی پر ڈالی جو اس کے دیکھنے پر مسکراہٹ دبانے کی کوشش کر رہا تھا۔

'آہہ۔۔۔۔ آپ سب مجھ معصوم کے ساتھ بہت بُرا کر رہے ہیں۔' پائیز نے ٹھنڈی آہ

بھرتے ہوئے مظلومیت سے کہا۔

دراصل کل شام کو اقبال اعظم نے پائیز کو کال کی تھی کیونکہ انھیں کسی حد تک اندازہ ہو چکا تھا کہ شارمین نے انکار ہی کرنا ہے۔ لیکن اس رشتے میں سب بڑوں کی رضامندی شامل تھی تو اقبال اعظم چاہتے تھے کہ پائیز ایک بار خود شارمین سے بات کرے اور ضرورت پڑنے پر دھمکی کا بھی استعمال کرے کیونکہ ان کی سر پھری شہزادی کو قابو کرنا اتنا آسان نہیں تھا۔ آج پائیز شارمین سے ملنے گیا تھا، یہ بات دائم، شارق اور عریش کے علاوہ کسی کو بھی معلوم نہیں تھی۔

'ہا ہا ہا ہا۔۔۔ بتاؤ تو صحیح ہوا کیا ہے۔' دائم نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

'کچھ بھی نہیں ہوا۔ بھائی میں ریٹ کرنا چاہتا ہوں۔' پائیز کو وجہ بتانے میں جھجک محسوس ہو رہی تھی تبھی بات بدل دی۔

'اچلو ٹھیک ہے تم گھر جاؤ میرے مجنوں بھائی اور میری مانو اب کچھ دن آفس سے چھٹی کر لو۔ کیونکہ کچھ دنوں تک تو تمہاری حالت ایسی ہی رہنی ہے۔ کام میں دل نہیں لگنا بس ہر وقت وہ ہی یاد آتی رہے گی۔' دائم شرارت سے کہتے ہوئے حیران کھڑے پائیز کو کھینچ کر پارکنگ میں لے آیا اور عریش کو کال ملائی۔

'اسلام علیکم بھائی! عریش کی آواز آئی۔

'او علیکم اسلام۔ عریش یار جلدی سے آفس آؤ اور اس مجنوں کو گھر ڈراپ کرو۔' دائم
پائیز کو اگنور کیے مزے سے بولا۔

'میں بھی باہر ہی ہوں بس تھوڑی دیر تک آتا ہوں۔'

'تمہیں کیا ہوا ہے جو باہر گھوم رہے ہو؟' دائم نے ہنستے ہوئے ہو چھا۔

'آج کام نہیں تھا تو سوچا جلدی چلا جاؤں۔' عریش نے وضاحت دی۔

'چلو ٹھیک ہے جلدی سے پہنچو۔ اچھا اللہ حافظ!'

فون رکھ کر دائم پائیز کی طرف متوجہ ہو جو حیران پریشان یہ سوچ رہا تھا کہ دائم کو کیسے
پتا چلا۔

'مجھے تمہارے تعصبات سے ہی تمہاری اندرونی کیفیت کا پتا چل جاتا ہے شہزادے۔'

دائم نے پائیز کا چہرہ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

'بھائی میں نے پاگل ہو جانا ہے۔' اب دائم سے کچھ بھی چھپانا بیکار تھا تو پائیز نے کھل کر

اپنی حالت بیان کی۔

'کوئی بات نہیں! میں سمجھ سکتا ہوں۔ میرا بھی یہی حال تھا جب میں اقراء سے ملا تھا۔'
 دائم کے معصومیت سے کہنے پر پائیز مسکرایا لیکن سامنے سے آتی عریش کی گاڑی دیکھ
 کر پائیز کی مسکراہٹ سمٹی۔ اب عریش اور شارق نے تب تک چین سے نہیں بیٹھنا تھا
 جب تک پائیز انھیں سچ نہ بتادے۔

'بھائی یہ آپ نے اچھا نہیں کیا۔'

'انہیں بھائی بہت اچھا کیا بتا کر۔ ورنہ اس نے بات دبا لینی تھی۔' دائم کے جواب دینے
 سے پہلے ہی عریش بول پڑا جس پر دائم تو ہنسنے لگا لیکن پائیز اسے گھور کر رہ گیا۔
 'بیٹا مجنوں! گھر چلو اور تھوڑا سا ریلکس کرنے کے بعد طوطے کی طرح فر فر ساری کہانی
 سنانا۔ اب بیٹھو بھی۔۔۔۔ اللہ حافظ بھائی! پائیز کو پکڑ کر گاڑی میں بیٹھاتے ہوئے
 عریش نے دائم کو سلام کیا اور گاڑی بھاگا کر لے گیا۔

'اللہ حافظ! دائم بھی مسکراتے ہوئے واپس اندر چلا گیا۔

'پائیز کہاں ہے؟' مجتبیٰ غازیان نے دائم کو اکیلے آتا دیکھ کر پوچھا۔

'ڈیڈی اس کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی تو میں نے عریش کے ساتھ گھر بھیج دیا۔' دائم

نے فائل اٹھاتے ہوئے بتایا۔

اہم۔۔۔ کہہ دو کہ چیک اپ کروالے۔ 'مجتبیٰ غازیان نے خود کو مصروف ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ ان کے یوں کہنے پر دائم مسکرایا۔

'جی میں کہہ دوں گا۔'

شارمین نے بمشکل خود کو سنبھالا ہوا تھا لیکن دل و دماغ میں تو زبردست قسم کی گرج برس ہو رہی تھی۔ شارمین نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ پائیز ایسا کچھ کرے گا۔ اب وہ صحیح معنوں میں پائیز سے بدگمان ہوئی تھی۔ دل میں موجود نرم گوشہ بے یقینی و غصے کے احساسات سے دب کر رہ گیا۔

یونی سے گھر آتے ہی وہ اسٹیڈیز کا بہانہ بنا کر اپنے کمرے میں بند ہو گئی تھی۔ نسرین بیگم نے بھی پڑھائی کے بارے میں سوچتے ہوئے کچھ نا کہا۔ شارمین اپنی اسٹیڈی ٹیبل پر بیٹھی پائیز کی ویڈیو دیکھ رہی تھی۔

اضروری تو نہیں کہ ظاہری خوبصورتی کا باطن بھی دلکش ہی ہو۔ 'دماغ نے ورغلانا

شروع کیا۔

'ہو سکتا ہے اس نے مجبوری میں ایسا کیا ہو!' دل نے تردید کرتے ہوئے صفائی پیش کی۔
 'کون سی مجبوری؟ کیسی مجبوری؟ وہ ایک اناپرست انسان ہے جسے پہلی بار کسی لڑکی نے
 انکار کیا ہے! جب اناپروار کیا جائے تو سامنے والا بلبلا اٹھتا ہے۔' دماغ نے زہر اگلا۔
 'نہیں ایسا کچھ بھی نہیں! اگر اس میں انا ہوتی تو وہ معافی کبھی بھی مانا لگتا۔' دل نے دماغ
 کے اگلے زہر کا اثر کم کرنا چاہا۔

یا اللہ! میں کہاں جاؤں؟'

NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دل و دماغ کی جنگ سے عاجز آتے شارمین فریاد کرتے ہوئے بیڈ پر گرنے کے سے انداز
 میں لیٹی۔

'جو بھی ہو میں مسٹر! تمہیں کوئی حق نہیں تھا یہ سب کرنے کا اور اگر تمہیں لگتا ہے کہ
 یہ سب کر کے تم مجھے مجبور کر سکتے ہو تو یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔ تمہیں اپنی اس
 حرکت کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔' دماغ کا اگلا زہر اپنا کام شروع کر چکا تھا۔

اس سے پہلے کے شارمین کا دماغ کوئی خرافاتی آئیڈیالوجی، ونیسہ کی کال آگئی۔ خود کو

پر سکون کرتے ہوئے شارمین نے کال یس کی۔

'اسلام علیکم! کیسی ہو میری جان؟'

'او علیکم اسلام پشوگے! تم سناؤ یہ آج سورج کہاں سے نکلا ہے جو مس پشوگے نے سلام

میں پہل کی ہے! اونیسہ کی چہکتی آواز نے شارمین کے چہرے پر ایک خوبصورت

مسکراہٹ بکھیر دی۔

'بس ویسے ہی سوچا آج میں کر دوں۔'

'اسلام علیکم شانی ونی کیا حال ہے؟' ایشل نے سلام کیا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'او علیکم اسلام کہاں غائب تھی تم؟' شارمین نے پوچھا۔

'اوہ ہاں! شانی یار ریلی سوری وہ اس دن میں کلاس میں تھی تو کال پک نہیں کر سکی اور

پھر جب گھر آئی تو میری کزنز آئیں تھیں ان کے ساتھ دن گزر گیا اور کال بیک نہیں کر

سکی۔' ایشل بنا کر کے بولتی گئی۔

'جاناں سانس لے لو۔' اونیسہ نے ٹوکا۔

'ہاں نا۔ مجھے پتا تھا تم بڑی ہوگی تبھی کال بیک نہیں کی۔'

'انہیں مجھے بُرا لگ رہا تھا نہ بس اسی لیے اور میں نے بھی آج کال کرنی ہی تھی پرونی نے کر لی۔' ایشل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

'جس بات کے لیے فون کیا ہے وہ تو بتائی ہی نہیں۔'

'کون سی بات؟' اشار میں اور ایشل نے ایک ساتھ کہا۔

'یاریہ آدمی نہ مجھے بہت زہر لگنے لگا ہے۔' ونسیہ نے عصبے سے دانت پستے ہوئے کہا۔

'کون سا آدمی؟' دونوں کو حیرت ہوئی۔

'ایک ہی تو نمونہ ہے جو میرے پیچھے پڑا ہوا ہے۔' ونسیہ نے بیزاری سے کہا۔

'اب کیا کر دیا اس معصوم نے؟' اشار میں نے جان بوجھ کر "معصوم" بولا۔

'ہاں ایک تم معصوم اور ایک وہ۔'

'ہوا کیا ہے یہ بتاؤ۔' ایشل نے پوچھا۔

'اس گدھے نے آپنی سے بات کی ہے اور آپنی تو جیسے تیار بیٹھی تھیں فوراً سے ماما جان کو

کہا دیا اور مزے کی بات ماما جان اور بابا جانی کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔ آج ماما جان

مجھ سے پوچھ رہی تھیں کہ اگر مجھے کوئی اعتراض نہ ہو تو صنم آنٹی (ایمان کہ ساس)

رشتہ لے آئیں۔ 'ونیسہ نے اپنا دکھڑا رویا۔

'ہاں تو وہ بچا رہا اور کیا کرتا۔ تم تو بات سن ہی نہیں رہی تھی۔' اشار میں نے واسق کی سائیڈ لی۔

واسق حیدر کلیم کا چھوٹا بھائی تھا۔ شکل و صورت اور سیرت کا بھی اچھا تھا لیکن بچا رہا ہماری ونیسہ کو پسند کرنے کا سنگین جرم سرانجام دے چکا تھا۔ واسق نے جب بھی اس سے بات کرنا چاہی ونیسہ نے ہمیشہ اسے باتیں ہی سنائیں۔ اب اس بچا رہے نے اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر ایمان سے بات کی تھی جو ونیسہ کو تپانے کا باعث بن گئی۔

اونی میری جان اس نے کوئی غلط راستہ تو نہیں اختیار کیا نا۔ پھر کیوں اتنا غصہ ہو رہی ہو؟ ایشل نے بھی سمجھایا۔

'یار ر مجھے کوئی مسئلہ نہ ہوتا اگر وہ انسانیت سے بات کر لیتا۔ آپنی سے کہتا ہے آپ کی بہن سے میں نے جب بھی بات کرنی چاہی انھوں نے مجھے ہمیشہ غلط ہی سمجھا ہے۔ اسی لیے آپ سے بات کر رہا ہوں۔' ونیسہ نے واسق کی نکل اتارتے ہوئے کہا تو اشار میں اور ایشل ہنس دیں۔

'ہاں تو اس کا حل ہے نامیرے پاس۔ تم شادی کے بعد گن گن کر بدلے لینا۔' اشار مین نے ہنستے ہوئے مشورہ دیا۔

'پتہ نہیں موقع ملے یا نہ ملے۔۔۔' اونیسہ نے کھوئے ہوئے انداز میں کہا۔

'کیا مطلب؟' ایشل نے پوچھا۔

'کچھ نہیں۔ اچھا ایک اور بات وہ پر سو آرہے ہیں۔'

'بس میری جان اللہ وہ کرے جو تمہارے حق میں بہتر ہو۔' اشار مین نے دل سے دُعا دی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'آمین۔ اسب نے بیک وقت کہا۔

'اچھا میں چلتی ہوں کچھ اسائنمنٹس بنانی ہیں۔ پھر بات ہوتی ہے۔ اللہ حافظ!' ایشل نے کہا۔

'اللہ حافظ پشتوگے، جانناں۔ باامید دیدار!'

'انشاء اللہ! اللہ حافظ ونی۔' اشار مین نے مسکرا کر کہتے ہوئے کال کاٹ دی۔

اس وقت شارق اور عریش پائیز کو گھیرے بیٹھے ہوئے تھے۔

'بتاؤ نا کیا ہوا تھا۔' شارق نے پائیز کو جھنجھوڑ ڈالا۔

'کیا لڑکیوں کی طرح شرم رہے ہو۔' پائیز کو ہنوز خاموش دیکھ کر عریش نے طنز کیا۔

'میں۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ بتاؤں۔۔۔۔۔ گا۔۔۔۔۔' پائیز نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔ آخر

پہلی بار موقع ملا تھا انھیں ستانے کا، ایسے کیسے جانے دیتا۔

'ٹھیک ہے نہ بتاؤ۔ ہم بھی کون سا مرے جا رہے ہیں۔ چل عریش ہم چلتے ہیں۔'

شارق کو غصہ ہی آ گیا کیونکہ پچھلے ایک گھنٹے سے وہ پائیز کی منت کر رہے تھے اور وہ مزے سے "میں نہیں بتاؤں گا" کہتا دونوں کو تپا رہا تھا لیکن انھیں اٹھتا دیکھ کر فوراً سے لائن پر آیا۔

'اچھا سنو۔۔۔ بتا رہا ہوں۔' پائیز کا بھی گزارا نہیں ہونا تھا انھیں بتائے بنا سومزید تنگ

کرنے کا ارادہ ترک کر دیا اور ساری بات بتادی۔

'اور انھوں نے کچھ بھی نہیں کہا؟' عریش نے حیرت سے پوچھا۔

'نہیں! بس جو بھی کہا ہے میں نے ہی کہا۔ وہ خاموش تھی۔' پائیز نے دونوں ہاتھ سینے

پر باندھتے ہوئے کہا۔

اہم تمہیں کیا لگتا ہے اب وہ مان جائیں گی؟

یہ مینا اور اسمارہ بیگم کی تربیت ہی تھی کہ دونوں کے لہجے میں شارمین کے لیے عزت و احترام تھا۔

لگتا تو نہیں ہے۔ جب اتنی چھوٹی سی بات کو بیس بنا کر انکار کر سکتی ہے تو اب تو۔۔۔! پائیز نے بات ادھوری چھوڑ دی۔

اچلو دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے۔ اب تم یہ بتاؤ کی آفس میں مجنوں کی روح کیسے لینڈ کر گئی تھی تم پر؟ عریش نے شرارت سے کہا تو شارق بھی مسکرانے لگا۔

بتاؤ بتاؤ۔!

اور پائیز جو خوش ہو رہا تھا کہ وہ اپنا دھیان بٹانے میں کامیاب ہو گیا ہے، عریش کی بات پر ایک عجیب سی کیفیت سے دوچار ہو گیا۔ بے چینی اچانک حملہ آور ہوئی تو پائیز اٹھ کھڑا ہوا اور ٹیرس پر چلا گیا۔ عریش اور شارق بھی حیران ہوتے ہوئے اس کے پیچھے گئے جو اب رینگ پر دونوں ہاتھ ٹکائے آگے کی طرف جھکا ہوا تھا۔

'پائیز تم ٹھیک ہو؟'

شارق نے اسکی پیٹھ تھکتے ہوئے پوچھا جو پسینے سے بھیگ چکا تھا۔ آنکھیں لال ہو رہی تھیں اور ہاتھوں کی رگیں بھی ابھر گئیں۔ عریش جلدی سے پانی لایا اور اسے دیا لیکن پائیز نے کلاس ہاتھ سے دور دھکیل دیا۔

'میں تم سے پوچھ نہیں رہا۔'

عریش کے چلانے پر پائیز نے خاموشی سے پانی لے لیا اور چھوٹے چھوٹے گھونٹ بھرنے لگا۔ کچھ دیر بعد پائیز کی حالت سنبھلی تو شارق اور عریش نے سکھ کا سانس لیا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اٹھیک ہو؟' شارق کے پوچھنے پر پائیز نے سر ہلادیا۔

'بڑی یہ سب کب تک چلے گا؟' عریش نے پائیز کے کندھے پر سر ٹکاتے ہوئے نم لہجے میں پوچھا۔

کافی ٹائم سے پائیز کے ساتھ ایسا ہو رہا تھا۔ شارق نے کئی بار چیک اپ کروانے کا کہا لیکن پائیز نے ہمیشہ ٹال دیا یہ کہہ کر کہ وہ ٹھیک ہے۔

'پتا نہیں۔'

'اب اگر تم سیدھی طرح سے میرے ساتھ چیک اپ کروانے نہ گئے تو میں چاچو کو بتا دوں گا۔' شارق نے دھمکی دی۔

'اور ایک ڈاکٹر ہوتے ہوئے بھی تم یہ کہہ رہے ہو؟' پائیز نے شارق کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا تو وہ ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

اس سے پہلے کے ان میں مزید کوئی بات چیت ہوتی، تانیہ دروازہ نوک کر کے اندر آئی۔

'سب آجائیں کھانا ریڈی۔۔۔۔ بھائی آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟؟' پائیز کے سرخ چہرے پر نظر پڑتے ہی تانیہ بات ادھوری چھوڑ کر پائیز کے پاس آئی۔

اچھ نہیں ہوا پر نس میں ٹھیک ہوں بس سر میں درد ہے۔' پائیز نے تانیہ کو پیار کیا جو اب آنسو بہا رہی تھی۔

'تو میڈیسن لے لیں۔'

'ایسے کیسے لے۔ پہلے کھانا تو کھائے۔' شارق کچھ سوچتے ہوئے بولا۔

'میں یہی لادیتی ہوں۔'

تانیہ جو اب کا انتظار کیے بنا ہی چلی گئی۔

'عریش بھاگو!! وہ سب کو بتادے گی۔' پائیز کے کہنے پر عریش تانیہ کے پیچھے گیا۔

'ویٹ ویٹ ویٹ! عریش کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

'مجھ پر ٹرسٹ ہے نا؟' عریش کے پوچھنے پر تانیہ نے آنسو صاف کرتے ہوئے ہاں میں

سر ہلایا۔

'وہ تھوڑا سا ریسٹ کرے گا تو بالکل ٹھیک ہو جائے گا اور ابھی کسی کو بتانا نہیں ہے میں

خود ہی بات کر لوں گا۔'

عریش تانیہ کو لیے کیچن میں آ گیا جہاں غزالہ بیگم اور منہا بیگم کھانا لگانے کی تیاری کر رہی تھیں۔

'آنی ہم تینوں کمرے میں ہی کھالیں گے۔' عریش نے عام انداز میں غزالہ بیگم سے

کہا۔

'کیوں؟ خیریت؟'

'جی وہ ایک میٹنگ کے بارے میں ڈسکشن کرنی ہے۔' عریش نے بہانا بنایا۔

'اچھا ٹھیک ہے۔'

منہا بیگم نے ٹرے بنا کر عریش کو دی۔ وہ آنکھوں ہی آنکھوں میں تانیہ کو ریلکس رہنے کا اشارہ کرتا چلا گیا۔

آج ایک بار پھر عابرویلہ میں سب بڑے جمع تھے اور شارمین سے اس کی مرضی پوچھ رہے تھے۔

اپائیز سے اور کوئی گلہ؟ اجوادا عظیم نے شارمین سے پوچھا جو سنجیدہ تعصوات لیے بیٹھی ہوئی تھی۔

انہیں چاچو! مجھے اور کوئی گلہ نہیں۔ تعصوات کی طرح آواز میں بھی سنجیدگی تھی۔

اٹھیک ہے بیٹا! میں آپ سے دوبارہ پوچھتا ہوں۔ اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو ہم انہیں مثبت جواب دے دیں؟ اب کی بار عابرا عظیم نے شارمین سے پوچھا۔

فہد، نسرین بیگم، جیا اور باقی سب کی نظریں شارمین پر تھیں جو خاموشی سے اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی یوں جیسے ہاتھوں کی لکیروں میں جواب تلاش کر رہی ہو۔

امیری دوڈیمانڈز ہیں۔ اگر وہ منظور ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ اشارمین کی بات پر

جہاں نسرین بیگم اور جیانے اپنا سر پکڑا، وہیں تمام مرد حضرات حیرت سے شارمین کو دیکھنے لگے جو اپنی بات کہہ کر سر جھکائے بیٹھی تھی۔

’کون سی ڈیمانڈز؟‘ امان اعظم نے پوچھا۔

’پہلی ڈیمانڈ یہ ہے کہ نکاح سنہری مسجد میں ہوگا جس میں صرف فیملی ممبرز ہوں گے جیسے کہ آپ سب۔‘ اپنی بات مکمل کر کے شارمین نے ایک نظر سب کو دیکھا جن میں سے کچھ کی آنکھوں میں حیرت تھی تو کچھ کی آنکھوں میں غصہ (اور غصیلی آنکھیں کن کی ہوں گی وہ آپ سب بخوبی جانتے ہیں)۔

’شارمین یہ کیا بات ہوئی؟‘ نسرین بیگم نے شارمین کو گھورا۔

’ایک منٹ نسرین! دوسری ڈیمانڈ بتاؤ۔‘ بیگم کو ٹوکتے ہوئے عابرا اعظم نے شارمین سے کہا۔

’دوسری یہ کہ نکاح کے ٹھیک دو دن بعد سب کو بتایا جائے نکاح بارے میں۔ اگر ان دونوں ڈیمانڈز سے کوئی ایشو نہیں ہے تو میں راضی ہوں۔‘ اپنی دوسری ڈیمانڈ بتا کر شارمین نے سر جھکا لیا۔

'ان ڈیمانڈز کی کوئی وجہ؟' اقبال اعظم نے اپنی پُرسوچ نظریں شارمین ٹکاتے ہوئے پوچھا۔

'کوئی خاص وجہ نہیں چاچو۔ بس میں چاہتی ہوں نکاح کے وقت صرف میرے اپنے ہی میرے ادھر گرد موجود ہوں۔' شارمین نے آہستہ سے کہا۔

'ٹھیک ہے بیٹا! ہم بات کریں گے۔ اب آپ اپنے روم میں جاؤ۔' اسد خان نے نارمل انداز میں کہا تو شارمین فوراً سے اٹھی اور وہاں سے چلی گئی کیونکہ نسرين بیگم مسلسل اسے گھور رہیں تھیں۔

'لالہ آپ بجائے اسے سمجھانے کے اس کی ہاں میں ہاں کیوں ملارہے ہیں۔' نسرين بیگم نے افسوس سے اپنے لالہ کو دیکھا۔

'دیکھو گڑباز زندگی شارمین نے گزرانی ہے تو اس کی مرضی ہونا بہت ضروری ہے۔ اور اس نے کوئی غلط بات بھی نہیں کی۔ صرف یہی چاہتی ہے ناکہ نکاح سادگی سے ہو۔' اسد خان نے نسرين بیگم کو پیار سے سمجھایا۔

'جی بھابھی! یہ تو آپ بھی جانتی ہیں کہ وہ کتنی حساس ہے۔ اس نے آرام سے

رضامندی دے دی یہ بھی بڑی بات ہے۔ 'امان اعظم نے بھی شارمین کی سائڈلی۔

'بس پھر ایسا کرتے ہیں کسی دن چلتے ہیں ان کی طرف۔ گھر بار بھی دیکھ لیں گے اور

بات بھی کر لیں گے۔ 'اقبال اعظم نے عابرا اعظم کو دیکھتے ہوئے مشورہ دیا۔

'ٹھیک ہے ایسا ہی کریں گے۔ نسرین آپ انہیں بتادیں کہ اس سنڈے کو ہم ملنے آئیں

گے۔'

'جی اچھا۔ 'نسرین بیگم ناراضگی سے کہتے ہوئے اٹھ کر چلی گئیں۔

'عابرا دیکھو زرا! وہ ناراض ہو کر گئی ہے۔ 'بھائی تھے نا، ان کی نظروں سے بہن کی

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ناراضگی چھپ نہ سکی۔

عابرا اعظم سر ہلاتے ہوئے ان کے پیچھے چلے گئے تو باقی سب بھی اپنے اپنے گھروں کو

نکل گئے۔

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایر میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی

ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایر میگزین

ونسیہ اس وقت اپنے کمرے میں بیٹھی ایمان سے باتیں کر رہی تھی۔

'ونسیہ تم خوش ہونہ؟' ایمان نے باتوں ہی باتوں میں پوچھا۔

'پتا نہیں!'

'اس بات کا کیا مطلب ہو اونسیہ؟' ایمان کو حیرت ہوئی۔

'کچھ خاص نہیں آپی۔ ماما جان اور بابا جانی راضی ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔'

'میں تمہاری رضامندی نہیں خوشی کا پوچھ رہی ہوں۔'

'خفا نہیں تو خوش بھی نہیں ہوں۔' اونسیہ نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

اگر یا مجھ سے ناراض ہو؟' جب بھی ونیسہ ایمان سے ناراض ہوتی تھی اسی طرح گھما پھرا کر باتیں کیا کرتی تھی۔

'انہیں آپنی ناراض تو نہیں، بٹ آپ سے ایک گلہ ضرور ہے۔'

'کیسا گلہ؟'

'کاش آپ نے واسق کی بات میری آپنی بن کر سنی ہوتی نا کہ اس کی بھابھی بن کر۔'
ونیسہ نے اداسی سے کہا۔

اگر یا پلینز کھل کر کہو کس بات سے ہرٹ ہوئی ہو۔'

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'آپنی اگر ایسی کوئی بات کی بھی تھی تو آپ کو میری سائیڈ لینے چاہیے تھی۔ آپ اسی وقت کہہ دیتی کہ میرا مقصد ان کی انسلٹ کرنا کبھی بھی نہیں رہا۔ لیکن آپ نے ان کی بھابھی بن کر مجھے ہی ڈانٹ دیا۔ اگر وہ سچ میں سیریس ہوتا تو وہ پہلے ہی آپ سے بات نہ کر لیتا؟؟؟' ونیسہ بولنے پر آئی تو سب بول گئی جو دل میں تھا۔

'ایم سوری گڑیا۔ خوشی میں میرا دھیان ہی نہیں گیا اس طرف۔' ایمان جانتی تھی ونیسہ کافی حساس ہے لیکن اس حد تک باریکیوں پر غور بھی کرتی ہوگی یہ ایمان کو آج پتا چلا

تھا۔

'آپی سوری نہ کریں۔ میں نے یہ سب اس لیے تو نہیں کہا تھا۔ بس جو دل تھا وہ بتا دیا۔'
ونیسہ کو اچھانہ لگا ایمان کا معافی مانگنا۔

'اور جہاں تک بات ہے سائیڈ لینے کی، تو گرٹ یا حیدر نے اسی دن واسق کو بھی ڈانٹا تھا۔'
'اچھا بس مجھے اس ٹاپک پر مزید کوئی بات نہیں کرنی۔ آپ یہ بتائیں میرے مارشمیلوز
کہاں ہیں؟' ونیسہ نے بات بدلنا ہی مناسب سمجھا۔

'ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی سُلا یا ہے۔ ورنہ سکون سے بات نہ کرنے دیتے۔' ایمان نے
ایک نظر اپنے ساتھ سوئے ہوئے شہزادوں پر ڈالی۔

'میری طرف سے خوب سارا پیار کریں اور بھائی کو سلام کہیں۔ اللہ حافظ!'

'او علیکم اسلام۔ او کے اللہ حافظ! ایمان نے مسکراتے ہوئے فون رکھ دیا۔

'بات ہو گئی؟' حیدر کلیم نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

'جی ہو گئی۔ لیکن حیدر ونیسہ کی بات نے مجھے بھی سوچ میں ڈال دیا ہے۔' ونیسہ کی کہی

باتیں یاد کرتے ہوئے ایمان نے اپنے شوہر سے کہا۔

’کون سی بات نے؟‘

’حیدر اگر واسق واقعی ونیسہ کے بارے میں سنجیدہ ہوتا تو وہ پہلے ہی مجھ سے بات نہ کر لیتا؟‘

’ہاں یہ بھی ہے۔ چلو میں بات کرتا ہوں صبح۔ اب سو جاؤ پھر آنکھ نہیں کھلے گی۔‘

حیدر کلیم نے کہتے ہوئے ایمان کو کھینچ کر لیٹا دیا کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو ساری رات ایمان نے جاگ کر سوچتے ہوئے ہی گزار دینی تھی۔

دوسری طرف ونیسہ فون رکھنے کے بعد اسائنمنٹ بنانے میں مصروف تھی۔ جب لکھتے لکھتے وہ رک گئی۔

’اللہ جی! پتا نہیں کیوں آج کل کسی بھی خوشی کے موقع پر ایسا لگتا ہے یہ وقتی ہوگا۔‘

’نہیں میرا مطلب کہ مجھے پتا ہے کہ وقت کبھی ایک سا نہیں رہتا لیکن۔۔۔۔‘

’اففف۔۔۔‘ ونیسہ اپنے رب سے حالِ دل بیان کر رہی تھی۔

’بس آپ تو سمجھ رہے ہیں نا کیا فیمل ہو رہا ہے آج کل۔ اللہ جی پلیز کچھ کریں۔‘ منہ پھلا

کر کہتے ہوئے ونیسہ اسائنمنٹ ویسے ہی چھوڑ کر بیڈ پر لیٹ گئی۔

جب عابرا عظیم کمرے میں آئے تو نسرین بیگم نے تقریباً ساری ہی الماری بیڈ پر خالی کی ہوئی تھی اور اب سب کپڑوں کو تہہ کر رہی تھیں۔ وہ جب بھی ناراض ہوتی ایسا ہی کرتی تھیں۔

الگتا ہے موسم کافی خراب ہے۔ 'عابرا عظیم نے کپڑوں کو سائڈ پر کرتے ہوئے اپنے لیے جگہ بنائی۔

اہم۔۔۔ بجلی گرنے کے اثرات بھی نظر آرہے ہیں۔ 'نسرین بیگم کو خاموش پا کر عابرا عظیم نے ایک بار پھر کوشش کی اور اپنی کوشش میں کسی حد تک کامیاب بھی ہو گئے کیونکہ نسرین بیگم نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی عابرا عظیم کی شرٹ انہیں کی طرف اچھال دی۔

مجھے سمجھ نہیں آتی آپ سب کیوں شارمین کی ہر چھوٹی بڑی بات کو اتنی اہمیت دے رہے ہیں۔ پہلے بھی وہ پائیز کی انسلٹ کروا چکی وہ بھی بلاوجہ!'

'بلاوجہ نہیں! پائیز کی غلطی تھی۔ 'عابرا عظیم نے جیسے پتے کی بات بتائی۔

'اور شارمین نے تو آگے سے ایک لفظ بھی نہیں بولا ہوگا۔ گونگی بن کر پائیز سے باتیں سن کر آگئی۔' نسرین بیگم کے طنز پر ایک لمحے کے لیے تو عابرا اعظم بھی لاجواب ہو گئے۔

'اور اب بھی آپ سب فضول میں اسے سر پر چڑھا رہے ہیں۔ عابرا میں اس کی ماں ہوں، دشمن نہیں کہ آپ میری باتوں کو ہمیشہ غلط سینس میں لیتے ہیں۔' نسرین بیگم غصے سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

'اچھا ریلکس! میں نے کب آپ کی باتوں کا غلط مطلب نکالا ہے؟' عابرا نے نسرین بیگم کو بیٹھاتے ہوئے پانی کا گلاس پکڑا لیا۔

'آپ کیوں نہیں سمجھ رہے عابرا آپ کی بیٹی کے دماغ میں ضرور کوئی الٹا خیال گھوم رہا ہے۔ پہلے اتنی چھوٹی سی بات کو بیس بنا لیا اور اب جب وہ مسئلہ حل ہو گیا ہے تو نیا شواشا چھوڑ دیا۔'

'بیگم آپ کیوں اس قدر بدگمان ہیں میری بیٹی سے؟' عابرا اعظم تو حیران رہ گئے تھے نسرین بیگم کی باتیں سن کر۔

'آپ کو لگتا ہے نہ کہ میں غلطی پر ہوں، تو ٹھیک ہے جو مرضی کریں۔ میں کچھ نہیں کہہ رہی۔ مسز مجتبیٰ کو کال کر کے بتا دیتی ہوں چلے جائیے گا۔' انسین بیگم بنا عابرا عظیم کو بولنے کا موقع دیے موبائل اٹھا کر غزالہ بیگم کو کال ملا چکی تھیں۔

'اسلام علیکم! مسز عابرات کر رہی ہوں۔'

'او علیکم اسلام! جی میں نے پہچان لیا۔ کیسی ہیں آپ؟' غزالہ بیگم کی آواز آئی۔

'میں ٹھیک آپ سنائیں گھر میں سب کیسے ہیں؟'

'الحمد للہ سب ٹھیک۔' غزالہ بیگم کی آواز ابھری۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'اچھا غزالہ وہ شمار میں کے فادر اور چاچوؤں نے کچھ بات کرنی تھی تو وہ آنا چاہ رہے ہیں۔' انسین بیگم اصل مدعے کی طرف آئیں۔

'جی جی کوئی مسئلہ نہیں آپ سب اس سنڈے کو آجائیں۔' غزالہ بیگم نے خوشدلی سے مدعو کیا۔

'جی شکریہ انشاء اللہ پھر ملاقات ہوتی ہے۔ اللہ حافظ!'

'اللہ حافظ!'

فون رکھ کر نسرین بیگم عابرا عظیم کی طرف متوجہ ہوئیں جو ایک ہاتھ کی مٹھی بنائے
منہ پر رکھے انھیں کو دیکھ رہے تھے۔

اسٹڈے کو جانا ہے۔ اپنی بات کہہ کر نسرین بیگم کمرے سے چلی گئیں لیکن عابرا عظیم
کے لیے سوچوں کے کئے دروازے کھول گئیں۔

کوئی نہیں جانتا تھا کہ شارمین کیا سوچے بیٹھی تھی۔۔۔

شارمین کی آنکھ ونسیہ کی کال سے کھلی تھی۔
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'کیا بات ہے؟ میلی پشوگے اتنی ڈل ڈل کیوں ہے؟'

'اچھا پہلے نماز پڑھ لیں پھر میں کال کر کے بتاتی ہوں۔ ٹھیک ہے؟' شارمین نے کچھ
سوچتے ہوئے کہا۔

'او کے جی! اللہ حافظ!'

'اللہ حافظ!'

شارمین وضو بنا کر نماز پڑھنے لگی۔ نماز سے فارغ ہو کر جب دُعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو

عجیب سا محسوس ہوا۔

جب کوئی مومن جانتے بوجھتے کسی غلط راہ کی طرف جا رہا ہو لیکن دل میں خوفِ خدا بھی موجود ہو تو وہ اللہ کے سامنے حاضر ہونے پر جھجک کا شکار ہوا کرتا ہے۔ اگر اللہ کو اپنے بندے کی آزمائش مطلوب ہو تو اسے روکتا نہیں، لیکن کبھی کبھی پروردگار یکتا کو اپنے بندے کی کوئی نیکی اس قدر پسند آ جاتی ہے کہ اس سے پہلے وہ بشر کوئی نقصان اٹھائے، اللہ ﷻ اسے بچا لیتا ہے۔

'اللہ جی! پلیز میرا مواخذہ نہ کیجئے گا۔' کچھ سمجھ نہ آنے پر شارمین یہ کہتی اٹھ گئی اور جائے نماز اپنی جگہ پر رکھتے ہوئے ونیسہ کو کال کی۔

'اسلام علیکم! چلو اب اچھی سی پالی شی کیٹی کیٹ کی طرح بتاؤ کیا بات ہے۔' ونیسہ کے کیٹی کیٹ کہنے پر شارمین کو اچانک پائیز اور اس کا نظریں چرانا یاد آیا۔

'ونیسہ دوبارہ مجھے کیٹی کیٹ مت کہنا! شارمین کو اپنے لہجے کی سختی کا اندازہ ہی نہیں ہوا۔'

'اوکے۔' ونیسہ لفظی جواب کے بعد خاموش ہو گئی۔

'آیم سوری۔ میری جان میں بہت پریشان ہوں مجھے کچھ بھی سمجھ نہیں آرہا۔' ونیسہ کی خاموشی پر شارمین کو احساس ہوا تو وہ رونے لگی۔

'اسی لیے تو پوچھ رہی ہوں کیوں پریشان ہو۔ مجھ سے شنیر کرو۔'

'ونی میں نے ہاں کر دی۔'

'تو اس میں اتنا رونے والی کی بات ہے پشوگے؟ یہ اچھی بات نہیں؟'

'مجھے پتہ ہے اب تم میرا بایکٹ کر دو گی۔' اس خیال کے آتے ہی شارمین کے آنسوؤں میں روانی آگئی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'یہ ہم دونوں کو اچھی طرح روشن ہے کہ ایک دوسرے کے بغیر ہمارا گزارہ ممکن نہیں ہے اور بایکٹ میں تب کرتی جب یہ لو میرج ہوتی۔ یہاں لو تو دور کی بات ارنج کے بھی اثرات نظر نہیں آتے۔' ونیسہ نے شارمین کو تسلی دی۔

'سچ کہہ رہی ہو؟'

'بالکل سچ! اب تم سچ سچ بتاؤ ایسی بھی کیا بات ہے جو تمہیں پریشان کر رہی ہے اور وہ مجھ سے چھپا رہی ہو۔' ونیسہ نے اطمینان سے کہا۔

اکک کیا مطلب۔ بتا دیا ہے نہ۔ اب اور کیا بتاؤں؟ اشار میں نے اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

اچلو ٹھیک ہے۔ جب بھی کمفرٹیبیل ہو شتیر کر لینا۔ اشار میں کے گریز پر ونیسہ نے بھی بات وہیں چھوڑ دی۔

اکل جب پاپا جانی نے مجھ سے دوبارہ پوچھا تھا تو میں نے دو ڈیمانڈز رکھی تھیں کہ اگر یہ ڈیمانڈز ایکسپٹ کر لی جائیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اشار میں نے بات بدل دی۔

اہم۔۔ کیسی ڈیمانڈز؟

اپہلی یہ کہ نکاح سنہری مسجد میں ہوگا اور صرف فیملی ممبرز ہوں گے۔ اشار میں نے پہلی ڈیمانڈ بتائی۔

اچھا وہ صدر والی؟

ہاں وہی۔

اور دوسری ڈیمانڈ؟

'دوسری یہ ہے کہ نکاح کے دو دن بعد خاندان والوں کو بتایا جائے۔' اشار میں نے بتایا۔

'انکل نے کیا کہا؟' ونسیہ نے وجہ پوچھنا مناسب نہ سمجھا۔

'کہتے ہیں بات کریں گے۔'

'چلو اللہ خیر کرے۔ ویسے آج یونی جاؤ گی؟' ونسیہ نے بات بدل دی جو اشار میں نے

بڑی شدت سے محسوس کیا پھر کچھ کہہ نہ سکی۔

'ہمم۔۔۔'

'اوکے جی پھر تم ریڈی ہو جاؤ اور ہو سکے تو آنٹی کی ہلپ بھی کر دو۔ کیونکہ وہ تم سے

ناراض ہوں گی۔'

'آج نہیں کہوں گی تمہیں کیسے پتا چلا۔' اشار میں پھیکا سا مسکرائی۔

'واؤ یہ تو اچھی بات ہے۔ چلو اب بھاگو۔ اللہ حافظ! ونسیہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

'اللہ حافظ میری جان!'

سار میں فون رکھ کر یونی کے لیے تیار ہونے لگی۔ اگلے بیس منٹ بعد وہ نیچے ٹیبل پر آگئی

جہاں جیانا شتہ لگا رہی تھیں۔

'اسلام علیکم جیا گڈ مارنگ! 'شارمین سلام کرتے ہوئے اپنی کرسی پر بیٹھ گئی۔

'او علیکم اسلام مارنگ! 'جیا شارمین کا ناشتہ رکھ کر واپس کچن میں چلی گئیں۔

شارمین خاموشی سے ناشتہ کر رہی تھی جب عابرا عظیم اور فہد بھی آگئے۔

'اسلام علیکم گڈ مارنگ! 'دونوں بہن بھائی نے ایک ساتھ سلام کیا تو سب مسکرائے۔

'او علیکم اسلام مارنگ!'

ان کے بیٹھتے ہی جیا اور نسرین بیگم بھی آگئیں۔ نسرین بیگم کی سنجیدگی دیکھتے ہوئے شارمین کی ہمت ہی نہیں ہوئی ان سے بات کرنے کی۔ وین کے آتے ہی شارمین یونی کے لیے نکل گئی اور فہد سکول بس کے لیے۔ کچھ دیر بعد عابرا عظیم بھی کام کا کہہ کر نکل گئے۔

ان کا رخ اقبال عظیم کے گھر کی طرف تھا جہاں باقی دو بھائی بھی ان کا انتظار کر رہے تھے۔ دراصل رات کو نسرین بیگم کی باتوں نے عابرا عظیم کو بھی سوچ میں ڈال دیا تھا۔ اسی بات کو ڈسکس کرنے عابرا عظیم نے دونوں بھائیوں کو اقبال عظیم کے گھر بلا دیا تھا۔ 'ویسے بھائی میں بھی بھابھی کی بات سے سمت ہوں۔ میں نے شہزادی کی آنکھوں میں

بغاوت دیکھی ہے۔ 'اقبال اعظم نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

'لیکن اگر ایسی بات ہوتی تو وہ ڈیمانڈز بھی ناقابل قبول پیش کرتی! 'جو ادا اعظم نے

شارمین کی طرف داری کرتے ہوئے کہا۔

'یہ بھی ہے۔ 'امان اعظم بھی متفق تھے۔

'لیکن ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ شہزادی عین نکاح کے وقت کوئی اور ڈیمانڈ پیش کر دے!'

اقبال اعظم نے خدشہ ظاہر کیا۔

'ہاں مجھے بھی کچھ ایسا ہی لگتا ہے اور بقول نسرین کے شارمین کے دماغ میں کچھ الٹا چل

رہا ہے۔ 'عابرا اعظم بھی متفق تھے۔

'کیا مطلب؟ 'سب بیک وقت بولے۔

'نسرین کو لگتا ہے شارمین کی ان ڈیمانڈز کے پیچھے کوئی خطرناک وجہ ہے۔'

'شہزادی اپنی ساری باتیں کس سے سنیں کرتی ہے؟ 'جو ادا اعظم نے کچھ سوچتے ہوئے

پوچھا۔

'اونیسہ سے۔'

’تو کیوں نہ ہم ونیسہ سے بات کریں۔ ہو سکتا ہے اسے کچھ پتا ہو!‘ امان اعظم نے مشورہ دیا جو سب کو کافی پسند آیا۔

’ٹھیک ہے میں شارمین سے کہتا ہوں اس کا نمبر سینڈ کرے۔‘

عابرا اعظم نے شارمین کو کال کی اور ونیسہ کا نمبر مانگا۔

’پاپاجانی خیریت؟ ونی کا نمبر کیوں چاہیے؟‘ وہ شارمین ہی کیا جو بنا کسی سوال جواب کے کوئی کام کرے۔

’کچھ کام ہے اسی لیے کہہ رہا ہوں نا؟‘ اپنی لاڈلی کو قابو کرنے کے لیے عابرا اعظم نے سنجیدگی سے کہا۔

’اچھا اچھا دیتی ہوں غصہ کیوں کر رہے ہیں۔‘ شارمین نے منہ پھولاتے ہوئے پہلے عابرا اعظم کو ونیسہ کا نمبر دیا پھر ونیسہ کو بھی عابرا اعظم کا نمبر دیتے ہوئے سمجھایا۔

’میں نے وٹس ایپ کر دیا ہے پاپاجانی۔‘

’جی مل گیا اور ونیسہ کو بتادیا؟‘

’جی جی بتادیا ہے۔ اچھا پاپاجانی میری کلاس ہے۔ اللہ حافظ!‘ شارمین نے جلدی میں

کہا۔

'او کے اللہ حافظ!'

فون رکھ کر عابرا عظیم اپنے بھائیوں کی طرف متوجہ ہوئے۔

'ایسا کریں اگر ابھی وہ فری ہے تو کال کر لیں اور اسپیکر پر لگادیں۔' اقبال اعظم کے کہنے

پر انھوں نے ونیسہ کو مسیج کر کے پوچھا۔ مثبت جواب آنے پر انھوں نے کال ملائی۔

'اسلام علیکم انکل کیسے ہیں آپ! ونیسہ کی آواز ابھری۔

'وعلیکم اسلام بیٹا میں ٹھیک آپ کیسی ہو؟'

'الحمد للہ۔ انکل خیریت؟ آپ نے کوئی بات کرنی ہے؟ ونیسہ نے پوچھا۔

'جی بیٹا وہ شارمین کے بارے میں بات کرنی تھی۔ آپ کو پتا ہو گا کہ شارمین کے لیے

پر پوزل آیا ہے۔' عابرا عظیم نے بات شروع کی۔

'جی جی شارمین نے بتایا تھا۔ ویسے انکل میرا خیال ہے آپ شارمین کی ڈیمانڈز کے

بارے میں پوچھنا چاہ رہے ہیں نا؟ ونیسہ کے صحیح اندازہ لگانے پر سب کی نظروں میں

ستائش ابھری۔

'جی بیٹا اسی سلسلے میں آپ سے بات کرنی تھی۔ کیا آپ کو ان ڈیمانڈز کی وجہ پتا ہے؟'
عابرا عظیم نے پوچھا۔

'شارمین نے مجھے بھی نہیں بتائی۔ لیکن جہاں تک میں شارمین کو جانتی ہوں نا، وہ ضرور
کچھ غلط سوچے بیٹھی ہے۔' ونیسہ کی بات پر سب نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

'کیا غلط؟ کچھ اندازہ ہے آپ کو؟' عابرا عظیم کی جگہ امان عظیم نے پوچھا تو ونیسہ خاموش
ہو گئی۔

'بیٹا میرے ساتھ شارمین کے تینوں چاچو بھی موجود ہیں۔' عابرا عظیم نے وضاحت
دی۔

'اسلام علیکم انکلز!'

اور ہماری ونی کی سلام کرنے والی عادت! تینوں انکلز نے سلام کا جواب دیا۔

'اچھا میرے خیال میں دو وجہ ہو سکتی ہیں ان ڈیمانڈز کی۔ پہلی تو یہ کہ شارمین نے یہ
سوچا ہو گا کہ شاید ان ڈیمانڈز پر اعتراض کیا جائے اور بات یہیں ختم ہو جائے۔' ونیسہ
نے پہلا خدشہ ظاہر کیا۔

اہمم۔۔ اور دوسری؟'

'دوسری یہ کہ شارمین عین نکاح کے وقت کوئی رولا ڈالے گی۔ کیونکہ شارمین سے بات کر کہ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ ضرور کچھ ہوا ہے۔ انکل کیا پائیز بھائی اور شارمین دوبارہ ملے ہیں؟' ونیسہ کے کہنے پر اقبال اعظم حیران ہوئے۔

'جی بیٹا! میرے ہی کہنے پر کل پائیز ملنے گیا تھا شارمین سے!'

'اللہ اللہ! انکل یہ کیا کیا؟؟' ونیسہ کی پریشان آواز آئی۔

'کیوں بیٹا؟' عابرا اعظم نے پوچھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'ضرور انھوں نے شارمین کو دھمکایا ہوگا۔ اسی لیے شارمین نے یہ ڈیمانڈز رکھی ہیں۔' ونیسہ کے اس قدر صحیح اندازے نے ایک بار پھر سب بڑوں کو حیرت سے دوچار کر دیا۔

'آپ کو کیسے پتا؟' امان اعظم کی آواز حیرت میں ڈوبی ہوئی تھی۔

'ضرورت سے زیادہ ہی جانتی ہوں اپنی پشتوگے کو۔' ونیسہ کے لہجے میں شارمین کے لیے پیار ہی پیار تھا۔

کہتے ہیں جو چیز حد سے بڑھ جائے وہ ہمیشہ نقصان دیا کرتی ہے۔ اگر نفرت حد سے بڑھ

جائے تو انسانیت کو کھا جاتی ہے اور اگر محبت حد سے بڑھ جائے تو ہجر و فراق میں مبتلا کر دیتی ہے۔ زیادہ عزت بندے کو مغرور کر دیتی ہے تو حد سے زیادہ قدر پر انسان خود کو دوسروں سے برتر سمجھنے لگتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کی ایک حد مقرر کی ہے تاکہ عقل و شعور والے خود کو نقصان سے بچالیں۔

تو آپ کے خیال میں کیا کرنا چاہئے؟ اجوادا اعظم نے پوچھا۔

اُمم۔۔۔ میری مائیں تو فلحال شارمین کی کسی بھی بات سے اعتراض نہ کریں۔ وہ جو کہہ رہی ہے کر لیں۔ باقی پھر میں وقت کے ساتھ ساتھ شارمین کا موڈ دیکھتے ہوئے بتاؤں گی۔

لیکن بیٹا آپ کی آنٹی کا کہنا ہے کہ شارمین کی بات نہ مانی جائے۔ 'عابرا اعظم نے کہا۔

اہم آنٹی بھی اپنی جگہ ٹھیک ہیں۔ لیکن اب اگر آپ منع کریں گے تو شارمین آپ لوگوں سے بھی بدگمان ہو جائے گی۔ ویسے انکل میرا خیال ہے آپ کوئی بیک۔ اپ پلین رکھ لیں۔'

'چلو ٹھیک ہے۔ اگر دوبارہ ضرورت پڑی تو آپ سے ہلپ لیں گے۔' اقبال اعظم نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

'انشاء اللہ ضرور! اچھا انکل میری کلاس ہے۔ پھر بات ہوتی ہے۔'

'او کے بیٹا اللہ حافظ!'

'اللہ حافظ!'

عابرا عظیم نے فون بند کر کے اپنی جیب میں ڈال لیا۔

'ونیسہ بھی وہی کہہ رہی ہے کہ شارمین کچھ الٹا کرے گی۔' امان عظیم نے اپنے بھائیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

'ویسے مجھے ونیسہ کا یہ بیک۔ اپ والا آئیڈیا اچھا لگا ہے۔' جو ادا عظیم نے کہا۔

'لیکن یہ بیک۔ اپ پلین کیا ہوگا؟' سوال عابرا عظیم کی جانب سے آیا۔

'چلو وہ تو بعد کی بات ہے پہلے یہ بتائیں کہ جانے کا کیا سین ہے؟' اقبال عظیم نے پوچھا۔

'سنڈے کو جانا ہے۔ اچھا میں نکلتا ہوں۔ باتوں میں وقت کا پتا ہی نہیں چلا۔' عابرا عظیم

گھڑی پر وقت دیکھتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

'کھانا کھا کر جائیں نا۔' اقبال اعظم نے کھانے کہا۔

'انہیں بس گھر جاؤں گا۔ تمہاری بھابھی بھی ناراض ہے۔ ایک تو مسئلہ بچوں سے ہوتا ہے اور ناراض مجھ سے ہو جاتیں ہیں۔' عابرا اعظم کے معصومیت سے کہنے پر امان، جواد اور اقبال اعظم ہنس پڑے۔

'بچے بھی تو آپ کے ہیں نا۔' امان اعظم ان سے گلے ملتے ہوئے بولے۔

'ہمم!'

عابرا اعظم سب سے مل کر گھر کے لیے نکل پڑے۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

غازیان ویلہ میں اس وقت سب بڑے بیٹھے تانیہ اور عریش کے نکاح کی ڈیٹ فکس کر رہے تھے۔ ان سے تھوڑے فاصلے پر پائیز اور شارق تانیہ کے ساتھ ماڈل بنانے میں مصروف تھے۔

'میرا خیال ہے اگلے مہینے کا پہلا جمعہ رکھ لیتے ہیں۔' اسیر غازیان نے مشورہ دیا جو سب کو کافی پسند آیا۔

'یہ ٹھیک ہے ویسے بھی اس سنڈے کو شارمین کی فیملی بھی آرہی ہے۔ اگر ان کی رضامندی ہوئی تو پائیز کا بھی اسی دن رکھ لیں گے۔' غزالہ بیگم نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

'ویسے آپ کو کیا لگتا ہے جو اب مثبت ہو گا یا نہیں؟' اسمارہ بیگم نے پوچھا۔
'کوئی اندازہ نہیں!'

'یہ کچھ زیادہ ہی مسئلے نہیں ہو رہے اس رشتے میں؟' طائل غازیان جو کب سے خاموش تھے غزالہ بیگم کی بات سن کر بولے۔
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
'اہم۔۔۔ کیونکہ شارمین بھی گھر کی لاڈلی بچی ہے ہماری تانی کی طرح۔' جواب منہا بیگم کی طرف سے آیا۔

'خیر! آپ لوگ عریش کے نکاح کی تیاریاں شروع کر دیں کیونکہ زیادہ وقت نہیں ہے اور سسیر، طائل اسٹیڈی میں آؤبات کرنی ہے۔' مجتہی غازیان کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

'جی اچھا! سسیر غازیان اور طائل غازیان بھی انھی کے ساتھ اٹھ کر چلے گئے۔'

'اچھی ہمارا دلہا کہاں ہے؟' اقراء نے عریش کی کمی محسوس کرتے ہوئے پوچھا۔

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایر میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی

ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ

کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے

ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات

کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایر میگزین

'وہ نورین کی طرف گیا ہے۔ کہہ رہا تھا کچھ کام ہے۔' مننا بیگم کی بات پر پائیز اور شارق

کے بھی کان کھڑے ہو گئے کیونکہ عریش انھیں بتائے بنا گیا تھا۔

'کیسا کام؟' سوال شارق کی جانب سے آیا۔

'پتہ نہیں مجھے تو نہیں بتایا۔'

'چلیں آتا ہے تو پوچھ لیں گے۔ کیونٹی یہ تو ہو گیا اب اسی خوشی میں میرے لیے مزے کا

لزانہ بناؤ۔ 'شارق نے ماڈل کو سائیڈ پر رکھتے ہوئے تانیہ سے کہا جو بچا ہو اسامان اکٹھا کر رہی تھی۔

'اوکے میں بناتی ہوں۔' تانیہ خوشدلی سے کہتے ہوئے سامان کمرے میں رکھ کر کیچن میں لزانہ بنانے لگی۔

پائیز اپنے کمرے میں صوفے پر لیٹا پھر سے شارمین کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ شارمین وہ پہلی لڑکی تھی جسے پائیز مجتبیٰ کی پروا نہیں تھی ورنہ آج تک وہ جہاں بھی گیا تھا لڑکیاں مکھیوں کی طرح اس کے پیچھے پڑھ جایا کرتی تھیں۔ جس طرح شارمین نے انکار کے لیے اپنی اور پائیز کی پہلی ملاقات کو بہانہ بنا کر پیش کیا تھا، اپنی اس حرکت کے بعد پائیز کو پکا یقین تھا کہ شارمین انکار ہی کرے گی اور اسی لیے پائیز نے خود کو پہلے سے ہی ذہنی طور پر تیار کرنا شروع کر دیا تھا۔

اپھر سے مجنوں کی روح لینڈ کر گئی ہے کیا؟ 'شارق نے پائیز کے یوں کھوئے ہوئے انداز میں مسکرانے پر چوٹ کی تو پائیز کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی لیکن اس کی پوزیشن میں کوئی فرق نہیں آیا۔ شارق بھی گہرہ سانس بھرتا صوفے کے ساتھ ٹیک لگا کر نیچے بیٹھ گیا۔

عریش اس وقت لاؤنچ میں بیٹھا احمد زمان اور نورین بیگم سے باتیں کر رہا تھا جبکہ مہرماہ ونیسہ کو بلانے گئی ہوئی تھی۔

'اس بار کافی ٹائم بعد چکر لگایا ہے۔' احمد زمان نے مسکراتے ہوئے عریش سے کہا۔

'بس انکل جاب میں اتنا بڑی ہو گیا ہوں کہ مشکل سے ہی ٹائم نکلتا ہے۔ آج آف تھا تو سوچا چکر لگالوں اور ایمان آپنی نے کچھ کام ذمے لگائے تھے وہ بھی کر لوں۔'

'چلو اللہ کامیاب کرے! اور نکاح کب ہے پھر؟' نورین بیگم نے اپنے مطلب کی بات پوچھی۔

'آج ڈیسائنڈ کریں گے اور یہ چائینز کونین کہاں رہ گئی ہیں؟' عریش نے سیڑھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

'باادب چائینز کونین داخل ہو رہی ہیں!'

نورین بیگم کے کچھ کہنے سے پہلے ہی مہرماہ کی شرارتی آواز آئی۔

'اسلام علیکم شاہی وزیر! کہو کیسے آنا ہوا۔' شان بے نیازی سے کہا گیا۔

'او علیکم اسلام ملکہ حضور! کیسے مزاج ہیں آپ کے؟' عریش مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے بولا۔

'ابا حضور شاہی وزیر کو بتا دیا جائے کہ ہم سخت ناراض ہیں! لہذا فری ہونے کی کوشش نہ کرتے ہوئے سیدھا مدعا بیان کیا جائے۔' ونیسہ نے عریش کو انگور کرتے ہوئے سنجیدگی سے احمد زمان کے ذریعے اپنی ناراضگی بتائی۔

'آہ۔۔۔ گڑیاریلی سوری وہ میں کام میں۔۔۔'

'مدعا بیان کیا جائے! عریش کی بات کاٹتے ہوئے ونیسہ کی سنجیدگی برقرار رہی۔

'بُری بات بیٹا! وہ سوری کر رہا ہے نہ! نورین بیگم کے کہنے پر ونیسہ نے منہ پھولا لیا۔

دراصل نورین بیگم اور منہا چچا زاد بہنیں تھی۔ بچپن سے ہی ان میں بہت دوستی تھی۔

شادی کے بعد ان کی دوستی اور بھی بڑھ گئی کیونکہ مجتبیٰ غازیان اور احمد زمان کالج کے

زمانے میں دوست رہ چکے تھے۔ دونوں گھرانوں کا آنا جانا لگا رہتا تھا۔ دس سال کی عمر

میں جب عریش نے پہلی دفعہ ونیسہ کو دیکھا تو حیران رہ گیا تھا۔ وہ ہو بہو تانیہ کی کاپی تھی

لیکن ونیسہ کی آنکھیں براؤن اور چھوٹی تھیں۔ اسے شوخ و چنچل سی ونیسہ بہت اچھی

لگی اور تب سے ان کی دوستی کا آغاز ہوا تھا۔

'اچھا پراس آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔'

لتانیہ کیسی ہے؟ اور انکل آنٹی؟' ونیسہ نے عریش کی بات نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

اسب ٹھیک ہیں۔ اچھالاؤ میں دیکھوں کیا ہوا ہے لیپ ٹاپ کو۔' ونیسہ کا اشارہ سمجھتے

ہوئے عریش نے بھی بات بدل دی۔

'آئیں۔'

ونیسہ عریش کو لیے اپنے کمرے میں آگئی اور لیپ ٹاپ لا کر اس کے سامنے رکھا۔ جیسے

ہی عریش نے پوچھنے کے لیے سراٹھایا، ونیسہ کا فیورٹ تکیہ عریش کے منہ پر لینڈ ہوا۔

اشرم آتی ہے آپ کو؟ میں نے پچھلے مہینے بلایا تھا آپ کو اور اب ستمبر چل رہا ہے۔ اب

بھی نہ آتے نا۔ ڈائریکٹ نکاح کے بعد تانی کے ساتھ ہی آتے۔' ونیسہ بولنے کے ساتھ

ساتھ تکیہ بھی پھینک رہی تھی۔

'یار رر۔۔۔ بات تو سنو۔۔۔' عریش خود کو بچاتے ہوئے چیخا لیکن ونیسہ اپنے کان بند

کیے تکیوں سے حملہ کیے جا رہی تھی۔

'اہم۔۔۔ تو اب بتائیں کیا بات ہے۔' اپنا غصہ اتار کر ونیسہ اب پر سکون ہو کر بیٹھ گئی۔

'بہت گندی بچی ہو۔' عریش نے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

'اچھا اب اس کو ٹھیک کریں۔ مجھے اتنی مشکل ہو رہی تھی جب سے یہ خراب ہوا ہے۔'

ونیسہ نے معصومیت سے کہا تو نہ چاہتے ہوئے بھی عریش مسکرا اٹھا۔

'پھر کیا کیا ہے؟'

'بھائی میں نے کچھ بھی نہیں کیا یہ خود بخود ہو گیا۔' دنیا جہان کی معصومیت چہرے پر

سجائے ونیسہ نے صفائی دی۔

'جی جی آپ تو کچھ کرتی ہی نہیں یہ خود ہی خراب ہو جاتا ہے! اچھالا سٹلی کون سا ڈیوائس

ہیک کیا تھا؟' عریش نے عام سے لہجے میں پوچھا کیونکہ ونیسہ کو بھی شارق کی طرح

ہیکنگ کا شوق تھا۔

'وہ نا۔۔۔'

'اہم۔۔۔' عریش کی نظریں ٹاپ کی سکرین پر تھیں۔

'بھائی وہ۔۔۔ ایک ڈرون تھا اس کو ہیک کیا تھا۔' ونیسہ نے آنکھیں بند کرتے ہوئے

جلدی سے بتایا۔

'اڑکی انسان بن جاؤ۔ ہر چیز ہیک کرنے کی نہیں ہوتی۔' اعریش نے گھورتے ہوئے کہا۔

'لیکن بھائی وہ ہر چیز تو نہیں تھی۔ ڈرون تھا ڈرون! اونیسہ نے شرارت سے کہا تو اعریش سر نفی میں ہلاتے ہوئے لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہو گیا اور آدھے گھنٹے کی محنت کے بعد لیپ ٹاپ ٹھیک کر دیا۔

'اشکر! میری اتنے سارے کام رکے ہوئے تھے اس کی وجہ سے۔ ویسے بھائی ہوا کیا تھا؟'

'ہیوی ڈیوائس ہیک کرنے سے ایسا ہو جاتا ہے۔ اچھا گڑیا ایک بات تو بتاؤ آپ کو پتا ہوگا نہ آج کل آپ کی کیا سوچ رہی ہیں؟' اعریش نے بالکل بڑے بھائیوں کی طرح پوچھا۔

'ہمم۔۔۔'

'آپی بتا رہی تھیں آپ خوش نہیں ہو! اعریش نے جانچتے ہوئے کہا۔

'بھائی میں نے کہا تھا کہ میں ناخوش ہوں اور ناخفا۔ جو ماما جان اور بابا جانی کا فیصلہ ہوگا

وہی میرا بھی ہوگا۔'

'واسق کی کون سی بات بری لگی ہے؟' عریش اگر خود کو ونسیہ کا بھائی کہتا تھا تو غلط نہیں کہتا تھا۔ لمحے میں جان گیا کہ وجہ واسق کی کوئی حرکت ہے۔

بھائی میں پروپوز کرنے پر یقین نہیں رکھتی۔ اگر سامنے والا واقعی سنجیدہ ہے تو ڈائریکٹ بڑوں سے بات کرے۔ پھر اگر مصلحت ہوئی اور وہ آپ کی محرم بن جائے تو خوشی خوشی اپنی فیئنگس کا اظہار کرے۔' ونسیہ نے سنجیدگی سے کہا۔

'اور واسق نے چونکہ پہلے خود ڈرائے کیا اور ناکام ہونے پھر آپ سے بات کی۔' عریش نے باقی کی بات مکمل کی تو ونسیہ نے بھی سر ہلادیا۔

'ویسے گڑیا میں واسق سے مل چکا ہوں۔'

'اور وہ ایسا نہیں ہے آپ کچھ زیادہ ہی سوچ رہی ہو۔' ونسیہ نے لیپ ٹاپ اٹھا کر الماری میں رکھتے ہوئے عریش کی بات مکمل کی۔

'چاہو تو اپولو جائز کروالو۔'

'نہیں بھائی اس کی ضرورت نہیں۔۔ تھوڑا ٹائم لگنا ہے پھر سب سیٹ ہو جائے گا۔'

ونیسہ نے کھوئے ہوئے کہا۔

'او کے اس بات کو رہنے دیتے ہیں۔' ونیسہ کو یوں اداس ہوتا دیکھ کر عریش نے زیادہ چھیڑنا مناسب نہ سمجھا۔

'اچھا گڑیا مجھے آپ کی ہلپ چاہیے۔' عریش نے بات بدل دی۔

'واہ جی! آج تو بڑے بڑے لوگ ہلپ مانگ رہے ہیں۔ اچھا بتائیں کیسی ہلپ؟' عریش کے گھورنے پر ونیسہ نے سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

'دراصل بات کچھ یوں ہے کہ۔۔۔۔۔'

بات کے اختتام پر عریش نے ونیسہ کو دیکھا جو اسے پُر سوچ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

'یہ سب مجھے کیوں بتا رہے ہیں؟ اور اگر بتانا ہی تھا تو ابھی کیوں؟'

لٹانیہ کے علاوہ صرف فیملی ممبر زہی جانتے ہیں اور آپ کو اس لیے بتا رہا ہوں کیونکہ

آپ سے بہتر کوئی نہیں جانتا۔' عریش نے کہا۔

'ہمم یہ تو ہے۔ اچھا پھر میری مائیں تو ایسا کریں کہ۔۔۔۔۔۔۔' اور پھر ونیسہ نے جو

مشورہ دیا وہ عریش کو بہت پسند آیا۔

اشاباش گڑیا! ایسے ہی تو میں آپ کو کرائم کوئین نہیں کہتا۔ 'عریش کی بات پر ونیسہ مسکرا دی۔

'ویسے بھائی ایک بات تو بتائیں یہ آپ کے لیے ہر کوئی کوئین ہی کیوں ہے؟؟ منہا آئی ماما کوئین، تانی شہزادی عیش کی کوئین اور میں چائیز کوئین۔ 'ونیسہ کی بات پر عیش کا قہقہہ بلند ہوا۔

'کوئین ورڈ مجھے یہ احساس دلاتا ہے کہ ان سب کی خوشی اور حفاظت کے لیے اپنی جان تک قربان کرنے سے گریز نہیں کرنا۔'
 'ہائے اللہ جی! میں کتنی لگی ہوں۔' دونوں ہاتھ گال پر رکھتے ونیسہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو عیش ہنس پڑا۔

تھوڑی دیر بعد عیش سب سے مل کر واپس گھر آ گیا اور بنا کسی سے ملے اپنے کمرے میں بند ہو گیا۔ جب شارق اور پائیز کو پتا چلا تو فوراً عیش کے کمرے میں آئے۔ عیش اپنی سوچوں میں اس قدر گم تھا کہ دروازہ کھلنے کی آواز بھی نہ سن سکا۔ ہوش تو تبا آیا جب شارق گرنے کے سے انداز میں بیڈ پر بیٹھا۔

’تم ٹھیک ہو؟‘ پائیز نے عریش کے چہرے پر نظریں ٹکاتے ہوئے پوچھا تو عریش نے سر کے اشارے سے ہاں کہا۔

’چھوٹی گڑیا زیادہ ناراض ہے کیا؟‘ اشارق و نیسہ کو چھوٹی گڑیا کہا کرتا تھا۔

’نہیں مان گئی تھی۔‘ عریش نے گہرہ سانس بھرتے ہوئے کہا۔

’پھر پریشان کیوں ہو؟‘ پائیز نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے پوچھا کیونکہ عریش جب بھی پریشان ہوتا تھا یونہی کمرے میں بند ہو جایا کرتا تھا۔

’ابھی نہیں بعد میں بتاؤں گا۔‘ عریش نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

’اچھا سنو اکتوبر کا پہلا جمعہ ڈیساڈٹ ہوا ہے نکاح کے لیے۔‘ اشارق نے اطلاع دی۔

’ہمم۔۔‘

عریش کی غائب دماغی پر پائیز اور اشارق نے ایک دوسرے کو دیکھا اور نظروں ہی نظروں میں کوئی اشارہ کرتے کمرے سے نکل گئے۔ کچھ دیر بعد وہ ٹھنڈے پانی کا جگ لیے واپس آئے اور سارا پانی عریش پر الٹا دیا۔

’اف۔۔۔ یہ کیا کیا گدھوں! میں چھوڑوں گا نہیں تم دونوں کو۔‘ عریش چلا تے

ہوئے پائیز اور شارق کے پیچھے بھاگا جو منہ چڑاتے ہوئے کمرے سے نکلے تھے۔

وقت اپنی منزل کی جانب گامزن تھا کہ راستے میں اسے قسمت مل گئی۔ دونوں نے مسکرا کر ایک دوسرے کو دیکھا اور کچھ دیر وہیں ٹھہر کر نظارہ کرنے لگے۔۔۔۔

غازیان ویلہ اور عابرویلہ میں صبح سے تیاریاں ہو رہی تھیں۔ جہاں غزالہ بیگم اور باقی سب کی پوری کوشش تھی کہ مہمان نوازی میں کوئی کمی نہ رہ جائے تو وہیں نسرین بیگم اور جیامیزبان کی طرف لے جانے والا سامان گاڑی میں رکھوا رہی تھیں۔

شارق اور عریش نے اپنا سابقہ ریکارڈ برقرار رکھتے ہوئے صبح سے پائیز کی ناک میں دم کر رکھا تھا کیونکہ پائیز نادانستگی میں شارمین کے ذکر پر مسکرا نے کا سنگین جرم سرانجام دے چکا تھا۔

ادیکھو زرا شرم تو چھو کر نہیں گزری اس لڑکے کو۔ کیسے بے شرموں کی طرح دانت نکالے گھوم رہا ہے۔ اشارق کے بالکل بڑی عورتوں کی طرح کہنے پر پائیز بچا رہ سب کے

سامنے شرمندہ ہو گیا تھا۔

'ایسا کچھ بھی نہیں ہے می! اغزالہ بیگم کے دیکھنے پر پائیز نے صفائی پیش کی۔

'بس آئی لڑکا ہاتھ سے نکلتا جا رہا ہے اب جلدی سے شادی کروائیں۔' اعریش کے
سنجیدگی سے کہنے پر پائیز اسے گھورنے لگا کیونکہ سب کی نظریں اسی کی جانب تھیں۔

'خاموش ہو جاؤ تم دونوں! پائیز کی آواز میں تشبیہ تھی۔

'دیکھ رہے ہیں آپ سب؟ کیسے دن دھاڑے ہم معصوموں کو دھمکا یا جا رہا ہے۔'
شارق کی ڈرامے بازی پر سب کا قہقہہ بلند ہوا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ان تینوں کی نوک جھوک سے محفوظ ہوتے وہ مہمانوں کا انتظار کر رہے تھے۔

'سب رکھ لیا ہے نا؟' عابرا عظیم نے نکلنے سے پہلے ایک بار پھر پوچھا۔

'جی بھائی سب رکھ لیا ہے اب جلدی کریں دیر ہو رہی ہے۔' جواب جیا کی جانب سے

آیا۔

عابرویلہ سے دو گاڑیاں آگے پیچھے نکلیں۔ ایک میں نسرین بیگم، عابرا عظیم، جیا اور فہد

تھے جبکہ دوسری میں شارمین کے تینوں چاچو۔ اسد خان کسی ضروری کام کی وجہ سے نہ آسکے۔ شارمین کے کہنے پر اسے ونیسہ کی طرف بھیج دیا گیا تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے کی مسافت کے بعد وہ غازیان ویلہ میں موجود تھے۔ غزالہ بیگم اور باقی سب نے ان کا بہت پر تپاک استقبال کیا۔

شارمین کیسی ہے؟ غزالہ بیگم نے باتوں ہی باتوں میں شارمین کا پوچھا۔

'جی ٹھیک ہے۔' بظاہر مسکراتے ہوئے نسرین بیگم دل ہی دل میں شارمین کو کوس رہی تھیں کہ اگر وہ بقول اُن کے انسانیت سے ہاں کر دیتی تو آج وہ مثبت جواب دینے آئے ہوتے۔

غزالہ آپ کو یاد ہو گا میں نے کال پر بتایا تھا کہ کوئی بات کرنی تھی۔ اللہ کا نام لے کر نسرین بیگم نے بات شروع کی۔

'جی جی! بتائیں۔' غزالہ بیگم نے خوشدلی سے کہا۔

'دراصل شارمین چاہتی ہے کہ نکاح بہت سادگی سے ہو اور اگر کوئی تقریب رکھنی بھی ہے تو نکاح کے کچھ دن بعد رکھی جائے۔' نسرین بیگم نے مناسب الفاظ میں شارمین کی

ڈیمانڈز پیش کیں۔

'یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ ویسے بھی یہ سنت بھی ہے کہ نکاح سادگی سے ہو۔ انسرین بیگم کی سوچ کے برعکس غزالہ بیگم نے خوشی کا اظہار کیا۔

'ہم نے عریش کا نکاح بھی سادگی سے کرنے کا سوچا ہے تو کوئی مسئلہ نہیں۔' منہا بیگم بھی شارمین کے حق میں تھیں۔

'یہ تو بہت اچھی بات ہے کہ آپ کو اعتراض نہیں۔' جیانے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

اُدھر عابرا عظیم نے بھی شارمین کی ڈیمانڈز مجتہی غازیان اور پائیز کے سامنے رکھیں۔

'سنہری مسجد میں ہی کیوں؟' پائیز کو یہ بات کچھ خاص ہضم نہیں ہوئی۔

'شارمین کی خواہش ہے۔ اب ہم کیا کہہ سکتے ہیں۔' اقبال اعظم نے مسکراتے ہوئے

کہا۔

'اٹھیک ہے یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں۔ نکاح سادگی سے ہی ہو تو بہتر ہے۔' مجتہی

غازیان نے اپنے بھائیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

'بس اگر آپ کو اعتراض نہیں ان ڈیمانڈز سے تو ہماری طرف سے ہاں ہے۔' جواد
اعظم نے کہا۔

'میں ایک دفعہ اپنی بیگم سے بھی پوچھ لوں۔' مجتبیٰ غازیان مسکراتے ہوئے گیسٹ روم
سے نکل گئے۔

تانیہ اقراء کے ساتھ لوازمات لے جا رہی تھی کہ مجتبیٰ غازیان کی آواز پر رک گئی۔

'اپنی ممی سے کہو باہر آ کر میری بات سن لیں۔'

'اہو۔۔۔ ممی کی یاد آرہی ہے! تانیہ نے شرارت سے کہا مگر مجتبیٰ غازیان کی گھوری پر
ہنستے ہوئے فوراً بھاگی۔

اندر جا کر تانیہ نے غزالہ بیگم کو مجتبیٰ غازیان کا پیغام دیا تو وہ اسکیزو کرتے ہوئے باہر
آئیں۔

'جی!'

'شارمین کی ڈیمانڈز کے بارے میں سنا؟' مجتبیٰ غازیان نے پوچھا۔

'جی ابھی نسرین نے بتایا ہے۔ مجھے تو کوئی اعتراض نہیں۔ آپ کیا کہتے ہیں؟'

'اعتراض تو مجھے بھی نہیں کیونکہ ڈیمانڈز قابل قبول ہیں۔' مجتبیٰ غازیان نے سوچتے ہوئے کہا۔

'بس پھر منہ میٹھا کرواتے ہیں۔'

غزالہ بیگم مسکراتے ہوئے کیچن سے مٹھائی لائیں۔ مجتبیٰ غازیان کا منہ میٹھا کرواتے ہوئے ایک پلیٹ انھیں پکڑا کر اندر چلی گئیں تو وہ بھی گیسٹ روم کی طرف بڑھ گئے۔

دونوں طرف مبارکباد کا شور اٹھا اور سب کے منہ میٹھے کروائے گئے۔ شارق اور عریش

نے مہمانوں کا لحاظ نہ کرتے ہوئے پورا پورا اگلاب جامن پائیز کے منہ میں ڈال دیا

جنھیں نگلنا اس بچارے کے لیے وبال جان بن چکا تھا۔ مجبوراً پائیز کو اسی حالت میں

سب سے ملنا پڑا۔

'ہماری خواہش ہے کہ عریش اور پائیز کا نکاح ایک ہی دن ہو۔' اسیر غازیان نے اپنے

بھائی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

'ڈیٹ کون سی ہے؟' سوال امان اعظم کی جانب سے آیا۔

ایکم اکتوبر۔' مجتبیٰ غازیان نے بتایا۔

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔
 ہمیں اپنی ویب نیو ایر میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی
 ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ
 کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے
 ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات
 کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایر میگزین

NEW ERA MAGAZINE.COM
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یعنی جمعہ مبارک! ٹھیک ہے ہمیں منظور ہے۔!

عابرا عظیم کے جواب پر پائیز بچارہ ایک بار پھر سے مسکرانے جیسی سنگین غلطی کر چکا تھا
 اور سونے پہ سہاگہ شارق کی تیز نظروں سے یہ منظر چھپانہ رہ سکا۔

'ہاں بھائی اب کھل کر مسکرا لو۔ نکاح کی ڈیٹ بھی فکس ہو گئی ہے۔' شارق نے کہتے
 ہوئے زبردستی پائیز کو اٹھا کر گلے لگایا تو گیسٹ روم قہقوں سے گونج اٹھا۔

دوسری طرف خواتین بھی ایک دوسرے کو مبارکباد دینے کے بعد نکاح کے معاملات ڈسکس کر رہی تھیں۔

انسرین ہماری طرف ایک رسم ہوتی ہے کہ نکاح سے کچھ دن پہلے لڑکی کو انگوٹھی پہنائی جاتی ہے۔ اب آپ بتائیں ہم کس دن آئیں؟

جب آپ کو مناسب لگے۔ انھوں نے شارمین کی ڈیمانڈز پر کوئی اعتراض نہیں کیا انسرین بیگم کے لیے یہی کافی تھا۔

پھر اسی مہینے کے آخری جمعہ کو رکھ لیتے ہیں۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسمارہ بیگم کا مشورہ سب کو پسند آیا اور یوں نہ شارمین اور پائیز کے نکاح کی ڈیٹ فکس ہو گئی۔

یہ دیکھ کر قسمت اور وقت بھی مسکراتے ہوئے اپنے اپنے راستے چل پڑے۔

شارمین ونیسہ کے کمرے میں بیٹھی اسے چھیڑ رہی تھی کیونکہ ابھی کچھ دیر پہلے ایمان کی ساس اسے انگوٹھی پہنا کر گئی تھیں۔

'ہائے ونی میری جان بہت بہت مبارک۔ میں بہت خوش ہوں تمہارے لیے۔ اللہ تم دونوں کے رشتے میں خیر و برکت ڈالے۔' اشار میں نے ونیسہ کو کوس کر گلے لگاتے ہوئے دعا دی۔

'آمین ثم آمین۔' ایمان اور مہرماہ بھی اس وقت ان دونوں کے پاس موجود تھیں۔
'مما اب خالہ ہمارے ساتھ رہیں گی نا؟' اچھ سالہ حسن نے ونیسہ کی گودی میں بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

'جی میرا بیٹا اب خالہ آپ کی چچی بن کر ہمارے ساتھ ہی رہیں گی۔' ایمان نے ونیسہ کو دیکھتے ہوئے کہا جو خود کو انجان ظاہر کرتی حسین کے ساتھ کھیل رہی تھی۔

شارمین نے غور کیا تھا کہ جب سے مہمان گئے تھے ونیسہ کافی پریشان اور چپ چپ سی تھی۔ شارمین پوچھنا بھی چاہ رہی تھی مگر ایمان کی موجودگی میں خاموش ہی رہی۔

'آپی میرا خیال ہے میرے مارشمیلوز کو نیند آرہی ہے۔ کھانا میں نے کھلا دیا ہے آپ انھیں سلادیں۔' ونیسہ نے اونگھتے ہوئے حسن کا سر اپنے کندھے پر رکھتے ہوئے ایمان سے کہا۔

'ہاں یہ ان کے سونے کا ٹائم ہوتا ہے۔ چلو میں انھیں مہرماہ کے کمرے میں سلادیتی ہوں۔ مہرماہ حسن کو اٹھا لو۔' حسین کو گود میں اٹھاتے ایمان نے مہرماہ سے کہا اور خود باہر چلی گئیں۔ مہرماہ بھی حسن کو اٹھائے ان کے پیچھے گئی۔

'اونی جلدی سے بتاؤ کیا بات ہے؟ تم پریشان ہو! 'شارمین نے ونسیہ کو پکڑ کر تفتیشی انداز میں پوچھا۔

'کچھ نہیں پشوگے! بس تھوڑا سا نروس ہو رہی ہوں اسی لیے اور تم زیادہ خوش نہ ہو۔ انشاء اللہ دیکھنا آئی مٹھائی لے کر ہی آئیں گی۔' ونسیہ نے شارمین کا دھیان اپنی جانب کر وایا تو شارمین کی مسکراہٹ سمٹی۔

'یارونی۔۔ پائیز ہی کیوں؟؟ 'شارمین پر بے چینی طاری ہو گئی۔

'پشوگے ایک بات تو بتاؤ تم نے استخارہ کیا تھا؟'

'ہہ ہاں کیا تو تھا! 'شارمین نے سوچتے ہوئے کہا۔

'کیا دیکھا تھا؟'

'کچھ خاص یاد نہیں بس اتنا یاد ہے کہ جیا ہمارے گھر مٹھائی لاتی ہیں۔'

'اور آنٹی نے کیا کہا تھا تمہارا خواب سن کر؟' ونیسہ نے دوسرا سوال پوچھا۔

'کچھ بھی نہیں بس اسمائل کرتے ہوئے جیا کو دیکھا تھا۔'

'بس پھر اس کا یہی مطلب ہے کہ اللہ جی نے اس رشتے میں تمہاری بھلائی رکھی ہے۔

تمہیں اللہ جی کے فیصلے پر تو یقین ہے نا؟'

'تجھی ہاں کر دی ہے (ظاہری طور پر) آخری بات دل میں کہتے ہوئے شارمین نے

ونیسہ کو دیکھا۔

'بس پھر یہ کیوں والی رٹ چھوڑ دو اور جو خرافاتی ہانڈی دماغ میں پک رہی ہے نہ اس کو

چولہے سے اتار دو۔' ونیسہ نے سنجیدگی سے کہا۔

'اک کون سی خرافات؟' اشار میں ایک لمحے کے لیے بوکھلا گئی۔

'میری جان یہ ہم دونوں اچھی طرح جانتے ہیں کون سی خرافات!' ونیسہ کے گھورنے

پر شارمین نے بے ساختہ نظریں چرائیں۔

'اونی تم کبھی کبھی بہت خطرناک لگتی ہو۔' کچھ سمجھ نہ آنے پر شارمین منہ پھولا کر بیٹھ گئی

تو ونیسہ ہنس پڑی۔

ونیسہ کا کہا درست ثابت ہوا۔ نسرین بیگم مٹھائی لے کر آئی تھیں اور سب کا منہ میٹھا کروا کر نکاح کے بارے میں بھی بتایا۔

'ماشاء اللہ اللہ نصیب اچھے کرے۔' نورین بیگم نے شارمین کی پیشانی چومتے ہوئے دعا دی۔

اسٹڈے کو فنکشن ہو گا تو آپ سب نے ضرور آنا ہے۔' نسرین بیگم نے ایڈوانس میں انویٹیشن دیا۔

'جی جی انشاء اللہ ضرور آئیں گے۔' دسمبر میں ونیسہ کا بھی نکاح ہے۔' نورین بیگم نے مسکراتے ہوئے بتایا۔

'ماشاء اللہ بہت بہت مبارک۔' نسرین بیگم نے اپنی پاس بیٹھی ونیسہ کو پیار کرتے ہوئے کہا۔

'یہ دونوں سہیلیوں نے آگے پیچھے نکاح کرنے کا پلان بنایا ہو گا نہ؟' جیا کے شرارت سے کہنے پر شارمین اور ونیسہ کے علاوہ سب ہنس پڑے۔

'بس یہ تو نصیب کی بات ہے۔' ایمان نے ایک نظر ونیسہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

'اچھا نورین نکاح میں صرف گھر والے ہی ہوں گے تو میں چاہتی ہوں آپ ونیسہ کو بھیج

دیں۔ پک ڈراپ ہماری طرف سے ہوگا۔'

'اچھا میں ان کے فادر سے پوچھ کر بتاتی ہوں۔' نورین بیگم نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

'جی ٹھیک ہے۔ اچھا اب ہم نکلیں گے۔'

'رک جاتے کھانا ہماری طرف کھا لیتے۔'

'بہت شکریہ پھر کبھی صبح!' نسرین بیگم نے شائستگی سے منع کر دیا اور مل کر اپنے گھر

چلے گئے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'سرلا سٹلی ضامن کا موبائل بلوچستان میں ٹریس ہوا ہے۔ اس کے بعد موبائل آف کر

دیا گیا ہے۔' اسنیک۔ آئرنے لیپ ٹاپ کمانڈو کو دیکھایا۔

'سر سور سسز سے پتا چلا ہے کہ ابھی پچھلے ہفتے کچھ ٹرک وادی نوشکی میں بھٹک رہے

تھے۔' سنا پرنے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بتایا۔

'وجہ؟' کمانڈو نے کرسی سے ٹیک لگاتے ہوئے پوچھا۔

'پتہ نہیں! لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ ٹرک اچانک ہی صحرا میں غائب ہو گئے۔'

'یہ سکار کہاں ہے؟' سکار کی غیر موجودگی کو محسوس کرتے ہوئے کمانڈو نے پوچھا۔

'سروہ آج کل گڑیا کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔' سنیک۔ آئرن نے مزے سے بتایا۔

'کون سی گڑیا؟'

'سروہی حادی۔۔' سنا پرنے بات ادھوری چھوڑ دی۔

'کیوں؟' کمانڈو وجہ جاننے پر تصدیق کے لیے پوچھ لیا۔

'آئی وانا میری ہر۔' I wana marry her۔

سکار کچھ پیپر پکڑے کمرے میں داخل ہوا۔

'لیکن اس کا تو نکاح ہے اگلے مہینے، پائیز کے ساتھ! کمانڈو تو سکار کی بات سن کر حیران

رہ گئے۔

'وہ انکار کر دے گی۔' سکار نے اطمینان سے کہا۔

'سکار کہیں تم نے۔۔۔'

'میں لڑکیوں کو ماں باپ کی عزت مٹی میں ملانے کے لیے فورس کرنے پر یقین نہیں رکھتا۔' کمانڈو کی بات کاٹتے ہوئے سکار نے ناراضگی سے کہا۔

'تو پھر تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ وہ انکار ہی کرے گی؟' کمانڈو اب بھی مطمئن نہیں ہوئے تھے۔

'وہ آپ کو میں بتاتا ہوں سر! دراصل سکار دی ماسٹر جس کے نام سے مجرم خوف کھاتے ہیں وہ گڑیا کے عشق میں گوڈے گوڈے ڈوب چکا ہے۔' سنیک۔ آئز نے بظاہر سنجیدگی سے کہا لیکن آنکھوں سے شرارت ٹپک رہی تھی۔

'اور ہمارا مجنوں سکار عشق کے دریا میں اس قدر گہرائی میں اتر چکا ہے کہ اب سکار دی ماسٹر کو گڑیا کی بات سمجھنے کے لیے ان کی آنکھوں میں جھانکنا ہی کافی ہوتا ہے۔' سناپئر کے اس قدر حسین نقشہ کھینچنے پر کمانڈو کا منہ ہی کھلا رہ گیا۔

وہ بے یقینی سے کبھی سنیک۔ آئز اور سناپئر کو دیکھتے تو کبھی سکار کو جو کندھے اچکا کر اب ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

'سکار۔۔۔' بے یقینی کی انتہا تھی کہ کمانڈو سے کچھ بولا ہی نہیں گیا۔ اب انھیں سکار

کے اس وہ جنونی انداز کی وجہ سمجھ آئی تھی۔

'تم کیا کرنے کا سوچ رہے ہو؟'

'کڈنیپ! سکار کے جواب پر کمانڈو کا دل کیا کہ اس کا سر پھاڑ دیں۔

'ہوش میں ہو یا لگاؤ دو؟'

'سر آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔ ہمارے مجنوں سکار نے خود پر فرض کر لیا ہے گڑیا کی ہر چھوٹی بڑی خواہش کو پورا کرنا، جو اس کے اختیار میں ہو۔ اسنیک۔ آنز کی وضاحت پر کمانڈو نے سکار کو دیکھا جو مسکرا رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'اور وہ مان جائے گی؟'

'جی سر! کیونکہ سور سز سے پتا چلا ہے کہ گڑیا بھی اپنے سکار کی طرح انوکھی ہی خواہشات رکھتی ہیں۔ انھیں کسی گینگسٹر کے ہاتھوں کڈنیپ ہونے اور زبردستی نکاح کا بہت شوق ہے۔ اسنا پرنے دانت نکالتے ہوئے کہا تو نہ چاہتے ہوئے بھی کمانڈو مسکرا پڑے۔

'اور یہ کون سی سور سز سے پتا چلا ہے اس پر روشنی ڈالنا پسند فرمائیں گے؟'

'ایسی باتیں بتائی نہیں جاتی، نظر لگ جاتی ہے۔ اسنیک۔ آئز کے شرارت سے کہنے پر
فلیٹ زندگی سے بھرپور قہقوں سے گونج اٹھا۔

'اب مجھ سے کیا چاہتے ہو تم لوگ؟' کمانڈو نے اپنی ہنسی پر قابو پاتے ہوئے سکار سے
پوچھا۔

'آپ کی اجازت!'

'اور تمہیں نہیں لگتا کہ یہ اجازت شارمین کے فیملی ممبرز سے لینا چاہئے؟' کمانڈو نے
آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے کہا۔
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
'یہ کام آپ بہتر طور پر کر سکتے ہیں کمانڈو! اور ویسے بھی میری لیے آپ کی اجازت ہی
کافی ہے۔' سکار آنکھوں میں چمک لیے بولا۔

پندرہ منٹ تک سکار کو گھورتے رہنے کے بعد کمانڈو نے ایک گہری سانس لی۔

'بیس منٹ! صرف اور صرف بیس منٹ!'

کمانڈو سنجیدگی سے کہتے ہوئے لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ یہ اس بات کا اشارہ
تھا کہ اب کام کی طرف آیا جائے۔

'او کے بوس!' سکار خوشی سے کہتا ہوا کمانڈو کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا اور پھر سب مل کر اپنے مشن کے بارے میں ڈسکشن کرنے لگے۔



گھر پہنچ کر شارمین نے نسرین بیگم سے بات کرنی چاہی لیکن وہ موقع ہی نہیں دے رہی تھیں۔

'مما میری بات سنیں پلیز! بلا آخر شارمین نے نسرین بیگم کو پکڑ ہی لیا جو کیچن میں جیا کے ساتھ رات کے کھانے کی تیاری کر رہی تھیں۔

'جی بولیں! اب کون سی نئی مصیبت لے کر آگئی ہیں؟' نسرین بیگم کے طنز نے شارمین کو شرمندہ کر دیا۔

'مما ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ کیوں مجھ سے ناراض ہیں؟' اماں کی ناراضگی پر شارمین کی آنکھیں بھر آئیں۔

'کیونکہ میرا اور کوئی کام جو نہیں ہے اسی لیے۔'

شارمین کے رونے پر نسرین بیگم بھڑک اٹھیں اور کیچن سے ہی نکل گئیں۔ شارمین کا

تو صدمے سے بُرا حال تھا۔ نسرین بیگم اس حد تک ناراض ہوں گی یہ تو اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔

اریکس کرو۔ اس وقت آپنی عنصے میں ہیں۔ 'جیانے ہونق بنی شارمین کو گلے لگاتے ہوئے تسلی دی۔

'اچھا بتاؤ کیا بات ہے؟' جیانے شارمین کا دھیان بٹانا چاہا۔

'وہ وہاں پر کیا ہوا تھا؟' اشارمین نے آنسو صاف کرتے ہوئے عام سے لہجے میں پوچھا۔

اچھ خاص نہیں بس تمھاری ڈیمانڈز بتائی تھیں اور اللہ کا شکر انھیں کوئی اعتراض بھی

نہیں ہوا۔ پھر جو ڈیٹ تانیہ کی فکس ہوئی تھی اسی دن تمھارا اور پائیز کا نکاح بھی رکھ

لیا۔ اب سنڈے کو وہ لوگ آئیں گے انگوٹھی پہنانے۔ 'جیانے مختصر اشارمین کو آگاہ

کیا۔

جیا کی آخری بات پر شارمین نے بے چینی سے پہلو بدلا۔ اس کا خیال تھا کہ شاید ان

ڈیمانڈز پر اعتراض کیا جائے لیکن یہاں تو نکاح کی تاریخ مقرر ہو گئی تھی۔

'اچھا یہ سلا د میں بنا لیتی ہوں آپ باقی کو کنگ دیکھ لیں۔' جیا کا دھیان ہانڈی کی طرف

کرتے ہوئے شارمین ان سے سلاد لے کر خود کاٹنے لگی۔

کچھ دیر بعد فہد نے آکر شارمین کو موبائل پکڑا یا جہاں ایشل اور ونیسہ کی گروپ کال آرہی تھی۔

'جیسا یہ ہو گیا ہے میں کال سن کر آتی ہوں۔' شارمین جیسا سے کہتے ہوئے اپنے کمرے میں آگئی۔

'اسلام علیکم ایشوونی! کیا حال ہے؟' شارمین نے خاموشی محسوس کرتے ہوئے بات کا آغاز کیا۔

اشرم آتی ہے تم دونوں کو؟ میں کچھ وقت غائب کیا رہی تم دونوں نے منگنی کی انگوٹھیاں پہن لیں۔ اب تو مجھے لگتا ہے کل جب میں یونی سے آؤں گی تو تم دونوں اپنے نکاح کی مٹھائی لے کر میرے گھر پہنچی ہو گی۔'

شارمین کے سلام کرنے پر ایشل بنا کر بولتی گئی۔ کیونکہ ایشل کو جب سے شارمین کے نکاح اور ونیسہ کی بات سنی ہوئی ہے اس کا بُرا حال تھا۔

'اوہیلو! میں نے بتایا تھا کہ آنٹی نے آج آنا تھا۔' ونیسہ نے یاد دلایا۔

'اور مجھے تو خود پتا نہیں تھا کہ ڈیٹ ہی فکس کر کے آجائیں گے مہما پاپاجانی۔' اشار میں نے خود کو انجان ظاہر کیا۔

'بس جو بھی ہو میں ناراض ہوں تم دونوں سے۔ یار کم از کم کال ہی کر دیتیں۔' ایشل نے ادا سی سے کہا۔

'ہم کر بھی دیتے لیکن تمہاری اسٹیڈیز کا سوچ کر نہیں کی۔'

'ہاں ورنہ ارادہ تھا ہمارا۔'

شار میں نے وضاحت دیتے ہوئے کہا تو ایشل کا غصہ کم ہوا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'اچھا چھوڑو اس بات کو اور یہ بتاؤ ڈیٹ کون سی ہے نکاح کی۔'

'فرسٹ اکتوبر! اشار میں نے گہری سانس لیتے ہوئے بتایا۔

'اتنا جلدی؟' ونیسہ اور ایشل ایک ساتھ چنچیں۔

'آرام سے کان پھاڑو گی کیا؟' اشار میں نے موبائل کے ذریعے اپنی گھوری دونوں تک

پہنچانا چاہی۔

'مطلب صرف گیارہ دن رہتے ہیں تمہارے نکاح میں؟' ایشل کی حیرت زدہ آواز

آئی۔

'اوہ تو تانیہ اور عریش بھائی کے ساتھ ہی تم دونوں کا بھی نکاح ہونا ہے۔' ونیسہ نے معلومات میں اضافہ کیا۔

'تمہیں کیسے پتا؟' شارق کو حیرت ہوئی۔

'یار وہ بھائی آئے تھے تو انہوں نے بتایا۔'

'مطلب تم پائیز بھائی کو پہلے سے جانتی تھی؟' ایشل نے پوچھا۔

'نہیں یار۔ میرا بچپن زیادہ تر بھائی اور شارق بھائی کے ساتھ گزارا ہے۔ پائیز بھائی سے کبھی بات نہیں ہوئی کیونکہ مجھے ان سے ڈر لگتا تھا۔' ونیسہ بتاتے ہوئے ماضی میں کھوسی گئی تھی۔

'کیوں خیریت؟' ایشل نے پوچھا جبکہ شارق میں خاموش تھی۔

'یار میں نے ایک دفعہ ان کو غصہ کرتے دیکھا تھا۔ افف۔۔۔ مجھے تو آج تک وہ دن یاد

کر کہ خوف آتا ہے جب وہ شارق بھائی کو ڈانٹ رہے تھے اور پھر میری بُری قسمت

میں اسی وقت شارق بھائی کو بلانے گئی تھی۔ پائیز بھائی کی آنکھیں اور چہرہ اتنا شدید لال

ہو گیا تھا کہ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو میں نے رونا شروع کر دیا تھا۔ 'ونیسہ نے آخر میں کہتے ہوئے جھر جھری لی۔

'تم نے پہلے کبھی نہیں بتایا! انتے عرصے میں شارمین پہلی بار بولی۔

'یار مجھے تو بھولا بھی ہوا تھا پائیز بھائی کے بارے میں۔ وہ تو کل بھائی نہ بتاتے تو مجھے ابھی بھی پتہ نہ چلتا۔'

'خیر جو بھی ہو۔ یہ بتاؤ نکاح کا ڈریس کب تک آئے گا؟' ایشل نے دھیان بٹانے کو

پوچھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'پتا نہیں۔ ابھی تو جمعہ کو آنا ہے انہوں نے انگوٹھی پہنانے اور میں ابھی سے بتا رہی ہوں تم دونوں آرہی ہو اچھا! شارمین نے رعب ڈالتے ہوئے کہا۔

'اچھا ٹھیک ہے۔ انشاء اللہ ضرور۔' ایشل اور ونیسہ کے ہامی بھرنے پر شارمین کو اطمینان ہوا۔

'اچھا یار میں چلی، پھر بات ہوتی ہے۔ اللہ حافظ!'

'اللہ حافظ جاناں۔ باامید دیدار!'

آمین انشاء اللہ! اللہ حافظ!

ہمیشہ کی طرح ونیسہ کے کہنے پر دونوں نے آمین کہتے ہوئے فون رکھ دیا۔

اف اللہ جی! یہ سب ٹھیک نہیں ہے۔ اشار میں نے روہان سے لہجے میں کہتے ہوئے

جیسے اپنے رب سے شکوہ کیا۔

اعیاشا آ جاؤ کھانا ریڈی ہے! اہد کے بلانے پر شارمین خود کو پر سکون کرتی نیچے چلی گئی۔

احمد ویلہ میں اس وقت حسن اور حسین کے قہقہے گونج رہے تھے۔ اپنی اس چھوٹی سی

خوشحال جنت کو دیکھ کر احمد زمان اور نورین بیگم کو خود میں سکون اُترتا محسوس ہو رہا تھا۔

ونیسہ دونوں بچوں کے ساتھ کھیل رہی تھی اور ان سے تھوڑے فاصلے پر بیٹھی ایمان

بغور اسے دیکھ رہی تھیں جو صنم بیگم کے نجانے کے بعد اب کھل کر مسکرائی تھی۔

ایمان کا ذہن مختلف سوچوں میں گھرا ہوا تھا۔ کیا واقعی صرف واسق کارویہ ونیسہ کو بُرا

لگا تھا یا کوئی اور بات تھی۔ کافی سوچنے کے بعد بھی انھیں کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ یہی

وجہ تھی کہ ایمان نے عریش سے بات کرنے کو کہا تھا کہ کسی طرح وہ ونیسہ کے دل کی

بات جان جائیں، پر کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا۔

'اچلو مہرماہ نونج رہے ہیں سونے کو لیٹو۔ صبح سکول بھی جانا ہے۔' ونیسہ کی آواز پر ایمان چو نکلیں۔

'آپی پلیز صبح آف کر لوں؟ پلیز۔۔۔' مہرماہ نے معصومیت سے کہا۔

'نہ! اچھے بچوں کی طرح سو جاؤ۔ مڈ ٹرم قریب ہیں۔'

ونیسہ کے سنجیدگی سے کہنے پر مہرماہ نے منہ بنا کر حسن اور حسین کو پیار کیا اور سب کو شب بخیر کہہ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔

اچلو مارشمیلوز آپ دونوں بھی سو جاؤ۔ رات ہو گئی ہے۔' ونیسہ نے اپنے ساتھ کھیلتے ہوئے دونوں شہزادوں سے کہا جن کا سونے کا کوئی ارادہ نہیں لگ رہا تھا۔

'خالہ چھوڑیں نہ کھیلتے ہیں، اتنا مزہ آرہا ہے کیوں حسین؟' احسن نے لاڈ سے کہتے ہوئے بھائی سے تصدیق چاہی۔

'جی نا خالہ۔ پلیز تھوڑا سا اور!' احسین نے باقاعدہ شہادت والی انگلی کو انگوٹھے سے ملا کر آنکھ کے قریب لے جاتے ہوئے کہا۔

’کوئی ضرورت نہیں ہے شیطانوں! سو جاؤ صبح کھیلیں گے۔‘

ونیسہ کہتے ہی دونوں کو پکڑ کر اپنے کمرے میں لے گئی۔

’مما جان باباجانی اگر آپ دونوں کو اعتراض نہ ہو تو میں چاہتی ہوں کہ ونیسہ اور واسق

ایک دفعہ بات کر لیں۔ ایمان کی نظریں سیڑھیوں کی جانب تھیں جہاں سے ابھی

ونیسہ گئی تھی۔

’ٹھیک ہے کوئی مسئلہ نہیں، لیکن خیریت تو ہے نہ بیٹا؟‘ احمد زمان کے پوچھنے پر ایمان

مسکراتے ہوئے ان کے پاس بیٹھی۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

’جی باباجانی سب ٹھیک ہے۔ آپ کو تو ونیسہ کا پتہ ہے نہ کتنی حساس ہے۔ بس اسی لیے

میں چاہتی ہوں کہ دونوں بات کر لیں۔ ایمان نے بڑی خوبصورتی سے بات سنبھالی۔

’اوکے بیٹا جیسا آپ کو بہتر لگے۔‘ نورین بیگم کے کہنے پر ایمان مسکرائی۔

’چلیں اب آپ لوگ بھی آرام کریں۔ شب بخیر!‘

’شب بخیر!‘

احمد زمان اور نورین بیگم کے کمرے میں جاتے ہی ایمان نے اپنا موبائل اٹھایا اور واسق

کو کال کی۔

'اسلام علیکم آپی! خیریت؟' واسق کی نیند میں ڈوبی آواز آئی۔

'او علیکم اسلام بیٹا! جی خیریت ہی ہے۔ آپ سوئے ہوئے تھے؟'

'وہ بس آفس سے لیٹ آیا تھا تو آنکھ لگ گئی۔' واسق اب اٹھ کے بیٹھ گیا۔

'اچھا جلدی سے فریش ہو جاؤ اور جب میں میسج کروں تو کال کرنا۔ میں چاہتی ہوں آپ

خود ونیسہ سے بات کرو اور جو بھی شکایت ہے وہ دور کرو۔ مجھے آپ دونوں ہی عزیز ہو

اور میں نہیں چاہتی کہ کوئی بھی ناخوش ہو اس رشتے سے۔' آخر میں افسردگی سے کہتے

ایمان نے گہرہ سانس لیا۔

'وہ مان جائیں گی؟' واسق نے خدشہ ظاہر کیا۔

'میں بات کرتی ہوں۔ آپ ریڈی رہو۔'

'او کے اللہ حافظ!'

'اللہ حافظ! انون رکھ کر ایمان ونیسہ کے کمرے میں آئیں جہاں وہ بچوں کو سلا چکی

تھی۔

اسو گئے؟'

'جی سو ہی گئے! بہت شیطان ہوتے جا رہے ہیں۔' اونیسہ نے مسکراتے ہوئے دھیمی آواز میں کہا۔

'مجھے بھی بہت تنگ کرتے ہیں۔ سونے کے لیے بھی سو وعدے کرنے پڑتے ہیں۔' ایمان نے ہنستے ہوئے دونوں کو پیار کیا۔

'اچھا ونیسہ میں نے ماما جان اور بابا جانی سے پوچھ لیا ہے آپ ایک دفعہ واسق سے بات کر لو۔'

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'اور آپ کو کیوں لگا کہ "میں" بات کروں گی؟' اونیسہ نے 'میں' پر زور دیتے ہوئے کہا۔

'خدا یا! ونیسہ کال وہ کرے گا مہربانی کر کہ بات کر لینا۔' ایمان کے آنکھیں دکھانے پر وہ مسکرائی، جس کی وجہ سے اس کی چھوٹی آنکھیں چھپ سی گئیں۔

دوسری طرف واسق کچھ دیر تک موبائل ہاتھ میں پکڑے ویسے ہی بیٹھا رہا۔ یہ بات سچ

تھی کہ وہ ونیسہ کو پسند کرتا تھا لیکن ناجانے کیوں وہ ہمیشہ سے اسے غلط سمجھتی تھی۔

'آہہ! اللہ جانے مجھ سے ایسی کون سی خطا سرزد ہوئی ہے جو آپ اس قدر بدگمان رہتی ہیں۔' تصور میں ونیسہ سے مخاطب ہوتے واسق فریش ہونے چلا گیا۔

جیسے ہی وہ کمرے میں آیا، میسج ٹون نے اسے اپنے طرف متوجہ کیا۔ ایک ہاتھ میں پانی کا گلاس پکڑے واسق نے موبائل اٹھایا جہاں ایمان اسے کال کرنے کا کہہ رہی تھیں۔ جلدی سے پانی ختم کرتے واسق نے گہرہ سانس بھرتے کال ملائی۔

اُدھر ایمان نے کال آتے ہی موبائل ونیسہ کو پکڑا یا جو بُرے بُرے منہ بناتی اٹھ کر باہر آگئی اور کال لیس کر کہ خاموش رہی۔

'اسلام علیکم! واسق نے پہل کی۔

ونیسہ کا دل تو نہیں چاہ رہا تھا مگر مروت میں جواب دے دیا۔

اکیسی ہیں آپ؟ واسق نے بات بڑھانا چاہی۔

'میرا خیال ہے ہم کام کی بات کریں تو زیادہ بہتر ہوگا۔' ونیسہ نے روٹھے ہوئے انداز میں کہا تو واسق مسکرا اٹھا۔

'اچھا پھر آپ یہ بتائیں میری کسی غلطی نے آپ کو اس حد تک بدگمان کر دیا ہے کہ مجھ سے بات کرنا بھی گوارا نہیں!'

'پہلی بات آپ بہت اچھے سے سمجھ لیں۔ میں بھلے آج کل کی جزییشن ہوں لیکن پرانی روایات اور اپنے اللہ کی مقرر کی گئی حدود کبھی نہیں بھولی۔ میں لڑکوں کے یوں پروپوز کرنے کو بہت بُرا سمجھتی ہوں۔ اگر آپ واقعی سنجیدہ ہوتے تو پہلے ہی کسی بڑے سے بات کرتے تاکہ بار بار مجھے اور خود کو بھی اپنی نظروں میں گراتے!'

ناجانے کہاں کا غصہ کہاں پر نکل رہا تھا کہ وہ بنا کر کے اور بنا سوچے سمجھے بولے جا رہی تھی۔

'ایم سوری! مجھے ہر گز یہ اندازہ نہیں تھا کہ آپ میرے بات کرنے کی کوشش کو پروپوزل اور مجھے ایک غلط انسان سمجھ رہی ہوں گی۔' واسق کی سنجیدہ آواز پر ونیسہ جیسے ہوش میں آئی۔

'میں خود بھی اس چیز پر یقین نہیں رکھتا۔ میرا ارادہ بڑوں سے ہی بات کرنے کا تھا لیکن میں صحیح وقت کا انتظار کر رہا تھا کیونکہ اس وقت میں خود سیٹل نہیں تھا کسی اور کی ذمہ داری کہاں سے اٹھاتا۔ اب خب خود کو اس قابل بنا لیا ہے پہلی ہی فرست میں آپنی سے

بات کر لی۔ 'واسق کا لہجہ بہت نرم تھا۔

'اور میں پروپوز نہیں کر رہا تھا جسٹ بات کرنا چاہ رہا تھا۔'

'جی تو وہ بھی نہیں پسند مجھے! اب کسی طرح تو اپنی شرمندگی چھپانی تھی نا! وہ کیا سمجھ

رہی تھی اور حقیقت کیا نکلی!!!

'ٹھیک ہے اس کے لیے میں اپلو جوائز کرتا ہوں۔ لیکن اگر آپ چاہیں تو وضاحت بھی

دے سکتا ہوں اپنی اس حرکت کی!'

انہیں بس ٹھیک ہے۔'

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بدگمانی کے بادل چھٹتے ہی یادداشت نے کام کرنا شروع کر دیا۔ واسق نے ہمیشہ کسی

کارنامے کے وقت ہی بات کرنا چاہی تھی یا یوں کہا جائے کہ مدد کرنا چاہی تھی جس پر

جھنجھلائی ہوئی ونسیہ اسے غلط سمجھتے اپنا غصہ اس بچارے پر اتارتے ہوئے بدگمانی کی چادر

اوڑھ کر بیٹھ جاتی تھی۔

'اہم۔۔ مطلب یاد آ گیا۔۔ یہ تو اچھی بات ہے۔ اب اگر کوئی شکایت ہو تو وہ بھی

بتائیں۔' واسق نے نارمل انداز میں کہا۔

آپ طنز کر رہے ہیں؟ اونیسہ نے اتنی معصومیت سے کہا کہ فون کی دوسری طرف
واسق دل و جان سے فدا ہوا تھا۔

آپ نے اس قابل ہی نہیں چھوڑا میڈم! واسق کے شرارت سے کہنے پر اونیسہ
گڑ بڑائی۔ آخر کہاں عادت تھی ایسے کسی غیر مرد سے بات کرنے کی! اونیسہ کی
خاموشی پر واسق نے بات شروع کی۔

اونیسہ ایک مخلصانہ مشورہ دیتا ہوں۔ اگر کبھی کسی اپنے سے بدگمان ہو تو اسے دل میں
رکھنے کی بجائے فوراً سے کہہ دیا کرو کیونکہ ضروری نہیں جو آپ کو نظر آئے وہی
حقیقت ہو۔ بدگمانی آپ کا اپنا نظریہ ہوتا ہے جو ضروری نہیں کہ صحیح ہو۔ یہ بدگمانی
رشتوں کو کمزور کر دیتی ہے۔ واسق نے بڑی خوبصورتی سے ایک گہری بات سمجھائی
تھی۔

ایم سوری! اونیسہ نے اچھے بچوں کی طرح اپنی غلطی مان لی۔

میں کبھی نہیں چاہوں گا کہ آپ مجھ سے سوری کریں۔ بس غلطی کا احساس ہی کافی ہے
میرے لیے۔ واسق نے ٹوکتے ہوئے کہا تو اونیسہ مسکرا دی۔

'رات بہت ہو گئی ہے اب آپ سو جائیں۔ انشاء اللہ پھر بات ہوگی۔'

'نکاح کے بعد! ونیسہ نے جیسے یاد دلایا۔

'جی جی نکاح کے بعد ہی! 'واسق بے ساختہ مسکرایا۔

'اللہ حافظ! فی امان اللہ!'

'اللہ حافظ! 'واسق نے کہہ کر فون رکھ دیا۔

'الحمد للہ!'

NEW ERA MAGAZINE

Novels & Fiction
ونیسہ کی باتیں یاد کرتا وہ کب سویا سے خبر نہ ہوئی۔۔۔

ونیسہ بھی مسکراتے ہوئے کمرے میں آئی اور خاموش سے حسن اور حسین کے ساتھ

لیٹ گئی۔

گزرتے وقت کے ساتھ عریش مزید خاموش ہوتا جا رہا تھا اور اپنے کمرے تک محدود

ہو کر رہ گیا۔ سب ہی عریش کے اس عجیب رویے سے پریشان تھے۔ شارق اور پائیز

کے لاعلمی کے اظہار پر طائل غازیان نے خود ہی عریش سے بات کرنے کا سوچا۔

'ڈیڈ میں نے جہان سکندر کی طرح راز رکھنے کا وعدہ کیا ہے۔' عریش نے نم لہجے میں کہا۔

'ونسیہ یا تانیہ؟'

طائل غازیان جہان سکندر کا نام سن کر چونکے۔ یعنی بات یا توتانیہ کے متعلق تھی یا پھر ونسیہ کے، کیونکہ انھی دونوں کی عادت تھی کوئی راز والی بات بتانے پر ایسا وعدہ لینا۔

'ڈیڈ کل پائیز کے سسرال کون کون جائے گا؟' عریش نے نظریں چراتے ہوئے بات

بدلی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'صرف لیڈیز! دائم ڈراپ کرے گا۔' طائل غازیان نے اس کا گریز سمجھتے ہوئے مزید

نہ پوچھا۔

'اہم۔۔ اور مسجد کے امام سے بات کر لی؟' عریش نے بات بڑھائی۔

'ابھی تک تو نہیں! کل جب لیڈیز عابرویلہ جائیں گے تب میں اور بھائی مسجد کا چکر

لگائیں گے۔' طائل غازیان کی پرسوج نظریں ابھی تک عریش پر تھیں جو خود کو کافی حد

تک سنبھال چکا تھا۔

'اگر جہان سکندر بننے کا وعدہ کیا ہے تو بہادر بھی بنو!'

عریش کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے وہ کمرے سے چلے گئے لیکن عریش کی سوچوں کو ایک
نثار خدیجے دے گئے۔

'لیکن پہلے آپ کو جہان سکندر بننا پڑے گا۔'

کانوں میں ایک آواز گونجی تو عریش نے زیر لب یہی جملہ دہرایا۔

'آہہ کونین! کتنی گہری باتیں کرنے لگی ہو۔ یا پھر میں ہی نہیں سمجھ سکا!'

عریش شکست خوردہ لہجے میں کہتے ہوئے بیڈ پر گر گیا۔۔۔۔۔

'کیا کہا؟' طائل غازیان کے لاؤنچ میں آتے ہی مینا بیگم نے بے تابی سے پوچھا۔

'بتاتا ہوں ایک منٹ! تانی میری گڑیا دھر آؤ میرے پاس۔' طائل غازیان نے ایک

نظر اپنی بیگم کو دیکھا اور تانیہ سے مخاطب ہوئے۔

'جی چاچو!'

'عریش سے آخری بار کب بات ہوئی تھی؟' طائل غازیان نے تانیہ کی پیشانی پر پیار

کرتے ہوئے پوچھا۔

اشار میں آپ کی فیملی کے آنے سے دو دن پہلے! تانیہ نے سوچتے ہوئے بتایا۔

اکیا بات ہوئی تھی؟

امیر ایک پروجیکٹ تھا اسی کے بارے میں بات ہوئی تھی جو پھر میں نے پائیز بھائی اور

شارق بھائی کے ساتھ بنایا تھا، کیونکہ وہ ونیسہ آپ کی طرف گئے تھے۔

تانیہ کے جواب پر ان کا شک یقین میں بدل گیا۔ یعنی ونیسہ کی کسی بات پر عریش کا یہ حال ہو رہا تھا۔

سب خیریت ہے نا؟ طائل غازیان کے خاموش ہونے پر مجتبیٰ غازیان نے پوچھا۔

جہان سکندر سے راز ہضم نہیں ہو پارہا! طائل غازیان نے ہلکے بھلکے لہجے میں کہا تو سب کو تسلی ہوئی۔

خیر لیڈیز آپ لوگوں کی تیاری تو پوری ہے نہ؟ ایسا نہ ہو کہ صبح پتہ چلے کہ فلاں چیز

نہیں ہے۔ طائل غازیان نے اپنی بیگم اور بھائیوں سے کہا تو سب ہنس پڑے۔

جی جی بھائی تیاری پوری ہے۔ بس انشاء اللہ کل ہم اپنی بیٹی کو پائیز کے نام کی انگوٹھی

پہنائیں گے۔

غزالہ بیگم کے کہنے پر شارق اور دائم باقاعدہ اپنا رخ پائیز کی طرف موڑ کر بیٹھ گئے تاکہ ادھر وہ مسکرائے اور ادھر وہ دونوں اس کا ریکارڈ لگائیں لیکن پائیز نے ہوشیاری سے کام لیتے خود کو تانیہ کے ساتھ باتوں میں مصروف کر لیا جس پر سب بڑے ایک بار پھر ہنس پڑے۔

ایہ کس بات پر ہنس رہے ہیں سب؟ 'عریش کی آواز پر سب اس کی طرف متوجہ ہوئے سوائے تانیہ کے!

'کہاں غائب رہنے لگے ہو میرا بچہ؟' منہا بیگم کی آواز سے متاٹپک رہی تھی۔
 'کہیں نہیں ماما۔ بس واسق کے ریکارڈز نکال رہا تھا۔' عریش نے منہا بیگم کی گود میں سر رکھتے ہوئے بتایا۔

'واسق کون ہے؟' سوال دائم کی جانب سے آیا۔

'ایمان آپ کا دیور جو عنقریب چائینز کونین کا مجازی خدا بننے والا ہے۔'

'ماشاء اللہ اللہ نصیب اچھے کرے۔' تمام خواتین نے ایک ساتھ کہا۔

'آمین اور میں کچھ دن غائب رہا تو کون آگیا مجھ سے ملنے؟ یا کس کو میری پرواہ تھی؟ اور

یہ دو خود غرض انسان جو خود کو میرا دوست کہتے ہیں ان کو بھی میں یاد نہیں آیا! 'عریش
نے نظر نہ آنے والے آنسو صاف کرتے ہوئے مصنوعی خفگی سے کہا۔

'بھلائی کا تو زمانہ ہی نہیں رہا۔' اشارق نے کہتے ہوئے پائیز کو دیکھا۔

'ہم تو تمھاری پرائیویسی کے خیال سے نہیں آئے تھے۔' اشارہ سمجھتے ہی پائیز بولا۔

'ہاں تم دونوں سے کیا گلہ کروں جب میری کونین کو ہی میری پرواہ نہیں ہے! تانیہ کو
کھسکتا دیکھ کر عریش نے ایک بار پھر دوہائی دی جس پر سب نے اپنی ہنسی دبائی۔

'میں آئی تھی آپ کو ہی ہوش نہیں تھا۔' ساری شرم و جھجک ایک طرف رکھتے تانیہ نے
اپنی صفائی پیش کی۔

عریش کو یوں گھلتا ملتا دیکھ کر سب نے سکون کا سانس خارج کیا۔

عابرویلہ میں کافی چہل پہل تھی کیونکہ آج شارمین کو انگوٹھی پہنائی جانی تھی۔ ونیہ
اور ایشل بھی صبح سے شارمین کے ساتھ اس کے کمرے میں بند تھیں۔

'شارمین جلدی کرو مہمان آنے والے ہیں۔' جیانے اندر آتے ہوئے شارمین کو ڈریس

پکڑا یا۔

'جیا میں ابھی سے بتا رہی ہوں میک۔ اپ نہیں کرنا۔'

'جی جی! میک۔ اپ کرنے سے ایسا نہ ہو کہ آنٹی اسی وقت نکاح کا شوشہ چھوڑ دیں۔'

ونیسہ کے شرارت سے کہنے پر سب ہنس پڑے سوائے شارمین کے جو اسے نظروں سے نکلنے کے ارادوں میں تھی۔

'مار کھا لو گی مجھ سے۔'

'اچھا نہیں کرتی میک۔ اپ اور تم جلدی سے چینیج کر کے آؤ۔' شارمین کو واش روم میں دھکیل کر جیا جو لری نکالنے لگیں۔

جیسے ہی شارمین چینیج کر لے آئی جیا نے اسے تیار کرنا شروع کیا۔ ونیسہ اور ایشل کی اصرار پر شارمین نے ہلکی سی لپ گلو ز لگالی۔

تقریباً بیس منٹ بعد شارمین تیار ہو چکی تھی۔ کانوں میں چھوٹی سی جھمکیاں پہنے وہ پیرٹ گرین کرتی میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

'ماشاء اللہ ماشاء اللہ! ایشل آنکھوں میں پیار لیے بولی۔'

'ہائے شکر ہے پائیز بھائی نہیں آرہے۔' ونیسہ کی انوکھی بات پر سب نے حیرت سے اسے دیکھا۔

'ہیں؟؟'

'ہاں نا۔۔۔ اگر وہ بھی آتے تو پھر آج کی تاریخ میں ہی نکاح اور رخصتی ہوتی۔' ونیسہ نے دانت نکالتے ہوئے اپنے قدم پیچھے لینے لگی۔

'ونی کی بچہ پیسی۔۔۔۔'

اب عابرویلہ ونیسہ کی ہنسی اور شارمین کے غصے بھری آواز سے گونج رہا تھا۔ دونوں پورے گھر میں بھاگتی پھر رہی تھی کہ ڈور بیل پر ان کو بریک لگی اور مہمانوں کی آواز پر وہ جلدی سے کمرے میں بھاگیں۔

'مہمان آگئے ہیں۔' ونیسہ نے پھولی ہوئی سانس سے بتایا۔

'اوائے ہوئے۔۔۔۔' ایشل نے شارمین کی ٹھوڑی پکڑتے ہوئے چھیڑا۔

'تم دونوں کا بھی وقت آئے گا، گن گن کے بدلے لوں گی۔'

'ہاں ہاں لے لینا پہلے ہمیں تو مستی کرنے دو۔' ونیسہ کی بات پر تینوں بے ساختہ ہنس

پڑیں۔

اچلو لڑکیوں میرے پیچھے لاؤ شارمین کو۔ 'جیا کے کہنے پر ونیہ نے دائیں اور ایشل نے بائیں طرف سے شارمین کو پکڑا اور گیسٹ روم کی طرف لے گئیں جہاں غازیان ویلہ کی تمام خواتین موجود تھیں۔ ملنے ملانے کے بعد شارمین کو غزالہ بیگم اور اقراء کے پاس بیٹھا کر وہ دونوں خود نسرین بیگم کے ساتھ بیٹھ گئیں۔

اعریش نے بتایا تھا آپ کے بارے میں بھی۔ بہت بہت مبارک ہو بچے! 'منہا بیگم بولیں۔

ابس آنٹی میں کیا کہہ سکتی ہوں۔ اس میں آدھا قصور تو بھائی کا ہی ہے۔ کیا چلا جاتا اگر کوئی بہانا بنا دیتے۔ 'ونیہ کے معصومیت سے کہنے پر سب مسکرائے۔

اچلو کوئی بات نہیں اسی میں مصلحت ہوگی۔ نسرین اگر اجازت ہو تو انگوٹھی پہنادیں؟' پہلی بات ونیہ سے کہتے غزالہ بیگم نے نسرین بیگم سے پوچھا۔

'جی جی بسم اللہ کریں۔'

اور یوں شارمین عابر کو پائیز مجتبیٰ کے نام کی انگوٹھی پہنادی گئی۔ سب بہت خوش

تھے۔ جیانی سب کامنہ میٹھا کر وایا۔ نسرین بیگم نے مہمانوں کی خاطر تواضع میں کوئی کمی نہ چھوڑی۔ ونیسہ تانیہ کے کان میں کھسمر بھسمر کر رہی تھی، جوان کے جانے تک جاری رہی۔

مہمانوں کے جانے کے بعد ونیسہ اور ایشل بھی گھر کے لیے نکل گئیں۔ شارمین کمرے میں بیٹھی اپنی انگلی میں موجود انگوٹھی کو دیکھ رہی تھی لیکن دل و دماغ میں ایک الگ ہی جنگ چھڑی ہوئی تھی، جس میں دماغ سوچ کو عملی جامہ پہنانے پر زور دے رہا تھا تو دل مسلسل باز رہنے کی تلقین کر رہا تھا کیونکہ جو وہ سوچے بیٹھی تھی وہ کافی خطرناک تھا۔

ادیکھو اس کو سزا ملنی چاہیے۔ اس نے بہت غلط کیا ہے۔ شیطان نے دماغ کی پشت پناہی کی۔

اللہ کو مانو ایسا مت کرو۔ اپنے بارے میں نہیں تو کم از کم ماما پاپا جانی کے بارے میں ہی سوچ لو۔ دل نے سمجھنا چاہا۔

کچھ نہیں ہوتا۔ وہ ہر حال میں تمہیں سپورٹ کریں گے۔ دیکھا نہیں آف ٹائم والے قصے پر بھی کیسے سپورٹ کیا تھا۔ دماغ بہلانے لگا۔

'ہاں یہ بات تو ہے۔ پاپاجانی نے کچھ نہیں کہا تھا اور جب ڈیمانڈز کی بار پر کچھ نہیں کہا تو اُس وقت بھی نہیں کہیں گے۔'

دماغ کی دلیل پر جیسے شارمین کی ساری پریشانی غائب ہو گئی۔

کہتے ہیں حد سے زیادہ لاڈ پیار بھی اولاد کو بگاڑنے کا سبب بنتا ہے کیونکہ یہی لاڈ پیار غلط کام کرتے ہوئے ان کی ڈھارس بندھاتا ہے۔ یہاں بھی عابرا عظیم اور باقی سب کی بے جا حمایت شارمین کو اتنا بڑا قدم اٹھانے کا حوصلہ دے رہی تھی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اتوار کے دن غازیان ویلہ میں بڑی رونق ہو کر تھی کیونکہ صبح ناشتے کا بھرپور اہتمام کیا جاتا تھا۔ مرد حضرات تھوڑی دیر پہلے ہی جاگنگ کر کے واپس آئے تھے۔ اس وقت تمام خواتین کیچن میں موجود تھیں۔ منہا بیگم حلوہ بنا رہی تھیں تو اسما رہ بیگم پوریاں بنا کر اقراء کو دے رہی تھیں جو تلنے کا کام کر رہی تھی۔ غزالہ بیگم کشمیری چائے بنا رہی تھیں اور تانیہ پائیز کے لیے کافی پھینٹنے میں لگی ہوئی تھی۔

'مما میرا جو سبھجو ادیس پلینز! اعریش نے آواز لگائی۔

تانی بچے زرہ عریش کو جو س دے آؤ۔ 'منہا بیگم نے میوہ جات کاٹتے ہوئے کہا۔
 پہلے تو تانیہ نے منع کرنا چاہا لیکن کچھ سوچتے ہوئے خاموشی سے جو س نکال کر عریش کو
 دینے چلی گئی۔ دروازہ نوک کرنے پر جواب نہ ملا تو وہ اندر آگئی۔ کمرے میں کوئی نہ تھا
 لیکن واش روم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی۔ تانیہ نے گلاس سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور
 عریش کا انتظار کرنے لگی۔ کچھ دیر بعد تو لیے سے سر رگڑتا ہوا عریش کمرے میں آیا اور
 تانیہ کو وہاں دیکھ کر حیران ہوا۔

'کوئی کام تھا؟' عریش نے گلاس اٹھاتے ہوئے پوچھا۔
 'وہ۔۔۔ آپ آج کل اپنے کمرے میں ہی کیوں بندرتے ہیں؟ اور اپسٹ بھی ہیں!'
 تانیہ کا یوں پوچھنا عریش کو مسکرا نے پر مجبور کر گیا۔

'اور آپ کو ایسا کیوں لگا؟ وجہ میں نے بتائی ہے نہ!' عریش نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے
 کہا۔

'انہیں آپ نے بہانہ بنایا تھا۔ کیونکہ اگر یہی وجہ ہوتی تو بھائی اور شارق بھائی بھی آپ
 کے ساتھ ہوتے۔' تانیہ کی بات پر ایک لمحے کے لیے عریش لاجواب ہو گیا۔ بھئی عیش

کی کونین کو ہلکہ نہیں لینا!

'میں جب ونی آپنی سے ملی تھی تو وہ بھی آپ کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔' اعریش کو خاموش دیکھ کر تانیہ نے مزید کہا۔

'کیا پوچھ رہی تھی؟' اعریش نے جلدی سے پوچھا۔

'آپ کی روٹین کے بارے! میں نے سب سچ بتا دیا۔' تانیہ نے ڈرانے والے انداز میں کہا۔

'اور آپ نے کیا سچ بتایا؟' اعریش مسکرایا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'یہی کہ آپ سارا سارا دن کمرے میں بند رہتے ہیں اور میری رنگ تک چچی لے کر آتی تھیں۔ آپ تو پتا نہیں کس دنیا میں کھوئے ہوئے تھے۔' اعریش کی سنگین غلطی یاد آتے ہی شکوہ منہ سے پھسل گیا اور یہاں ہوا اعریش کا چین اڑن چھو۔۔۔۔

'آتم ریلی سوری کونین! پر اس نکاح کا ڈریس ہم دونوں خود جا کر لائیں گے ٹھیک ہے؟' اعریش صوفے سے اٹھ کر تانیہ کے پاس آتے ہوئے بولا۔

'نہیں! میں آپ کے ساتھ نہیں جاؤں گی۔' اعریش کی کونین نے سزا سنائی۔

'پلیز سوری! عیش دی مجرم نے کان پکڑ کر معافی مانگی۔

'نہیں!'

'اچھا پھر کیا ایسا کروں کہ آپ راضی ہو جاؤ!'

اب آیا تھا اونٹ پہاڑ کے نیچے!!

'مجھے وہ وجہ بتائیں جو آپ کو اپسٹ کر رہی ہے۔' تانیہ کی بات پر عیش منہ کھولے

اسے دیکھے گیا۔ یعنی سارا ڈرامہ عیش سے سچا گلوانے کے لیے رچا گیا تھا۔

'کوئین اس وقت بلکل ایک ٹپکل وائف لگ رہی ہو!'

عیش کی بات پر تانیہ نے بے ساختہ عیش کو دیکھا جس کے چہرے پر بڑی خوبصورت

مسکراہٹ تھی اور آنکھوں میں کچھ انوکھے رنگ! دل نے دوسو کی اسپیڈ سے بھاگنا

شروع کیا تو رخسار دہک اٹھے۔ عیش نے پہلی بار تانیہ کو بلش کرتے دیکھا تھا اور یہ

منظر ہزار نظاروں سے بہتر اور زندگی بخش تھا۔

'آہہ کوئین!!! بھاگ جاؤ اس سے پہلے کہ مجھے میری بیگم نظر آنے لگ جائے۔'

عیش نے آنکھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو تانیہ ایک لمحہ بھی ضائع کیے بنا وہاں سے

بھاگی اور اپنے کمرے میں آکر ہی اگلی سانس لی۔

'اففف۔۔ یہ عیش کو کیا ہو گیا؟ پہلے تو ایسا کبھی نہیں ہوا! دل پر ہاتھ رکھتے تانیہ نے خود سے پوچھا۔

'پہلے وہ صرف کزن اور دوست تھا لیکن اب تم دونوں کا رشتہ بدلنے والا ہے۔ یہ ایسی کا اثر ہے! دل کی آواز پر تانیہ مسکراتے ہوئے ہاتھوں میں اپنا چہرہ چھپا گئی۔۔

عابرویلہ کے لاؤنچ میں اس وقت نکاح کے بعد کی تقریب کے بارے میں ڈسکشن ہو رہی تھی۔ جیا اور نسرين بیگم مہمانوں کی لیسٹ بنا رہی تھیں جبکہ عابرا عظیم اپنے بھائیوں کے ساتھ شادی حال دیکھنے گئے ہوئے تھے۔

'جیا مستقیم بھائی آئیں گے؟'

'جی کہا تو ہے۔ اب اگر فلائٹ مل گئی تو انشاء اللہ ضرور آئیں گے۔' جیا نے لکھتے ہوئے بتایا۔

اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات چیت ہوتی نسرين بیگم کا فون بجا۔ غزالہ بیگم کی

کال تھی۔

'اسلام علیکم غزالہ کیسی ہیں؟'

'او علیکم اسلام نسرین میں ٹھیک اپنی سنائیں۔' غزالہ بیگم کی آواز آئی۔

'الحمد للہ!'

'اچھا نسرین آج منہا اور اقراء آئیں گی شارمین کو شاپنگ پر لے جانے۔ نکاح کے ڈریس کا آڈر بھی دینا ہے نا! 'غزالہ بیگم نے کہا۔

'اچھا ٹھیک ہے۔ کب تک آئیں گی؟'

'دو بجے تک! آپ شارمین کو ریڈی رکھیے گا۔'

'جی ٹھیک ہے۔ آپ سنائیں تیاریاں کیسی جارہی ہیں؟'

'اللہ کے فضل سے تقریباً مکمل ہو گئیں ہیں بس لڑکیوں کی شاپنگ رہتی ہے تو وہ آج ہو

جائے گی انشاء اللہ! 'غزالہ بیگم نے بتایا۔

'انشاء اللہ!'

'اچھا اپنا خیال رکھیں۔ پھر بات ہوتی ہے۔ اللہ حافظ! اغزالہ بیگم نے الوداعی کلمات ادا کیے۔

'جی ٹھیک ہے۔ اللہ حافظ! 'نسرین بیگم فون رکھ کر جیا کی طرف متوجہ ہوئیں۔

'خیریت؟'

'ہمم۔۔ شاپنگ پر لے جانا ہے شارمین کو۔ جیا یہ میں کرتی ہوں تم اسے بتادو، صرف آدھا گھنٹا رہتا ہے۔'

'آپی آپ شارمین سے ناراض ہیں؟ جیا نے ان کا گریز محسوس کرتے ہوئے پوچھا۔

انہیں بس آج کل میں کافی ایمو شنل ہو رہی ہوں اور مجھے دیکھ کر اس نے رونے ڈال دینے ہیں۔ 'نسرین بیگم کی بات پر جیا مسکرائی۔

'اچھا ٹھیک ہے میں جاتی ہوں۔'

جیا شارمین کے کمرے میں آئیں جو جائے نماز بچھائے اللہ سے زار و نیاز میں مشغول تھی۔ دوپٹہ نماز کے اسٹائل میں لیا ہوا تھا مطلب وہ ابھی ہی نماز سے فارغ ہوئی تھی۔

'اپنے اللہ جی سے شکوے ہو گئے ہوں تو میری بات سن لو۔' جیا کی آواز پر شارمین نے

جھٹ سے آنکھیں کھولیں۔

'آپ کب آئیں؟' اشار میں نے جائے نماز اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

'جب تم اللہ سے شکوے کر رہی تھی۔'

'اشکوے نہیں باتیں۔۔۔' اشار میں نے تصحیح کی۔

'اچھا جو بھی ہے۔ میں یہ بتانے آئی تھی کہ ریڈی ہو جاؤ تمہارے سُسرالی آرہے ہیں

شاپنگ پر لے جانے۔' جیا کی بات پر اشار میں کی مسکراہٹ سمٹی۔

'جیا یہ سب بہت جلدی ہے!'

'میرا بیٹا صرف نکاح ہو گا ابھی۔ رخصتی آپ کی مرضی سے ہو گی۔' اشار میں کا چہرہ اپنے

ہاتھ میں لیتے ہوئے جیانے پیار سے کہا۔

'اچھا کب جانا ہے۔'

'تم ابھی ریڈی ہو جاؤ۔ آدھے گھنٹے تک وہ آئیں گے۔' جیانے بتایا۔

'کون کون؟' وہ اشار میں ہی کیا جو سوال کیے بنامان جائے!

'بے فکر رہو تمہارا میاں نہیں آئے گا اب جلدی سے عبایا پہنو۔' جیانی نے گھورتے ہوئے کہا تو شارمین نے منہ بنا لیا۔

'ایک تو جو بات بھی پوچھو جو اب میں باتیں ہی سناتے ہیں مجھ معصوم کو! اشارمین بڑبڑاتی ہوئی الماری کی طرف بڑھ گئی۔'

ایمان نے ونیسہ سے کچھ نہیں پوچھا تھا کیونکہ اس کا کھلا ہوا پُرسکون چہرہ سب ٹھیک ہونے کی گواہی دے رہا تھا۔ مزید ایک دو دن رک کر ایمان بھی حیدر کلیم کے ساتھ اسلام آباد واپس جا چکی تھیں۔ بچوں کے جانے سے احمد ویلہ میں کافی خاموشی ہو گئی تھی۔ اس وقت نورین بیگم اور مہرماہ کیچن میں دوپہر کے کھانے کی تیاری کر رہی تھیں اور ونیسہ اپنے کمرے میں یہاں سے وہاں چکر لگائے جا رہی تھی۔ تانیہ کی زبانی عریش کی حالت سن کر اب وہ پچھتا رہی تھی۔

اکااش میں بھائی کونہ بتاتی۔ فضول میں انھیں پریشان کر دیا ہے۔' ونیسہ نے انگوٹھے کو دانتوں میں دبایا۔

'اللہ جی آپ گواہ ہیں نہ میرا مقصد ان کو پریشان کرنا ہر گز نہیں تھا۔ اب میں کیا کروں؟' ونیسہ کہتے ہوئے بیڈ پر بیٹھ گئی۔

ابھی وہ سوچ ہی رہی تھی کہ کیا کرنا چاہیے، ایک خیال بجلی کی سی تیزی سے دماغ میں آیا۔

'ہاں۔۔۔۔ یہ صحیح ہے۔ ایک تیر سے دو شکار ہو جائیں گے! تھینک یو سوووو ووج اللہ جی! آپ گریٹ ہو۔۔' خوشی سے اچھلتے ونیسہ اوپر دیکھتے ہوئے اپنے رب سے مخاطب ہوئی۔

اور بے شک اللہ سے بہتر کوئی دوست، غمگسار اور راہنما نہیں! بس یقین کامل ہونا چاہیے کہ وہ رب ہر چیز پر قادر ہے۔

ونیسہ نے اسٹیڈی ٹیبل پر پڑا موبائل اٹھایا اور عریش کو کال ملائی۔

'اسلام علیکم بھائی کیسے ہیں آپ؟' رابطہ ہوتے ہی ونیسہ نے سلام کیا۔

'او علیکم اسلام چائینز کونین! میں ٹھیک اپنی سناؤ۔' عریش کی فریش آواز آئی۔

'میں بھی ٹھیک۔ اچھا بھائی میں چاہتی ہوں کہ 'آپ' مجھے شاپنگ پر لے جائیں۔' ونیسہ

نے آپ پر زور دیتے ہوئے کہا۔

اخیریت؟' عریش کو حیرت ہوئی کیونکہ جب بھی ونیسہ یوں کہتی تھی اس کا مطلب ہوتا تھا کہ عریش اپنے کام کا کہتے ہوئے اسے وہاں لے کر جائے جہاں وہ جانا چاہتی ہے۔

'میں تانیہ کے لیے گفٹ لینے میں آپ کی ہلپ کروں گی۔' ونیسہ نے بہانہ بھی دے دیا۔

'او کے فائن! کب تک جانا ہے؟' عریش نے ہامی بھری۔
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
'اُمم۔۔۔ تین بجے تک آجائیں۔ اچھا اب میں رکھتی ہوں باقی باتیں بعد میں۔ اللہ حافظ! ونیسہ نے وقت بتاتے ہوئے کہا۔

'او کے اللہ حافظ! عریش نے کال اینڈ کر دی۔

'اچلو یہ تو ہو گیا اب میں جا کر ماما کے ساتھ ہلپ کرتی ہوں۔' ونیسہ خود سے کہتی موبائل وہیں چھوڑ کر کمرے سے نکل گئی۔

جبکہ دوسری طرف عریش حیرت سے موبائل کو دیکھ رہا تھا۔

'یہ چائیز کونین کیا کرنا چاہ رہی ہے؟'

خود سے سوال کرتے ہوئے عریش لاؤنچ میں آگیا جہاں اقراء اور منہاتانیہ کا انتظار کر رہے تھے۔

'آپ لوگ ریڈی ہیں؟'

'جی بس آپ کی بیگم ٹوبی کا ویٹ ہو رہا ہے۔' اشارق آنکھوں میں شرارت لیے بولا تو عریش مسکرایا۔

'تم لے جاؤ گے؟' عریش پائیز کے پاس صوفے پر بیٹھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'اب تم تولے جانے سے رہے۔' اور سیدھا جواب دینے سے تو اشارق کی عزت کھٹی تھی۔

'اچل پائیز ہم دونوں بھی جاتے ہیں شاپنگ پر۔' میں تانیہ کے لیے گفٹ لے لوں گا تم

اپنی بیگم کے لیے۔' کچھ سوچتے ہوئے عریش نے پر جوشی سے کہا۔

'ہمم۔۔ چلو ٹھیک ہے تین تک نکلتے ہیں۔' کیٹی کیٹ کے بارے میں سوچتے ہوئے

پائیز نے ہامی بھر لی۔

تانیہ کے آنے پر شارق انھیں لیے عابرویلہ روانہ ہو گیا۔ ان کے جانے کے کچھ دیر بعد ہی عریش بھی پائیز کو لیے ونیسہ کی طرف آ گیا۔ پورے تین بجے وہ دونوں احمد ویلہ کے سامنے تھے۔

پائیز نے بیل بجائی۔ دروازہ احمد زمان نے کھولا تھا جنھیں دیکھتے ہی دونوں نے سلام کیا۔
 'اوعلیکم اسلام! یہ آج سورج کہاں سے نکلا ہے بھئی؟' احمد زمان نے پائیز کی پیٹھ تھکتے ہوئے لطیف سا طنز کیا۔

'آج اس نغمے سورج اور چائیز کو نین کی دوستی کروانے آیا ہوں۔' عریش نے مسکراتے ہوئے کہا۔ سب ہی جانتے تھے کہ ونیسہ پائیز سے ڈرتی تھی۔ حالانکہ پائیز بچارے نے تو اسے کچھ کہا بھی نہیں تھا۔

'ہاہاہاہاہا۔۔۔ یہ تو بہت اچھی بات ہے پھر۔' احمد زمان ہنستے ہوئے دونوں کو اندر لائے۔

'اسلام علیکم آنٹی! انورین بیگم پر نظر پڑتے ہی دونوں نے ایک ساتھ سلام کیا۔

'اوعلیکم اسلام! یہ کون آیا ہے آج؟' انورین بیگم نے مسکراتے ہوئے باری باری دونوں کو پیار کیا۔

’آئی انکل کیا کم تھے کہ آپ بھی مجھے شرمندہ کر رہی ہیں! پائیز نے معصوم شکل بناتے ہوئے کہا تو سب ہنس پڑے۔

’ہاں تو کون سا کچھ غلط کر رہے ہیں! سالوں بعد شکل دکھائی ہے۔‘ احمد زمان نے پاس پڑا کوشن پائیز پر پھینکا۔

’توبہ توبہ دیکھ رہی ہیں آئی کیسے مجھ مظلوم پر تشدد ہو رہا ہے! پائیز نے مصنوعی آنسو صاف کیے تو نورین بیگم اور عریش مسکرائے۔

تینوں لڑکے بچپن سے ہی نورین بیگم اور احمد زمان سے بہت انسیت رکھتے تھے۔ چونکہ ان کا اپنا کوئی بیٹا نہیں تھا تو پائیز، شارق اور عریش کو ہی اپنا بیٹا کہتے اور مانتے تھے۔ بد لے میں وہ بھی ان سے اتنا ہی پیار کرتے تھے۔

’عریش بھائی، پائیز بھائی اسلام علیکم!‘ مہرماہ نے جیسے ہی پائیز کو دیکھا چیختی ہوئی اس کے پاس آئی۔

’او علیکم اسلام گڑیا کیسی ہو؟ ماشاء اللہ کتنی بڑی ہو گئی ہو۔‘

’میں ٹھیک ہوں اور ظاہر ہے چار سال بعد دیکھ رہے ہیں بڑا تو ہونا ہی تھا مجھے۔‘ مہرماہ کی

بات پر سب ہنس پڑے۔

او علیکم اسلام! یہ چائیز کوئین پھر کہاں ہیں؟ اوہاں یاد آیا۔ انکل ہم نے اپنی بیگمات کے لیے گفٹس لینے ہیں اور چائیز کوئین کی ہلپ کے بنا یہ تھوڑا مشکل ہوگا۔ اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو لے جاؤں؟ فکس پانچ بجے آپ کی شہزادی گھر پہ ہوگی! اعریش نے معصوم سی شکل بناتے ہوئے پوچھا۔

اٹھیک ہے لے جاؤا گر جاتی ہے تو! احمد زمان پائیز کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرائے۔
'پتہ نہیں کیوں وہ مجھ سے ڈرتی ہے۔' پائیز کی بات پر احمد زمان نے زندگی سے بھرپور قہقہہ لگایا۔
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'مہرماہ آپنی کو بلا لاؤ۔' نورین بیگم مہرماہ کو بھیج کر خود بھی کیچن میں آگئیں تاکہ بچوں کی خاطر تواضع کر سکیں۔

ونیسہ اپنی اسٹیڈی ٹیبل پر بیٹھی کوئی اسائنمنٹ بنا رہی تھی جب مہرماہ دروازہ نوک کرتے ہوئے اندر آئی۔

'آپی اعریش بھائی اور پائیز بھائی آئے ہیں آکر مل لیں۔' پائیز کا نام سنتے ہی ونیسہ کے

چہرے پر جو مسکراہٹ تھی وہ لمحے میں غائب ہوئی۔

'اچھا آپ جاؤ میں آتی ہوں۔ یہ پائیز بھائی کہاں سے آگئے؟' پہلی بات مہرماہ سے کہتے
ونیسہ خود سے بڑ بڑائی۔

"اللہ جی حیار کھ لیں! گہرے گہرے سانس لیتی ونیسہ خود کو پرسکون کرتے ہوئے
کمرے سے نکل گئی۔

اکدھر ہے؟' اعریش نے مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے پوچھا۔

'آرہی ہیں۔' مہرماہ نے نیچلالب دانتوں میں دباتے ہوئے بتایا۔

'اسلام علیکم! ونیسہ کی آواز پر سب اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

'او علیکم اسلام کونین کیسے مزاج ہیں آپ کے؟' اعریش نے بڑے بھائیوں کی طرح سر
پر ہاتھ رکھتے ہوئے پیار سے پوچھا۔

'ابھی تو ٹھیک ہیں بعد کا پتہ نہیں! مصنوعی مسکراہٹ سجائے وہ دھیمی آواز میں گویا
ہوئی۔

'کیسی ہو گڑیا؟' پائیز نے ونیسہ کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا۔

'میں ٹھیک۔ آپ کیسے ہیں؟' ونیسہ نے جیسے سر نہ اٹھانے کی قسم کھالی تھی۔

'ابھی تک ڈرتی ہو مجھ سے؟ میں نے آپ کو تو کچھ بھی نہیں کہا تھا گڑیا!'

ونیسہ کی خاموشی پر پائیز کو تو صدمہ ہی لگ گیا۔ کیا وہ اتنا بُرا تھا کہ ایک لڑکی اسے کو جا باندر بنا گئی اور دوسری بلا وجہ خوف کھاتی تھی۔

'چلو بیٹھو۔ تم دونوں کا فیورٹ شیک بنایا ہے۔' نورین بیگم ٹرے میں جگ اور کچھ گلاس لیے آئیں۔

'ان چار سالوں میں، میں نے بہت مس کیا تھا آپ کے شیک کو۔' پائیز نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔

'ڈرامے بازی نہ کرو تم اور چائینز کو نین جلدی سے عبایا پہن کر آؤ آپ ہمارے ساتھ جاری ہو۔'

'اوکے!'

ونیسہ فوراً سے اپنے کمرے میں آئی اور عبایا پہن کر پرس میں پیسے اور کچھ چیزیں رکھتے ہوئے باہر آئی جہاں عریش اور پائیز جانے کے لیے تیار تھے۔ ونیسہ کے آنے پر وہ

سب سے مل کر گاڑی میں بیٹھے۔

'جی تو بتائیں کہاں جانا ہے آپ کو؟' عریش نے بیک مرر میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

'ڈیز ہی چلیں، مجھے کچھ لینا ہے۔'

ونسیہ کی بات پر عریش نے گاڑی منزل کی جانب موڑ دی۔۔

اقراء شارمین اور تانیہ کو اپنی فرینڈ کے بوتیک لے آئی جو خوش قسمتی سے ڈیز میں ہی تھا۔ اس وقت تانیہ اور شارمین کا ناپ لیا جا رہا تھا۔ منہا بیگم نے تانیہ کی فرمائش پر اس کے لیے ٹی پنک فرائک کا آڈر دیا تھا۔

'شارمین بیٹا آپ بتاؤ اگر کوئی اور ڈیزائن لینا ہو!' منہا بیگم نے شارمین سے پوچھا۔

'جو آپ کو بہتر لگے۔' تا بعداری کا مظاہرہ کیا گیا۔

'سوچ لو یہ موقع بار بار نہیں ملتا۔ اپنی مرضی کا کلر اور ڈیزائن سلیکٹ کرو۔' اقراء نے

شرارت سے کہا تو شارمین مسکرا دی اور گولڈن کلر کی شارٹ کُرتی کا آڈر دے دیا۔

وہاں سے فارغ ہو کر اب وہ جیولرز کے پاس گئیں اور دونوں لڑکیوں کو گولڈ کاسیٹ

دلایا۔

'آپی یہ والی رنگ بہت پیاری ہے۔ پلیز یہ میری فیوچر بیگم کے لیے لے لیں۔' اشارق نے کیمین میں پڑی انگوٹھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

'پہلے ملے تو صحیح آپ کی یہ فیوچر بیگم۔ پھر رنگ کیا ڈائریکٹ وہ ریڈ میکسی دلاؤں گی!' اقرآن نے سامنے لگے ڈسپے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شرارت سے کہا تو سب ہنس پڑے۔

'اڑالیں میرا مذاق! موقع جو مل رہا ہے۔' اشارق نے نظر نہ آنے والے آنسو صاف کیے۔

'کوئی بات نہیں بھائی! میں ہوں نہ! آپ کے لیے ایک کیوٹ سی بیگم ڈھونڈوں گی۔'

'میری پیاری شہزادی گڑیا۔۔۔۔ بس اب آپ سے ہی میری ساری اُمیدیں وابستہ ہیں۔ کسی اور کو تو میرا خیال ہی نہیں! اشارق کی ڈرامے بازی پر ایک بار پھر سب مسکرائے۔

'آپی میں تھک گئی ہوں! اشارمین نے مظلومیت سے کہا۔ آخر کہاں عادت تھی یوں

شاہنگ کی؟ جب بھی کچھ چاہیے ہوتا تھا نسرین بیگم ہی لادیا کرتی تھیں۔

اشہزادی بس جوتے ہی رہ گئے ہیں وہ لے لیں پھر گھر جاتے ہیں۔ 'اقراء نے بہت پیار سے کہا۔

'اچھا آپی پہلے تھوڑا فریش ہو جاتے ہیں پھر جوتے لے لیں گے۔ کیا خیال ہے؟'

'چلو ٹھیک ہے۔ فوڈ کارنر چلتے ہیں۔'

منہا بیگم کے کہنے پر سب وہ فلور کے آخری سرے پر بنے فوڈ کارنر کی طرف چلے آئے

لیکن سامنے کا منظر دیکھ کر سب حیران رہ گئے۔ کونے والی ٹیبل پر تین لوگ بیٹھے

تھے۔ جن میں سے دو لڑکے تھے اور ایک لڑکی تھی جو اور کوئی نہیں بلکہ پائیز اور

عریش تھے۔ پائیز اپنا ہاتھ پر چہرہ ٹکائے ایک خوبصورت مسکراہٹ لیے اس لڑکی کو

سن رہا تھا جبکہ عریش اپنا قہقہہ ضبط کرنے کے چکر میں سُرخ ہو رہا تھا۔ وہ لڑکی عبایا

پہنے ہوئی تھی۔ شارمین کو اس وقت وہ مسکراتا ہوا پائیز حد سے زیادہ بُرا لگا اور اس لڑکی

کو تو ٹاپ فلور سے دھکا دینے کا دل کیا۔ شارق صورتحال دیکھتے ہوئے فوراً ان کے سر پر

پہنچا۔

'تم دونوں کیا کر رہے ہو؟' شارق کا لہجہ کافی سنجیدہ تھا۔

'اسلام علیکم شارق بھائی کیسے ہیں آپ؟' اجواب عبا یے والی لڑکی یعنی اپنی ونی کی جانب سے آیا۔

'ہاں جی تو اب بتائیں پہلے کیا لینا ہے؟' ڈیز میں داخل ہوتے ہوئے عریش نے اپنے ساتھ چلتی ونیسہ سے پوچھا۔

'اُمم۔۔۔ پہلے آپ دونوں کا کام کرتے ہیں پھر میرا!'

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'ویسے آپ کے خیال میں کیا لینا چاہیے؟' پائیز نے پوچھا۔

'کیا لینا ہے یہ تو آپ خود ہی دیکھیں میں کچھ ٹپس دیتی ہوں۔ بلیک کلر پشوگے کی

دوسری محبت ہے۔' ونیسہ نے سوچتے ہوئے بتایا۔

'اور پہلی کون ہے؟' انجانے کیوں پائیز یہ پوچھ بیٹھا۔

'پہلی میں اور چاکلیٹس! ونیسہ نے فخر سے گردن اکڑا کر کہا تو عریش اور پائیز

مسکرائے۔

'اچھا۔۔ ٹیڈیز بھی اچھے لگتے ہیں پشوگے کو۔'

'ہمم۔۔ اور؟؟'

'اوہ ہاں! بھائی آپ ایک کام کریں کہ۔۔۔ اور پھر جو ونیسہ نے بتایا وہ پائیز اور عریش کو حیران کر گیا۔'

'لیکن کرائم کو نین کیا یہ ممکن ہے؟' عریش کی آواز حیرت میں ڈوبی ہوئی تھی۔ جب بھی ونیسہ کوئی الٹا کام یا مشورہ دیتی تھی عریش اسے کرائم کو نین کہا کرتا تھا۔
'یہی تو۔۔ اگر ممکن نہیں بھی ہے تو پائیز بھائی آپ ممکن بنائیں۔' یہ پائیز کی محنت کا نتیجہ تھا کہ ونیسہ یوں بے تکلف ہو کر بات کر رہی تھی۔

'ڈن! بٹ ابھی کے لیے کیا لوں؟' پائیز نے چیلنج قبول کرتے ہوئے پوچھا۔

'اچھا ایسا کریں ٹیڈی لیں وہ ہارٹ والا اور چاکلیٹس۔'

'کیوں نہ یہ چاکلیٹس ٹیڈی کے ہارٹ میں رکھ دی جائیں؟' عریش نے مشورہ دیا۔

'از بردست! یہ صحیح رہے گا اور بھائی آپ کیا لیں گے؟'

'امم۔۔ میری کو نین کو چین بہت اچھی لگتی ہے تو سوچ رہا ہوں نیم والی گولڈ چین

ٹھیک رہے گی۔ 'عریش کی بات پر پائیز مسکرایا۔ وہ ہر لحاظ سے تانیہ کے لیے پرفیکٹ تھا۔

'اچھا تو پہلے جیولر کی طرف جاتے ہیں پھر گفٹ شاپ۔ کیونکہ میرا کام بھی وہیں ہے۔' تینوں مل کر پہلے جیولر کے طرف گئے۔ وہاں پر عریش نے چین کا آڈر دیا جس میں ایک گھنٹہ لگنا تھا۔ انتظار کرنے کی بجائے وہ گفٹ شاپ چلے آئے جہاں پائیز نے کافی بڑائی خریدی اور اس میں چاکلیٹس کی فلنگ کروائی۔ ادھر ونیسہ پوری گفٹ شاپ میں گھومتی نہ جانے کیا تلاش کر رہی تھی۔ تقریباً بیس منٹ بعد وہ مطلوبہ چیز لیے کاؤنٹر کی طرف آئی اور عریش کی نظروں سے بچاتے ہوئے پیک کروائی۔

'ہو گیا؟'

پچھے سے آتی عریش کی آواز ونیسہ نے ڈر کر ہاتھ میں پکڑا بیگ گرا دیا جو پائیز نے بروقت پکڑ کر بچا لیا۔

'بھائی بیسی۔۔۔۔۔ اگر یہ گفٹ خراب ہوتا نہ تو خیر نہیں تھی آپ کی۔'

'سو سوری!'

عریش کو کچھ دیر گھورتے رہنے کے بعد ونیسہ نے پائیز سے بیگ لے لیا۔

اچین ریڈی ہے چلو پک کر لیں۔ 'موبائل پر وقت دیکھتے ہوئے پائیز نے کہا تو وہ سب واپس جیولر کے پاس آئے اور چین لے کر فوڈ کارنر کی طرف چلے گئے۔

کیا کھائیں گی چائیز کوئین؟' عریش نے مینو کارڈ دیکھتے ہوئے پوچھا۔

'بھائی صرف آسکریم!'

'اور پائیز تم؟'

آسکریم ہی کھا لیتے ہیں۔ 'موبائل کو جیب میں رکھتے ہوئے پائیز نے کہا اور ساتھ ہی ویٹر کو بلا کر آڈر دیا۔

'بھائی ویسے تو آپ بہت لکی ہیں کہ پشوگے آپ کی شریکِ حیات بن رہی ہے لیکن مجھے آپ کے لیے تھوڑا بُرا بھی لگ رہا ہے۔' ونیسہ نے مصنوعی افسوس سے کہا۔

'اور یہ بُرا کیوں لگ رہا ہے زرہ بتانا پسند فرمائیں گی؟' پائیز نے بھی مصنوعی حیرت سے پوچھا جبکہ عریش مسکراتے ہوئے دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

'ویسے تو وہ بہت اچھی ہے لیکن قابو میں نہیں آتی۔'

’تو قابو میں کرنے کے لیے کوئی جادو ٹونا؟‘ پائیز نے شرارت سے پوچھا تو ونیسہ بناڑ کے شروع ہو گئی۔

ونیسہ کی باتیں پائیز تو مسکراتے ہوئے سن رہا تھا لیکن عریش بچارے نے بمشکل اپنا قہقہہ ضبط کیا ہوا تھا۔ ونیسہ کی چلتی زبان کو بریک شارق کی آواز پر لگا اور اٹھتے ہوئے سلام کیا۔

’او علیکم اسلام چھوٹی گڑیا۔ کیسی ہو؟ اور کہاں غائب رہتی ہو؟‘ اشارق نے مسکراتے ہوئے ونیسہ کے سر پر پیار کیا۔

’میں تو بالکل ٹھیک آپ سنائیں اور بھائی اتنی ٹف ہو گئی ہیں اسٹیڈیز کہ ٹائم ہی نہیں ملتا۔ اسلام علیکم آنٹی اور آپ اور تانی۔‘

اب ونیسہ اپنی طرف آتی منہا بیگم اور باقی سب کی طرف متوجہ ہوئی۔

’او علیکم اسلام بیٹا کیسی ہو؟‘ منہا بیگم ونیسہ سے گلے ملیں۔

’میں ٹھیک آپ سنائیں۔‘

’او علیکم اسلام ہم بھی ٹھیک! اور تم دونوں اب آہی گئے ہو تو اپنی شیر وانی کا آڈر دیتے

جانا۔ 'اقراء پائیز اور عریش سے مخاطب ہوئی۔

ونیسہ مسکراتے ہوئے شارمین کو دیکھ رہی تھی جو آنکھوں میں ناراضگی لیے اسے گھور رہی تھی۔

'میلا بچا! اب تمہارا جیسا بھی ہے مجھے قبول ہے۔'

ونیسہ کی بے تکی بات پر ساتھ کھڑی تانیہ نے حیرت سے اسے دیکھا جو اب شارمین سے گلے مل رہی تھی۔ شارمین نے وہی ناراض نظر پائیز پر بھی ڈالی تو اس کی آنکھ اٹھی

محبت نے انگڑائی لی 'والی کیفیت ہو گئی۔'

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'مجھے نہ ہی اپنے میاں کا اور نہ ہی تمہارا کسی سے فری ہونا پسند ہے۔' اشارمین ہنوز خفا تھی۔

'میں صدقے نہیں ہوتی کسی سے فری۔۔۔' ونیسہ نے شارمین کے ہاتھ پر دباؤ ڈالا۔

'اے نسکریم تو آگئی ہے۔ اچھا آپ سب بیٹھ کر انجوائے کریں ہم شیر وانی کا آڈر دے کر

آتے ہیں۔' عریش کہتے ہی شارمین کو یک ٹک دیکھتے پائیز کو کھینچ کر لے گیا۔

'اپنی نگاہوں کو قابو میں رکھو۔ کم از کم ماما اور باقی سب کا ہی لحاظ کر لیا کرو۔' عریش نے

گھورتے ہوئے کہا تو پائیز ڈھیٹوں کی طرح مسکراتے ہوئے اگنور کر گیا۔

شاپنگ سے فارغ ہو کر سب پارکنگ میں آگئے۔ شارق اپنی گاڑی میں منہا بیگم، اقراء اور دونوں لڑکیوں کو بیٹھا کر لے گیا۔ ونیسہ، پائیز اور عریش ابھی تک گاڑی کے پاس ہی کھڑے تھے کیونکہ ونیسہ اپنے پرس سے کچھ لیریز اور کارڈ گفٹ بیگ میں ڈال رہی تھی۔

اگڑیا یہ کیا کر رہی ہو؟ پائیز نے بالآخر پوچھ ہی لیا۔

ابس ہو گیا۔ عریش بھائی یہ آپ رکھ لیں۔ ونیسہ نے بیگ عریش کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

اگس لیے؟ عریش نے سنجیدگی سے پوچھا لیکن ونیسہ نے نظریں چراتے ہوئے بیگ پھر سے آگے کیا۔

اونیسہ پلیزیہ نہیں کرو۔ یہ آپ کا وہم بھی تو ہو سکتا ہے نہ! عریش نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

اوہم کا شکار انسان کبھی بھی پر سکون نہیں ہوا کرتا بھائی! ونیسہ نے معصومیت سے کہا تو

عریش بھی لاجواب ہو گیا کیونکہ وہ اب تک ونیسہ کے چہرے میں بے چینی کو نہیں
ڈھونڈ سکا تھا۔

'یہ کیا بات ہو رہی ہے جو مجھے نہیں پتا؟' پائیز کو گڑ بڑ کا احساس ہوا۔

'آج بھائی آپ کو بتادیں گے کیونکہ شارمین کو سنبھالنے کے لیے بھی کوئی ہونا چاہیے جو
ایمو شنلی اسٹرونگ ہو۔' ونیسہ نے گہرا سانس بھرتے ہوئے کہا۔

'میں نہیں لے رہا۔ سن لیا؟ خود آؤ گی تب ہی لوں گا ورنہ نہیں!' اعریش کی آنکھیں لال
ہو رہی تھیں جو اس کے ضبط کی گواہ تھیں۔

'بھائی پلیز! میں نے آپ کو اسی لیے بتایا تھا کہ آپ سے زیادہ کسی پرنٹسٹ نہیں کر
سکتی۔ پلیز آپ کیوں مجھے کمزور کر رہے ہیں۔'

وہ لڑکی تھی! آسانی سے کہیں بھی اور کبھی بھی رو سکتی تھی لیکن عریش چاہ کر بھی ایسا
نہیں کر سکتا تھا۔

'اچھا و نہیں۔ میں کچھ نہیں کہہ رہا۔' روتی ہوئی ونیسہ کو اپنے ساتھ لگاتے ہوئے
عریش نے نم لہجے میں کہا جبکہ پائیز گہری سوچ میں ڈوبا دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

'اور آپ یہ بھی چپ چاپ لیں گے۔' لڑکی ہو اور رونے کے بعد بلیک میل نہ کرے!
یہ کس کتاب میں لکھا ہے بھئی؟

'کینگسٹر کی کچھ لگتی بہت شیطان ہو!' اعریش نے گھورتے ہوئے کہا تو ونیسہ کھلکھلائی۔
کچھ دیر بعد ونیسہ کو گھر ڈراپ کر کہ وہ دونوں بھی گھر آگئے جہاں شارق پہلے سے ہی
عریش کے کمرے میں موجود تھا۔

تم میرے کمرے میں کیا کر رہے ہو؟ اعریش نے آنکھیں دکھاتے ہوئے رعب جمانا
چاہا۔
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
'ایک منٹ! تم پہلے مجھے یہ بتاؤ پارکنگ میں کیا بات ہو رہی تھی؟' شارق کے بولنے
سے پہلے ہی پائیز بولا۔

'اففف۔۔۔ جب میں چائینز کونین کی طرف گیا تھا تو اس نے بتایا کہ۔۔۔۔۔'
اور پھر عریش نے ساری بات ان دونوں کو بتادی۔ پائیز اور شارق تو مارے حیرت کے
کچھ بول ہی نہ پائے۔

لیکن چھوٹی گڑیا اتنی بڑی بات اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتی ہے؟' شارق کی آواز میں

حیرت ہی حیرت تھی۔

'یہی تو مجھے بھی سمجھ نہیں آ رہا۔'

'تجھی تمہارا یہ حال ہو رہا تھا؟' پائیز کے سوال پر عریش نے سر ہلا دیا۔

'چلو لڑکوں نکلو باہر۔ کھانا لگ چکا ہے! 'دائم کی آواز پر سب نے دروازے کی جانب دیکھا۔

'مجھے تو بہت بھوک لگی ہے۔' عریش خود پر قابو پاتا جلدی سے بولتا ہوا کمرے سے نکل گیا تو پائیز اور شارق بھی اس کے پیچھے چلے گئے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آج وہ کردار کافی دنوں بعد بیٹھا تھا اپنی اسٹیڈی ٹیبل پر۔ ہمیشہ کی طرح پہلے ایک کاغذ پر کچھ دیر لکھنے کے بعد اسے تہہ کر کے ایک ڈبے میں ڈالا اور پھر ڈائری نکال کر باقی کا وقت اس کا قلم اپنے مالک کے حکم پر وہ ڈائری بھرنے لگا۔ کہانی کے اور بھی کردار جاگ رہے تھے۔ ایک آنے والے کل کے بارے میں سوچ سوچ کر بے چین ہو رہا تھا تو دوسرا کسی بات پر پریشان اور تیسرا کسی کی یاد میں کھویا ہوا تھا۔۔۔۔۔

رات کے آخری پہر جب ہر طرف اندھیرا اور سناٹا تھا، تین وجود اسی تاریکی کا حصہ بنے ایک گھر کے صحن میں کودے۔ یہاں وہاں دیکھتے ہوئے وہ تینوں آگے پیچھے گھر میں داخل ہوئے اور مطلوبہ کمرے کی طرف چل دیئے۔ کمرے میں روشنی تھی یعنی کوئی اندر موجود تھا۔ بنا کوئی آواز پیدا کیے ایک نے دروازہ کھولا اور وہ سب اندر چلے گئے۔

'اسلام علیکم سر! سکار، سنیک- آئز اور سناپرنے دھیمی مگر پر جوش آواز میں سلام کیا۔
'او علیکم اسلام! بولو کیا خبر ہے؟' کمانڈو نے اپنی کرسی ان کی طرف گھمائی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'سر ہمارا شک درست ثابت ہوا ہے۔' سنیک- آئز نے کہا۔

'وادئ نونشکی کے صحرا میں زیر زمین ایک تہہ خانے بنا یا جا رہا تھا اور مکمل ہونے پر بار کو وہیں منتقل کر دیا گیا ہے۔' سناپرنے بات مکمل کرتے ہی سکار کو دیکھا۔

'ہماری تیاری پوری سے سر بس آپ کے آڈر کا انتظار ہے! سکار کہہ کر خاموش ہو گیا۔

'ویل ڈن بوائز! اکتوبر کے دوسرے جمعرات کی رات کوریڈ کرنے کی تیاری کرو۔'

کمانڈو کا چہرہ خوشی سے جگمگا رہا تھا۔

اسرا اتالیٹ کیوں؟ اسنیک۔ آئرن نے سامنے پڑے جگ سے پانی ڈالتے ہوئے پوچھا۔
 اسکار تم خود بتاؤ کے یا میں یاد کرواؤں؟ اگمانڈو نے گھورتے ہوئے کہا تو ان کے علاوہ
 باقی تینوں ہنس پڑے۔

دراصل کمانڈو کو سکار کے شارمین کو یوں کڈنیپ کرنے پر اعتراض تھا۔ سکار نے انہیں
 منا تو لیا تھا لیکن وہ اپنی ناراضگی کا اظہار کرنے سے گریز نہیں کرتے تھے۔

اہو سر! کیوں خفا ہو رہے ہیں! سکار کوئی غلط کام تو نہیں کر رہا نا! اسنا پرنے انہیں
 واپس کر سی پر بیٹھاتے ہوئے کہا۔

جب سکار نے اسے بلیک میل بھی نہیں کیا تو وہ کیوں کرا نکار کرے گی؟؟ اور وہ بھی
 عین نکاح کے وقت! اور پھر یہ الٹا طریقہ اپنا نا ضروری ہے؟ سیدھی طرح سے رشتہ
 مانگ لے نا۔ اگمانڈو سکار کو گھور رہے تھے۔

اسرا پائیز نے سیدھا راستہ ہی چننا ہے تو اس کا کیا حال ہونے والا ہے یہ آپ خود ہی دیکھ
 لیں گے۔ اسکار نے پائیز پر زور دیتے ہوئے کہا۔

میرا خیال ہے اس بحث کو رہنے دیتے ہیں اور اپنے مشن کے بارے میں تھوڑی سی

پلاننگ کر لیتے ہیں۔ اسنیک۔ آئرن سیز فائر کرواتے ہوئے ان کا دھیان مشن کی طرف کر دیا۔

اور یوں ساری رات انہوں نے اسی ڈسکشن میں گزار دی۔۔۔

وقت ٹہلتا ٹہلتا جا رہا تھا لیکن شارمین کی سوچوں کو بھانپتے ہوئے ہوا کے گھوڑے پر سوار جلدی جلدی سفر کرنے لگا اور منزل پر پہنچ کر رک گیا جہاں پہلے سے ہی کچھ لوگوں کی قسمتیں کھڑی تھیں۔ وقت انہیں دیکھ کر مسکرایا اور تقدیر کے فیصلے کو سوچتے ہوئے وہیں کچھ دیر وہیں ٹھہر گیا۔۔۔۔۔

آخر وہ دن آ ہی گیا جس کا سب کو بڑی بے صبری سے انتظار تھا۔ جی ہاں! آج جمعہ مبارک تھا اور کہانی کے کئی کردار ایک دوسرے کے نام کر دیئے جانے تھے۔ ہر طرف خوشیوں کا سما تھا اور تیاریاں زور و شور سے جاری تھیں۔ اس موقع پر جہاں سب کے چہرے خوشی سے جگمگا رہے تھے تو وہیں ایک دلہن کا چہرہ ہر قسم کے جذبات سے

عاری تھا۔ وہ صبح سے اپنے کمرے میں بند تھی اور خالی خالی نظروں سے نکاح کے ڈریس کو دیکھ رہی تھی جو اسی طرح پیک پڑا تھا اور اس نے ایک دفعہ بھی کھول کر دیکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ سب نے اس کی خاموشی کو فطری جان کر نظر انداز کر دیا لیکن کوئی نہیں جانتا تھا کہ یہ طوفان سے پہلے کی خاموشی تھی!

ابھائی دیکھیں آپ کی شیر وانی آئی ہے۔ تانیہ چمکتے ہوئے پائیز کے کمرے میں آئی۔
 'اچھا دکھاؤ۔ پائیز جو لپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا، تانیہ کے آنے پر رکھتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 ابھائی مہی کہہ رہی ہیں کہ جلدی سے کام فینش کریں۔ ساڑھے بارہ بجے آپ کو نکلنا ہے مسجد کے لیے۔ تانیہ نے شیر وانی پائیز کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔
 'اوکے!'

کریم کلر کی شیر وانی اپنے ساتھ لگا کر خود کو شیشے میں دیکھتے ہوئے پائیز بولا۔
 'ماشاء اللہ ابھائی آپ کتنے ہنڈ سم لگ رہے ہیں۔ آپ اور آپنی کاپیل بہت خوبصورت ہوگا۔'

تانیہ کی بات پر پائیز اس کیٹی کیٹ کو نکاح کے جوڑے میں تصور کر کہ مسکرا اٹھا۔
 'اوائے ہوئے۔۔۔۔۔ یہ تو کسی کی یاد میں مسکرایا جا رہا ہے۔' تانیہ کی شریر آواز پر پائیز
 جیسے ہوش میں آیا۔

'ہمم۔۔ میں تو سوچ رہا تھا کہ شیر وانی میں عریش بھی بہت ہنڈ سم لگے گا! اس کے
 بارے میں کیا خیال ہے؟' پائیز کے عریش کا نام لینے پر تانیہ کے گال میں سُرخ پھیل
 گئی۔

'وہ وہ میں۔۔ مجھے کچھ کام ہے۔'
 TANI
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 تانیہ کہتے ہی فوراً گمرے سے بھاگی لیکن پائیز کے تھپہ نے دور تک اس کا پیچھا کیا۔

طہ یہ پایا تھا کہ مرد حضرات سنہری مسجد میں ہی ظہر کی نماز ادا کریں گے اور نماز کے بعد
 دونوں جوڑوں کو نکاح کے پاکیزہ و مقدس بندھن میں باندھ دیا جائے گا۔
 شارمین کی خواہش پر جیہا ہی اسے تیار کرنے والی تھیں جبکہ تانیہ کے لیے پارروالی لڑکی کو
 گھر بلا یا گیا تھا۔

'شارمین میری جان ابھی تک چنچ نہیں کیا؟' شارمین کو یونہی بیٹھا دیکھ کر جیانے کہا۔

'جی بس جانے ہی والی تھی۔ ونیسہ اور ایشل نہیں آئیں؟'

'نہیں ابھی تک تو نہیں! میری جان یہ وقت ہر لڑکی پر آتا ہے۔' شارمین کی خاموشی کو

جیا کچھ اور سمجھ رہی تھیں۔

'ہم۔۔۔ اچھا میں نماز پڑھ کر چنچ کرتی ہوں۔'

'اچلو میں بھی یہیں پڑھ لیتی ہوں۔'

اور یوں دونوں خالابھانجی نے ایک ساتھ ظہر کی نماز ادا کی۔ نماز پڑھ کر شارمین ڈریس

والابیگ لیے واش روم چلی گئی اور کچھ دیر بعد باہر آئی تو جیا سے دیکھتی رہ گئیں۔

گھٹنوں تک آتسا سیاہ رنگ کافرک جس کے گلے، بازو اور دامن پر خوبصورت کناری کا

کام ہوا تھا۔

'یہ کون سا کلر آگیا؟' جیا کو تشویش ہوئی۔

'پتہ نہیں! ہم نے تو گولڈن کا آڈر دیا تھا۔' شارمین بھی سوچ میں پڑ گئی۔

'اف شارمین کہا بھی تھا کہ چیک کر لو۔'

'اچھا اب ایسے ہی رہنے دیں۔ یہ زیادہ پیارا ہے۔'

خود کو شیشے میں دیکھتے ہوئے شارمین مسکرائی۔ یہ پچھلے دو تین دنوں میں پہلی مسکراہٹ تھی۔

'اچھا آؤ بیٹھو میں تیار کروں۔'

شارمین کی خوشی کے خیال سے جیانے کچھ کہنا مناسب نہ سمجھا اور اسے تیار کرنے لگیں۔ آنکھوں میں لائٹ اور لائٹ سی لپ گلوں میں بھی وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔ دونوں ہاتھوں کی خوبصورتی کو مہندی سے نکھارا گیا تھا اور کانچ کی چوڑیوں سے چار چاند لگائے گئے تھے۔ جیانے شارمین کے بال کرل کر کہ دونوں طرف ڈال دیئے اور دوپٹہ پن۔ اپ کیا۔

'ماشاء اللہ! اللہ تمہارا نصیب بھی اتنا ہی خوبصورت بنا دے۔' جیانے شارمین کی نظر اتارتے ہوئے نم لہجے میں کہا۔

'آمین ثم آمین۔'

نسرین بیگم کی آواز پر شارمین اور جیانے دروازے کی طرف دیکھا جہاں سے نسرین

بیگم اندر آرہی تھیں۔

'پتا ہی نہ چلا کب میری بیٹی اتنی بڑی ہو گئی کہ شادی کا وقت آ گیا۔' نسرین بیگم کی بات پر شارمین کی آنکھوں سے آنسو لڑیوں کی صورت میں بہنے لگے۔

'انہیں میری جان روتے نہیں ہیں۔'

نسرین بیگم اسے چپ کرانے کے چکر میں خود بھی رو پڑیں۔ آخر اکلوتی اور لاڈلی بیٹی کا نکاح تھا۔ جس پر دل کا ایک کونا غمگین بھی تھا۔ اپنی لاڈوں میں پلی بیٹی کو کسی اور کے نام کرنا آسان کام نہیں ہوتا۔

ابس کر دیں! ماں بیٹی تو مقابلے بازی پر اتر آئی ہیں۔ 'شارمین اور نسرین بیگم کو زور و شور سے روتا دیکھ کر جیا ٹوک گئیں۔

'اسلام علیکم السلام۔۔۔۔۔' ونیسہ کی چہکتی آواز پر شارمین اپنے آنسو صاف کرتی ہوئی نسرین بیگم سے الگ ہوئی۔

'او علیکم السلام۔ ابھی بھی نہ آتی نہ! 'معصومیت سے شکوہ کیا گیا۔

'میلی جان میلا بچہ! وہ آپنی آگئی تھیں تو اسی لیے لیٹ ہو گئی۔' ونیسہ نے اتنے پیار سے کہا

کہ شارمین کے رُکے ہوئے آنسو پھر سے چھلک پڑے۔

'اچھا بس! اب رونا نہیں ہے۔ دیکھو صرف چُنو منو سا نکاح ہو گا اور پھر سب نارمل ہو جائے گا۔' ونیسہ نے پچکارتے ہوئے کہا تو سب ہنس پڑے۔

'ایشل کہاں ہے؟' اب شارمین کو دوسری دوست کی فکری لاحق ہوئی۔

'اسلام علیکم! میں آگئی۔ سوری وہ لیٹ ہو گئی کیونکہ ٹریفک بہت تھی اور شارمین میری جان بہت بہت پیاری لگ رہی ہو ماشاء اللہ ماشاء اللہ! ایشل آتے ہی بناؤ کے شروع ہو چکی تھی۔'

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
'او علیکم اسلام بیٹا سانس لے لو۔' جیا ہنستے ہوئے ٹوک گئیں۔

'مما شارق بھائی اور پاپا جانی آگئے ہیں نکلیں۔' اہد کے اطلاع دینے پر جیا نے جلدی سے شارمین کا میک۔ اپ سیٹ کیا اور چادر اوڑھا کر نیچے لے آئیں۔

'ماشاء اللہ میری بیٹی بہت پیاری لگ رہی ہے۔' عابرا عظیم کی آواز بھی بھیگی ہوئی تھی۔

اس سے پہلے کے شارمین دوبارہ سے رونا شروع کرتے ہوئے ان کے پاس جاتی، جیا نے اسے بازو سے پکڑ کر روکا۔

ابھائی آپ اپنی بیگم کو لے کر گاڑی میں بیٹھیں میں بھی آتی ہوں اور تم! خبردار جو نکاح سے پہلے ایک آنسو بھی نکلا! انسرین بیگم کو عابرا عظم کی طرف دھکیلتے ہوئے جیا شارمین کو کھینچ کر باہر لے آئیں جہاں شارق کھڑا انھیں کا انتظار کر رہا تھا۔

'اسلام علیکم!'

'او علیکم اسلام بیٹا! یہ لو اپنی بھابھی ٹوبی۔' شارمین کو گاڑی میں بیٹھاتے ہوئے جیانے مسکراتے ہوئے کہا۔

'اسلام علیکم شارق بھائی۔۔۔' اونیسہ کی آواز پر شارق اس کی طرف متوجہ ہوا جو نیلے رنگ کی میکسی میں سچ مچ کی شہزادی لگ رہی تھی۔

'او علیکم اسلام چھوٹی گڑیا! کیسی ہو؟' شارق نے ونیسہ کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے پیار سے کہا۔

'میں ٹھیک آپ سنائیں۔ ایشو جاناں جلدی کرو۔' پہلی بات شارق اور دوسری آہستہ آہستہ آتی ایشل سے کہی۔

'آرہی ہوں۔ ایک تو یہ ہیلز!'

شارق نے ایک نظر سامنے سے آتی ایشل کو دیکھا۔ اس نے بھی میکسی پہنی ہوئی تھی جس کا رنگ سفید تھا لیکن ہیل کی وجہ سے اسے چلنے میں خاصی دقت ہو رہی تھی۔ سب کے بیٹھتے ہی دونوں گاڑیاں آگے پیچھے سنہری مسجد کی طرف روانہ ہو گئیں۔ شارمین کے دائیں طرف ونیسہ اور بائیں طرف ایشل بیٹھی تھی۔

'اچھا پشوگے ویسے تو مجھے پتہ ہے تم سے صبر نہیں ہو گا لیکن پھر بھی جب تم سے پوچھا جائے تو فوراً سے ہاں نہیں کہنا۔' ونیسہ نے بظاہر سنجیدگی سے کہا۔

'ہاں نہ ہمارے اشارے پر بولنا اور نہ سب کیا کہیں گے کہ کتنی بے صبری ہے یہ لڑکی۔' ایشل نے ہنستے ہوئے کہا لیکن شارمین تو جیسے وہاں تھی ہی نہیں۔

'اچھوٹی گڑیا یہ پشوگے کیا ہوتا ہے؟ میں نے اکثر آپ کو یہ لفظ کہتے سنا ہے۔' شارق نے ڈرائیو کرتے ہوئے پوچھا۔

'بھائی پشوگے پشتون زبان کا لفظ ہے۔ اس سے مراد بلی ہے۔' ونیسہ نے کسی بچے کی طرح رٹا ہوا سبق سنایا۔

'اور مجھے لگایہ شہزادی کی کوئی نئی فارم ہو گی۔' شارق نے ہنستے ہوئے کہا تو ونیسہ اور

ایشل بھی ہنس دیں۔

شارمین اپنے ہاتھوں پر لگی مہندی کو دیکھتے ہوئے ماضی میں ہوئی اپنی اور پائیز کی ملاقاتوں کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ اس وقت شارمین کے دل سے بے اختیار یہ دعائلی کہ کاش وہ پائیز سے نہ ملی ہوتی۔ مگر جو ہونا تھا وہ ہو چکا تھا اور اب شارمین خود کو آنے والے وقت کے لیے تیار کرنے لگی تھی۔ وہ کب منزل پر پہنچے اسے کو کوئی خبر نہ ہوئی۔ ایشل کی آواز پر شارمین چونک کر حال میں واپس آئی جہاں وہ اسے باہر نکلنے کا کہہ رہی تھی۔

اشانی میری جان ریلکس کرو۔ انشاء اللہ سب بہتر ہوگا۔ اشارمین کارنگ پھیکا پڑتا دیکھ کر ایشل نے تسلی دیتے ہوئے باہر نکلنے میں مدد کی۔

ایشو جاناں یہ ایسے ہی ڈرامے کر رہی ہے۔ دل میں تولڈ و پھوٹ رہے ہوں گے اور ساتھ ہی ہمارے نکاح کی پلاننگ ہو رہی ہوگی۔ اشارمین کی حالت دیکھتے ہوئے ونیسہ نے ہلکے بھلکے مزاحیہ انداز میں چھیڑا تو ناچاہتے ہوئے بھی شارمین مسکرا دی۔

اشاباش ہے بیٹا! میرا خیال تھا کہ صرف میری بیٹی ہی نکمی ہے پر یہاں تو آوے کا آوہ ہی بگڑا ہوا ہے۔ 'تینوں کو وہیں کھڑا دیکھ کر نسرین بیگم نے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

آئی ہم تو لارہ ہے تھے آپ کی شہزادی کو لیکن میڈم ضد لگائے بیٹھی ہے کہ تمہارے
جیسے کے ساتھ ہی انٹری ماروں گی ورنہ یہی کھڑی رہوں گی!

ونیسہ نے معصومیت سے آنکھیں پٹیٹاتے ہوئے کہا تو نسرین بیگم نے اس کی شرارت
سمجھتے ہوئے سر پرچت لگائی اور شارمین کو اندر لے گئیں جو بنا کوئی اثر لیے خاموش
کھڑی تھی۔ ان کے جاتے ہی ایشل بھی ونیسہ کو لیے مسجد کے اندر آگئی۔

مسجد کے ایک حصے کو شارمین اور تانیہ کے لیے سجایا گیا تھا اور دوسرا حصہ پائیز اور
عیش کے لیے۔ پائیز شیروانی پہنے یہاں وہاں گھوم کر تیاری کا جائزہ لے رہا تھا جبکہ
عیش کو ڈلہا بن کے بھی چین نہیں تھا۔ پرفیکشن کے چکر میں ورکرز کی جان کو آیا ہوا
تھا اور شارق بچاران کی جان خلاصی کروا رہا تھا۔

'اویار کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ! چھوڑ دو ان کا پیچھا۔۔۔ دائم بھائی پکڑ کر بٹھائیں اس
کو۔'

اپنی بات کا اثر نہ ہوتا دیکھ کر شارق نے پاس کھڑے دائم کے ہاتھ میں عیش کا بازو
پکڑا یا اور خود جلدی جلدی کام ختم کروا یا۔

شرط کے مطابق پائیز کی طرف سے طائل غازیان، منہا بیگم، سمیر غازیان اسمارہ بیگم، دائم اور اقراء تھے جبکہ شارمین کی طرف سے جیا، عابرا عظیم کے باقی بھائی اور اسد خان اپنے بال بچوں کے ساتھ آئے تھے جنہوں نے مسجد میں رونق لگائی ہوئی تھی۔ نسرین بیگم شارمین کو ایک کمرے میں لے آئیں جہاں پہلے سے ہی تانیہ دُلہن بنی بیٹھی تھی۔

شارمین یہ ڈریس؟ اقراء نے حیرت سے شارمین کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

امیر اخیال ہے غلطی سے کوئی اور ڈریس آگئی تھی۔ ہمیں بھی ابھی کچھ دیر پہلے پتہ چلا

تھا۔ اجواب جیا کی جانب سے آیا۔

کوئی بات نہیں! ویسے ماشاء اللہ میری بیٹی کو کتنا روپ چڑھا ہے۔ اغزالہ بیگم نے آگے

بڑھ کر شارمین کی پیشانی چومتے ہوئے پیار سے کہا۔

ماشاء اللہ ماشاء اللہ! وہاں موجود سب خواتین ایک ساتھ بولیں۔

اقراء نے شارمین کو تانیہ کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھاتے ہوئے نکاح کی چٹری اوڑھا

دی۔

پہلے عریش کا نکاح ہوا تھا۔ سائن کروانے کے لیے سمیر غازیان اور دائم آئے تھے۔

نکاح کے بعد دونوں طرف مبارکباد کا شور اٹھا اور یوں تانیہ مجتہی ہمیشہ کے لیے تانیہ عریش بن گئی۔ سب تانیہ کو پیار کر رہے تھے کہ فہد نے پائیز کا نکاح شروع ہونے کی خبر دی جس پر سب خواتین مردان خانے کی طرف چلی گئیں۔

'یار رر مجھے بھی دیکھنا تھا۔' ایشل نے منہ پھولاتے ہوئے کہا۔

'اچھا تم جاؤ میں ہوں یہاں۔' ایک نظر شارمین کے سفید پڑتے چہرے پر ڈالتے ونسیہ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا تو ایشل فوراً باہر بھاگی۔

'میری جان! مجھے پتہ ہے کہ تم کچھ غلط اور بہت بُرا سوچے بیٹھی ہو۔ پلیز ایسا نہیں کرنا۔ یہ انکل آنٹی کی پہلی خوشی ہے۔' شارمین کے ٹھنڈے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے ونسیہ نے سمجھانا چاہا۔

شارمین حیرت سے اسے تکلنے لگی۔ اگر وہ شارمین کی رگ رگ سے واقف ہونے کا دعویٰ کرتی تھی تو غلط نہیں کرتی تھی۔ کتنی آسانی سے شارمین کے چہرے کے اتار چڑھاؤ سے اس کی اندرونی کیفیت کا اندازہ لگا چکی تھی۔

'میں مانتی ہوں کہ تمہیں پائیز بھائی سے بہت سے شکوے ہوں گے لیکن پشوگے ایک

بات یاد رکھنا اگر اللہ جی کی مرضی اس رشتے میں شامل نہ ہوتی تو پائیز بھائی جتنی بھی
کوشش کر لیتے یہ نکاح کبھی نہ ہوتا۔'

شارمین نے نظریں چراتے ہوئے اپنے ہاتھ و نسیہ کے ہاتھوں سے نکال لیے کیونکہ
ونسیہ کی باتیں اسے کمزور کر رہی تھیں۔۔۔

~~~~~

شارمین کا نکاح بلکل روایتی انداز میں ہو رہا تھا جس میں عابرا اعظم اسد خان کو شارمین کا  
ولی اور اقبال اعظم کو وکیل بناتے ہوئے خود موقع پر موجود نہ تھے۔ خواتین پس پردہ  
اندر کا منظر دیکھ رہی تھیں جہاں پائیز کے دائیں جانب سہیر غازیان، دائم اور شارق  
تھے جبکہ بائیں جانب طائل غازیان، عریش اور مجتبیٰ غازیان بیٹھے تھے۔ ان کے بلکل  
سامنے اسد خان، اقبال اعظم اور مولانا صاحب قاضی کے ساتھ بیٹھے تھے۔

نکاح شروع ہوا اور قاضی نے نکاح کے کلمات ادا کیے۔

'پائیز مجتبیٰ ولد مجتبیٰ غازیان آپ کا نکاح شارمین عابرا ولد عابرا اعظم سے بعوض تیس  
لاکھ سکہ رائج الوقت پڑھوایا جاتا ہے۔ کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟'

آنکھوں میں کیٹی کیٹ کے معصوم چہرے کا عکس نمایا ہوا تو ساتھ ہی 'قبول ہے' کہہ کر اپنے نام کرنا چاہا۔

'پائیز مجتبیٰ کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟' قاضی نے دوہرایا۔

اس کی بار وہ غزالی آنکھیں یاد آئیں جنہوں نے پائیز کا جینا محال کیا ہوا تھا۔

'جی قبول ہے!' مسکراتے ہوئے کہا گیا۔

اب قاضی اسد خان اور اقبال اعظم کی طرف متوجہ ہوئے۔

'اسد خان ولد دلاور خان بحیثیت ولی کیا آپ شامین عابر ولد عابرا اعظم کو پائیز مجتبیٰ

ولد مجتبیٰ غازیان کے نکاح میں دیتے ہیں؟'

'جی میں دیتا ہوں۔' اسد خان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

قاضی نے رجسٹر پر پہلے پائیز سے سائن کروائے پھر اسد خان، اقبال اعظم اور باقی

گواہان سے۔ قاضی نے نئے جوڑی کے لیے دعا کروائی۔ مبارکباد کا دور چلا۔ سب پائیز

سے گلے مل رہے تھے۔

'ہم نے اپنی بیٹی بہت ناز و نعم میں پالی ہے بیٹا۔ اس کا بہت خیال رکھنا۔' عابرا اعظم نے

پائیز سے گلے ملتے ہوئے کہا۔

'انشاء اللہ! میری پوری کوشش ہوگی کہ شارمین کو مجھ سے کوئی شکایت نہ ہو۔' اپنی  
کیٹی کیٹ کے بارے میں سوچتے ہوئے وہ دل سے مسکرایا۔

'استغفر اللہ! اس لڑکے میں زرہ شرم نہیں ہے۔ مارے خوشی کے دانت ہی اندر نہیں  
جار ہے۔' اشارق نے اس کے مسلسل مسکرانے پر چوٹ کی تو مسجد سب کے قہقوں سے  
گونج اٹھی۔

آپ دُلہن سے بھی سائن کروالیں۔ 'قاضی کی بات پر اسد خان اور اقبال اعظم رجسٹر  
لیے شارمین کی طرف چلے گئے۔ جبکہ پائیز تھوڑا پریشان ہو گیا کیونکہ شارمین کا اتنی  
آسانی سے مان جانا سے کچھ خاص ہضم نہیں ہوا تھا۔

~~~~~

'شارمین بچے! اسد خان کی آواز پر ونیہ جو شارمین کے سامنے بیٹھی تھی فوراً اٹھ
کھڑی ہوئی۔

'اسلام علیکم!'

’او علیکم اسلام! آپ ضرور ونسیہ بیٹی ہوگی؟‘ اقبال اعظم کے پوچھنے پر ونسیہ نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔

جیسے ہی سب خواتین وہاں پہنچیں، اسد خان نے رجسٹر شارمین کے سامنے رکھا۔
اشہزادی! آپ کا ولی ہونے کی حیثیت سے میں نے آپ کو پائیز کے نکاح میں دیا ہے۔
آپ یہاں سائن کر دو۔‘

شارمین خاموش بیٹھی رہی جسے سب نے فطری گھبراہٹ جانا۔ اسد خان نے شارمین کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے ایک بار پھر دوہرایا لیکن شارمین کے منہ سے نکلنے والے الفاظ سب کو حیرت میں مبتلا کر گئے۔

’مجھے یہ نکاح قبول نہیں ہے!‘

کمرے میں موجود سب کو سانپ سونگھ گیا۔ نسرین بیگم بے یقینی سے شارمین کو دیکھ رہی تھیں جو اب رو رہی تھی۔

’یہ کیا بد تمیزی ہے شارمین؟‘ نسرین بیگم کی آواز غصے سے کانپ رہی تھی۔ غزالہ بیگم بھی پریشانی سے اسما رہ اور منہا بیگم کو دیکھ رہی تھیں۔

اشہزادی یہ سب کیا ہے؟ 'جیانے شارمین کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

'جیا پلیز مجھے یہ نکاح نہیں کرنا۔'

خبردار جو منہ سے ایک لفظ بھی نکالا شارمین، میں اپنے ہاتھوں سے تمہارا گلاد بادوں

گی۔ 'اس سے پہلے کہ نسرین بیگم شارمین تک پہنچتیں اسد خان نے انہیں روکا۔

'کوئی بھی شارمین کو فورس نہیں کرے گا!'

'لالہ آپ کیوں اس کی باتوں میں آرہے ہیں اور تم! یہ سب تماشہ کرنے کی کیا
ضرورت تھی؟ جب پوچھا تھا تب سیدھی طرح سے انکار کیوں نہیں کیا؟؟ 'پہلی بات
اسد خان سے کہتے نسرین بیگم شارمین کی طرف مڑیں۔

اشہزادی سچ میں آپ اس نکاح کے لیے راضی نہیں ہو؟ 'اقبال اعظم کے پوچھنے پر

شارمین نے نہ میں سر ہلایا۔

'اٹھیک ہے! بھابھی اب آپ شارمین سے کچھ نہیں کہیں گی۔'

'اب یہ نکاح ممکن نہیں ہے۔' اسد خان کی کہنے پر نسرین بیگم کے رونے میں شدت

آگئی۔ اقبال اعظم کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے وہ باہر چلے گئے تو اقبال اعظم بھی

نکل گئے۔

مجھے معاف کر دیں میں بہت شرمندہ ہوں آپ سب سے۔ اغزالہ بیگم کے ہاتھ پکڑتے ہوئے نسرین بیگم نے روتے ہوئے کہا۔

انہیں نسرین! کوئی بات نہیں اسی میں کوئی مصلحت ہوگی۔ اغزالہ بیگم نے انہیں گلے لگاتے ہوئے بڑے پن کا مظاہرہ کیا۔

اپنا دل چھوٹانہ کرو۔ اسمارہ بیگم نے بھی تسلی دی۔

اشار مین بہت غلط کیا ہے تم نے! اجیانارا ضلگی سے کہتے ہوئے اٹھ کر روتی ہوئی نسرین بیگم کو باہر لے گئیں۔ ان کی دیکھا دیکھی باقی سب بھی چلی گئیں۔ اب کمرے میں صرف ونیسہ، ایشل اور شارمین تھی۔

اشانی یہ کیا کیا ہے؟ ایشل کے پوچھنے پر شارمین نے روتے ہوئے پہلے اسے دیکھا پھر کچھ فاصلے پر کھڑی گہری سوچ میں ڈوبی ونیسہ کو دیکھا۔

اونی!

امنع بھی کیا تھا۔ ونیسہ نے پریشانی سے کہا۔

'یار مجھے نہیں رکھنا پائیز سے کوئی بھی رشتہ! سب کیوں نہیں سمجھ رہے۔' ونیسہ کی بات پر شارمین ہلکی آواز میں چیخی۔

'شارمین بس کر دو! انکل آنٹی کے لاڈ پیار نے سر پر چڑھا دیا ہے تمہیں! زرہ بھی احساس ہے کیا کر چکی ہو تم؟' ونیسہ نے غصے سے کہا تو شارمین اپنا رونا بھول کر حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔ آج پہلی بار ونیسہ نے غصے سے اس کا نام لیا تھا ورنہ ہمیشہ پشتوگے ہی کہا کرتی تھی۔

'ہاں شانی تمہیں پتہ ہے اپنی ضد میں تم نے انکل آنٹی کی کتنی انسلٹ کروائی ہے!' ایشل کی بات پر شارمین کے چہرے پر ایک رنگ آتا تو دوسرا جاتا۔

'یہ میں نے کیا کر دیا؟' شارمین نے خود سے سرگوشی کی۔

بدلے کی آگ بجھی تو خود کو پہنچنے والے نقصان کا اندازہ ہوا۔ ونیسہ نے بے بسی سے شارمین کو دیکھا جس کا رنگ اڑھ چکا تھا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی ونیسہ کا فون بجا۔

'اسلام علیکم!'

'او علیکم اسلام گڑیا! آپ اور باقی سب باہر آ جاؤ میں گاڑی کے پاس ویٹ کر رہا ہوں۔'
شارق کی آواز آئی۔

'او کے ہم نکلتے ہیں۔ اللہ حافظ!'

'اللہ حافظ!'

'جاناں پشوگے کو جلدی سے چادر پہناؤ اور اپنا عبایا بھی پہن لو۔ گھر جا رہے ہیں۔' ونیسہ
نے اپنا عبایا پہنتے ہوئے ایشل سے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پائیز جو عریش کی کسی بات پر مسکرا رہا تھا اسد خان اور اقبال اعظم کے اترے ہوئے
چہرے دیکھ کر اس کی مسکراہٹ سمٹی۔

'خیریت؟ آپ دونوں اتنے سنجیدہ کیوں ہیں؟' عابرا اعظم کے پوچھنے پر انھوں نے
ساری بات بتائی تو وہاں موجود سب لوگ حیران رہ گئے۔

'نسرین کا اندازہ صحیح تھا۔' عابرا اعظم نے شکست خردہ لہجے میں کہا۔

'لالہ ہمیں گھر جانا ہے۔' نسرین بیگم کی آواز پر سب نے پلٹ کر دیکھا۔

عابرا عظیم کا اشارہ سمجھتے ہوئے اسد خان اپنی بیگم بچوں اور دونوں بہنوں کو لیے باہر چلے گئے تو امان عظیم اور جو ادا عظیم بھی اپنی فیملی کے ساتھ عابرویلہ کے لیے نکل گئے۔

اہم بہت شرمندہ ہیں! اقبال عظیم نے مجتبیٰ غازیان سے کہا۔

اسی میں کوئی بہتری ہوگی! مجتبیٰ غازیان نے ایک نظر پائیز کے بچھے اور سنجیدہ چہرے پر ڈالی۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی تو کتنا خوش تھا وہ اور اب!

پائیز! عابرا عظیم کے پکارنے پر وہ بنا دھر اُدھر دیکھے وہاں سے چلا گیا۔

اعریش! دائم کے اشارے پر وہ پائیز کے پیچھے بھاگا۔

سیر غازیان اور طائل غازیان بھی مجتبیٰ کے کہنے پر خواتین کو لیے گھر چلے گئے۔

اشارق لڑکیوں کو عابرویلہ ڈراپ کر آؤ۔ مجتبیٰ غازیان کے کہنے پر اشارق نے ونیسہ کو

کال کر کے باہر آنے کا کہا اور پھر وہ تینوں کو لیے منزل کی روانہ ہو گیا۔

اس وقت سکار اور سناپیر خاموشی سے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے جبکہ کمانڈو یہاں سے

وہاں چکر لگاتے ہوئے مسلسل بولتے جا رہے تھے۔

’میں شارمین کو اتنا بیوقوف نہیں سمجھتا تھا۔ پائیز اچھا لڑکا ہے، ایسے کیسے انکار کر دیا اور سکار! کمانڈو بولتے بولتے سکار کی طرف مڑے۔

’اگر اس سب کے پیچھے تمہارا سا یہ بھی ہوانہ تو تمہاری خیر نہیں ہے! کمانڈو سکار کو گھورتے ہوئے بولے۔

’کمانڈو میں نے بھی اللہ کو منہ دکھانا ہے۔ اس دن کے بعد سے تو میں اب تک شارمین سے ملا بھی نہیں ہوں بلیک۔ میل کہاں سے کروں گا؟ سکار نے عاجز آتے ہوئے ایک بار پھر اپنی صفائی دی۔ جب سے شارمین کے انکار کا پتہ چلا تھا تب سے کمانڈو یونہی سکار کو صلواتیں سنارہے تھے۔

’کمانڈو جہاں تک میرا خیال ہے یہ پائیز کے دھمکانے کا بدلہ تھا۔ آپ کو یاد ہے نہ میں نے بتایا تھا کہ پائیز گڑیا کی یونی گیا تھا! سنا پیر نے کمانڈو کو مطمئن کرنا چاہا۔

’کمانڈو گڑیا اس وقت گاڑی میں اکیلی ہے اور باقی سب اسٹور کے اندر ہیں۔ سکار اب اگلے بیس منٹ تمہارے ہیں۔ آریا پار! سنیک۔ آرزو جوان کی گاڑی پر نظر رکھے ہوئے تھا جلدی سے کمرے میں آتے ہوئے بولا تو سکار نے کمانڈو کو اجازت طلب نظروں سے دیکھا۔

'اللہ تمہارا حامی و ناصر ہو! 'کمانڈو نے گہرا سانس بھرتے ہوئے کہا تو سکار مسکراتے ہوئے سنا پیر کو لیے نکل گیا۔

'تم بھی جاؤ اور نظر رکھو۔'

سنیک۔ آئز کو بھی ان کے پیچھے بھیج کر کمانڈو خود دوسرے کمرے میں موجود قاضی کے پاس چلے گئے۔۔۔

بھائی پلیز کسی جنرل اسٹور پر گاڑی روکیں۔ مجھے جو س پینا ہے۔ 'ایک نظر اپنے ساتھ بیٹھی شارمین کو دیکھتے ہوئے ونسیہ نے شارق سے کہا۔

'او کے! 'شارق نے کہتے ہوئے گاڑی ایک اسٹور کے سامنے روکی۔

'جانا تم بھی آؤ اور پشوگے تمہارے لیے یہی لے آؤں گی! 'ونسیہ کی بات پر شارمین نے سر ہلا دیا۔

'پیمینٹ کون کرے گا؟'

'آپ کے علاوہ یہاں کسی کے پاس بھی والٹ نہیں ہے شارق بھائی! 'ونسیہ کے

معصومیت سے کہنے پر شارق نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرا دیا۔ بھئی جب اس کا بڑی اداس تھا تو وہ کیسے خوش ہو سکتا تھا۔۔۔

اشار میں گڑیا گاڑی میں لاک کر دوں؟ ایشل اور ونیسہ کے نکلنے پر شارق نے پوچھا۔
اتناسب ہونے کے باوجود بھی شارق کا یوں عزت دینا اشار میں کو شرمندہ کر گیا۔

اجی بھائی! امری ہوئی آواز میں کہتے اشار میں دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپا لیا۔

سب کے جانے کے بعد اشار میں نے ہاتھ ہٹائے اور گاڑی کی سیٹ پر سر ٹکاتے ہوئے خاموشی سے آنسو بہاتے ہوئے اپنے کارنامے کے بارے میں سوچنے لگی۔

ہاں ونی اور ایشو سچ ہی کہہ رہی تھیں۔ اس کو سبق سیکھانے کے چکر میں، میں نے ماما پاپاجانی کی عزت کے بارے میں سوچا ہی نہیں! انھیں کتنی شرمندگی اٹھانی پڑے گی جب خاندان والے باتیں بنائیں گے! یا اللہ یہ میں نے کیا کر دیا۔۔۔! پچھتاوے کے آنسو بہتے ہوئے دوپٹے کو بھگور رہے تھے۔

ہمارے دین میں معاف کر دینے والے کا درجہ بلند اسی لیے ہے کہ وہ اپنا معاملہ اللہ پر چھوڑ کر بدلے جیسے عمل سے خود کو بچا لیتا ہے اور اپنے رب کی نظر میں سرخرو ہو جاتا

ہے۔

ابھی ونیسہ اور باقی سب کو گئے تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ کوئی دروازہ کھول کر گاڑی میں گھسا اور شارمین کے کچھ سمجھنے سے پہلے ہی کلوروفارم بھرارومال اس کے منہ پر رکھ دیا۔ آخری چیز جو شارمین نے بے ہوش ہونے سے پہلے دیکھی وہ بلیک ہڈی تھی۔ اس کے بعد وہ سامنے والے کے مضبوط حصار میں ہوش و حواس سے بریگانہ ہو گئی۔۔

شارمین کی آنکھ ایک عجیب احساس سے کھلی۔ کچھ دیر تک یونہی پڑے رہنے کے بعد جب دماغ بیدار ہوا تو سر میں ہونے والے درد سے وہ اٹھ بیٹھی۔

'اف اللہ جی! میرا سر۔' دونوں ہاتھ سر پر رکھنے سے کمرے کی خاموشی میں چوڑیوں کی کھنکتی آواز گونجی۔

'یہ میں کہاں ہوں؟'

کمرے کی طرف دھیان جاتے ہی شارمین حیرت سے یہاں وہاں دیکھنے لگی۔ کمرے کی تھیم بلیک تھی جو اس کے مالک کی بلیک کلر سے محبت کا منہ بولتا ثبوت تھی۔ شارمین

نے اپنے پاؤں بیڈ سے نیچے لٹکائے اور اس سے پہلے کے وہ اٹھتی، دروازہ کھلنے کی آواز پر سامنے دیکھا جہاں کوئی شخص ایک ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈالے دوسرے سے دروازہ بند کر رہا تھا۔ کمرے کی طرح وہ خود بھی بلیک کلر کی ہڈی اور پینٹ میں ملبوس تھا۔ انہونی کے خوف سے غزالی آنکھیں پانیوں سے بھر گئیں۔ جیسے ہی وہ مٹاشارمین کے منہ سے سرگوشی میں ایک نام نکلا۔

'سکار!'

اپنا نام سن کر وہ مسکرایا۔ لیکن یہ مسکراہٹ شارمین سے مخفی تھی کیونکہ وہ ماسک لگائے ہوئے تھا۔

'جی تو مس شارمین! کیسی ہیں آپ؟'

'میں یہاں کیوں ہوں؟' شارمین کا چہرے پیلا پڑ رہا تھا یہ سوچ کر ہی کہ وہ گاڑی سے اٹھائی گئی ہے۔

'ہمم۔۔ گڈ کونسچین! سکار نے جیسے داد دی۔'

'مجھے جواب چاہئے! شارمین نے چیختے ہوئے کہا تو سکار سنجیدہ ہو گیا۔'

اپہلی بات! اونچی آواز میں ہر گز برداشت نہیں کرتا اور دوسری بات میرے بھیجے گئے ڈریس میں تمھاری یہاں موجودگی کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟ اپنی بات مکمل کرتے وہ دونوں ہاتھ پیچھے باندھے شارمین کے چہرے کو دیکھ رہا تھا جو زردے کی طرح پیلا ہو چکا تھا۔

ایہ ڈریس! شارمین کو اب سمجھ آئی تھی کہ عین وقت پہ ڈریس کیسے بدل گئی۔

اریڈی ہو جاؤ کچھ دیر بعد ہمارا نکاح ہے! توقف کے بعد سکار پھر بولا۔

میں یہ نکاح نہیں کروں! شارمین روتے روتے چیخی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اٹھیک ہے تو یہی رہو! مجھے کوئی مسئلہ نہیں۔ ویسے لوگ کیا کہیں گے کہ ماں باپ نے

کیسی تربیت دی ہے، لڑکی نکاح والے دن انکار کر کے بھاگ گئی۔

سکار نے مصنوعی افسوس سے کہا تو شارمین کے آنسو تھم گئے اور وہ بے یقینی سے اسے

دیکھنے لگی جو اپنی بات کہہ کر دائیں جانب رکھے صوفے پر بیٹھ چکا تھا۔ شارمین کی

آنکھوں کے سامنے نسرین بیگم اور عابرا اعظم کے روشن چہرے آئے تو وہ گرنے کے

سے انداز سے بیٹھ گئی۔ سکار سچ ہی تو کہہ رہا تھا، یہ سب کر کے شارمین نے خود ہی

لوگوں کو اپنے والدین کی تربیت پر انگلی اٹھانے کا موقع دے دیا تھا۔

'اچلو ایک ڈیل کرتے ہیں! اگر ابھی نکاح ہو جاتا ہے تو میں تمہیں واپس وہیں چھوڑ آؤں گا جہاں سے لایا تھا اور نہ ہونے کی صورت میں تمہیں یہیں رہنا پڑے گا۔' سکار آگے کے طرف جھکتے ہوئے بولا۔

شارمین کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اس وقت کیا کرے۔ دل نے بے ساختہ اپنے رب کو پکارا۔

'ولی کی اجازت کے بنا نکاح نہیں ہو سکتا۔' دور کہیں سے ونیسہ کی آواز آئی۔
 'یہ ولی کون ہوتا ہے؟' یہ آواز خود شارمین کی تھی۔

'ولی سے مراد لڑکی کا سرپرست مین گارڈین جو عام طور پر اس کے ابو ہوتے ہیں۔' ایشل کی آواز آئی۔

'اور اگر ابو نہ ہوں تو پھر چاچو یا ماموں بھی ہو سکتے ہیں۔' یہ آواز ونیسہ کی تھی۔
 'ولی! شارمین نے زیر لب دوہرایا۔

'کچھ کہا؟' سکار کے پوچھنے پر شارمین جیسے ہوش میں آئی۔

'ولی کی اجازت کے بنا نکاح نہیں ہوتا۔'

شارمین کی بات پر سکار یوں مسکرایا جیسے کوئی بڑا بچے کی معصومانہ بات پر!

'ہمم۔۔۔ جہاں تک میری معلومات ہیں اسد خان کو میری بیگم ٹوبی کا ولی مقرر کیا گیا

ہے۔' سکار اٹھ کر شارمین کے پاس آیا اور اسے بازو سے پکڑا کر اٹھایا۔

'اور یہ رہا ان کا سگنیچر!'

ایک ہاتھ میں شارمین کا بازو پکڑے سکار نے دوسرے ہاتھ سے سائیڈ ٹیبل پر پڑی فائل اٹھائی اور اس کے سامنے کر دی۔ وہ نکاح نامہ تھا جس پر اسد خان اور اقبال اعظم کے نام اور دستخط موجود تھے۔ شک کی کوئی گنجائش ہی نہیں تھی کیونکہ دونوں کے سائن میں ایک خاص بات تھی جو ان سگنیچرز کے اصلی ہونے کی نشانی تھی اور صرف شارمین کو ہی پتہ تھی۔ اسے اپنا آپ بے بس لگنے لگا۔

'اب بتائیں نکاح کریں گی یا۔۔۔' سکار نے جان بوجھ کر بات ادھوری چھوڑ دی۔

کچھ دیر خاموشی سے آنسو بہانے کے بعد شارمین نے ہاں میں سر ہلایا تو سکار مسکراتے ہوئے کمرے سے چلا گیا۔

نکاح شروع ہوا۔ ایجاب و قبول کے بعد سنیک۔ آئزر جسٹر لیے شارمین کے پاس آیا۔

اگر یا آپ کو سکار کے نکاح میں دیا جا رہا ہے۔ کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟

اتق قبول ہے۔ رونے کی وجہ سے شارمین کی آواز بمشکل ہی نکلی۔

یہاں سائن کر دو۔ سنیک۔ آئزر کے رجسٹر آگے کرنے پر شارمین نے کانپتے ہاتھوں

پین پکڑ اور یوں خود کو ساری عمر کے لیے سکار کے نام کر دیا۔

نکاح کے بعد سے سکار کافی سنجیدہ تھا۔ بنا شارمین سے کوئی بات کیے اسے گاڑی میں بیٹھا

کر جس خاموشی سے آیا تھا اسی خاموشی سے واپس چلا گیا اور شارمین نے ایک بار پھر

سے رونا شروع کر دیا۔ ابھی اسے بیٹھے تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ ونیسہ ایشل اور

شارق بھی آگئے۔

اسوری دیر ہو گئی۔ اس ایشو کے ایشوز ہی ختم نہیں ہو رہے تھے۔ ایشل کو گھورتے

ہوئے ونیسہ نے جلدی سے شارمین کے جوس میں اسٹر اڈال کر اسے دیا۔

یار اب مجھے فریش جوس ہی لینا تھا نا! ایشل نے معصومیت سے کہا۔

امم مجھے نہیں پینا۔ شارمین کی آواز بھاری ہو رہی تھی۔

'میری جان ہونہ؟ شاباش یہ جو س فینش کرو۔' ونیسہ نے پچکارتے ہوئے کہا اور
شارمین کو جو س پلا کر ہی دم لیا۔

گھر پہنچتے ہی ونیسہ اور ایشل اسے لیے کمرے میں آگئیں حالانکہ سب بڑے ابھی لاؤنچ
میں ہی بیٹھے ہوئے تھے۔

'پشوگے تم ریٹ کرو۔ بھائی ویٹ کر رہے ہیں میں چلتی ہوں۔' ونیسہ نے شارمین کی
پیشانی چومتے ہوئے پیار سے کہا۔

'پلیز نہیں جاؤ! اڑ کے ہوئے آنسوؤں کو بہنے کا پھر سے موقع مل گیا۔'

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'میری جان جاننا ضروری ہے آپنی بھی آئی ہوئی ہیں اور دوسرا بھائی بھی ویٹ کر رہے
ہیں۔ انشاء اللہ سٹڈے کو آؤں گی ملنے۔' ونیسہ نے شارمین کو گلے لگاتے ہوئے تسلی
دی۔

'میں ویٹ کروں گی!'

'انشاء اللہ میری جان! چلو جانا اللہ حافظ!' ونیسہ دونوں سے مل کر چلی گئی تو شارمین
ایشل کی طرف مڑی۔

تم بھی جا رہی ہو؟'

'امم۔۔ شہری بھائی کو کال کی ہے اب دیکھتے ہیں کب تک آتے ہیں۔'

ایشل نے شارمین کو بیڈ پر بیٹھایا اور ادھر ادھر کی باتیں کر کے اس کا دھیان بٹانے لگی۔

کچھ دیر بعد ایشل بھی چلی گئی تو شارمین ایک بار پھر خود کو سوچوں کے بھنور میں بہہ

جانے دیا۔ وہ ابھی تک اپنی نکاح والی ڈریس میں ہی تھی۔ بے خیالی میں اس کی نظر اپنی

انگلی میں موجود انگوٹھی پر پڑی جو ابھی ہفتہ پہلے غزالہ بیگم نے پہنائی تھی۔ ایک تھکی سی

سانس خارج کرتے ہوئے وہ بیڈ سے اٹھ کر ڈریسنگ ٹیبل کی طرف آئی اور ہاتھوں سے

چوڑیاں اتارنے لگی۔ پہلا حصہ اتار کر جیسے ہی شارمین نے ٹیبل پر رکھا، شیشے میں

ابھرتے عکس پر نظر پڑتے ہی وہ اپنی جگہ منجمد ہو گئی۔

خوف سے سفید پڑتا چہرہ لیے وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنا رخ پیچھے موڑا جہاں وہ دروازے

کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ اس کی آنکھوں سے نکلنے والے شعلے شارمین کو خاک

کر دینے کی آرزو لیے ہوئے تھے۔

'منع کیا تھا نہ کہ کوئی گڑ بڑ نہیں کرنا! آنکھوں کی طرح لہجہ بھی آگ اُگل رہا تھا۔

پائیز کو آگے بڑھتا دیکھ کر شارمین مارے خوف کے پسینے سے بھیگ چکی تھی۔

'مم میرے کمرے سے نکل جاؤ و ورنہ میں چلاؤں گی۔'

بنا شارمین کی بات کا اثر لیے وہ قریب آ رہا تھا۔ شارمین نے سائیڈ سے نکل کر بھاگنا چاہا تو

پائیز نے اس کی کلانی پکڑ لی۔

'میں نے سچے دل سے آپ کی طرف بڑھنا چاہا تھا مس عابر!'

ٹھنڈے لہجے میں کہتے ہوئے پائیز نے شارمین کی انگلی سے اپنے نام کی انگوٹھی اتار کر

ہاتھ چھوڑ دیا۔ ایک آخری نظر اس ظالم کیٹی کیٹ پر ڈالتے ہوئے پائیز خاموشی سے

واپس مڑ گیا اور اگلے ہی لمحے وہ کمرے سے باہر تھا۔

شارمین گہرے گہرے سانس لیتی نیچے بیٹھتی چلی گئی۔ دونوں ہاتھوں کو سختی سے منہ پر

رکھے وہ اپنی چیخوں کا کلا گھوٹنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی۔

'اففف اللہ جی۔۔۔' گھٹن حد سے بڑی تو اپنے رب کی یاد آئی۔

'اللہ جی پلینز پلینز مجھے معاف کر دیں میں وعدہ کرتی ہوں پھر کبھی ایسا نہیں کروں ماما

پاپاجانی کی ہر بات مانوں گی پلینز پلینز یہ بے چینی ختم کر دیں میرا دم گھٹ رہا ہے۔'

آنسوؤں کا ایک سیلاب تھا جو غزالی آنکھوں سے بہہ رہا تھا۔ شارمین کی حالت دیکھتے ہوئے دور کھڑی قسمت بھی افسوس کر رہی تھی۔ کافی دیر رونے کے بعد جب دل کچھ ہلکا ہوا تو وہ وہیں بیٹھے بیٹھے سو گئی۔۔۔

مسجد سے نکل کر پائیز اپنی گاڑی میں بیٹھا اور اس سے پہلے کہ وہ وہاں سے نکلتا، عریش بھی بھاگتا ہوا فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ آنکھیں بند کر کے اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے پائیز نے ایک نظر اپنے ساتھ بیٹھے دوست پر ڈالی جو اب اس کا بہنوئی بن چکا تھا اور پھر چپ چاپ گاڑی آگے بڑھادی۔ مین روڈ پر آتے ہی پائیز نے اسپید بڑھائی۔

'بڑی تم تانیہ سے کتنا پیار کرتے ہو؟ اسپید بیلٹ کھولتے ہوئے عریش نے عام سے لہجے میں پوچھا۔

ان خود سے بھی زیادہ! پائیز نے اسپید کم کرتے ہوئے تھکے سے انداز میں کہا۔

تو پھر نکلو میں ڈرائیو کرتا ہوں۔'

عریش کے کہنے پر پائیز نے خاموشی سے گاڑی روک کر عریش سے جگہ بدل لی اور پھر

ان کی گاڑی یونہی بے مقصد سڑکوں پر گھومتی رہی۔

'عابرویلہ چلو۔' پائیز جو سارا وقت موبائل میں لگا ہوا تھا کچھ دیر بعد رکھتے ہوئے بولا۔

'کیوں؟' اعریش نے پوچھتے ہوئے گاڑی کا رخ موڑ دیا۔

'جانے سے پہلے آخری دفعہ ملنا چاہوں گا!'

'کیا مطلب؟' اعریش کو گڑبڑ کا احساس ہوا۔

'5 بجے کی فلائٹ سے میں واپس جا رہا ہوں کچھ دنوں کے لیے اور تھوڑا سا کام بھی

پینڈنگ ہے وہ بھی کر لوں گا۔'

'بڈی یہ تم ٹھیک نہیں کر رہے۔ تم۔۔۔ تم پائیز مجتبیٰ میدان چھوڑ کر بھاگ رہے

ہو؟' اعریش نے گاڑی روک کر بے یقینی سے پائیز کو دیکھا جو دھماکہ کر کے خود سکون

سے بیٹھا ہوا تھا۔

'ہاں میں بھاگ رہا ہوں! کیونکہ اگر یہاں رہا تو وہ گزروں گا جس کی اجازت میری

تریت کبھی نہیں دے گی! پائیز نے عجیب سے انداز میں کہا تو اعریش کا دل دکھ سے

بھر گیا۔ اس کا بڈی اپنی تکلیف چھپا رہا تھا۔

عریش نے مزید کچھ کہے بنا گاڑی دوبارہ اسٹارٹ کی اور دس منٹ بعد وہ عابرویلہ میں موجود تھے جہاں سب کے سر شرم سے جھکے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔

انکل اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو میں آخری بار شارمین سے ملنا چاہوں گا۔ میری ایک چیز ہے اس کے پاس وہ واپس لینی ہے۔ اپنے سامنے بیٹھے عابرا عظم، ان کے بھائیوں، اسد خان، نسرين بیگم اور جیا کو دیکھتے ہوئے پائیز نے اپنا لہجہ نارمل ہی رکھا۔

اٹھیک ہے بیٹا مل لینا۔ عابرا عظم نے ندامت سے کہا تو پائیز اٹھ کر ان کے پاس آیا۔ آپ کو شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے انکل! پائیز کی بات پر عابرا عظم نے مسکراتے ہوئے اسے گلے لگایا تو نسرين بیگم کونے سرے سے شارمین پر غصہ آنے لگ گیا۔

اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات چیت ہوتی، ونیسہ اور ایشل شارمین کو لیے اندر آئیں اور بنا کسی کو دیکھے، اسے کمرے میں لے گئیں۔ ان کے جانے کے بعد شارق آیا اور دونوں کے ساتھ بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد ونیسہ بھی آگئی اور پائیز کے سامنے والے صوفے پر عریش کے ساتھ بیٹھ گئی۔

خود پر کسی کی نظریں محسوس کرتے ہوئے پائیز نے سر اٹھایا تو ونیسہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ آنکھوں ہی آنکھوں میں سب ٹھیک ہونے کی تسلی دیتے ہوئے پائیز کی نظر سیڑھیوں سے اترتی ایشل پر گئی۔

آنٹی بھائی آگئے ہیں میں چلتی ہوں۔ ایشل نے نسرین بیگم سے ملتے ہوئے کہا۔

اٹھیک ہے بیٹا خیریت سے جاؤ۔ اللہ حافظ!

اللہ حافظ!

ایشل کے جاتے ہی پائیز نے اجازت طلب نظروں سے عابراً عظیم کو دیکھا جنھوں نے سر کے اشارے سے اجازت دی۔ اپنے غصے کو قابو کرتا وہ سیڑھیاں چڑھ کر شارمین کے کمرے کے سامنے رکا۔ ہینڈل پر ہاتھ رکھ کر پائیز نے ایک گہری سانس لی اور بنا کوئی آواز پیدا کیے دروازہ کھول کر اندر آتے ہوئے بند کیا۔ دائیں طرف نظر پڑتے ہی پائیز دونوں ہاتھ سینے پر باندھے اس کیٹی کیٹ کو دیکھنے لگا جو غم کی صورت بنے اپنے ہاتھوں سے چوڑیاں اتار رہی تھی۔ پائیز کو جی بھر کر غصہ آ رہا تھا شارمین پر۔ اسی کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں سرخی گھل گئی تھی جسے دیکھ کر شارمین کی آنکھوں میں خوف و ہراس پھیل گیا تھا۔ پائیز بنا اس کی دھمکیوں کی پرواہ کیے اس کے پاس آیا لیکن شارمین

کے بھاگنے پر اس کی کلائی پکڑ کر اپنے سامنے کیا۔ نظر مہندی اور چوڑیوں سے سجے ہاتھ پر گئی تو حیران رہ گیا۔ کیا کوئی ہاتھ اتنا خوبصورت ہو سکتا تھا جتنا اس کیٹی کیٹ کا تھا؟ دل بے ایمان ہونے لگا تو خود کو ڈپٹا اور افسردگی سے کہتے ہوئے شارمین کی انگلی سے انگوٹھی نکال کر وہ پیچھے ہو گیا۔ جانے کے لیے مڑ ہی رہا تھا کہ دل کی التجا پر ایک آخری نظر اس ظالم پر ڈالتے ہوئے کمرے سے کیا گھر سے ہی نکل گیا۔ پائیز کے یوں جانے پر ونیسہ بھی بنا سلام کیے اس کے پیچھے بھاگی۔ عریش اور شارق تو حیرت سے وہی کھڑے رہ گئے۔ وہ لڑکی جو بچپن سے پائیز سے ڈرتی آرہی تھی خوف دور ہونے پر سب سے پہلے اس کی طرف بھاگی تھی۔ وہ دونوں سب کو سلام کرتے ہوئے باہر آئے جہاں ونیسہ پائیز کے پاس کھڑی کچھ کہہ رہی تھی۔

'بھائی آپ ٹھیک ہیں نا؟' ونیسہ نے پریشانی سے پوچھا۔

'ہمم۔۔' ونیسہ کو اپنے پیچھے آتا دیکھ کر پائیز بے ساختہ مسکرایا۔

'جانے کا کیا سین ہے؟' عریش کی آواز پر ونیسہ ان کی طرف متوجہ ہوئی۔

'ایسا کرتے ہیں چاروں بہن بھائی مل کر ایک ہی گاڑی میں جاتے ہیں۔' شارق نے ہاتھ

ملتے ہوئے کہا۔

'اور دوسری گاڑی کا کیا بنے گا؟'

'لاک کر لیں گے اور بعد میں عریش لے آئے گا۔' شارق نے حل پیش کیا جو سب کو پسند آیا۔

شارق اپنے گاڑی وہیں چھوڑ کر پائیز کی گاڑی میں بیٹھا اور یوں وہ چاروں احمد ویلہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ گاڑی کی خاموشی سے گھبراتے ہوئے شارق نے بات میں پہل کی۔

'چھوٹی گڑیا ہمیں عریش نے بتا دیا ہے۔' شارق کی بات پر ونیسہ نے ساتھ بیٹھے عریش کو دیکھا۔

'چائیز کوئین اتنی شیور کیسے ہو؟' عریش کے پوچھنے پر ونیسہ نے آنکھیں بند کر کے سر سیٹ کی بیک پر ٹکا دیا۔

'پتہ نہیں بھائی۔'

'ایسے کیسے پتا نہیں؟ کوئی توجہ ہوگی نا؟' مے بی کوئی نائٹ میسر؟' پائیز نے تھوڑا عرصے سے پوچھا تو ونیسہ مسکرائی۔

'اب آپ پھر سے مجھے ڈرا رہے ہیں۔' ونیسہ کی بات پر ناچاہتے ہوئے بھی سب کے چہرے پر تبسم بکھر گیا۔

جیسے ہی گاڑی احمد ویلہ کے سامنے رکی ونیسہ نے اپنے تینوں کزنز کو دیکھا جن سے تھا تو دور کا رشتہ لیکن ان کے ہوتے ہوئے کبھی بھائی کی کمی محسوس نہیں ہوئی تھی۔

'آپ سب بھی آرہے ہیں۔' انداز کسی ملکہ جیسا تھا۔

اگر یا۔۔۔'

'میں بتا رہی ہوں بھائی! ونیسہ نے اپنی چھوٹی آنکھوں کو مزید چھوٹا کرتے ہوئے کہا تو سب کو مانتے ہی بنی۔'

تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ تینوں احمد ویلہ سے نکلے۔ اب ان کا رخ ایئر پورٹ کی جانب تھا۔

اتم ایسے خالی ہاتھ جاؤ گے؟ گاڑی سے نکلتے ہوئے عریش نے پوچھا۔

'مجھے ہوم ورک کرنے کی عادت ہے بڑی! پائیز نے ڈیگی سے ایک چھوٹا سفری بیگ نکالتے ہوئے کہا۔

اگر میں سب سے کیا کہوں؟ 'عریش نے ایک نظر خاموش کھڑے شارق کو دیکھا۔
 'وہ دائم بھائی پر چھوڑ دو۔' پائیز بھی اب شارق کو ہی دیکھ رہا تھا جس کا پائیز کی بات پر منہ
 بن گیا۔

جب سے اسے پتہ چلا تھا پائیز کے جانے کا، اس نے کچھ نہ بولنے کی قسم کھالی تھی۔
 'فلائٹ کی اناؤنسمنٹ ہونے لگی ہے مل لو۔' پائیز کہتے ہوئے شارق کی طرف بڑھا جو
 پیچھے ہو گیا۔

'دیکھ اب تو مار کھائے گا مجھ سے!' پائیز نے وارننگ دی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عریش جب تم اپنے دوست سے مل لو تو پارکنگ میں آجانا۔'

پائیز کو فل اگنور کرتے ہوئے شارق نے اپنے دوست 'پرزور دیتے ہوئے کہا اور بنا

جواب کا انتظار کیے وہاں سے نکل گیا۔ اسے پائیز کا یوں چلے جانا بہت چھ رہا تھا۔

'چھوڑو اس کو میں دیکھ لوں گا۔ تم اپنا خیال رکھنا اور پہنچتے ہی کال کرنا۔' پائیز کو افسردہ

ہوتے دیکھ کر عریش نے گلے ملتے ہوئے تسلی دی۔

'ہمم۔۔ اللہ حافظ!'

'اللہ حافظ!'

اور یوں پائیز مجتہی پاکستان چھوڑ کر جا چکا تھا۔۔۔

عریش جیسے ہی پارکنگ میں آیا شارق کو دیکھ کر اداس ہو گیا۔

'وہ چلا گیا نا؟' شارق کی آواز بھاری ہو رہی تھی۔

'ہاں! جانے بغیر اس نے ماننا بھی نہیں تھا۔' عریش نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے

ہوئے گاڑی اسٹارٹ کی۔

'ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔' پائیز کی تکلیف محسوس کرتے ہوئے شارق نے اداسی سے

کہا۔ وہ پائیز کے دل میں شارمین کے لیے سافٹ کارنر بہت پہلے ہی محسوس کر چکا تھا۔

'خیر جو بھی ہو۔ مجھے خوشی ہے کہ میں ایسے خاندان کا حصہ ہوں جو باتوں کو انا کا مسئلہ

نہیں بناتے۔' عریش کی بات پر شارق بھی مسکرا اٹھا۔

اس وقت کمرے میں وہ تینوں پریشان بیٹھے ہوئے تھے۔ سنا پیر لپ ٹاپ پر لگا ہوا تھا

جبکہ سنیک۔ آنز ٹریڈر کو ٹریڈس کرنے کی کوشش میں لگا ہوا تھا۔

کیا مسئلہ ہے اس گدھے کے ساتھ؟ خوشی سے دماغ خراب ہو گیا یا پچھتاوے میں مبتلا ہو گیا ہے جو یوں خاموشی سے کسی کونے میں چھپ کر بیٹھ گیا ہے۔ 'کمانڈو نے غصے سے دانت پیستے ہوئے کہا۔

جب سے نکاح ہوا تھا تب سے ہی سکار کہیں غائب ہو گیا تھا۔ موبائل بھی آف تھا اور ایک ٹریکر جو ہمیشہ ان تینوں کے پاس ہوتا تھا اور مصیبت کے وقت ان کی لوکیشن بتانے میں مدد کرتا تھا، وہ بھی سکار نے آف کیا ہوا تھا۔

'کمانڈو لاسٹلی وہ گدھا اور اس کا موبائل فلیٹ میں تھا اور آف بھی یہیں ہوا ہے۔ 'سناپئر نے لیپ ٹاپ پیچھے کرتے ہوئے کمانڈو سے کہا۔

ٹریکر بھی ٹریس نہیں ہو پارہا اور لاسٹ لوکیشن فلیٹ کی ہی ہے۔ 'سنیک۔ آئز کی بات پر کمانڈو اب صحیح معنوں میں پریشان ہوئے تھے۔

'چیک کرو وہ شارمین کی طرف تو نہیں گیا۔' کچھ سوچتے ہوئے کمانڈو نے کہا تو سناپئر ایک بار پھر لیپ ٹاپ پر جھک گیا۔

'نوسر! اگر یا کے روم میں ان کی فرینڈز کے علاوہ ابھی تک کوئی نہیں آیا۔' سناپئر نے سر

اٹھاتے ہوئے بتایا۔

دراصل حادثی والے واقعے کے بعد سے سکار کے کہنے پر شارمین کے کمرے میں کچھ ایسے ڈیوائسز لگائے گئے تھے جو کمرے میں داخل ہونے والے ہر بندے کا ریکارڈ رکھتے اور کسی اجنبی کی موجودگی پر انہیں خطرے کا سگنل بھی دیتے۔

'اب اس گدھے کو نہیں چھوڑوں گا۔ ایک دفعہ یہ میرے ہاتھ لگے!' کمانڈو تصور میں ہی سکار کی اچھی خاصی دُلائی کرتے ہوئے بولے۔

'اب تم دونوں بھی جاؤ۔ کل پھر ملاقات ہوگی۔'

لیکن کمانڈو آج ہمارا ارادہ امی سے ملنے کا تھا۔ 'سنیک'۔ آئز نے دانت نکالتے ہوئے کہا تو کمانڈو جو پہلے ہی بھرے ہوئے تھے اچانک ہی سنیک۔ آئز کی گردن دبوچ لی۔

'ہاں کیا کہہ رہے تھے؟ زرادوہرانا۔ میں نے سنا نہیں!' گردن پر دباؤ بڑھاتے ہوئے کمانڈو نے پوچھا۔

'مم میں کہہ رہا تھا کہ امی کو ہمارا سلام کہیے گا۔ آہسہہ کمانڈو میری گردن۔۔۔' اپنے بیان میں ردوبدل کرتے ہوئے سنیک۔ آئز آخر میں کراہا۔

’او علیکم اسلام! کمانڈو نے مسکراتے ہوئے اسے چھوڑا۔

’توبہ توبہ! جس پر بس نہیں چلتا اس کا غصہ بھی مجھ معصوم پہ نکال رہے ہیں۔ اسنیک۔
آنز شرارت سے کہتے ہوئے وہاں سے بھاگ گیا۔

’اللہ حافظ کمانڈو! سنا پیر جو خاموشی سے ان دونوں کی نوک جھوک سے لطف اندوز
ہو رہا تھا سنیک۔ آنز کے جاتے ہی کمانڈو سے مخاطب ہوا۔

’اللہ حافظ! اگر اس گدھے سے رابطہ ہو تو کہنا مجھے کال کرے۔‘

کمانڈو کی بات پر سنا پیر سر ہلاتے ہوئے چلا گیا تو وہ خود بھی فلیٹ لاک کرتے ہوئے
اپنے گھر کی طرف بڑھ گئے۔۔

عابرویلہ کے لاؤنچ میں اس وقت سب بڑے بیٹھے چائے پی رہے تھے۔

’لالہ آپ اور بھابھی کب تک نکل رہے ہیں؟ انسین بیگم کی بات پر چائے پیتے عابر
اعظم ان کی طرف متوجہ ہوئے جو اسد خان کو کپ پکڑا رہی تھیں۔

’کیوں خیریت؟ اسوال عابرا اعظم کی جانب سے آیا۔

'ابو سے ملنا ہے۔'

نسرین بیگم کی بات پر سب نے بے ساختہ منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنسی کنٹرول کی، کیونکہ اب یہاں ایک کھٹی میٹھی سے لڑائی ہونے والی تھی۔

'میں خود لے جاؤں گا۔'

'تکلف کا شکر یہ میں لالہ کے ساتھ چلی جاؤں گی۔' نسرین بیگم نے ایک بار بھی اپنے مجازی خدا کو دیکھنے کی غلطی نہیں کی۔

'اسد آپ کا تو رہنے کا ارادہ ہے نہ؟' بیگم کو گھورتے ہوئے عابرا عظیم نے اسد خان کو بھی اپنے ساتھ ملانا چاہا۔

'ارادہ تو ہے لیکن ابوا کیلے ہوں گے۔ انشاء اللہ پھر آئیں گے!' اسد خان کے طوطے کی طرح آنکھیں بدلنے پر جہاں نسرین بیگم مسکرائیں، وہیں عابرا عظیم نے گھوریوں کا رخ ان کی طرف موڑ دیا اور باقی سب کھی کھی کرنے لگے۔

'لیکن میں نے اجازت نہیں دی۔' عابرا عظیم نے آخری پتہ پھینکا۔

'کیوں بھئی؟ یہ کس خوشی میں اجازت نہیں دے رہے؟' نسرین بیگم کے روہانے

ہونے پر اسد خان نے مصنوعی رعب جھاڑا۔

'میری بیوی میری مرضی!'

عابرا عظیم کی بات پر پورا گھر قہقہوں سے گونج اٹھا تو نسرین بیگم غصے اور بے بسی کی ملی
جلی کیفیت میں گھری وہاں سے چلی گئیں۔

'امت تنگ کیا کرو میری بہن کو۔'

اسد خان نے ہنستے ہوئے کہا تو عابرا عظیم کندھے اچکاتے ہوئے نسرین بیگم کے پیچھے
چلے گئے جہاں وہ کمرے میں موجود صوفے پر بیٹھی رونے کا شغل فرما رہی تھیں۔

'اے نسکریم کھانی ہے؟' عابرا نے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

'مجھے ابو کی طرف جانا ہے۔' نسرین بیگم نے روتے ہوئے کہا۔

'یار یہ ظلم ہے! ناراضگی بچوں سے ہوتی ہے اور چھوڑ جانے کی دھمکی مجھے دیتی ہو۔'

جب نسرین بیگم کے رونے میں کوئی فرق نہ آیا تو عابرا عظیم نے عاجزانہ انداز میں کہا۔

'آپ کی وجہ سے بگڑے ہیں ورنہ میرے بچے ایسے نہیں تھے۔ میں نے کتنا منع کیا تھا

کہ مت مانیں ہر بات وہ سرچڑھ جائے گی، لیکن آپ کو تو میں دشمن لگتی ہوں نہ اس

کی۔ کہا بھی تھا کہ عابر آپ کی بیٹی کوئی الٹا کام کرے گی لیکن آپ نے میری ایک نہیں

سنی۔ اب پر سو خاندان والوں کو کیا منہ دکھائیں گے؟'

نسرین بیگم بولنے کے ساتھ زور و شور سے آنسو بہا رہی تھیں۔

اٹھیک ہے میں مانتا ہوں میری غلطی تھی، مجھے اندازہ نہیں تھا کہ شارمین ایسا کرے

گی۔ 'عابرا عظیم نے اپنے رومال سے نسرین بیگم کے آنسو صاف کیے۔

اسوری کریں۔'

اشوہر صرف ناز اٹھاتے ہی اچھے لگتے ہیں۔ 'عابرا عظیم نے مسکراہٹ ضبط کرتے

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہوئے کہا۔

'آپ نے پھر میری ڈائری پڑھی ہے! 'نسرین بیگم نے غصے سے کہا۔

دراصل ان کی عادت تھی کہ جب بھی وہ فارغ ہوتیں، ایک ڈائری بہت خوبصورت

باتیں لکھا کرتیں۔ وہ ڈائری نسرین بیگم سب سے چھپا کر رکھتی تھیں لیکن عابرا عظیم

کسی نہ کسی طرح وہ ڈائری ڈھونڈ کر پڑھ لیا کرتے اور ضرورت پڑنے پر وہ جملے استعمال

بھی کیا کرتے تھے جس سے نسرین بیگم چڑچایا کرتیں۔

'ادیکھو اس بار سچ میں ڈائری خود آئی تھی اور میرے پاؤں پکڑے کہ پلیز مجھے پڑھ لیں۔' عابرا عظیم نے بہت معصومیت سے کہا۔

'بس اب میں نہیں رک رہی۔ جارہی ہوں لالہ کے ساتھ!' نسرین بیگم منہ بسورتے ہوئے اٹھیں۔

'سو نیا آرہی ہے کچھ دنوں کے لیے۔' عابرا بھی اٹھتے ہوئے عام سے لہجے میں بولے۔
 'کس خوشی میں؟ اور اسے کس نے اجازت دی ہے میرے گھر آنے کی؟' نسرین بیگم اپنا رونا بھول کر غصے سے پوچھنے لگیں۔

سو نیا عابرا عظیم کی چچا زاد تھیں اور ان میں بہت دلچسپی بھی رکھتی تھیں۔ ممکن تھا کہ سو نیا کی شادی عابرا عظیم سے ہو جاتی اگر ان کی والدہ کو نسرین بیگم پسند نہ آجاتیں۔

'اقبال بھائی کی طرف رکوادیں۔ لیکن وہ ادھر ہر گز نہیں آئے گی۔'

'اہو نسرین! اب تو اس کے بچے بھی ہو گئے ہیں۔' بھئی بیوی کی سوچ ایسے معاملات میں کبھی بھی نہیں بدل سکتی۔

'عابرا رر!' نسرین بیگم کے گھورنے پر انھوں نے سرینڈر کر دیا۔

'اچھا نہیں آئے گی لیکن پھر ابو کی طرف جانے کی بات نہ کرنا اور ریلی سوری!' عابر اعظم نے آخر میں معافی بھی مانگ لی جس پر نسرین بیگم کا چہرہ کھل گیا۔

'ٹھیک ہے۔'

'آپی بھائی! اگر آپ دونوں کا رومانس ختم ہو گیا ہو تو ڈیزر کا بندوبست کر لیں؟'

جیسا کہ شرارتی آواز پر عابر اعظم نے قہقہہ لگایا جس پر نسرین بیگم سرخ پڑتی باہر چلی گئیں۔

'انسان بن جاؤ۔' جیسا کہ آنکھیں دکھاتی وہ کیچن میں آگئیں تاکہ رات کے کھانے کا انتظام کر سکیں۔

شارمین کو لگا جیسے وہ ہوا میں اڑھ رہی ہو لیکن غور کرنے پر ایک انجانے لمس کا احساس بھی ہوا۔ اب وہ کسی نرم جگہ پر تھی اور کوئی اس کے ہاتھوں سے چوڑیاں اتار رہا تھا۔ وہ کون تھا یہ شارمین کی سمجھ سے باہر تھا۔ آنکھیں کھولنے میں کافی دقت کا سامنا کرنا پڑا۔ مسلسل کوشش سے وہ بلا آخر کامیاب ہو ہی گئی لیکن شدید قسم کی جلن نے آنکھیں بند

کرنے پر مجبور کر دیا۔

اس میری آنکھیں! دوسرے ہاتھ سے اپنی آنکھیں مسلتی اٹھ بیٹھی۔

آئندہ یہ چوڑیاں پہنے نہ دیکھوں! ساری ٹوٹ کر بازو زخمی کر چکی ہیں۔ دائیں جانب سے آتی آواز پر شارمین نے گھبراتے ہوئے ادھر دیکھا جہاں سکار اس کا ہاتھ پکڑے بیٹھا تھا۔

آآپ؟

جی میں! سکار ہلکے ہلکے لہجے میں کہتے ہوئے واپس چوڑیاں اتارنے لگا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

امم میں کر لوں گی۔ انجانے کیوں وہ اپنا ہاتھ نہیں کھینچ سکی۔

میرے کرنے میں کوئی مسئلہ؟ اشار میں کی سرخ اور سو جھمی ہوئی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا گیا۔

سکار! میں اچھی لڑکی نہیں ہوں نا؟ اغزالی آنکھیں ایک بار پھر برسنے کی تیاری کرنے لگیں۔

میرے خیال میں تو ایسی کوئی بات نہیں!

'میرے انکار کی وجہ سے ماما پاپا جانی بے قصور ہوتے ہوئے بھی قصور وار ٹھہرائے جائیں گے۔' اشار میں کہتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رودی۔

سکار نے بنا کچھ کہے اشار میں کو اپنے ساتھ لگایا اور کھل کر رونے لگا۔

'اپنی ضد میں اتنی اندھی ہو گئی کہ اپنے ماما پاپا جانی کی عزت کا خیال ہی نہیں آیا۔ میں بالکل بھی اچھی بیٹی نہیں ہوں۔' اشار میں رونے کے ساتھ ساتھ بول بھی رہی تھی۔

'اونیسہ نے بھی کتنا سمجھایا تھا کہ ایسا نہ کروں لیکن مجھ پر تو جنون سوار ہو گیا تھا۔ اپنی جان سے پیاری دوست کا منع کرنا بھی اگنور کر گئی۔'

کچھ دیر یونہی رونے اور بولنے کے بعد جب دل کا سارا غبار باہر نکل گیا تو اشار میں بھی پرسکون ہو گئی۔

'پہلی بات! تمہارا یہ اظہارِ پشمانی اس بات کا گواہ ہے کہ تم اچھی لڑکی ہو اور دوسری بات غلطی انسانوں سے ہی ہوا کرتی ہے وائٹنی۔' سکار کے وائٹنی کہنے پر اشار میں جیسے ہوش میں آئی۔

'یہ کیا کر دیا میں نے؟' سکار سے اپنے نکاح کا یاد آتے ہی ر کے ہوئے آنسو پھر چھلک

پڑے۔

'خدا یا! وانفی بس کرد و کتاروتی ہو۔ کیا حال کر لیا ہے آنکھوں کا۔' سکار کی بات پر
شارمین ایک جھٹکے سے بیڈ سے اتری۔

'آپ میرے روم میں کیا کر رہے ہیں؟' دماغ نے کام کرنا شروع کیا تو ایک نئی فکری
لاحق ہوئی۔

'اپنی وانفی سے ملنے آیا ہوں۔' سکار نے مزے سے کہا۔

'نکلیں یہاں سے اگر کسی نے دیکھ لیا تو بہت برا ہوگا۔'

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'کیوں نکلوں؟ اور میری بیوی کا روم ہے میں جب چاہے آؤں۔ اس میں کیا برائی ہے؟'
شارمین کے گھبراتے چہرے پر نظریں جمائے سکار بیڈ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

'پلیز آپ جائیں یہاں سے۔'

'افحال تو میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں!'

سکار کو یوں آرام سے بیٹھا دیکھ کر شارمین صحیح معنوں میں پریشان ہوئی۔

'پلیز پہلے ہی میری حالت بہت خراب ہے مزید نہ کریں۔'

اور واقعی اس وقت شارمین کی حالت قابل رحم تھی۔ سو جھی ہوئی آنکھیں اس کے سر
درد اور آنکھوں میں جلن کی گواہ تھیں۔ اپنے پسند کے ڈریس میں ملبوس وہ لڑکی جواب
اس کی بیوی بھی تھی، سکار کو اپنے دل کے بہت قریب لگی۔

کچھ دیر گہری نظروں سے شارمین کو دیکھتے رہنے کے بعد سکار اٹھ کر الماری کی طرف
آیا اور ایک سادہ سا سوٹ نکال کر شارمین کو دیا۔

افریش ہو جاؤ۔ بہتر محسوس کرو گی۔'

سکار کی بات شارمین کو اپنے دل کی آواز ہی لگی تو خاموشی سے کپڑے لیے فریش ہونے
چلی گئی۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد جب شارمین واپس آئی تو دیکھا سکار بیڈ پر بیٹھا اس کا انتظار کر رہا
تھا۔

'آپ گئے نہیں؟'

'نو! پہلے کھانا کھا لو پھر جاؤں گا۔' سکار نے کہتے ہی شارمین کو پکڑ کر بیڈ پر بیٹھا یا اور
ٹرے آگے کیا۔

'یہ کہاں سے آیا؟' یہ سوچ کر ہی شارمین کا دل بیٹھنے لگا کہ سکار کمرے سے باہر گیا تھا۔

'کیا مجھے بیوقوف سمجھا ہوا ہے؟' سکار نے مصنوعی غصے سے کہا۔

'پھر یہ کہاں سے آیا؟' مقابل بھی شارمین تھی اسی انداز میں پوچھا تو سکار مسکرایا۔

'شاید وہ فہد تھا! ٹرے رکھ کر چلا گیا۔'

'مجھے نہیں کھانا۔' شارمین نے ایک نظر ٹرے پر ڈالتے ہوئے پیچھے دھکیل دیا۔

'میں پوچھ نہیں رہا۔' سکار نے سنجیدہ ہوتے ہوئے ٹرے واپس آگے کیا اور شارمین کے احتجاج کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے خود ہی کھلانے لگا۔

'بس میں خود کھا لوں گی باقی۔' ایک دو نوالے کھانے کے بعد شارمین نے خود ہی کھانا شروع کر دیا۔

'بڑی بے مروت ہو۔ بندہ اپنے شوہر سے بھی پوچھ لیتا ہے۔' شارمین کی خاموشی محسوس کرتے ہوئے سکار نے شرارت سے کہا۔

'سنڈے کے فنکشن کا کیا بنے گا؟' یاد آنے پر وہ کھانا چھوڑ کر سکار سے پوچھنے لگی۔

'وہ مجھ پر چھوڑ دو میں دیکھ لوں گا اور اپنی بیوی کی عزت کروانا مجھے آتا ہے۔' اغزالی

آنکھوں میں چھپا خوف سمجھتے ہوئے سکار نے کہہ کر گلاس اٹھایا اور پانی پینے لگا۔
 'اب جلدی سے کھانا ختم کرو مجھے جانا بھی ہے۔' سکار کے جانے والی بات پر شارمین کو
 ناجانے کیوں غصہ آیا۔

تو جائیں نا۔' روٹھے انداز میں کہتی وہ اسے پھر سے مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

سکار نے بیڈ سے اٹھتے ہوئے شارمین کو بھی اپنے سامنے کھڑا کیا۔

'نکاح کے بعد سے غائب ہوں۔ ہیڈ کافی غصے میں ہوں گے اسی لیے پہلے ان کی طرف
 جاؤں گا پھر بلوچستان کے لیے نکلوں گا اور وہ گھڑی دیکھو! انشاء اللہ سنڈے کی رات اسی
 وقت تمہارے پاس ہوں گا اور یہ میری طرف سے نکاح کا تحفہ! نکاح مبارک مسز
 سکار!'

سکار نے ایک خوبصورت سا بکے شارمین کو دیا جو پورا سیاہ گلابوں سے بھرا ہوا تھا۔
 'یہ کتنا خوبصورت ہے ماشاء اللہ۔' شارمین کی خوشی قابل دید تھی۔ ابھی وہ ان گلابوں
 کے سحر میں ہی تھی کہ سکار نے اس کا ہاتھ تھاما اور بہت ہی نفیس سا بریسلٹ کلائی پر
 باندھا۔

اہم۔۔ ہوگا، لیکن تم سے زیادہ نہیں!

سکار کی بات پر شارمین کی مسکراہٹ سمٹی اور چہرے پر حیا کی لالی بکھر گئی جس پر سکار بچارے کا ایمان تھرا ب (خراب) ہوتے ہوتے بچا۔

آہہ وانفی رحم کرو مجھ معصوم پر! سکار آنکھوں میں مظلومیت لیے بولا۔

انف جائیں یہاں سے۔

شارمین کو کچھ سمجھ نہ آیا تو سکار کو کھڑکی کی طرف دھکا دیتے ہوئے خود واش روم میں بند ہو گئی لیکن سکار کی ہنسی وہاں بھی سنائی دے رہی تھی۔ غیر محسوس انداز میں شارمین کے چہرے پر بھی ایک بہت خوبصورت مسکراہٹ بکھر گئی۔

کچھ دیر بعد جب وہ کمرے میں آئی تو سکار جاچکا تھا۔ شارمین نے فوراً سے کھڑکی کو کنڈی لگائی اور بیڈ پر بیٹھ کر وہ بکے دیکھنے لگی جس میں تقریباً پندرہ بیس سیاہ گلاب استعمال ہوئے تھے۔

انف اللہ جی! یہ کتنے خوبصورت ہیں!

شارمین نے مسکراتے ہوئے بکے پر ہاتھ پھیرا تو نظر بریسلٹ پر گئی اور ساتھ ہی ایک

آواز کانوں میں گونجی۔

’تم سے زیادہ نہیں!’

شارمین نے ہنستے ہوئے سر نفی میں ہلایا اور بکے اپنی اسٹیڈی ٹیبل پر رکھ دیا۔

’اففف میری عصر اور مغرب بھی قضاء ہو گئیں۔‘

گھڑی پر نظر پڑتے ہی شارمین نے سر پر ہاتھ مارا اور جلدی سے وضو بنا کر نماز کے لیے
گھڑی ہو گئی۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ گارڈن میں چہل قدمی کرتی، گھر والوں کے رویے پر الجھ رہی تھی جو یوں ظاہر کر
رہے تھے کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں بلکہ سنڈے کے فنکشن کی تیاریوں میں مصروف
تھے۔ تانیہ کو زیادہ حیرت مجتبیٰ غازیان کے رویے پر ہو رہی تھی جنہوں نے ایک بار
بھی پائیز کے بارے میں نہیں پوچھا تھا۔

’کیا سوچ رہی ہو؟‘ اقریب سے آتی عریش کی آواز پر تانیہ چونکی۔

’شارمین آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا!‘ عریش کی طرف مڑتے ہوئے تانیہ نے ادا سی

سے کہا۔

اہم۔۔ گھر والے جو نارمل ریکٹ کر رہے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ پائیز کو اپسٹ نہیں کرنا چاہتے اور جہاں تک ہے فنکشن کی تو پہلے دو ہونے تھے اب ایک ہوگا۔' عریش کی بات پر تانیہ کی مسکراہٹ گہری ہوئی تو دل اپنے رب کا شکر گزار ہوا اتنے اچھے ہمسفر کے ساتھ پر جو بن کہے اس کی بات سمجھ جاتا تھا۔

'آپ کو کیسے پتا میں یہی سوچ رہی تھی؟'

اب وہ دونوں کر سیوں پر بیٹھ چکے تھے۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'بچپن سے جانتا ہوں آپ کو! عریش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

'عریش آپ مجھے آپ نہ کہا کریں۔'

عریش نے کچھ کہے بنا برواچکائی۔

'جی نا! بہت عجیب لگتا ہے! تانیہ کے منہ پھولانے پر عریش ہنسا۔

'اوکے! نہیں کہتا آپ۔ ویسے میرا خیال تھا کہ کونین نے صبح ہی گفٹ لے لینا ہے لیکن

یہاں تورات گزر رہی ہے اور گفٹ لینے کا کوئی امکان ہی نہیں! عریش کی بات پر تانیہ

کی چہرے پر خوبصورت رنگ بکھر گئے۔

'یاد ہی نہیں رہا۔ پائیز بھائی کے لیے پریشان تھی نہ!'

'وہ ٹھیک ہوگا ٹینشن نہیں لو اور میری سائڈ ٹیبل میں گفٹ پڑا ہوگا وہ لیتی جانا۔' عریش کہتے ہوئے اٹھ گیا۔

'ہاااا۔۔۔ میں کیوں لوں؟ آپ کیوں نہیں دے رہے؟' تانیہ بچاری کو تو صدمہ ہی لگ گیا یعنی اپنا گفٹ بھی وہ خود ہی لے۔

'سوچ لو! پھر اپنا گفٹ بھی میں خود ہی لوں گا! عریش آنکھوں میں شرارت لیے بولا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'او کے!'

تانیہ نے معصومیت سے کہا تو پہلے عریش اسے بے یقینی سے دیکھتا رہا پھر ہنستے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔

'ہیں! انھیں کیا ہوا؟' ابھی وہ عریش کے رویے کو سوچ ہی رہی تھی کہ اقراء آگئی۔

'یہ عریش ہنس کیوں رہا ہے؟' تانیہ کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے اقراء نے پوچھا جس پر تانیہ نے عریش کی بات اور اپنا جواب دوہرایا۔

'چپ کر جاؤ! پر سنل باتوں میں نہیں بولتے۔' اقراء نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا تو شارق نے کندھے اچکا دیئے اور لیپ ٹاپ کھول کر اپنا کام کرنے لگا۔ دائم بھی اقراء کے ساتھ مل کر مہمانوں کی لیسٹ بنانے میں مشغول ہو گیا۔

رات کی تاریکی میں وہ دبے پاؤں گھر میں داخل ہوا لیکن کیچن سے آتی آوازوں پر وہیں چلا گیا۔

'اسلام علیکم امی!'
 NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 'و علیکم اسلام میرا بچا آیا ہے! اسلام کی آواز پر نذا بیگم نے سکار کے سر پر پیار کیا۔

'نکاح مبارک بچے!'

'خیر مبارک امی! کمانڈو کہاں ہیں؟' سکار نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

'وہ اسٹیڈی میں ہیں اور کہاں غائب تھے اب تک؟ وہ کافی غصہ ہیں تم سے۔'

'بس امی آپ کی بہو کے کاموں میں مصروف تھا۔' اپنی وانٹی کا حیا سے لال پڑتا چہرہ یاد

کرتے ہوئے وہ دل و جان سے مسکرایا۔

اکیسی ہے اب؟ ملے ہو؟

ندا بیگم پوچھتے ہوئے مڑیں اور فریج سے کسٹر کا پیالہ نکال کر سکار کے سامنے رکھ خود بھی بیٹھ گئیں۔

'جی وہی سے آرہا ہوں۔ کافی پریشان تھی اور کھانا بھی نہیں کھایا تھا۔' سکار نے چیخ منہ میں ڈالتے ہوئے بتایا۔

'ویسے غلط کیا ہے شارمین نے، ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔'

'بس اب کیا کیا جاسکتا ہے اور مزہ ہی آگیا امی! کسٹر ختم کرتے ہوئے سکار نے ان کے ہاتھ چومے۔

'چلو اب جاؤ اپنے کمانڈو سے بھی مل لو، ایسا نہ ہو کٹ لگ جائے۔'

ندا بیگم پیار سے کہتے ہوئے اٹھ گئی تو سکار بھی مسکراتے ہوئے اسٹیڈی کی طرف آگیا۔ دروازہ کھولنے سے پہلے سکار نے گہرہ سانس خارج کیا اور خود کو متوقع عزت افزائی کے لیے تیار کرتا اندر چلا آیا۔

'اسلام علیکم سر!' سنجیدگی سے سلیوٹ کیا گیا۔

او علیکم اسلام! اجواب بھی اسی سنجیدگی سے آیا۔

اکیسے ہیں سر؟ اگمانڈو کے خاموش ہو جانے پر سکار نے بات بڑھانا چاہی۔

کہاں سے آرہے ہو؟ اسوال آیا۔

اپنی بیگم کے گھر سے! اشرافت سے جواب آیا۔

اس سے پہلے کہاں تھے؟ دوسرا سوال۔

اسلام آباد!

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Beauty|...
اٹریکر کہاں ہے؟ اتیسرا سوال۔

افلیٹ میں! آواز کافی ہلکی تھی اس بار۔

اہم۔۔ اب یہاں کیا لینے آئے ہو؟ اگمانڈو کی سنجیدگی سکار کو پریشان کر رہی تھی۔

آپ سے ملنے! معصومیت سے جواب آیا۔

اٹل لیا؟ اب اسی دروازے سے نکل جاؤ! اگمانڈو نے دروازے کی طرف اشارہ کرتے

ہوئے ہاتھ میں پکڑی کتاب بند کی۔

اسوری! اچھے بچوں کی طرح معافی مانگی گئی۔

اتم سے بڑا گدھا میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ اگر جانا ہی تھا تو بتا دیتے میں نے کون سا روک دینا تھا؟ اگمانڈو نے کتاب سکار پر پھینکی جسے مہارت سے کیچ کرتے ہوئے وہ اپنا چہرہ بچا گیا۔

ابول کر گئے تھے بلوچستان کے لیے نکل رہے ہو اور گئے اسلام آباد! اندازہ بھی ہے ہم کتنے پریشان تھے؟ کتاب سے دل مطمئن نہیں ہوا تو پاس پڑا گلدان بھی سکار پر پھینک دیا جو سیدھا جا کر سر پر بجا۔

انف۔۔۔ توڑ دیا میرا سر! نیچے بیٹھتے ہوئے سکار نے دہائی دی۔

امیں تمھاری ٹانگیں توڑ دوں گا اگر آئیندہ ایسی حرکت کی۔ اگمانڈو گھورتے ہوئے سکار کی طرف آئے اور کھینچ کر اپنی کتاب واپس لی۔

اگمانڈو سچ میں لگی ہے مجھے! اسر سہلاتے ہوئے سکار اٹھ کھڑا ہوا۔

واقعی؟؟؟؟ اب میرا دل پر سکون ہو گیا۔ اگمانڈو نے باقاعدہ دل پر ہاتھ رکھ کر سکون کی سانس لیتے ہوئے مزے سے کہا۔

اہٹلر! 'سکارمنہ میں بڑ بڑایا۔

اب تک نکل رہے ہو؟ 'سکار کی بڑ بڑاہٹ کو نظر انداز کرتے ہوئے کمانڈو نے پوچھا۔

ابس ابھی ہی۔'

کمانڈو کے پلین کے مطابق ہونا یوں تھا کہ پہلے ماسٹرز نے حملہ کرتے ہوئے ان کے خاص آدمیوں کو ٹکانے لگانا تھا پھر باقی کا کام آرمی کے لیے چھوڑتے ہوئے خود روپوش ہو جانا تھا اور اسی سلسلے میں آرمی والوں نے باقی کے انتظامات طہ کرنے ماسٹرز کو بلایا تھا لیکن سکار کی ضد پر صرف وہی جا رہا تھا جس پر سنیک-آئرن نے ناراضگی کے اظہار میں بات کرنا چھوڑ دیا تھا۔

اچلو خیریت سے جاؤ۔'

اللہ حافظ سر! 'سکار نے سلیوٹ کیا۔

اللہ حافظ بیکار شوہر! 'کمانڈو نے مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے کہا۔

ہااا۔۔۔ اس بات کا جواب نہ میں آ کر دوں گا۔ 'سکار کہتے ہوئے کمرے سے نکل گیا تو

کمانڈو بھی مسکراتے ہوئے باہر چلے گئے۔

ناجانے سکار نے کیا کہا تھا کہ گھر والوں نے شارمین نے کچھ بھی نہیں پوچھا بلکہ صبح جیا ڈریس بھی لائیں تھیں اور پوچھنے پر آج کے فنکشن کا بتا کر چلی گئیں۔ ہونا کچھ یوں تھا کہ دو بجے عریش اور چھ بجے پائیز کا فنکشن تھا لیکن شارمین کی وجہ سے اب چھ بجے والی تقریب ان کی طرف سے ہونی تھی۔ نسرین بیگم اور عابرا عظیم عریش اور تانیہ کے فنکشن میں شرکت کے لیے گئے ہوئے تھے جبکہ جیا اور فہد شارمین کے کمرے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔

'جیا آپ لوگوں کو میرے اور سکار کے نکاح کا کس نے بتایا تھا؟' شارمین نے کب سے پریشان کرنے والا سوال پوچھ ہی لیا۔

'لالہ اور تمہارے خان چاچونے۔' جیا جواب دے کر جیولری دیکھنے لگیں۔

'تو آپ سب کو کوئی اعتراض نہیں ہے؟'

'اعتراض کرنے لائق چھوڑا ہے تم نے؟' جیا کے غصے سے کہنے پر شارمین نے شرمندگی سے سر جھکا لیا۔

'اللہ نے بچا لیا ورنہ تم نے تو بھائی اور آپنی کی بے عزتی کروانی میں کوئی کثر نہیں
چھوڑی۔'

'جیاٹرسٹ می میرا مقصد ماما پاپا جانی کی انسلٹ کروانا ہر گز نہیں تھا۔' اشارین نے
روتے ہوئے وضاحت دی۔

'اچھا پھر پائیز سے ایسا کون سا گناہ سرزد ہو گیا تھا جو اس کی انسلٹ کروادی؟ اگر تمہاری
مرضی نہیں تھی تو انسانیت سے منع کر دیتی نہ!'

'جیا میں نے بار بار منع کیا تھا لیکن کوئی بھی میری بات نہیں سن رہا تھا۔'

فہد اپنی بہن کو روتا دیکھ کر اس کے پاس بیٹھ گیا اور ہاتھ پکڑتے ہوئے پیٹھ سہلانے لگا۔

'ہم نے وجہ پوچھی تھی۔' جیا نے سنجیدگی سے کہا۔

'وہ میری یونی آیا تھا دھمکانے۔' اشارین نے جیسے اپنی طرف سے دھماکہ کیا۔

'تم نے اس وجہ سے یہ سب کیا ہے؟' جیا بے یقینی سے اشارین کو دیکھنے لگیں جو ہاں میں
سر ہلار ہی تھی۔

'اشارین صرف بات ہی کی تھی نا، کوئی بد تمیزی تو نہیں کی تھی جو تم نے انا کا مسئلہ بنا لیا

اور وہ خود نہیں تمہارے خان چاچو کے کہنے پر آیا تھا۔ 'جیا کے انکشاف پر شارمین اپنا رونا بھولے انھیں دیکھنے لگی جو یہاں وہاں ٹھہل کر اپنا غصہ کم کرنے کی کوشش کر رہی تھیں۔

'جیا!'

'اچپ کر جاؤ شارمین! اپنی انا کی خاطر تم نے نہ صرف اپنے ماں باپ بلکہ پائیز اور اس کی فیملی کی بھی انسلٹ کی ہے۔ سچ ہی کہتی ہیں آپ۔ عابر بھائی اور باقی سب کے لاڈ پیار نے تمہیں سر چڑھا دیا ہے۔ سوچا بھی ہے کیا ہوتا اگر لالہ تمہارا نکاح سکار سے کروانے پر راضی نہ ہوتے؟'

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Reviews

جیا غصہ نہیں کرنا چاہتی تھیں کیونکہ جو بھی تھا انھیں اپنی بھانجی بہت عزیز تھی لیکن اسے سمجھانا بھی ضروری تھا۔

'جیا آئم ریلی سوری! پلیز میں بہت شرمندہ ہوں۔'

شارمین کے پھوٹ پھوٹ کر رونے پر فہد کمرے سے نکل گیا کیونکہ اپنی بہن کو اس حال میں دیکھنا بہت مشکل تھا۔ جیا بھی گہرہ سانس بھرتے شارمین کو خاموش کروانے

لگیں جو روتے ہوئے مسلسل معافی مانگ رہی تھی۔

'اچھا بس! آنکھوں کا حال خراب کر دیا ہے اور یہ بریسلٹ کہاں سے آیا؟' جیانے

دھیان بٹانے کو پوچھا جس پر شارمین اپنے لب کچلنے لگی۔

'وہ۔۔' اشارمین کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کس طرح بتائے۔

'ویسے ماننا پڑے گا سکار کی چوائس کافی اچھی ہے۔' جیانے مسکراتے ہوئے کہا تو شارمین

ہلکہ سا مسکرا دی۔

'اچھا یہ ڈریس کس نے بھیجا ہے؟' اشارمین نے جیا کا دھیان بٹانے کو پوچھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'صبح ٹی۔ سی۔ ایس آیا تھا تمہارے میاں کی طرف سے۔'

"تمہارے میاں" کہنے پر شارمین سرخ پڑ گئی۔

'تو بہ ہے لڑکی! نام بھی نہیں لیا میں نے! جیانے شارمین کو چھیڑا تو وہ اٹھ کر وائش روم

میں بند ہو گئی جس پر جیانے قہقہہ لگایا۔

سفید رنگ کے گاؤن میں ایک نفیس ساتاج پہنے وہ سچ مچ کسی ریاست کی شہزادی لگ

رہی تھی جو مسکراتے ہوئے اپنی کزنز سے باتیں کر رہی تھی۔ غزالہ بیگم اور باقی سب مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے مل رہے تھے۔ نسرین بیگم کے آنے پر اقراء انھیں لیے اسٹیج پر تانیہ کے پاس آئی۔

'اسلام علیکم آئی!'

'او علیکم اسلام بیٹا! ماشاء اللہ بہت پیاری لگ رہی ہو۔ نکاح مبارک! نسرین بیگم نے تانیہ کو پیار کیا اور پھر غزالہ بیگم انھیں اپنے رشتہ داروں سے ملانے لے گئیں۔ ان کا یوں عزت و احترام دینا نسرین بیگم کو شرمندگی سے دوچار کر رہا تھا۔

اسی میں بہتری ہوگی نسرین کیوں دل چھوٹا کرتی ہو۔' اسمارہ بیگم کی بات پر نسرین ہولے سے مسکرائیں۔

کچھ دیر بعد عریش کو لایا گیا جس پر دونوں کی کزنز انھیں گھیرے نا جانے کون کون سی رسمیں کر رہی تھیں۔

'اللہ کو مانو لڑکیوں کچھ میری بیگم کے لیے بھی چھوڑ دو۔'

ایک نظر اپنے سامنے بیٹھی پٹاخوں پر ڈالتے عریش نے کہا جو رسموں کے بہانے

بچارے کو لوٹ رہی تھیں۔

'اپنی بیگم کے لیے اور کمالینا! ابھی تو سارا والٹ یہیں پر خالی کرو۔'

اقراء بھی سب کے ساتھ مل گئی اور عریش کو کنگال کر کے ہی چھوڑا۔

'اچلور سمیں تو ہو گئیں اب آپ دونوں کپل ڈانس کریں۔' ان میں سے ایک نے کہا تو

سب نے ہاں میں ملائی اور کپل ڈانس کے نعرے لگانے لگیں۔

'عیش کرتے ہیں نا بہت مزہ آئے گا! لتانیہ نے پر جوشی سے کہا تو عریش مسکراتے

ہوئے اٹھا اور اپنا ہاتھ آگے کیا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بھئی عیش اپنی کونین کی بات نہ مانے، اب یہ تو کسی کتاب میں نہیں لکھا! (ہی ہی ہی)

گاناگا اور عیش دی کنگ اپنی کونین کے ساتھ ڈانس فلور پر آگیا۔ دونوں ایک ساتھ نظر

لگ جانے کی حد تک پیارے لگ رہے تھے۔ منہا بیگم، اسماہ بیگم اور غزالہ بیگم تو

ماشاء اللہ کہتے نہیں تھک رہی تھیں۔ عریش ڈانس کے دوران ہی گٹھنے کے بل بیٹھا اور

ایک خوبصورت سی انگوٹھی تانیہ کے سامنے کی۔

'عریش طائل کے دل کی سلطنت میں خوش آمدید!'

'اللہ! عیش۔۔۔'

تانیہ بجائے شرمانے کے، بچوں کے سے اشتیاق اور خوشی سے اچھل رہی تھی جس پر سب نے بھرپور ہوٹنگ کی۔ جیسے ہی عیش نے انگوٹھی پہنائی ان دونوں پر گلاب کی پتکھڑیوں کی بارش ہونے لگی اور ہال پھر سے ہوٹنگ کے شور سے گونج اٹھا۔ نسرین بیگم بھی مسکراتے ہوئے انھیں ہی دیکھ رہی تھیں کہ رنگ ٹون پر موبائل کی طرف متوجہ ہوئیں جہاں عابرا عظیم کی کال آرہی تھی۔

'اسلام علیکم!'

او علیکم اسلام! پارکنگ میں آ جاؤ وقت ہو گیا ہے۔ مہمان آنا شروع ہو چکے ہیں۔' عابر کی آواز آئی۔

'اچھا ٹھیک ہے میں آتی ہوں۔'

فون رکھ کر نسرین بیگم غزالہ بیگم کے پاس آئیں اور کان میں کچھ کہتے ہوئے اپنی چادر پہن کر باہر آ گئیں۔

'اندر بھی کہہ دیا؟' عابرا عظیم نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

'جی جی کہہ دیا ہے اب جلدی کریں جیابھی ہال کے لیے نکل چکی ہے۔' نسرین بیگم نے
شارمین کا نام نہیں لیا جو عابرا عظیم کو محسوس ہوا تو پوچھ بیٹھے۔

'شارمین سے خفا ہو؟'

'میں اس بارے میں کوئی بات نہیں کر رہی! نسرین بیگم نے سنجیدگی سے کہتے ہوئے
اپنا چہرہ کھڑکی کی طرف موڑ لیا۔

'دیکھو نسرین میں مانتا ہوں اس نے بہت غلط کیا ہے لیکن سمجھانے کے لیے بات کرنا
بھی ضروری ہے۔ میں کل سے دیکھ رہا ہوں آپ شارمین کو فل اگنور کر رہی ہو۔ کم از
کم اسے بولنے کا موقع تو دو۔' عابرا نے سمجھانا چاہا۔

'جیسے پہلے میری بات کی کوئی اہمیت نہیں تھی، اسی طرح اب ناراضگی کی بھی نہیں ہونی
چاہیے۔'

'اچھا شارمین کو باتیں کر رہی ہو اور اپنی ضد کے بارے میں کیا خیال ہے؟' موڑ کاٹتے
ہوئے عابرا عظیم نے طنز کیا۔

'پہلی بات میں ضد نہیں کر رہی اور اگر بھی رہی ہوں نہ تو حق پر ہوں۔ آپ کی بیٹی

اللٹے دماغ کی ہے۔ سیدھی طرح اسے سمجھ نہیں آتی یہ آپ دیکھ ہی چکے ہوں گے۔'
نسرین بیگم کی بات پر عابرا عظیم لاجواب ہو گئے۔

'اچھا بس چھوڑو ان سب باتوں کو اور اپنا موڈ سیٹ رکھو۔'

'ظاہر ہے ملامت جو ہو رہی ہے، بات تو چھوڑنی ہی پڑے گی نا! نسرین بیگم نے
بے پروائی سے کہا تو عابرا عظیم انہیں گھور کر رہ گئے۔

ہال پہنچ کر نسرین بیگم پہلے سائیڈ روم میں شارمین کو دیکھنے آئیں لیکن ظاہر نہ کیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'اسلام علیکم آپی! کیسا رہا؟'
'او علیکم اسلام! اچھا تھا۔ تانیہ ماشاء اللہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔ نسرین بیگم نے چادر
اتارتے ہوئے کہا۔

'ونسیہ اور ایشل نہیں آئیں ابھی تک؟'

'ایشل راستے میں ہے اور ونسیہ آپ کے پیچھے! اسلام علیکم! ونسیہ کی آواز پر شارمین
کا چہرہ کھل گیا۔

'او علیکم اسلام بیٹا کیسی ہو؟'

'میں بالکل ٹھیک آپ سنائیں۔' اونیسہ دونوں خواتین سے مل کر شارمین کی طرف بڑھ گئی۔

'سب ٹھیک! چلیں آپی ہم مہمانوں کو ریسو کرتے ہیں۔' جیا کی بات پر وہ دونوں باہر آ گئیں۔

'کیسا ہے میلا بچا؟' اونیسہ نے شارمین کو کس کر گلے لگاتے ہوئے پوچھا۔
'بہت بُرا!'

'تو کارنامہ کرنے سے پہلے سوچنا تھا نا!' اونیسہ کی بات پر شارمین نے شرمندگی سے نظریں جھکا لیں۔

'مما بھی بات نہیں کر رہیں مجھ سے۔' اماں کی ناراضگی یاد آتے ہی آنکھیں پانیوں سے بھر گئیں۔

'اچھا رونا نہیں! اور آنٹی کا غصہ ٹھنڈا ہو گا تو تھوڑی ٹائٹ والی عزت دے کر نارمل ہو جائیں گی۔' اونیسہ نے مزے سے کہا تو ناچاہتے ہوئے بھی وہ مسکرا دی۔

'تمہیں اور ایشل کو بہت کچھ بتانا ہے۔ کل کال بھی کی تھی بٹ تمہارا فون بند تھا۔'

اپنے انوکھے نکاح کا یاد آتے ہی شارمین نے کہا۔

'ہاں وہ بس آف ہو گیا تھا اور ایشو آتی ہی ہو گی پھر بتانا۔'

'اسلام علیکم! کیسی ہو دونوں؟ اور شانی میری جان بہت پیاری لگ رہی ہو ماشاء اللہ۔'

ایشل ہمیشہ کی طرح آتے ہی نان سٹاپ شروع ہو گئی جس پر وہ دونوں مسکرا دیں۔

'او علیکم اسلام! ہم ٹھیک اور ظاہر ہے میری پشتوگے ہے پیاری تو لگنی ہی تھی! اونیسہ نے

شارمین کی ٹھوڑی پکڑتے ہوئے پیار سے کہا جس پر وہ چھینپ گئی۔

'اچھا یہ سب کیا ہو رہا ہے؟ آئی مین کہ۔۔۔' ایشل کو سمجھ نہ آیا کہ کس طرح پوچھے۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'اوہ ہاں! یہی بتانا تھا تم دونوں کو۔ بیٹھو یہاں پہ!'

شارمین سامنے پڑی کر سیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی اور ان کے بیٹھتے ہی

نکاح اور سکار کا اپنے کمرے میں آنے تک کا تمام قصہ ان کے گوش گزار کر دیا۔

'تمہیں کیسے پتا وہ سگنیچر زانھی کے تھے؟ وہ کاپی بھی تو ہو سکتے تھے! اونیسہ نے

سنجیدگی سے پوچھا۔

'وہی ان دونوں کے سائن میں ایک خاص پوائنٹ ہوتا ہے جو کسی کو بھی سمجھ نہیں آتا۔

اگر کوئی کاپی کرنے کی کوشش کرے تو صاف پتہ چل جاتا ہے۔ 'شارمین نے تھکی سی آواز میں کہا۔

'اور تمہیں کیسے پتا یہ بات؟' ایشل نے پوچھا۔

'کیونکہ خان چاچو نے خود ہی بتایا تھا اور جہاں تک بات ہے ماموں جان کے سائن کی تو وہ میں نے خود ہی ایک نشانی رکھ لی تھی۔'

'خیر اب ہو بھی کیا سکتا ہے۔ اچھا تم بتاؤ ہمارے جیجو کا فیس دیکھا؟' ونیسہ نے اشتیاق سے پوچھا۔

'مجھے اپنا ہوش نہیں تھا اسے کیا دیکھتی!'

'ہاں گفٹ لینے کا تو بڑا ہوش تھا۔'

ایشل کے کہنے پر سکار کی بات یاد آئی تو دل نے ترتیب سے دھڑکنے سے انکار کرتے ہوئے تین سو کی اسپیڈ پکڑ لی اور فشارِ خون تیز کر دیا جس سے گال ٹماڑ ہو گئے۔ ونیسہ اور ایشل منہ کھولے شارمین کو بلش کرتا دیکھ رہی تھیں۔

'سچ سچ بتاؤ کیا کیا ہے جیجو نے جو تم اتنی ٹماڑ ہو رہی ہو! مارے جوش کے ونیسہ نے

شارمین کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔

اشانی بس کر دو خون نہ نکل آئے!

ایشل نے بھی چھیڑا تو شارمین افسوس کرتی چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی۔

'بہت بغرت ہو تم دونوں! کچھ بھی نہیں ہوا۔ سکار نے جسٹ یہ کہا تھا کہ 'تم سے زیادہ

نہیں! بس! 'شارمین نے ایک نظر ان دونوں نمونیوں پر ڈالتے ہوئے بتایا۔

'چلو لڑکیوں لے کر آؤ اپنی بیوقوف سہیلی کو۔' اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات

ہوتی، جیانے آکر شارمین کو کھڑا کیا اور خود شاپر سے پھولوں والی چادر نکالی۔ ایک کونا

ونیسہ اور دوسرا ایشل کو پکڑا یا اور باقی دو اپنے ساتھ آئی لڑکیوں کو جو شارمین سے مل

رہی تھیں۔

'آجاؤ۔'

جیا آگے آگے تھیں جبکہ شارمین پھولوں کے سائے میں چلتی اسٹیج کی طرف آرہی

تھی۔ پیچ کلر کی خوبصورت سی میکسی پہنے دھیمی چال چلتی وہ بھی کسی شہزادی سے کم

نہیں لگ رہی تھی۔ نسرین بیگم دور سے ہی دل میں شارمین کی نظر اتار رہی تھیں۔

جیسے ہی وہ اسٹیج پر بیٹھی، ایک ایک کر کے سب مہمان ملنے آئے۔

'مجھے تو یوں لگ رہا تھا کہ پشتوگے میوزیم سے بھاگی ہوئی دُہن ہو! اونیسہ نے شارمین کے دائیں جانب بیٹھتے ہوئے کہا۔

'ہاں مجھے بھی! ایشل بھی ہنستی ہوئی دوسری جانب بیٹھ گئی۔

'تو بہ میری تو کمر ہی اکڑ گئی ہے بیٹھے بیٹھے! شارمین کی نظر جیسے ہی سامنے پڑی، مارے حیرت کے منہ ہی کھل گیا۔

'یہ سب کیوں آئے ہیں؟' نظریں اب نسرین بیگم اور جیا سے ملتی غزالہ بیگم پر تھیں۔
 'آئی آئی ہیں! جاناں جلدی آؤ! اونیسہ شارمین کی بات اگنور کرتے ایشل کو لیے چلی گئی۔

'اشکر ہے ان دونوں نے تمہاری جان تو چھوڑی۔ اپنی کزن کی آواز پر شارمین ان کی طرف متوجہ ہوئی۔

'ایسی کوئی بات نہیں۔ تم لوگ ہی نہیں آرہی تھیں میرے پاس!'

بھئی اپنی ونی اور ایشو کی شان میں گستاخی برداشت کیسے برداشت کر لیتی؟

'بہت مبارک ہو شارمین!'

ان میں سے ایک نے کہا تو شارمین نے مسکرا کر سر ہلادیا اور ان سے باتوں میں مشغول ہو گئی۔ باقی کا سارا وقت ایشل اور ونیہ شارمین کے پاس نہیں آئیں جو اس نے بڑی شدت سے محسوس کیا لیکن کچھ بولی نہیں۔

شام سات بجے جب فنکشن ختم ہوا اور سب مہمان جانے لگے تو ایشل اور ونیہ بھی لیٹ ہونے کا بہانہ کرتیں جلدی سے مل کر چلی گئیں جبکہ شارمین ان کے عجیب رویے پر الجھتی رہ گئی۔

گھر آ کر وہ اپنے کمرے میں آئی اور جیسے ہی نظر سامنے گئی، ایک لمحے کے لیے وہ حیران رہ گئی۔ بیڈ پر ایک بہت بڑا سا گہرے بھورے رنگ کا بھالو رکھا ہوا تھا جس نے دونوں ہاتھوں میں ایک دل پکڑا ہوا تھا۔ شارمین کو کچھ اندازہ تھا کہ یہ کس کی طرف سے ہوگا۔ دونوں ہاتھوں سے میکسی سنبھالے چھوٹے چھوٹے قدم لیتی بیڈ کے پاس آئی۔ دل کے اوپر ایک چھوٹی سی چٹ لگی ہوئی تھی جس پر خوشخط انداز میں نکاح مبارک لکھا ہوا تھا۔ شارمین نے مسکراتے ہوئے وہ سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور بھالو کی طرف متوجہ ہوئی۔ دل پر بنی زب کھولنے پر اندر سے رنگ برنگے گلاب نکلے جن کی مسحور کن

خوشبو پورے کمرے میں پھیل گئی۔ نیچلا لب دانتوں میں دبائے شارمین نے جلدی سے سارے گلاب نکال کر بیڈ پر رکھے تو آخر میں ایک خوبصورت سا ڈبہ نکلا جس پر سیاہ ربن لگی ہوئی تھی۔ ایک ہاتھ سے بیڈ پر جگہ بتاتے ہوئے وہ بیٹھی اور جلدی سے ڈبہ کھولا۔

اندر سفار اسٹوڈیوز ڈیزائن کی بلیک اینڈ وائٹ ڈائمنڈ گولڈ روزنگ موجود تھی۔ شارمین کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ اس نے حفصہ سے سنا تھا کہ بھلے یہ برانڈ سب سے مہنگا تھا لیکن اس کے ڈیزائنز بہت ہی یونیک ہو کرتے تھے اور سامنے موجود انگوٹھی اس بات کا منہ بولتا ثبوت تھی۔

'اف اللہ جی! یہ کیا چیز ہے میرا میاں؟' انگوٹھی سائیڈ پر رکھتے شارمین نے پریشانی سے کہا۔

'آج آئے تو بات کرتی ہوں۔ باقی سب تو ٹھیک ہے لیکن ایسے کیسے اتنے قیمتی گفٹس دے رہے ہیں۔'

شارمین اٹھ کر الماری کی طرف آئی اور ایک سادہ سا سوٹ نکالاتا کہ چینیج کر سکے لیکن اس سے پہلے کے وہ مڑتی، کسی نے پھرتی سے اسے بازو سے کھینچ کر الماری سے لگایا۔

اتھوڑا سا ویٹ نہیں کر سکتی تھی؟'

مقابل کو دیکھتے ہی شمار میں پر سکون ہو گئی۔

'میں تنگ ہو رہی ہوں ناپلیز چلیج کر لوں؟' دنیا جہان کی معصومیت چہرے پر سجائے وہ

اسے مسکراتے پر مجبور کر گئی۔

'نو! پہلے میں تو دیکھ لوں کیسی لگ رہی ہو۔' وہ کہتے ہی پیچھے ہوا اور سر تا پیرا سے دیکھنے

لگا۔

پیچ کلر کی میکسی اور گالوں میں ہلکی سے سرخی لیے وہ سکار جیسے بندے کو بھی دم بخود کر

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گئی۔

'ماشاء اللہ! سکار کے منہ سے نکلنے والے لفظ نے شمار میں کے گالوں کی سرخی مزید بڑھا

دی۔

'امم میں چلیج کر کے آتی ہوں۔'

مزید رکنادو بھر ہوا تو شمار میں بھاگنے کے سے انداز سے واش روم میں بند ہو گئی۔

سکار مسکراتے ہوئے بیڈ پر بیٹھ کر انتظار کرنے لگا۔ کچھ دیر بعد شمار میں چلیج کر کے باہر

آئی تو نظر سکار کے ہاتھ میں موجود بوکس پر پڑی۔

'سکار!'

'جی مسز سکار!'

'یہ کس خوشی میں اتنی اکسپنسورنگ دی ہے آپ نے؟ انداز خالص بیویوں والا تھا۔

'نکاح کی خوشی میں! سکار نے لاپرواہی سے کہا۔

'تو وہ بریسلٹ کیوں دیا تھا پھر؟ اشار میں سکار کے رویے پر جی بھر کر حیران ہو گئی۔

NEW ERA MAGAZINE

'میرا دل کر رہا تھا تو دے دیا، اس میں کون سی بڑی بات ہے؟'

وہ اٹھ کر شارمین کے پاس آیا اور ہاتھ پکڑ کر انگوٹھی پہنانے ہی والا تھا کہ شارمین نے

ہاتھ کھینچ لیا۔

'میں نہیں لے رہی یہ رنگ۔'

'کیوں؟ سکار کو شارمین کا یوں دور ہونا اچھا نہ لگا۔

'جب میں آپ کو جانتی ہی نہیں تو اتنا اکسپنسوگفت کیوں لوں؟ اشار میں کو لگا اس بات

پر سکار کو غصہ ضرور آئے گا۔ (بھئی ناولز والے گینگسٹرز کو بھی تو آتا ہے نا)

اخیر اب جھوٹ تو نہ بولو وانفی! بجائے غصہ کرنے کے سکار نے مسکراتے ہوئے کہا اور شارمین کے احتجاج کی پروا نہ کرتے ہوئے انگوٹھی پہنا دی۔

اپہلی بات! میرے لیے یہ بالکل بھی اکسپنسو نہیں تھی کیونکہ میرا فرینڈ سفار اسٹوڈیوز میں کام کرتا ہے اور دوسری بات! یہ اس کی طرف سے گفٹ ملا تھا ہمارے نکاح کا۔

اپھر ٹھیک ہے! سکار کی بات پر شارمین کے دل کو تسلی ہوئی۔

اور کچھ؟ سکار کے پوچھنے پر وہ جو انگوٹھی کو دیکھ رہی تھی سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

مجھے آپ کا فیس دیکھنا ہے۔ اونسیہ کی بات یاد آتے ہی شارمین نے کہا۔

سوچ لو! میں ہنڈ سم بالکل بھی نہیں ہوں تمہارے کرش کی طرح! سکار کے کرش

کہنے پر ایک لمحے کے لیے شارمین کا رنگ اڑھ گیا۔

اکون سا کرش؟

اپائیز مجتہی! انار مل انداز میں کہتے سکار نے شارمین کے چہرے پر جھولتے بال کان کے

پچھے کیے جس پر وہ پلکیں جھکا گئی اور خاموش رہنے میں ہی عافیت جانی۔

اخیر! ادھر دیکھو! 'سکار نے کہتے ہوئے اپنا ماسک اتار دیا۔

شارمین نے سکار کو دیکھا تو دیکھتی ہی رہ گئی۔ وہ سچ میں دنیا سے باہر حسین نہیں تھا لیکن ناجانے کیوں شارمین اس پر سے نظریں نہیں ہٹا پائی۔ خوبصورت گھنی مونچھیں اور سانولی رنگت والا وہ شخص اس کے مجازی خدا کے رتبے پر فائز تھا۔

شاید یہ نکاح کا اثر تھا جو اسے اپنا سچ مچ والا کو جا اس ہنڈسم باند سے زیادہ پرکشش لگا۔ خود کو یک ٹک دیکھتا پا کر سکار کے چہرے پر تبسم بکھر گیا۔

اب اتنا بھی ہنڈسم نہیں ہوں جو مجھے دیکھتے ہی خوابوں میں کھو گئی ہو! 'سکار نے چٹکی بجاتے ہوئے کہا تو شارمین چونکی۔

لیکن مجھے تو لگے ہیں! 'شارمین کے معصومیت سے کہنے پر سکار منہ کھولے اسے دیکھے گیا۔

'مزاق اڑا رہی ہو؟ آنکھیں دکھاتے ہوئے مصنوعی رعب جھاڑا۔

'میں مزاق کیوں اڑاؤں گی؟ سچ کہہ رہی ہوں!'

'تمہیں میں کس اینگل سے ہنڈسم لگ رہا ہوں؟ 'سکار کی آواز حیرت میں ڈوبی ہوئی

تھی۔

'اب اینگل میں نے نہیں دیکھا! 'شارمین مسکرائی۔

'کیا ہی کہوں نا! مجھے تو لگا تھا کہ میڈم نے دیکھتے ہی صدمے میں چلے جانا ہے۔'

'آپ کو ایسا کیوں لگا؟' اب حیران ہونے کی باری شارمین کی تھی۔

'ابھی جب تمہارے کرش پائیز مجتبیٰ کا چارم لیول اتناہائی ہے تو میاں کا تو پھر ساتویں

آسمان پر ہوگا۔'

'آپ بار بار اس کو بیچ میں کیوں لارہے ہیں؟' شارمین نے چڑتے ہوئے کہا۔

'تم چڑ رہی ہو اسی لیے! 'سکارا طمینان سے کہتے ہوئے بیڈ پر بیٹھ گیا۔

'ویسے ایک بات تو بتاؤ، وہ بچا آپ کچھ نہ کر کے بھی بُرا اور میں! جس نے کڈنیپ کر کے

نکاح کیا وہ اچھا۔'

'زہر لگتا ہے مجھے وہ انسان! یہ سب کچھ اسی کی وجہ سے ہوا ہے اور جب سے جیانا بتایا

ہے کہ وہ خان چاچو کے کہنے پر یونی آیا تھا اب مزید زہر لگنے لگا ہے کہ میں اس سے

دوبارہ ملنا تو دور، بات کرنا بھی گوارا نہ کروں۔' شارمین کی بات پر سکارا کے چہرے پر

بڑی ڈیش سی مسکراہٹ آئی لیکن اسے رونے کی تیاری کرتا دیکھ کر سنجیدہ ہو گیا۔
 'خبردار وائفی! میں وارن کر رہا ہوں ایک آنسو بھی نہ نکلے ورنہ پائیز کوزین میں گاڑھ
 دوں گا۔'

سکار کی سخت آواز پر شارمین خوفزدہ ہو گئی جسے محسوس کرتے ہوئے وہ گہرہ سانس
 خارج کرتے خود کو پر سکون کر گیا۔

'میں غصے کا بہت بُرا ہوں! تھوڑا سا کو آپریٹ کرنا پڑے گا۔'

'مجھے گلٹی فیل ہوتا ہے اپنی اس بیوقوفانہ حرکت پر! بس اسی لیے رونا آ رہا تھا۔'

اگر نسرین بیگم یا ونسیہ شارمین کو یوں صفائی دیتا دیکھ لیتی تو بے ہوش ہی ہو جاتیں
 کیونکہ غلطی ہوتے ہوئے بھی نہ ماننا ہماری پشتوں کی عادت جو تھی!

'خیر جو بھی ہو۔ اب میں تمہیں روتانا دیکھوں! قسم سے وائفی دل بے ایمان ہو جاتا
 ہے۔'

شارمین کا موڈ سیٹ کرنے کی غرض سے سکار نے شرارت سے کہا اور توقع کے عین
 مطابق وہ لمحے کے ہزاروں حصے میں گلنار ہوئی۔

'آپ جائیں یہاں سے!' شارمین کی بات پر سکار نے زندگی سے بھرپور قہقہہ لگایا۔
 'اچھ کریں۔ مروائیں گے کیا؟' سکار کے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے شارمین نے پریشانی
 سے دروازے کی طرف دیکھا۔

سکار اپنی وانٹی کی اس حرکت پر دل و جان سے مسکرایا اور شارمین کا حنائی ہاتھ ہٹاتے
 ہوئے۔۔۔۔۔ (بد تمیزوں پر ایسی بھی کسی چڑی کا نام ہوتا ہے 😊)

اب منظر کچھ یوں تھا کہ سکار ہنستے ہوئے کھڑکی سے نکل رہا تھا جبکہ وہ دوپٹے سے اپنا گال
 رگڑتے ہوئے بڑبڑا رہی تھی۔ جیسے ہی سکار باہر نکلا شارمین نے ایک سیکنڈ بھی ضائع
 کیے بنا کھڑکی کو کنڈی لگائی اور منہ بسورتے ہوئے واش چلی گئی اپنا گال دھو دھو کر
 چھینے۔۔

حسبِ معمول کہانی کا وہ کردار آج بھی جاگ رہا تھا لیکن لکھنے کی بجائے دونوں ہاتھ
 باندھے کاغذ اور قلم کو دیکھ رہا تھا۔ دماغ میں مختلف سوچوں کا بسیرا تھا جن کا مرکز
 شارمین تھی۔

اکنتی تو بیوقوف ہے یہ لڑکی!

ہنستے ہوئے سر نفی میں ہلایا گیا اور پھر وہ کردار قلم اٹھائے لکھنے میں مصروف ہو گیا لیکن قدموں کی آہٹ پر بہت آرام سے سامنے پڑی کتاب اٹھا کر یوں ظاہر کیا جیسے پڑھنے کے لیے بیٹھا ہو۔

'ابھی تک جاگ رہا ہے میرا بچہ؟'

آواز پر اس کردار نے سر اٹھا کر دروازے کی طرف دیکھا اور کتاب بند کرتے ہوئے وہاں کھڑی ہستی کی جانب بڑھ گیا۔

ابس نیند نہیں آرہی تھی تو سوچا بک پڑھ لوں۔ آپ کیوں جاگ رہی ہیں؟'

'پانی لینے جا رہی تھی اور یہاں کی لائٹ آن دیکھی تو آگئی۔' پانی کا جگ دکھاتے ہوئے انھوں نے بتایا۔

'میرا بچہ کیا بات ہے؟ میں کافی ٹائم سے یہ روٹین نوٹ کر رہی ہوں۔ اگر کوئی پریشانی ہے اور مجھ سے شنیر نہیں کرنی تو ایمان یا عریش سے ہی بات کر لو۔'

'نہ ماما جان! کوئی پریشانی نہیں ہے۔ بس ویسے ہی نیند نہیں آتی تو بکس نکال لیتی

ہوں۔ 'ماں کے ہاتھ چومتے ہوئے اس کردار نے کہا۔

'تمہاری وہ رائٹر آپیاں جھوٹ کے بارے میں کچھ نہیں لکھتیں؟' گھورتے ہوئے پوچھا گیا۔

'نہیں! کردار نے دانت نکالتے ہوئے کہا تو وہ اس کے سر پر لگاتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

'اونیسہ سیدھی طرح سے سو جاؤ! ورنہ ساری بکس کباڑی کودے دوں گی۔' اور ہمیشہ کی طرح سارا نزلہ مشوم (معصوم) ناؤ لہر پر آ گیا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'اچھا اچھا ٹھیک ہے! میں سو رہی ہوں۔ بلکہ میں تو ابھی نیند میں باتیں کر رہی ہوں!' آنکھیں بند کرتے ہوئے شرارتی انداز میں کہتی وہ نورین بیگم کو مسکرا نے پر مجبور کر گئی۔

'ابھی تو جا رہی ہوں لیکن بعد میں پھر چیک کرنے آؤں گی۔'
'او کے ماما جان! شب بخیر! پیار سے کہتے وہ ماں کے گلے لگی۔

شب بخیر!

نورین بیگم کے نکلتے ہی کہانی کا یہ کردار یعنی ہماری ونسیہ گہری سانس بھرتی ٹیبل کی طرف آئی۔ جلدی سے لیٹر مکمل کر کے ڈبے میں ڈالا اور سونے کو لیٹ گئی۔۔۔۔۔

کمرے میں اس وقت چار لوگ موجود تھے جن میں سے ایک منہ پھولائے بیٹھا تھا جبکہ باقی دو چوتھے کو سن رہے تھے۔

اگمانڈو ویسے تو انھیں پلین پسند آیا ہے لیکن کچھ پوائنٹس میں انھوں نے چینجز کی ہیں۔ یہاں دیکھیں! اسکار نے کہتے ہی ایک نقشہ کھول کر ٹیبل پر پھیلا یا جس کے چاروں طرف وہ کھڑے تھے۔

اسرار حم کا کہنا ہے کہ ہم تینوں الگ الگ جانے کی بجائے ایک ساتھ ہی بیک پرائٹیک کریں۔ فرینٹ اور سائیڈز آرمی کے لیے چھوڑ دی جائے! اسکار نے اپنی بات کہہ کر ایک نظر کمانڈو، سناپیر اور سنیک۔ آئز پر ڈالی۔

کیونکہ ان کے خیال میں ہم ابھی چھوٹے ہیں اس کام کے لیے۔ سنیک۔ آئز نے وجہ بتائی۔

'یقیناً! سکار نے تائید کی۔

تم نے کیا کہا؟ کمانڈو نے پوچھا

'یہی کہ کمانڈو کو ہم پر پورا یقین ہے تبھی اٹیک ہم سے کروانے اور آرمی والوں کو کور کرنے کا کہا۔ سکار کی آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔

'میرے کندھے پر رکھ کر بندوق چلانے کی کیا ضرورت تھی؟ کمانڈو سکار کی گردن دبوچتے ہوئے غصہ ہوئے۔

اپلیز سر اس کو چھوڑیں۔ نکاح کے بعد سے دماغ خراب ہو گیا ہے اس کا اور تم بتاؤ فائنل کیا ہوا؟ پہلی بات کمانڈو اور دوسری سکار سے کہتے سنا پُر ضرورت سے زیادہ ہی سنجیدہ تھا۔

'بیک اینڈرائٹ ہمارا، فرنٹ اور لیفٹ آرمی کا۔ سنا پُر کے رویے پر حیران ہوتے ہوئے سکار نے بتایا۔

'ریڈ کب کرنی ہے؟ اسنیک۔ آئرنے پوچھا۔

'سر میں منٹلی ڈسٹرب ہوں آجکل، پلینز تھوڑا ڈیلے کر دیں۔ سنا پُر کے صاف گوئی

کے مظاہرے پر سب حیران رہ گئے۔

کیا بات ہے بچے؟ ہم سے شنیر کرو! 'کمانڈو نے سنا پیر کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

اچھ بھی نہیں ہو اور شنیر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں! 'سنا پیر گلوگیر آواز میں کہتا وہاں سے

نکل گیا تو سنیک۔ آئز اور سکار بھی فوراً اس کے پیچھے بھاگے۔

کمانڈو کا صدمے سے منہ کھلا رہ گیا۔ ماسٹرز کی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ غداروں

کے لیے جابر و ظالم واقع ہونے والے ماسٹرز کا دل عام انسانوں کے لیے حد سے زیادہ

نرم تھا۔ پہلے سکار اور اب سنا پیر!

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یا اللہ میں خود بھی تو ایک ماسٹر تھا لیکن کبھی یہ حال نہیں ہو امیر! 'کمانڈو عاجزانہ انداز

میں اپنے رب سے مخاطب ہوئے۔

اتھمیں اپنوں کے معاملے میں آزما یا جو نہیں گیا! 'دل کی آواز پر وہ گہرہ سانس بھرتے

اپنی کرسی پر بیٹھ گئے۔۔۔

'یہ کہاں گیا؟ 'سکار نے ارد گرد نظر دوڑائی۔

'ہیں؟ یہ فلائی اوور کی طرف کیوں جا رہا ہے؟ 'سنیک۔ آئز نے ڈیوائس کے ذریعے

سنائز کو ٹریک کیا۔

'جلدی چلو۔'

سکار نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور سنیک۔ آئز سنائز کو کال کرتا ہوا دوسری طرف

بیٹھا۔

'اے اے اے تجھے قسم ہے میرے بغیر خود کشی نہ کرنا! کال اٹینڈ ہوتے ہی

سنیک۔ آئز بولا۔

'میں خود کشی نہیں کر رہا ہرے سانپ! سنائز کی بے زار سی آواز آئی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'اچھا تو پھر اپنی محبوبہ ڈھونڈ رہا ہے؟' سکار کو تیز چلانے کا اشارہ کرتے سنیک۔ آئز نے

بات بڑھائی۔

'نہیں اپنی بھابھی ڈھونڈ رہا ہوں کہ آکر تیرا سر پھاڑے! سنائز نے دانت پیستے ہوئے

کہا۔

'ہائے سچی؟ نہ کر! سنیک۔ آئز نے شرمانے کی بھرپور ایکٹنگ کی۔

'جلدی آؤ! سنائز نے تھکے ہوئے انداز میں کہتے کال کاٹ دی اور ریکنگ پر دونوں ہاتھ

رکھے نیچے چلتی گاڑیوں کو دیکھنے لگا۔

کچھ دیر بعد گاڑی کے رکنے کی آواز آئی اور پھر سکار اور سنیک۔ آئز اس کے دائیں بائیں کھڑے ہو کر نیچے دیکھنے لگے۔ تینوں ہی ایک دوسرے کے بات شروع کرنے کا انتظار کر رہے تھے۔

تم نے گڑیا کو بتا دیا؟' بلا آخر سنا پیر نے بات شروع کی۔

اہم۔۔۔ اسے پائیز مجتبیٰ سے چڑھو گئی ہے۔ 'وہی ڈیش والی مسکراہٹ پھر سے نمودار

ہوئی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور مزے کی بات اسے پائیز مجتبیٰ سے بات کرنا بھی گوارا نہیں! ڈیش والی

مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تو سنا پیر اور سنیک۔ آئز نے قہقہہ لگایا۔

انف۔۔۔۔۔ سنا پیر اور سنیک۔ آئز نے اپنا پیٹ پکڑ لیا جو ہنسنے کی وجہ سے دکھنے لگا

تھا۔

'ویسے یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ گڑیا تمہارے ساتھ مخلص ہے۔ بھی اتنا ہنڈ سم

کرش ہوتے ہوئے بھی اگر تم جیسے کالے کلوٹے کو قبول کرتی ہے تو پھر آنکھیں بند کر

کہ اس پر اعتبار کرو۔ سنیک۔ آرنز نے ہنسی روک کر سمجھاتے ہوئے کہا۔

'ہاں یہ بات تو ہے! سکار بھی اب (صحیح والا) مسکرا دیا۔

اگھر نہیں جانا؟'

'نہیں! آج کی رات یہی اسی فلائی اوور پر گزاریں گے۔ سنا پرنے مسکراتے ہوئے

کہا۔

'او بھئی میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں۔ میں تو جا رہا ہوں! سنیک۔ آرنز واپس جانے کے لیے
مڑا ہی تھا کہ سکار نے اسے دبوچ لیا اور سنا پرنے کی طرف چابی اچھالی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'اتین، دو، ایک۔۔'

سکار نے ایک کہتے ہی سنیک۔ آرنز کو چھوڑا اور جیسے ہی وہ بیٹھا، سنا پرنے گاڑی دوڑا

دی۔

'حد ہے! اب آدھی رات کو اس حلیے میں کون مائی کالال مجھے لفٹ دے گا؟ اللہ پوچھے

تم دونوں کو۔ سنیک۔ آرنز بچا رادہائیاں دیتے دیتے چلنے لگا۔

وقت اپنی مخصوص رفتار سے گزر رہا تھا۔ شارمین نے نسرين بیگم سے معافی مانگی تو انہوں نے اس شرط پر معاف کیا کہ آئندہ ایسی کوئی حرکت نہیں گی۔ جیسا بھی اپنے شوہر کے ساتھ واپس چلی گئی تھیں۔ سکار کبھی کبھار رات کو ملنے آیا کرتا اور بچاری وانہی کی جان ہوا کر جاتا۔ اگر کوئی تھا جو ویسے کا ویسے ہی رہا تو وہ پائیز مجتبیٰ تھا، جو کام کے بہانے ابھی تک باہر تھا۔

ونیسہ اور ایشل آج کل شارمین سے زیادہ بات نہیں کر رہی تھیں کیونکہ پانچ دن بعد یعنی پچیس کو شارمین کی سالگرہ تھی جسے یادگار بنانے کے لیے وہ سر جوڑے مشورہ کر رہی تھیں۔

'یار ایشو کیا خیال ہے اس بار ہم خود نہ جائیں اسے وش کرنے؟' ونیسہ نے پر جوشی سے کہا۔

'ہاں بٹ مجھے لائے گا کون؟' ایشل نے پریشانی ظاہر کی۔

'شہری بھائی سے کہہ دو یا پھر کہو تو میں پک ڈراپ کر دوں؟'

'جزاک اللہ جاناں بٹ اچھا نہیں لگتا اور جہاں تک بات شہری بھائی کی ہے تو چلو میں

بات کرتی ہوں۔ 'ایشل نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

'او کے جی! اوہہ ہاں یاد آیا! جاناں پشوگے نے کہا ہے کل اگر ہم فری ہیں تو وہ ٹریٹ کے لیے لے جائے گی۔'

'امم۔۔۔ چلو ٹھیک ہے لیکن کب تک جانا ہے؟'

'ویٹ میں گروپ کال کر لیتی ہوں۔' ونیسہ نے کہتے ہی شارمین کو بھی کال ملا دی۔

'اسلام علیکم جاناں ونی! کیسی ہو دونوں؟ اور کہاں غائب رہتی ہو؟ آج کتنے دنوں بعد بات ہو رہی ہے۔'

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کال یس کرتے ہی شارمین ایشل کی طرح ایک ہی سانس میں سب بول گئی۔

'او علیکم اسلام پشوگے یہ ایشو کی روح تم میں کیسے گھس گئی؟' ونیسہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

'ہاں نہ سکون سے ہو جاؤ! ایشل بھی ہنس دی۔

'اچھا ہو گئی۔ اب بتاؤ یہ اچانک سے میری یاد کیسے آگئی؟' شارمین نے ناراضگی سے

پوچھا۔

'شانی میری جان! آج کل تھوڑی مصروفیت بڑھ گئی ہے نہ بس اسی لیے وقت نہیں

ملتا۔'

'اچھا لڑائی چھوڑو یہ بتاؤ کل کس ٹائم تک نکلنا ہے؟' ونیسہ نے بات کا رخ بدل دیا۔

'اُمم۔۔۔ ایسا کرتے ہیں کہ تین بجے تک کے۔ ایف۔ سی پہنچ جائیں گے سب۔'

'آنا خود ہے؟' ایشل نے پوچھا۔

'ہاں ایشو! واپسی پر ڈراپ میں کر دوں گی۔' ونیسہ نے کہا۔

'اوکے ڈن!'

'چلو پھر انشاء اللہ کل ملتے ہیں۔ اللہ حافظ! باامید دیدار! ونیسہ نے بنا جواب سننے کال

کاٹ دی۔

'ایشو دیکھ لو اس کو! یہ مجھے پر اپراگنور کر رہی ہے! اشار میں نے روہان سے لہجے میں کہا۔

'افسو و شانی! اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو وہ تمہیں کال بھی نہ کرتی۔' ایشل نے اسے

مطمئن کرنا چاہا۔

'ہمم۔۔۔ یہ تو ہے!'

'اچھا انشاء اللہ پھر کل ملیں گے۔ اللہ حافظ!'

'اللہ حافظ جاناں!'

صبح معمول کی طرح شارمین کو نماز کے لیے اٹھا کر وہ خود بھی نماز پڑھنے لگی۔ جب دُعا کے لیے ہاتھ اٹھے تو آنسو لڑیوں کی صورت میں بہنے لگے۔

'اللہ جی! پتہ نہیں کیوں کل سے بہت زیادہ رونا آرہا ہے اور وہ بھی بے وجہ اور دل بھی عجیب سا ہو رہا ہے۔' بھیگی آواز میں وہ اپنے رب سے حالِ دل بیان کر رہی تھی۔

آج تو خواب میں دادا اور نانو بھی آئی تھیں اور وہ بھی رو رہی تھیں۔ اللہ جی میرا دل بہت گھبرا رہا ہے میں کیا کروں؟ آنسو لگاتا رہ رہے تھے۔

'سورہ یس قرآن مجید کا دل ہے! اگر کبھی دل گھبرائے تو یہ سورت پڑھ لیا کرو۔' دور کہیں سے احمد زمان کی آواز آئی۔

'ہاں! یہ ٹھیک ہے۔ تھینک یو سوووو میچ اللہ جی! میں ابھی پڑھتی ہوں۔'

خوشی سے آنسو صاف کرتی وہ اٹھی اور خوبصورت غلاف میں لپٹا قرآن مجید لے کر

وہیں جائے نماز پر بیٹھ کر تلاوت کرنے لگی۔

جو لوگ کلامِ پاک میں سکون تلاش کرتے ہیں وہ کبھی بھی مایوس نہیں ہوتے!
جیسے جیسے وہ تلاوت کرتی جا رہی تھی، بے چینی و گھبراہٹ ختم ہوتی گئی اور جب وہ
فارغ ہوئی تو بالکل پرسکون ہو چکی تھی۔

'الحمد للہ! اب میں تیاری کرتی ہوں جانے کی۔' اونیسہ نے قرآنِ پاک کو چومتے ہوئے
واپس رکھا اور موبائل لے کر عریش کو کال کی جو تھوڑی ہی دیر میں اٹھالی گئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'اسلام علیکم بھائی! صبح بخیر!'
'او علیکم اسلام چائینز کونین! کہیں آج کیسے یاد کر لیا؟ اور وہ بھی اتنی صبح صبح! اعریش کی
آواز آئی۔

'وہ نہ آج پشوگے کی طرف سے ٹریٹ ہے تو میں چاہتی ہوں کہ شاہی وزیر مابدولت کو
کے۔ ایف۔ سی لے جائیں اور پھر گھر بھی لے آئیں! ملکہ کی سی شانِ بے نیازی اپنائی
گئی۔

'معذرت خواہ ہوں ملکہ حضور! شاہی وزیر آج تھوڑا مصروف ہے۔ اگر آپ کہیں تو

درباری جن سے رابطہ کروادوں؟'

ونیسہ اور عریش کی شاہی دنیا میں شارق کو درباری جن اور پائیز کو شاہی دیو کہا جاتا تھا کیونکہ تب و نیسہ پائیز سے خوف کھاتی تھی اور شارق کو چھیڑنے کے لیے جن کہتی تھی۔

'اُمم۔۔ چلیں آپ کو زحمت ہوگی میں خود ہی رابطہ کر لیتی ہوں۔' ونیسہ نے مصنوعی افسوس سے کہا۔

انہیں ملکہ عالیہ! درباری جن موقع پر موجود ہے آپ حکم کریں! 'شارق کی شرارتی آواز پر ونیسہ مسکرائی۔

'اسلام علیکم بھائی کیسے ہیں آپ؟' ہماری ملکہ اور ان کی سلام کی عادت!

'او علیکم اسلام چھوٹی گڑیا۔ میں ٹھیک آپ کیسی ہو؟'

'میں بھی ٹھیک! اچھا بھائی مجھے کے۔ ایف۔ سی جانا ہے آپ لے جائیں گے؟'

'حکم کی اطاعت ہوگی ملکہ عالیہ! 'شارق نے درباریوں کا انداز اپنایا جس پر ونیسہ اور عریش کا قہقہہ بلند ہوا۔

'اچھا آپ 2:30 تک آجائیں۔' ونیسہ نے وقت بتایا۔

'او کے جی انشاء اللہ!'

'انشاء اللہ! اللہ حافظ شاہی وزیر اور درباری جن!' ونیسہ نے شرارت سے کہا۔

'اللہ حافظ ملکہ عالیہ!'

کال کٹتے ہی ونیسہ مسکراتے ہوئے الماری کے اس حصے کی طرف آئی جو پورا کا پورا گفٹ بیگز سے بھرا ہوا تھا۔ کچھ سوچتے ہوئے ونیسہ نے الماری کا دروازہ بند کیا اور نورین بیگم کو جانے کا بتانے کے لیے نیچے چلی گئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شارمین بھی نماز پڑھ کر اپنے گارڈن میں چہل قدمی کر رہی تھی۔

'ہو پ سوسکار کو یاد ہو! کل آئے بھی نہیں کہ بتا دیتی۔' اشارمین خود سے بولی۔

اتو میسج کر دو نہ! دل نے مشورہ دیا۔

'ایسے کیسے کر دوں؟' اشارمین چلتے چلتے رکی۔

~~~~~

دراصل پچھلی بار جب سکار آیا تھا تو شارمین نے ونیسہ اور ایشل کی ٹریٹ والی بات کی تھی۔

تو دے دو، اس میں کوئی مسئلہ تو نہیں! سکار نے لاپرواہی کا مظاہرہ کیا۔

امسئلہ ٹریٹ کا نہیں، آپ کا ہے! وہ دونوں چاہتی ہیں آپ بھی آئیں۔ اشارمین کی بات پر سکار سنجیدہ ہوا۔

اخیریت؟

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اجی خیریت ہی ہے۔ بقول ان کے جب ٹریٹ ہماری طرف سے ہے تو آپ کو بھی ہونا چاہیے۔ اشارمین نے دل ہی دل کو ونیسہ کو کو سا جو ضد لگائے بیٹھی تھی کہ سکار بھی آئے۔

افائن! کب جانا ہے؟ سکار کے آرام سے مان جانے پر شارمین نے سکھ کا سانس لیا۔

اس بدھ کو تین بجے کے۔ ایف۔ سی میں۔

میں دو بجے آؤں گا ریڈی رہنا۔ سکار کی بات پر شارمین پہلے تو مسکرائی لیکن بات سمجھ

آنے پر حیران ہوئی۔

'دوبجے کیوں؟ اتنا جلدی جا کر کیا کریں گے؟'

'لانگ ڈرائیو پر جائیں گے!' سکار نے شارمین کے ہاتھ تھامتے ہوئے کہا تو مسز سکار کا دل اپنے نئے کام پر لگ گیا۔ (سمجھ رہے ہیں نہ کون سا کام)

'یا اللہ مجھ معصوم کو پہاڑ جتنا حوصلہ اور صبر و استقامت عطا فرما!' سکار نے مصنوعی افسردگی سے کہا تو شارمین بچاری کو کمرے سے بھاگتی ہی بنی۔

سکار نے مسکراتے ہوئے شارمین کے موبائل میں اپنا نمبر سیو کیا اور جیب سے ایک خوبصورت سیاہ گلاب نکال کر موبائل کے پاس رکھتے ہوئے خاموشی سے چلا گیا۔

~~~~~

'دیکھو تم ونی اور ایشو کو بھی بتا چکی ہو۔ اگر وہ نہ آئے تو کیا کرو گی؟' دماغ نے الٹا طریقہ اپنایا۔

'ہاں یہ بھی ہے۔ چلو صرف میسج کر دوں گی!' اپنی سوچ کو عملی جامہ پہنانے وہ کمرے میں آئی اور موبائل اٹھا کر سکار کو میسج کیا۔

'آپ کو یاد ہے نہ آج میری فرینڈز کو ٹریٹ دینی تھی! 'اشار مین نے میسج باکس میں لکھا۔

'اوائے سلام تو کیا ہی نہیں! 'اشار مین نے کہتے ہوئے میسج میں پہلے سلام لکھا۔

'اففف یہ عجیب ہے۔ پھر تو خیریت بھی پوچھنی چاہیے نہ! 'اشار مین نے منہ پھولاتے ہوئے میسج میں خیریت بھی دریافت کر لی تو میسج کچھ یوں ہو گیا:

'اسلام علیکم! کیسے ہیں آپ؟ آپ کو یاد ہے نہ آج میری فرینڈز کو ٹریٹ دینی تھی!'

'ہاں اب یہ صحیح ہے۔ 'اشار مین نے کہتے ہی میسج سینڈ کر دیا جس پر سنڈگل ٹک آیا۔

'اب میں آرام سے سو جاتی ہوں نیند آرہی ہے! 'اشار مین اونگھتے ہوئے بیڈ پر لیٹی اور کچھ ہی منٹوں میں خوابِ خرگوش کے مزے لینے لگی۔

مقررہ وقت پر شارق احمد ویلہ میں موجود تھا اور ونیسہ کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ پاس ہی نورین بیگم اور ایمان بیٹھی ہوئی تھیں جبکہ واسق حسین اور حسن کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ دراصل حیدر کلیم مصروف تھے تو ایمان واسق کے ساتھ آئی تھی جسے نورین بیگم

نے کھانے پر روک لیا تھا۔

'یہ سب میں ایسے ہی تو نہیں لے جاسکتی۔ ماما جان پوچھیں گی تو کیا جواب دوں گی؟'
انگوٹھا دانتوں میں دبائے ونیسہ نے ایک نظر ان گفٹ بیگز پر ڈالی جو تعداد میں اتنے تھے
کہ پورا بیڈ ڈھک چکا تھا۔

'اللہ جی۔۔۔ کچھ بتائیں جلدی سے!' ونیسہ نے یہاں وہاں ٹہلتے ہوئے اپنے رب سے
کہا۔

'ہاں! یہ بالکل ٹھیک رہے گا! تھینک یو اللہ جی!' ونیسہ مسکراتے ہوئے دروازے کے
قریب آئی۔
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'اشراق بھائی ایک منٹ کے لیے اوپر آئیں پلیز!!!'

'کیا ہوانچے؟ اشراق نے وہی سے آواز لگائی۔

'اچلو! اگر ادھر ہی بتانا ہوتا تو یہاں کیوں بلاتی؟ جلدی سے آئیں ہلپ چائیں!' پہلی بات
خود سے بڑبڑاتے ہوئے ونیسہ نے کہا۔

'جاؤ بیٹا دیکھ لو ورنہ نہ تمہیں چھوڑے گی اور نہ خود آئے گی۔' ایمان نے ایک مسکراتی

نظر واسق پر ڈالی جس کے کان ونسیہ کی آواز پر کھڑے ہو گئے تھے۔

'او کے! اشارق بھی اشارہ سمجھتے ہوئے اٹھ کر چلا گیا۔

'آداب ملکہ عالیہ! مجھ ناچیز کو یاد فرمایا؟' اشارق نے اندر آتے ہوئے شرارت سے کہا۔

'جی! اور یہ آکیوں نہیں رہے تھے؟' ونسیہ نے اپنی چھوٹی آنکھوں سے اشارق کو گھورا۔

'گستاخی معاف! اب حاضر ہوں!'

'اچھا دیکھیں یہ سب لے جانا ہے ٹاپ سیکرٹ! اور کیسے، یہ آپ کا کام!' ونسیہ نے کہتے ہوئے بیڈ کی طرف اشارہ کیا۔

'واؤ! یہ اتنا سب کچھ کس کے لیے؟' اشارق کی آنکھیں کھلی رہ گئیں۔

'وہ میں راستے میں بتاؤں گی ابھی تو انھیں گاڑی میں شفٹ کرنے کا سوچیں۔'

'امم۔۔۔' اشارق نے ایک نظر ان بیگنز کو دیکھا پھر کمرے پر نظر دوڑائی۔

'یہ ونڈو کہا کھلتی ہے؟' اشارق کہتے ہوئے کھڑکی کھولنے لگا۔

'اگیرج میں!'

'ہمم۔۔ میں نیچے سے کچھ کر لوں گا!' اشارق نے مڑتے ہوئے کہا۔

'اوکے!'

اور یوں ونیسہ نے سارے بیگز ایک ایک کر کے نیچے پھینکے جنہیں اشارق گاڑی میں رکھتا گیا۔ آخری بیگ پر ونیسہ نے اشارے سے ختم ہونے کا بتایا اور خود نقاب لیتے ہوئے نیچے آگئی۔

'مما جان آپی میں چلی! اللہ حافظ! ونیسہ ایمان اور نورین بیگم سے ملی۔

اور میرے مارشمیلوز بہت سارا خوش رہنا۔' حسن اور حسین کو پیار کرتے ونیسہ کی نظر واسق پر گئی۔

'اللہ حافظ!'

'اللہ حافظ! خیریت سے جائیں! ونیسہ کے یوں بات کرنے پر واسق کا دل باغ باغ ہو گیا۔

ایک نظر سب پر ڈالتے وہ باہر آگئی جہاں اشارق کھڑا مہر ماہ سے بات کر رہا تھا جو ابھی ابھی سکول سے آئی تھی۔

'اسلام علیکم آپی!'

او علیکم اسلام شہزادی! جلدی سے چلیج کر لینا ایمان آپی بھی آئی ہوئی ہیں۔ اونیسہ نے مہرماہ کا سر چومتے ہوئے کہا۔

ار نیلی؟ ہرےے۔۔ او کے اللہ حافظ! مہرماہ اندر بھاگ گئی تو ونیسہ بھی مسکراتے ہوئے گاڑی میں بیٹھی اور گاڑی گیرج سے نکل کر اپنی منزل کی جانب گامزن ہو گئی۔

بھائی میں فری ہو کر آپ کو کال کر دوں گی پھر آجائیں۔ 'کے۔ ایف۔ سی پہنچتے ہی ونیسہ نے کہا۔
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
'او کے!'

شارق تب تک وہیں رکا رہا جب تک ونیسہ اندر نہ چلی گئی۔

ادھر شارمین کب سے تیار بیٹھی ہوئی تھی لیکن سکار تھا کہ آنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

'پتا نہیں وہ خود کو سمجھتے کیا ہیں؟ میں نے میسج بھی کیا تھا لیکن ابھی تک نہیں آئے۔' اپنے

کمرے میں پریڈ کرتی ہوئی وہ خود سے بول رہی تھی۔

آج آئے یہ انسان! نانی نہ یاد دلا دی تو میرا نام بھی شارمین نہیں! اسٹھے دو بجنے پر
شارمین کا عرصہ ساتویں آسمان کو چھونے لگا۔

اعیاشا آجائیں بھائی آگئے! انہد نے اندر آتے ہوئے کہا۔

آتی ہوں! اشارمین نے دانت پیتے ہوئے کہا تو فہد اپنی ہنسی ضبط کرتا شرافت سے چلا
گیا کیونکہ اب سکار کی خیر نہیں تھی۔

شارمین نے کچھ سوچتے ہوئے الماری سے دستا نے نکالے جو سائز میں بڑے ہونے کی
وجہ سے وہ نہیں پہنتی تھی۔ اب شارمین نے ایچنگ سپرے لیا اور اندر باہر خوب اچھی
طرح سپرے کر دیا۔

یہ کافی نہیں ہے۔ کچھ اور بھی کرتی ہوں!

شارمین کا خرافاتی دماغ اپنے کام پر لگ گیا تو وہ نقاب لیے خاموشی سے کیچن میں آئی۔
سد شکر نسرین بیگم وہاں نہیں تھیں۔ شارمین نے آس پاس دیکھا تو نظر لال مرچوں
کے پاؤڈر پر پڑی۔

'اب آئے گا مزہ!'

شارمین نے احتیاط سے وہ پاؤڈر دستانوں پر چھڑکا اور پھر جھاڑ کر فالٹو مریج ہٹا دی۔ یہ کرنے سے پہلے وہ خود کے ہاتھوں پر دود و شاپر چڑھانا نہیں بھولی تھی۔ اس کام سے فارغ ہو کر شارمین نے انھیں واپس پیک کیا اور خود کو سنجیدہ کرتے ہوئے لاؤنچ میں آگئی جہاں نسرین بیگم اپنے داماد کی خاطر تواضع میں مصروف تھیں۔

'اسلام علیکم! نسرین بیگم کا لحاظ کرتے ہوئے شارمین نے سلام کر دیا ورنہ دل تو چاہ رہا تھا کہ اسی وقت وہ دستا نے پہنا دے۔

او علیکم اسلام! ریڈی ہو تو چلیں؟' مقابل بھی ماسٹر تھا، شارمین کے انداز سے ہی سمجھ گیا کہ موسم کافی تھرا ہے۔

انہیں یہ پی لیں پہلے! بظاہر سنجیدگی سے کہتے شارمین نے طنز کیا جو صرف وہی سمجھ سکا۔

'ہاں ہاں بیٹا آرام سے پیو پھر چلے جانا۔' نسرین بیگم تو اپنے داماد کے صدقے واری جا رہی تھیں جو بلیک کلر کی جینز اور جیکٹ پہنے اپنی سانولی رنگت کے باوجود پرکشش لگ

رہا تھا۔ ماسک آج نہیں لگایا تھا۔

'انشاء اللہ پھر آؤں گا ابھی دیر ہو رہی ہے۔ چلیں مسز؟' انہایت فرمانبرداری سے کہتے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

'مما اسلام علیکم! سکار اور شارمین نے ایک ساتھ کہا تو فہد نے قہقہہ لگایا۔

'او علیکم اسلام! خیریت سے جاؤ۔' ماں بہن کی گھوری پر فہد کی ہنسی کو بربیک لگا۔

'اللہ آپ کا محافظ ہو بھائی! فہد نے سکار کے کان میں شرارت سے کہا۔

'اشکر یہ! سکار نے ایک نظر پر ناراض بیگم پر ڈالی اور اسے لیے عابرویلہ سے نکل گیا۔

تھوڑی دور جا کر سکار نے گاڑی روکی اور ایک خوبصورت سائیکے شارمین کو دیا۔ پہلے تو

اس نے بکے کو دیکھا پھر لیتے ہی سکار کے سر پر مارنا شروع کر دیا۔

'میں نے کہا بھی تھا مجھے وہ لوگ زہر لگتے ہیں جو وقت کی پابندی نہیں کرتے۔ آپ کو

میسج کیا، لیکن ریپلائی تو دور کی بات سین تک کرنے کی زحمت تک نہیں۔ میں نے کال

بھی کی تھی نمبر بند آ رہا تھا۔' شارمین زبان اور ہاتھ ایک ساتھ چلا رہی تھی۔

'یار ررر! میری بات تو سنو۔۔۔'

سکار چیخ رہا تھا لیکن شارمین کان بند کیے مارتی جا رہی تھی یہاں تک کہ اس خوبصورت بکے کا حشر نشر ہو گیا۔ ساری گاڑی میں گلاب کی پتیاں اور خوشبو پھیل گئی۔

'بہت بہت بُرے ہیں آپ! شارمین نے کہتے ہوئے ہاتھ میں پکڑا کباڑ جو دس منٹ پہلے بکے ہوا کرتا تھا، سکار پر پھینک دیا۔

'جنگلی بلی! میرے بال خراب کر دیئے! سکار مصنوعی افسوس سے کہتا اپنے بال سیٹ کرنے لگا۔

'لائیں میں سیٹ کر دوں!'

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

انہ! مجھے اپنے بال بہت عزیز ہیں۔ سکار کی مسکراتی آواز پر شارمین نے منہ پھلا لیا۔

'اچھا یہ لو۔'

سکار نے پیچھے سے ایک سیاہ گلابوں والا بکے اٹھا کر شارمین کی گود میں رکھ دیا جسے وہ چاہ کر بھی اسے نظر انداز نہ کر پائی۔

'یہ بہت خوبصورت ہیں!'

'اب انھیں خراب نہ کرنا! تمہارے لیے اسپیشل اسلام آباد سے منگواتا ہوں۔' سکار

نے مسکراتے ہوئے شارمین کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لینا چاہا لیکن جنگلی بلی نے زور سے
تھپڑ لگا دیا۔

'میں آپ سے بہت ناراض ہوں!'

'یاروائی سوری نہ! میں بزی تھا۔' سکار نے اپنا ہاتھ سہلاتے ہوئے کہا۔

'اچھا یہ میں آپ کے لیے لائی ہوں۔ پہن کر دکھائیں! 'شارمین نے اپنے لہجے میں
مٹھاس گھولتے ہوئے بیگ سے دستانے نکالے۔

'اُمم۔۔۔ تھینک یو! 'سکار کو گڑ بڑ کا احساس ہوا۔

'پہن کر دکھائیں نا! 'اب کی بار پہلے سے بھی زیادہ پیار سے کہا گیا۔

'مجھے ٹریپ تو نہیں کر رہی؟'

'آپ مجھ پہ شک کر رہے ہیں؟ 'اغزالی آنکھوں کو مگر مجھ کے آنسوؤں سے لبالب بھر
کر مقابل کی ایسی کی تیسی کر دی گئی۔

'انہیں نہیں! میں پہن رہا ہوں! 'سکار نے بوکھلاتے ہوئے جلدی سے دستانے پہن

لیے تو نقاب کے پیچھے ایک شاطر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

'بہت اچھے لگ رہے ہیں! اب جلدی چلیں لیٹ ہو رہے ہیں۔' اشار میں کی بات پر سکار بچارے نے آنے والے وقت سے بے خبر مسکراتے ہوئے گاڑی اسٹارٹ کی اور راستے پر ڈال دی۔

ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ سکار کو ہاتھوں پر جلن ہونے لگی اور ساتھ ہی شدید قسم کی خارش بھی شروع ہو گئی۔ سکار کو سمجھنے میں لمحہ نہ لگا کہ لال مرچ اور اچینگ سپرے کا استعمال کیا گیا ہے۔ پہلے تو وہ چپ چاپ برداشت کرتا رہا لیکن جب جلن حد سے بڑھی تو سکار کی آنکھیں لال انگارہ ہو گئیں۔

'آپ ٹھیک ہیں نہ؟' سکار کے پسینے دیکھ کر شارمین حیران ہو گئی۔

'مجھے سکین الرجی ہے شارمین! سکار کی سنجیدہ آواز پر شارمین کا دل دھک دھک کرنے لگا۔

'پلیزیہ اتار دیں۔' اشار میں نے پریشانی سے کہا لیکن سکار سنی ان سنی کر کے گاڑی چلاتا رہا۔

وہاں پہنچتے ہی سکار شارمین کو اندر بھیج کر خود ناجانے کہاں چلا گیا۔

'اللہ جی زیادہ مسئلہ نہ ہو پلیز!'

دل میں اپنے رب سے مخاطب ہوتی وہ اندر آئی تو نظر کونے والی ٹیبل پر بیٹھی ونیسہ اور ایشل پر گئی جو ہاتھ کے سے اسے بلارہی تھیں۔ شارمین گہری سانس بھرتی ان کے پاس چلی آئی۔

'اسلام علیکم پیشوگے! ونیسہ گرم جوشی سے ملی۔

'او علیکم اسلام میری جان کیسی ہو؟'

'میں ٹھیک، تم سناؤ۔ ونیسہ نے پیچھے ہوتے ہوئے ایشل کو جگہ دی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'اسلام علیکم شانی کیا حال ہے؟'

'او علیکم اسلام! میں ٹھیک۔ اشارمین کا لہجہ بجھا ہوا تھا۔

'چپ چپ کیوں ہو پیشوگے؟ اور بھائی نہیں آئے؟ اشارمین کو اکیلا دیکھ کر ونیسہ نے

پوچھا۔

'آئے ہیں۔ وہ دراصل۔۔۔۔۔ پھر شارمین نے دونوں کو اپنے کارنامے کے بارے

میں بتایا تو ونیسہ اور ایشل نے اپنا سر پکڑ لیا۔

اشانی کیا چیز ہو تم؟ مرچیں لگانے کی کیا ضرورت تھی؟ 'ایشل نے ڈانٹتے ہوئے کہا۔
 'پشوگے بہت بُری بات ہے۔ وہ ماسٹر ہیں کوئی عام انسان نہیں! سو کام ہوتے ہوں گے
 انھیں اسی لیے لیٹ ہوئے ہوں گے نہ!' ونیسہ کی بات پر شارمین کونئے سرے سے
 احساسِ جرم ہونے لگا۔

یار وہ غلطی سے ہو گیا نہ!'

پشوگے تم غلطی کی آڑ میں بہت بڑے بڑے کام کرنے لگی ہو۔ اپنے اندر تھوڑی

برداشت پیدا کرو۔'

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ونیسہ نے سنجیدگی سے کہا تو شارمین کی آنکھیں بھیگ گئیں۔ وہ سچ ہی تو کہہ رہی تھی۔
 بدلہ لینے کے چکر میں وہ دوسروں کو نقصان پہنچا رہی تھی۔

'سوری!'

'جاناں یہ سوری بھائی سے کرنا۔' اسے رونے کی تیاری کرتا دیکھ کر ایشل نے پیار سے
 کہا۔

'اسلام علیکم لیڈیز! انو بصورت بھاری آواز پر ایشل اور ونیسہ نے اوپر دیکھا جہاں سکار

اب شارمین کے ساتھ بیٹھ رہا تھا۔

'او علیکم اسلام بھائی کیسے ہیں آپ؟' ایکسائٹمنٹ میں دونوں ایک ساتھ ہی بول پڑیں۔

'میں ٹھیک آپ کیسی ہیں؟' سکار کو وہ دونوں لڑکیاں اچھی لگیں۔

'ہم بھی ٹھیک۔ آپ سچ مچ کے سکار ہیں نا؟' ایشل آنکھوں میں اشتیاق لیے بولی تو سکار

نے سر ہلادیا۔

'اففففف۔۔۔ مجھے نہ بڑا شوق تھا آپ سے ملنے کا۔' ونیسہ کی بات پر سکار ہنس دیا۔

'کیوں میں کوئی ایلین ہوں جو مجھ سے ملنا تھا؟' سکار مسکرایا۔

'انہیں! لیکن آپ ایک گینگسٹر ہیں نہ!' ایشل نے رازداری سے کہا۔

'میں ماسٹر ہوں گڑیا!' سکار کو گینگسٹر لفظ کچھ خاص اچھا نہ لگا تو تصحیح کی۔

'جو بھی ہوں! ہیں تو ایک سیکرٹ پر سنیلٹی ہی نہ!' ونیسہ کی بات پر سکار ایک بار پھر

مسکرا دیا۔

'چلو آؤ پہلے آپ سب آڈر کرو باقی باتیں بعد میں!'

سکار کے کہنے پر وہ سب اٹھ کر کاونٹر کی طرف آئے اور اپنا آڈر دیا جس میں تقریباً بیس منٹ لگنے تھے۔ سکار ونیسہ اور ایشل کے ساتھ باتوں میں مشغول ہو گیا۔ شارمین کی نظر جیسے ہی سکار کے ہاتھوں پر پڑی، گہرے ملا ل نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ہاتھوں پر بڑے بڑے سُرخ دھبے تھے جنہیں دیکھ کر یوں لگتا کہ اگر ہاتھ لگایا تو خون نکل آئے گا۔

آڈر آتے ہی وہ سب واپس اپنی ٹیبل پر بیٹھ گئے۔

بھائی آپ نے کچھ کیوں نہیں لیا؟ 'سکار کو صرف جو س پیتا دیکھ کر ایشل نے پوچھا۔
'میری ڈائٹ پر میشن نہیں دیتی گڑیا! 'سکار نے بڑی خوبصورتی سے بات سنبھالی
کیونکہ اس کے ہاتھ اس حال میں نہیں تھے کہ ان سے کچھ کھایا جاسکتا۔

'پشوگے تم اپنے فرائز میں سے بھائی کو بھی دو۔' ونیسہ نے رعب جھاڑا اور مزے کی بات شارمین بھی خاموشی سے سکار کو کھلانے لگی کیونکہ وجہ وہ بھی سمجھ چکی تھی۔

ایک اچھا وقت گزار کر اب وہ جانے کو تیار ہوئے۔ ونیسہ نے شارق کو کال کر کے آنے کا کہہ دیا۔

'جاناں میرے ساتھ ہی جاؤ گی نہ؟' ونیسہ کی بات پر سکار بھی ان کی طرف متوجہ ہوا۔

'نہیں ایشل کو ہم ڈراپ کر دیں گے۔'

'اوکے!'

شارق کے آنے تک وہ سب اندر ہی رہے۔ جیسے ہی شارق پہنچا، ونیسہ ان سب کے ساتھ باہر آگئی۔ شارق روڈ کے دوسری طرف سے آ رہا تھا اور سکار گاڑی لینے گیا ہوا تھا جو پارکنگ نہ ہونے کی وجہ سے دور کھڑی کی تھی۔

'اسلام علیکم!'

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'او علیکم اسلام بھائی کیسے ہیں آپ؟' ایشل اور شارمین نے جواب دیا۔

'میں ٹھیک، آپ سنائیں! شارق نے مسکراتے ہوئے پوچھ لیا۔

'الحمد للہ!'

'چلو لڑکیوں مل لو مجھ سے، پھر پتہ نہیں کب ملنا ہوتا ہے۔' ونیسہ کہتے ہوئے پہلے ایشل اور پھر شارمین سے ملی۔

'یار ونی پلیز ایسی باتیں نہ کیا کرو دل گھبراتا ہے میرا! شارمین روہانسی ہو گئی۔

'اچھا سوری، رونا نہیں! 'ونیسہ ایک بار پھر شارمین کے گلے لگی۔

'اللہ حافظ! فی امان اللہ! 'ونیسہ نے کہا اور شارق کے ساتھ روڈ کراس کرنے چل پڑی۔

'ایشو آج ونی نے باؤمید دیدار نہیں کہا! 'شارمین کو اچانک سے گھبراہٹ سی ہونے لگی۔

'اہو۔۔ بھول گئی ہوگی۔ اس میں پریشان ہونے والی کون سی بات ہے شانی؟ 'ایشل نے سمجھاتے ہوئے کہا تو شارمین نے پریشانی سے دوسری طرف دیکھا۔ گاڑی کے پاس پہنچتے ہی ونیسہ نے مڑ کر دونوں کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔ ہاتھ ہلاتے ہوئے اس نے بائیں کیا جب نظر بال کے پیچھے بھاگتے ایک چھوٹے سے بچے پر گئی جو ارد گرد سے بے خبر اپنے بال کے پیچھے جارہا تھا بنا یہ دیکھے کہ ایک ٹرک تیزی سے اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ونیسہ بنا کچھ سوچے سمجھے اس بچے کی طرف بھاگی اور اسے پکڑ کر کھینچا جس کی وجہ سے وہ پیچھے کی طرف گر پڑا لیکن وہ ٹرک تیزی سے ونیسہ کو اچھالتا روڈ کے کنارے پر لگے درختوں سے ٹکرا گیا۔ ونیسہ کی دلخراش چیخ سے فضا گونج اٹھی۔ یہ سب اتنا جلدی ہوا کہ اس کی طرف آتا شارق بھی ایک لمحے کے لیے سُن ہو گیا۔ روڈ کی طرف موجود سکار جو گاڑی سے نکل رہا تھا وہ بھی فریز ہو گیا لیکن ایشل اور شارمین کی چیخ پر ان کے پیچھے بھاگا جو دوڑتی ہوئی ونیسہ کے پاس جا رہی تھیں۔ وہ منہ کے بل زمین

پر پڑی ہوئی تھی۔ پانی کی سی تیزی سے نکلتا خون زمین کو رنگ رہا تھا۔ شارق نے جلدی سے آگے بڑھتے ہوئے ونیسہ کو سیدھا کیا لیکن اس کا چہرہ دیکھتے ہی شارق کو لگا کہ آسمان اس کے سر پر آ پڑا ہو۔ شارمین اور ایشل کی نظر جب اس پر پڑی تو انھوں نے چیخنا شروع کر دیا۔ سکار کا بھی صدمے سے برا حال ہونے لگا۔ چہرے کی ساری جلد چھل چکی تھی اور خون ابل ابل کر نکل رہا تھا۔ خون کی وجہ سے عبایا بھی سارا اگیلہ ہو چکا تھا جو معاملہ گمبھیر ہونے کا اشارہ دے رہا تھا۔ شارق نے ونیسہ کی نازک حالت دیکھتے ہوئے اسے اٹھایا اور گاڑی کی طرف دوڑ لگا دی۔ ایشل بھی شارمین کو کھینچتے ہوئے گاڑی کی طرف بڑھ گئی۔ شارمین کو پیچھے بیٹھنے کا کہتے ہوئے شارق نے اس کی گود میں ونیسہ کا سر رکھا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر آیا۔ ایشل پسینہ پر بیٹھ گئی۔ سکار بھی جلدی سے اپنی گاڑی میں بیٹھا اور ان کے پیچھے چل دیا۔

'وہ میری جان پلیز آنکھیں کھولو۔ وئی تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتی۔۔۔
ونیسہ سیبی۔۔۔۔۔ بھائی جلدی کریں۔۔۔ ونیسہ کی حالت دیکھتے ہوئے شارمین تو جیسے
پاگل ہی ہو رہی تھی۔

'پپ پشوگے!'

'میری جان تم ٹھیک ہو جاؤ گی بس ہاسپٹل پہنچ گئے ہیں۔' ونیسہ کی آواز سے جیسے
شارمین کے جلتے دل پر پانی کی چھینٹیں پڑیں۔

ہاسپٹل پہنچتے ہی گاڑی کا انجن لگا چھوڑ کر شارق نے جلدی نے دروازہ کھولا اور ونیسہ کو
اٹھائے اندر بھاگا۔ شارمین اور ایشل بھی ان کے پیچھے آرہی تھیں۔ سکار بھی جلدی سے
اندر آیا۔

'ایمر جنسی ہے جلدی آئی سی یو میں شفٹ کریں۔'

شارق کے چلانے پر اسٹریچر لایا گیا تو ونیسہ کو اس پر لیٹا کر شارق ڈاکٹر کی طرف متوجہ
ہوا جو اس کا دوست بھی تھا۔

'ٹائم بہت کم ہے جلدی سے اے پازیٹو کا انتظام کرو۔' شارق نے کانپتی آواز میں کہا۔

'میرا اے پازیٹو ہے! سکار کی آواز پر شارق نے اسے دیکھا۔

'جلدی جاؤ۔' سکار سر ہلاتے ہوئے اس ڈاکٹر کے ساتھ چلا گیا۔

اسٹریچر کے ایک طرف سے شارمین نے ونیسہ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا جو خون سے لت پت
تھا اور دوسری طرف سے ایشل نے۔ شارق کا چہرہ گزرتے وقت کے ساتھ سفید پڑ رہا

تھا اور ونیسہ کی باتیں کی ذہن میں گونج رہی تھیں۔۔۔

~~~~~

'اب بتاؤ یہ بیگز کس کے ہیں! 'شارق نے ڈرائیو کرتے ہوئے پوچھا۔

'ہم۔۔۔ تو بھائی ان بیگز کے چار حصے ہیں۔ بلیک، بیلو، گرین اینڈ ملٹی۔

یہ جو بلیک والا پورشن ہے نہ یہ پائیز بھائی کو دیں اور کہیں کہ جس پر ربن لگی ہے وہ والا کھول کر دیکھ لیں۔ پھر یہ بیلو اور ملٹی کلر والے عریش بھائی کو دیں اور اس میں سے بھی ربن والا کھلوائیں۔'

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'اور میرے لیے بھی کچھ ہے یا نہیں؟ 'شارق نے مصنوعی ناراضگی جتائی۔

'آپ دُلہا جو نہیں بنے ابھی تک! 'ونیسہ نے شرارت سے کہا۔

'تو پائیز کون سا بنا ہے؟'

'وہ بنے تو تھے یہ الگ بات ہے پشوگے نے کام خراب کر دیا۔ 'ونیسہ نے افسوس سے کہا۔

'خیر جو بھی ہو! اب یہ گرین اینڈ وائٹ والا جو رہ گیا ہے تو یہ ایشل کا ہے لیکن سمجھ نہیں

آرہی یہ میں کس کو دوں!'

اکیا مطلب؟ اشارق کو خطرے کی بو محسوس ہوئی۔

ابھائی! یہ امانت آپ کے حوالے کرتی ہوں۔ جس دن ایشل کا نکاح ہو، آپ بھی رہن والا بیگ کھول لیجئے گا۔ ونیسہ کی بات پر اشارق نے جھٹکے سے گاڑی روکی۔

میرا بچہ کیا بات ہے؟ مجھ سے نہیں چھپاؤ۔ آپ کو پتہ ہے عریش کتنا ڈسٹرب رہنے لگا ہے؟ اشارق کو جب بھی ونیسہ پر پیار آتا تو میرا بچہ ہی کہا کرتا تھا۔

ابھائی! ونیسہ کے آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ابھائی مم میں کسی کو بھی پریشان نہیں کرنا چاہتی پر مم میں کہا کرو آج کل دل بہت عجیب سا ہونے لگتا ہے۔ رات کو جب میں سونے کے لیے لیٹتی ہوں تو مجھے کچھ لوگ نظر آتے ہیں جو خود کو میرا دوست کہتے ہیں اور ان سے باتیں کر کے مجھے بہت سکون ملتا ہے لیکن دن کو بہت گھبراہٹ ہونے لگتی ہے۔ بات کرتے وقت ونیسہ کے ہاتھ بھی کانپ رہے جو اشارق نے بخوبی نوٹ کیا۔

اکیا بات کرتی ہو ان سے؟ اشارق نے ٹشو سے ونیسہ کے آنسو صاف کرتے ہوئے بہت

ہی نرم اندر میں پوچھا۔

ابھائی وہ کہتے ہیں وہ مجھے میرے نئے گھر لے جائیں گے جو بہت بڑا اور پیارا ہوگا۔ وہاں دادا اور نانا بھی ہوں گی جو میرے ساتھ رہیں گی۔ اونیسہ کی آنکھیں چمک رہی تھیں جو شارق کو چیخ چیخ کر کسی انہونی کی اطلاع دے رہی تھیں۔

~~~~~

اونی پلیز میں مر جاؤں گی! اونیسہ کی آنکھیں بند ہوتی دیکھ کر شارمین کو لگا اس کا دل پھٹ جائے گا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اونی آنکھیں بند نہ کرنا ہمت سے کام لو جاناں۔ ایشل کا بھی رورو کر بُرا حال ہو رہا تھا۔

ونیسہ کچھ بولنا چاہ رہی تھی لیکن آواز نہ ہونے کے برابر تھی۔ لفظ ٹوٹ کر ادا ہو رہے تھے پر غور کرنے پر سمجھ آ جاتی۔ شارمین نے اپنا کان قریب لے جاتے ہوئے سننا چاہا لیکن ونیسہ کے آخری جملے پر شارمین بے یقینی سے سیدھی ہوتے ہوئے وہیں رک گئی جس کی وجہ سے اس کا ہاتھ چھوٹ گیا اور شارق اسٹریچر کو آئی سی یو میں لے گیا۔

اشانی تم دعا کروونی کو کچھ بھی نہیں ہوگا انشاء اللہ! ایشل نے روتے ہوئے شارمین کو

پکڑ کر بیچ پر بٹھایا جو گم سم سی اس دروازے کو دیکھ رہی تھی جہاں سے اس کی ونی کو اندر لے گئے تھے۔

صدے کی وجہ سے اس کے آنسو بھی رک چکے تھے۔ شارمین کی حالت دیکھتے ہوئے ایشل بھی کمزور پڑ رہی تھی۔

شانی میری جان پلیز ونی کو دعاؤں کی ضرورت ہے تم دعا کرو۔'

شارمین پر ایشل کی بات کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ اسے ونیسہ کے جملوں کی بازگشت کے

علاوہ کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اچانک سے آئی سی یو کا دروازہ کھلا تو ایشل متوجہ ہوئی اور شارق کو دیکھتے ہی اس کی

طرف آئی۔

'وہ ٹھیک ہے نا؟' ایشل نے روتے ہوئے شارق کا بازو پکڑا۔

'میرے موبائل سے عریش کو کال کرو اور یہاں پہنچنے کا کہو۔' شارق کی آواز بھاری ہو

رہی تھی۔

'میں آپ سے ونی کا پوچھ رہی ہوں۔' اپنی بات کا جواب نہ پا کر ایشل چیخی۔

'ادعا کرو۔ اپنا موبائل اسے پکڑاتے ہوئے شارق واپس اندر چلا گیا کیونکہ اگر وہ رکتا تو ضرور رو دیتا۔

'اللہ جی پلیز ہم پر رحم کریں۔'

ایشل وہیں پر بیٹھ کر رونے لگی اور پھر شارق کے موبائل سے عریش کو کال ملائی جو دوسری بیل پر اٹھالی گئی۔

'اسلام علیکم بڑی! کہاں تک پہنچے ہو دونوں؟' عریش کی مسکراتی آواز آئی۔

اع عریش بھائی! ایشل پھر سے رو دی۔

ایشل گڑیا یہ آپ ہو؟ اور رو کیوں رہی ہو؟ سب خیریت ہے نہ؟' عریش کا دل ڈوبنے لگا۔

'بھائی میری ونی۔۔' ایشل نے روتے ہوئے ساری بات بتا کر ہاسپٹل پہنچنے کا کہا۔

'میں آتا ہوں۔' عریش نے گلوگیر آواز میں کہتے ہوئے کال کاٹ دی۔

ایشل بھی روتے ہوئے شارمین کے پاس چلی گئی۔

ونیسہ کے ایکسیڈنٹ کا سن کر عریش کو لگا جیسے کوئی اس کا دل نچوڑ رہا ہو۔

'اف خدایا!'

بالوں کو مٹھیوں میں جکڑتے ہوئے عریش نے سائیڈ ٹیبل پر پڑا گلڈان دیوار میں دے مارا اور خود ماضی میں کھو گیا جب وہ ونیسہ سے ملنے گیا تھا۔

~~~~~

'اچھا بھائی مجھے بھی آپ سے ایک بات سنیر کرنی ہے۔ ویسے تو میں اپنے اللہ جی سے سنیر کر چکی ہوں بٹ دل پہ ایک بوجھ سا ہے کہ کسی انسان کو بھی بتادوں۔' ونیسہ نے بہت محتاط انداز میں کہا۔

'کیا مطلب؟ ایسی بھی کیا بات ہے چائینز کونین؟' عریش نے چونک کر پوچھا۔

'پہلے آپ کو جہان سکندر بننا پڑے گا۔' ونیسہ نے کہتے ہوئے اپنا ہاتھ آگے کیا۔

کچھ سوچتے ہوئے عریش نے ہاتھ تھام لیا۔

'ٹھیک ہے۔ آئی پراس!'

'بھائی میں آپ کو اس لیے بتا رہی ہوں کیونکہ مجھے یقین ہے آپ بنا کوئی ریکشن دیے

آرام سے سن لیں گے اور ہاں آپ یہ بھی پرامس کریں کہ اسٹرونگ بنتے ہوئے سب  
کو سنبھال بھی لیں گے۔'

'ہممم ٹھیک ہے۔'

'بھائی مجھے لگتا ہے کہ میرے پاس۔۔۔' ونیسہ کہتے کہتے رک گئی اور اپنے انگوٹھے کو  
دانتوں میں دبایا۔

'اریکس ہو کر بتاؤ کیا بات ہے؟' عریش نے بہت پیار سے پوچھا۔

'بھائی مجھے ایسا لگتا ہے کہ اب میرے پاس زیادہ ٹائم نہیں ہے۔' جلدی سے اپنی بات  
مکمل کرتے ونیسہ نے عریش کو دیکھا جو بے یقینی اور شاک کی سی کیفیت میں اسے دیکھ  
رہا تھا۔

'یہ کیسی باتیں کر رہی ہو ونیسہ؟' عریش کی آواز میں غصہ تھا۔

'بھائی پلیز! آپ نے پرامس کیا ہے۔' ونیسہ نے پریشانی سے کہا تو عریش نے گہرہ  
سانس بھرتے ہوئے خود پر قابو پایا۔

'اور آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے؟'

'بس بھائی مجھے لگتا ہے۔'

'دیکھو گڑیا! ایسا نہیں کہتے۔ گناہ ملتا ہے۔ دوبارہ میں ایسی بات نہ سنوں! 'عریش نے  
تخل سے سمجھایا اور نہ دل تو کر رہا تھا کہ دماغ درست کر دے۔

'بھائی بیسی۔۔۔ آپ کو لگتا ہے میں جھوٹ بول رہی ہوں؟ 'ونیسہ نے منہ پھولاتے  
ہوئے کہا۔

'بنا کسی وجہ کے اتنی بڑی بات کیسی کر سکتی ہو؟ 'عریش نے سنجیدگی سے پوچھا۔  
'بھائی میں کافی ٹائم سے ایسے خواب دیکھ رہی ہوں جو مجھے کافی پریشان کر رہے تھے۔  
مما جان سے ذکر کیا تو انھوں نے وہی کہا کہ پریشان نہ ہو بس دعا پڑھ لیا کرو۔ بھائی ایک  
دو دفعہ کی بات ہوتی تو میں بھی اگنور کر دیتی لیکن تقریباً پچھلا پورا ماہ ہی میں نے وہ  
عجیب خواب دیکھے ہیں۔ اسی لیے میں نے آپ کو بلا یا تھا کہ آپ کو بتاؤں۔ 'بات کرتے  
ہوئے ونیسہ کے چہرے پر پریشانی اور خوف کے ملے جلے تعصوات دیکھ کر عریش بھی  
پریشان ہو گیا۔

'کیسے خواب؟'

ابس میں بیان نہیں کر سکتی۔ اونیسہ کی آنکھیں پانیوں سے بھر گئیں۔

اخو فناک ہوتے ہیں؟'

انہیں! میں۔۔ میں جب بھی وہ خواب سنانے کی کوشش کرتی ہوں میری آواز میرا ساتھ نہیں دیتی۔ مم میں بتانا چاہتی ہوں لیکن بول نہیں پاتی۔ اونیسہ کہتے ہوئے رودی تو عریش نے اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے سر تھپکا۔

'اچھا ریلکس! چھوڑو اس بات کو اور یہ بتاؤ چیک۔ آپ کے لیے گئی تھی؟ اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے عریش نے پوچھا۔  
 NEW ERAMAGAZINE'S  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
 اجی گئی تھی۔ بلکل فٹ ہوں۔'

دراصل ڈاکٹر ہونے کی وجہ سے شارق، طائل اور سمیر نے غازیان ویلہ اور احمد ویلہ کے مکینوں کے لیے منتھلی چیک۔ آپ کروانا لازم قرار دیا ہوا تھا۔ اگر کوئی بھول جاتا تو شارق خود گھر جا کر چیک۔ آپ کر لیتا تھا۔

'اچھا بس اب اس بارے میں نہیں سوچنا۔ ضروری نہیں جو مطلب آپ کو سمجھ آیا ہے وہی تعبیر ہو۔' عریش کی بات پر ونیسہ پھیکا سا مسکرا دی۔

~~~~~

'مجھے اس وقت ہاسپٹل میں ہونا چاہیے۔'

اپنے آنسو صاف کرتا وہ اٹھا اور گاڑی کی چابی لیتے ہوئے کمرے سے نکل کر لاؤنچ میں آگیا جہاں سب بڑے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

'دائم بھائی!'

عریش کی آواز پر سب اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

عریش خیریت تو ہے نا؟'

منہا بیگم پریشانی سے عریش کے پاس آئیں۔ ہر وقت سیٹ رہنے والے عریش کا بکھرا حلیہ اور سرخ آنکھیں سب کو حیرت میں مبتلا کر گئیں۔

'اونیسہ کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے احمد انکل کو انفارم کر دیں۔' اپنی بات کہہ کر عریش بنا ر کے باہر نکل گیا۔

'یا اللہ! سب خواتین نے دل پر ہاتھ رکھ لیا۔'

'دائم تم احمد کو مطلع کرو اور طائل سیر میرے ساتھ چلو۔' دائم سے کہتے وہ اپنے

بھائیوں کے ساتھ عریش کے پیچھے گئے۔

دائم نے فوراً سے احمد زمان کو کال کی اور صورتحال بتاتے ہوئے ہاسپٹل جانے کا کہا۔

غزالہ بیگم اور اسمارہ منہا بیگم کو سنبھال رہیں تھیں جن کا رور و کر بڑا حال ہو رہا تھا۔

اچھی سنبھالیں خود کو انشاء اللہ کچھ نہیں ہو گا ونیسہ کو۔ 'اقراء نے روتی ہوئی تانیہ کو اپنے

ساتھ لگاتے ہوئے تسلی دی۔

'یا اللہ یہ کیسی آزمائش آئی ہے میری معصوم بچی پر۔ آپ وہ ابھی بہت چھوٹی ہے۔' منہا

بیگم غم سے بے حال ہو رہی تھیں۔

منہا حوصلہ کر و انشاء اللہ اللہ بہتر کرے گا۔ 'غزالہ بیگم بھی صدمے میں تھیں۔ انہیں

بھی ونیسہ اپنی تانیہ کی طرح عزیز تھی۔

احمد زمان اس وقت آفس میں تھے جب انہیں دائم کی زبانی ونیسہ کے ایکسیڈنٹ کا پتہ

چلا۔ نورین بیگم کو بنا بتائے وہ فوراً ہاسپٹل پہنچے جہاں مجتبیٰ غازیان اور باقی سب پہلے

سے ہی موجود تھے۔

اجتہی میری بیٹی! احمد زمان کہ آواز پر مجتہی غازیان ان کے طرف آئے۔

اے فکر رہیں میں خود دیکھ رہا ہوں ہماری بیٹی کو۔ بس آپ دُعا کریں۔ اطائل غازیان انہیں تسلی دیتے ہوئے سیر غازیان کے ساتھ آئی سی یو میں چلے گئے۔

ان کے جاتے ہی مجتہی غازیان اور احمد زمان ایشل کی طرف متوجہ ہوئے جو روتے ہوئے سارا واقعہ انہیں سنار ہی تھی۔ شارمین کی حالت دیکھتے ہوئے عریش نے عابر اعظم کو بھی کال کر کے صورتحال سے آگاہ کیا اور ہاسپٹل پہنچنے کا کہا۔

وہ لڑکا تو بیچ گیا لیکن ونی۔۔۔ بات ادھوری چھوڑ کر ایشل اپنے ہاتھ منہ پر رکھے رو دی۔

احوصلہ کرو انشاء اللہ وہ ٹھیک ہو جائے گی۔ اجتہی غازیان نے ایک نظر اپنے ٹوٹے ہوئے دوست پر ڈالتے ہوئے تسلی دی۔

اتنے میں عابر اعظم اور اقبال اعظم بھی گئے اور ونیسہ کے بارے میں سن کر وہ بھی افسردہ و پریشان ہو گئے تھے۔

اشارمین! اقبال اعظم کی آواز پر سب شارمین کی طرف متوجہ ہوئے جو کسی بے جان

شہ کی طرح دروازے پر نظریں جمائے بیٹھی تھی۔

شہزادی وہ ٹھیک ہو جائے گی۔ اقبال اعظم نے شارمین کو گلے لگایا۔

آئی سی یو کا دروازہ کھلتے ہی احمد زمان اٹھ کھڑے ہوئے لیکن شارق کو روتا ہوا دیکھ کر اپنی جگہ جم گئے۔

یہ کیا بد تمیزی ہے۔ تم کیوں رو رہے ہو؟' عریش نے شارق کو جھنجھوڑ ڈالا۔

میں نے اپنی گڑیا کھودی۔' شارق کہتے ہی عریش کے گلے لگتے پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

احمد زمان کو لگا کہ جیسے ان کے جسم سے جان نکل رہی ہو۔ وہ بھی گرنے کے سے انداز میں بیچ پر بیٹھ گئے۔ مجتبیٰ غازیان کی آنکھیں بھی نم ہو گئیں۔ ایشل بھی اپنی چیخوں کا گلا گھوٹتے ہوئے وہیں بیٹھ گئی۔ جبکہ شارمین بنا کوئی اثر لیے یو نہی بیٹھی رہی۔

عریش شارق کو پیچھے کرتا خود پر قابو پاتا احمد زمان کے پاس آیا کیونکہ اسے اپنا وعدہ نبھانا تھا۔ اپنی چائینز کو نین سے کیا گیا وہ آخری وعدہ!

انکل! آپ کو تو فخر ہونا چاہئے کہ ہماری شہزادی کو شہادت کا رتبہ ملا ہے۔ اللہ کی مخلوق

کو بچاتے ہوئے اپنی زندگی قربان کی ہے۔ اس طرح غمگین ہو کر تو آپ اسے بھی اداس کر دیں گے۔ اعریش اپنی آواز بھی بھیگی ہوئی تھی۔

مجھے فخر ہے! باپ تھے نا، ضبط کے باوجود بھی رو پڑے۔

ان کی حالت دیکھتے ہوئے باقی سب یہاں تک کے سکار کی بھی آنکھیں برسنے لگی تھیں۔

کچھ دیر بعد ونیسہ کی میت کو آخری دیدار کے لیے احمد ویلہ لایا گیا تو گھر میں کہرام مچ گیا۔ نورین بیگم کو غشی کے دورے پڑنے لگے۔ ایمان اور مہرماہ کا بھی بُرا حال ہو رہا تھا۔ سب کی آنکھیں اشکبار تھیں سوائے شامین کے جو ایک کونے میں بیٹھی غائب دماغی سے سب کو روتا ہوا دیکھ رہی تھی۔ خواتین کی حالت دیکھتے ہوئے قبر کا انتظام ہوتے ہی ونیسہ کو تدفین کے لیے لے جایا گیا تو ایک بار پھر احمد ویلہ سسکیوں اور چیخ و پکار سے گونج اٹھا۔

پلنگ کے ایک پائے کو عریش، دوسرے کو شارق، تیسرے کو حیدر کلیم اور آخری والے کو احمد زمان نے پکڑا اور بو جھل قدموں سے چلتے اسے آخری منزل کی جانب لے گئے جہاں سے اس کا ناسفر شروع ہونا تھا۔

اور یوں کہانی کا وہ ہنستا بولتا کر داسب کوڑلاتا اور کسی کو بے جان کرتا، شہرِ خموشاں کا
باسی بن گیا۔

احمد ویلہ میں تعزیتی مہمانوں کا سلسلہ جاری تھا۔ دور دور سے رشتہ دار آرہے تھے۔
نورین بیگم کی حالت کے پیش نظر شارق نے انھیں نیند کی گولی دی کر سلا دیا تھا۔ پائیز
بھی ونیسہ کے بارے میں سنتا واپس آ گیا تھا اور غم سے چور احمد زمان کے ساتھ
انتظامات دیکھ رہا تھا۔ خواتین کی طرف کے سارے کام منہا بیگم اور غزالہ بیگم نے
سنجھالے ہوئے تھے۔ اقراء اور اسمارہ بیگم گھر پر ہی تھے کیونکہ ونیسہ کے فوتگی کے بعد
سے اقراء کی حالت بھی خراب رہنے لگی تھی۔ ایمان بھی ابھی تک وہیں تھیں لیکن
بچوں کو دادی کے پاس بھجوا کر مہرماہ کے ساتھ تھیں جو بہن کی موت پر بکھر سی گئی
تھی۔ عریش تدفین کے بعد سے دل ہی دل میں شارق کی زبانی سنی ونیسہ کی باتیں یاد
کر رہا تھا جو اس نے ایکسڈنٹ سے پہلے کی تھیں۔

اچائیز کو نین! اتنی بھی کیا جلدی تھی جانے کی؟ عریش نے نم آنکھوں سے ونیسہ کی
تصویر کو دیکھا۔

اعریش یہ کھانا ایدھی سنٹر پہنچا دو۔ اشرارق کی آواز پر وہ آنکھیں صاف کرتا مڑا۔
 'بڈی حوصلہ کرو! چھوٹی گڑیا کبھی نہیں چاہے گی کہ تم اپنا وعدہ توڑ دو۔' پائیز بھی ان کی
 طرف آتے ہوئے بولا تو اعریش نے محض سر ہلایا۔

کھانا گاڑی میں رکھوانے کے بعد اعریش اور پائیز ایدھی سنٹر چلے گئے تو اشرارق بھی خود
 پر قابو پاتا اندر آ گیا جہاں احمد زمان مہمانوں کو رخصت کر رہے تھے۔

'آپ ٹھیک ہیں انکل؟' اشرارق کی بات پر احمد زمان نے زخمی سا مسکراتے ہوئے اس کا
 کندھا تھپکا اور ڈرائینگ روم میں چلے گئے۔

احمد میں نے کل مسجد فاتحہ خوانی کروانے کا سوچا ہے۔ تم کیا کہتے ہو؟' مجتبیٰ غازیان
 انھیں اندر آتا دیکھ کر بولے۔

'جو مناسب سمجھو!'

جب دل غمگین ہو تو بات کرنے کا حوصلہ بھی نہیں رہتا۔ احمد زمان کا بھی یہی حال تھا۔
 جوان اولاد کو اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتارنے کے لیے بہت ہمت درکار ہوا کرتی ہے
 اور یہی ہمت جمع کرتے احمد زمان اب کمزور پڑنے لگے تھے۔

'اللہ آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔'

طائل غازیان نے کہتے ہوئے انھیں کس کر گلے لگایا تو کب کے ر کے آنسو ایک بار پھر
چھلک پڑے۔

غم کے اس کٹھن دور میں غازیان خاندان نے احمد ویلہ کے مکینوں کا بھرپور ساتھ دیا
تھا۔ شارق، عریش اور پائیز نے سب کچھ اس طرح سے سنبھالا کہ دیکھنے والوں کو ان پر
احمد زمان کے بیٹوں کا گمان ہوتا لیکن سارا دن ہمت اور صبر کا مظاہرہ کرتے یہ شیر رات
کی تنہائی میں رو کر اپنا دل ہلکا کر لیا کرتے تھے کیونکہ وہ بھی انسان ہی تھے۔ کیا ہوا جو
مرد تھے؟ دن کے اجالے میں نہ صبح، پر رات کی تاریکی میں تو اپنے آنسو چھپا سکتے تھے
نہ!

اس وقت عریش اپنے کمرے میں وہ ربن والا بیگ کھول کر بیٹھا ہوا تھا جس میں ایک
خوبصورت سا کانچ کا ڈیکوریویشن پیس تھا اور ساتھ ہی ایک لیٹر بھی تھا۔ عریش نے آنسو
صاف کرتے ہوئے وہ لیٹر کھولا جس میں اوپر بڑا بڑا ایک جملہ لکھا ہوا تھا،

"حال والی ونیسہ کی طرف سے مستقبل والے عریش بھائی کے نام!"

عریش نے آنکھیں بند کرتے ہوئے لیٹر پڑھنے کے لیے ہمت جمع کی اور اللہ کا نام لے کر پڑھنا شروع کیا۔

"اسلام علیکم بھائی کیسے ہیں آپ؟ ویسے مجھے حال پوچھنا تو نہیں چاہیے کیونکہ اگر آپ یہ لیٹر پڑھ رہے ہیں تو یقیناً تکلیف میں ہوں گے! بھائی آپ کو اپنا وعدہ یاد ہے نہ؟ اب وہ وعدہ پورا کرنے کا وقت ہے۔ سب کو سنبھال لیں بھائی! باباجانی، ماما جان، مہرماہ، آپ، خود کو اور باقی سب کو!"

خیر یہ ایمو شنل باتیں سائڈ پر رکھتے ہیں اور آتے ہیں اس بات کی طرف جس کے لیے میں یہ لیٹر لکھ رہی ہوں۔ بھائی میں چاہتی ہوں آپ سب اپنی کی لائف کے امپورٹنٹ دنوں میں مجھے یاد رکھیں اور میری طرف سے گفٹ بھی ہو۔ اسی لیے میں نے پہلے ہی موقع کی مناسبت سے ساری شاپنگ کر لی ہے۔ گفٹ بیگز آپ کو مل چکے ہوں گے! اب اگر آپ انھیں غور سے دیکھیں، تو ہر بیگ پر ایک چھوٹا سا نوٹ لکھا ہے جسے کہ ایک بیگ پر "شادی مبارک" ہوگا۔ وہ والا آپ تب کھولے گا جس دن تانی شہزادی کی

رخصتی ہو۔ آپ لیٹر پڑھنے کے بعد سارے بیگز کے نوٹس دیکھ لیں، لیکن کھولنا نہیں ہے ابھی! صحیح وقت کا انتظار کریں اور یہ جو ملٹی کلز والے بیگز ہیں نہ یہ ایمان آپ، مہرماہ، دائم بھائی اور اقراء آپ کے ہیں، نوٹس کے مطابق انہیں بھی دی دیجئے گا۔

بھائی! مجھے پتہ ہے آپ میری فیملی سے بھی زیادہ غمگین ہوں گے کیونکہ آپ آگاہی کی تکلیف بھی سہہ رہے ہیں۔ اسی لیے تو اللہ جی نے ہم سے مستقبل کا حال بھی پوشیدہ رکھا ہے کیونکہ آگاہی کسی عذاب سے کم نہیں ہوتی! آئم ریٹلی سوری بھائی! مجھے آپ کو نہیں بتانا چاہیے تھا۔ آپ جتنے بھی اسٹرانگ کیوں نہ ہوں پر ہیں تو ایک انسان ہی نہ! لیکن بھائی میرا مقصد آپ کو ہرٹ کرنا نہیں تھا۔ ہو سکے تو مجھے معاف کر دیں، میں بہت شرمندہ ہوں۔

دعاؤں میں یاد رکھیے گا اپنی چائینز کو نین کو!

اللہ حافظ!

فی امان اللہ"

خط ختم ہو چکا تھا لیکن آنسو تھے کے رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔ یوں لگتا تھا کہ
دل پھٹ جائے گا۔

'چائیز کونین اگر میں آگا ہی کے غذاب میں مبتلا ہوں تو یہی حال آپ کا اپنا بھی تو تھا نہ!
اتنی چھوٹی اتج میں اتنی بڑی بات کا آشکار ہو جانا، نا جانے آپ اتنی پرسکون کیسے تھی؟ یا
شاید یہ شہادت کا رتبہ تھا جو آپ کو بے سکون ہونے نہیں دیتا تھا!'

عیش دونوں ہاتھ سے سر تھامتے روتے ہوئے بولا لیکن دروازے پر ہونے والی
دستک پر اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے اٹھا اور اجازت دیتے ہوئے خود سائیڈ ٹیبل کی
طرف مرٹ کر آنسو صاف کرنے لگا۔

'عیش! پلیز کھانا کھالیں، آپ نے صبح سے کچھ نہیں کھایا! تانیہ کی بھیگی آواز پر عیش
نے آنکھیں بند کرتے ہوئے گہری سانس لی۔

'اچھا میں فریش ہو کر آتا ہوں۔'

عیش بنا مرٹے جلدی سے واش روم گیا اور منہ دھو کر واپس آیا۔ تانیہ کو ٹیبل لگاتادیکھ
کر وہ بھی صوفے پر بیٹھ گیا۔

ان خود کھایا ہے؟ 'عریش نے نوالہ بناتے ہوئے پوچھا۔

'ممی نے کھلایا تھا۔'

'ہمم۔۔ ممی نے کھلا دیا اور نہ اپنے عیش کے ساتھ فاقہ کرنا تھا۔ 'عریش نے گھورتے

ہوئے نوالہ تانیہ کی طرف بڑھایا جو اس نے منہ بناتے ہوئے لے لیا۔

'کچھ زیادہ ہی خوش فہم نہیں ہو رہے؟ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ نہ میں نے خود فاقہ

کرنا تھا نہ آپ کو کرنے دینا تھا۔ 'تانیہ نے ڈبل گھوری دکھائی تو عریش مسکرایا۔

نکاح کے بعد سے ہی تانیہ اس کا کافی خیال رکھنے لگی تھی جس پر وہ دل ہی دل میں خوش ہو جایا کرتا تھا۔

'بیویوں والے آثار نمایاں ہونے لگے ہیں! 'تانیہ بلش کرتے رخ موڑ گئی تو عریش ہنستے

ہوئے کھانے کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔

کمانڈو نے ایک نظر اپنے سامنے بیٹھے ماسٹرز کو دیکھا جو اس وقت کہیں سے بھی ماسٹرز

نہیں لگ رہے تھے۔ آنکھوں میں کسی قیمتی شہ کے کھوجانے والے غم کی داستان رقم

تھی۔

'اللہ ونیسہ کے درجات بلند فرمائے! اگمانڈو نے فاتحہ پڑھنے کے بعد دعا کی تو سب نے آمین کہہ کر منہ پر ہاتھ پھیرا۔

تم سب ٹھیک ہو؟'

'جی سر! سکار نے سنجیدگی سے کہا۔

'میں نے ہیڈ کوارٹرز سے بات کی ہے، ریڈ ڈیلے کر رہا ہوں! اگمانڈو کی بات پر سنا پیر نے سر اٹھایا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ریڈ اپنے ٹائم پر ہی ہوگی یعنی اٹھائیس کو! اسنا پیر نے مضبوط لہجے میں کہا۔

'ہم اپنے غم میں وطن کی پکار کو نظر انداز نہیں کر سکتے سر! اسنیک۔ آئز کی آواز جذبات سے بھر پور تھی۔

'مطلب تین دن بعد! اگمانڈو کے پوچھنے پر تینوں نے اقرار میں سر ہلایا۔

'اٹھیک ہے! تو اٹھائیس کی شام، سات بجے فلیٹ میں ملیں گے جہاں پلین ایک بار پھر

ڈسکس کیا جائے گا اور پھر وہاں سے تم لوگ اپنی منزل کی جانب روانہ ہو جاؤ گے۔'

'انشاء اللہ سر! تینوں کی آواز میں وطن کی محبت بول رہی تھی۔

'اللہ تم سب کو ہمت دے! 'کمانڈو کی ذومعنی بات پر سکار، سناپیر اور سنیک۔ آرنز نے آنکھیں بند کرتے ہوئے زیر لب آمین کیا۔

'اب ہم نکلیں گے سر!'

'کھانا کھا کر جاؤ! تمہاری امی نے بریانی بنائی ہے۔ 'کمانڈو کی بات پر سب بے ساختہ مسکرائے۔

'واہ آج تو کمانڈو خود دعوت دے رہے ہیں۔ رکنا تو فرض ہے مجھ پر! 'سنیک۔ آرنز شرارت سے کہتے ہوئے کمرے سے بھاگ گیا۔

'میں پھر کبھی آؤں گا! اللہ حافظ سر! 'سناپیر کمانڈو کو سلام کرتا فوراً چلا گیا مبادہ وہ رک نہ لیں۔

'تم بھی جا رہے ہو؟ 'کمانڈو سکار سے مخاطب ہوئے جو افسوس سے دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا جہاں سے ابھی ابھی سناپیر گیا تھا۔

'انہیں میں رکوں گا! 'سکار کی بات پر وہ اسے لیے باہر آگئے جہاں سنیک۔ آرنز نڈا بیگم اور

دونوں بچوں کے ساتھ مل کر ٹیبل لگا رہا تھا۔

اچھے ماحول میں کھانا کھایا گیا۔ بچوں کی معصومانہ باتوں نے سب کی مسکراہٹ برقرار رکھی ہوئی تھی۔

'بیٹا شارمین کیسی ہے؟' اندا بیگم نے جاتے وقت سکار سے پوچھا۔

'صدے میں ہے! ابھی وہیں جائیں گے، شاید کچھ ہو جائے۔ آپ دعا کریں۔'

'اللہ رحم کرے سب پر۔' اندا بیگم نے گلوگیر آواز میں کہا۔

'آمین! اچھا می کمانڈو! اجازت دیں ہمیں نکلنا ہے۔' سنیک۔ آرنز کمانڈو سے ملتے ہوئے
ندا بیگم کی طرف آیا۔

'خیریت سے جاؤ میرے بچوں۔ اللہ حافظ!'

'اللہ حافظ امی!'

سکار اور سنیک۔ آرنز ان سے مل کر اپنی گاڑی میں بیٹھے اور عابرویلہ کی جانب روانہ ہو گئے۔

ونسیہ کو پچھڑے چار دن گزر چکے تھے لیکن شارمین کی حالت میں کوئی بدلاؤ نہیں آیا۔

وہ پہلے دن کی طرح ہی گم صم اور خاموش تھی۔ ڈاکٹرز کا کہنا تھا کہ اگر یہی حال رہا تو وہ پاگل بھی ہو سکتی تھی۔ سب ہی کوشش کر رہے تھے کہ کسی طرح شارمین کی چپ ٹوٹ جائے لیکن کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا! سکار بھی شارمین کی وجہ سے بہت پریشان تھا اور آج اسی سلسلے میں وہ رات کے گیارہ بجے سنیک۔ آئز کے ساتھ عابرویلہ میں موجود تھا۔

اہم شارمین کو ایسے ہی نہیں چھوڑ سکتے کچھ تو کرنا پڑے گا۔ امان اعظم نے تھکے ہوئے انداز میں کہا۔

اکل عیشا کی برتھ ڈے ہے! انہد کی آواز رونے کی وجہ سے کافی بھاری ہو رہی تھی۔

مجھے یہ بتاتے ہوئے بالکل بھی اچھا نہیں لگ رہا لیکن وہ پہلے سے ہی انتظام کر چکی ہے۔ سکار کی بات پر سب کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔

اگر آپ لوگوں کو اعتراض نہ ہو تو میں گڑیا سے بات کرنا چاہوں گا۔ سنیک۔ آئز نے اپنی گھڑی پر وقت دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اٹھیک ہے بیٹا! آپ جاؤ۔

عابرا عظیم کی اجازت پر سنیک- آئز اٹھا اور شارمین کے کمرے میں آ گیا جہاں نسرین بیگم روتے ہوئے شارمین سے کچھ کہہ رہی تھیں۔

’آئی میں بات کرتا ہوں آپ سکار سے کہیں جلدی سے آئے۔‘

سنیک- آئز کی بات پر نسرین بیگم گم صم بیٹھی شارمین کو دیکھتے ہوئے کمرے سے نکل گئیں جس پر سنیک- آئز سانس خارج کرتے ہوئے اسٹیڈی ٹیبل کی کرسی لیے بیڈ کے قریب بیٹھ گیا۔ تبھی سکار بھی کمرے میں داخل ہو اور شارمین کے پاس بیٹھ گیا۔ دونوں نے پہلے شارمین کے بے تاثر چہرے کو دیکھا پھر گھڑی کو جس پر بارہ بج چکے تھے۔

Happy Birthday To You,

Happy Birthday To You

Happy Birthday Dear Pishogyyy

Happy Birthday To You’

یہ آواز! یہ آواز تو شارمین لاکھوں میں بھی پہچان سکتی تھی۔ یہ آواز تو اس کی جان اس کی ونی کی تھی۔ کچھ دیر بعد وہ آواز دوبارہ گونجی تو شارمین جیسے نیند سے جاگی۔ دماغ نے کام کرنا شروع کیا تو سب یاد آتا گیا اور آنکھیں برسنے لگیں۔

'وہ جارہی ہے۔ وہ مجھے چھوڑ کر جارہی ہے! ونیسیسی۔۔'

شارمین کی چیخ پر سب کمرے میں آئے جہاں وہ روتے ہوئے باہر آنا چاہ رہی تھی لیکن سکار نے اسے پکڑا ہوا تھا۔

'مجھے جانے دیں وہ میری ونی کو لے جا رہے ہیں مجھے جانے دیں۔۔' سکار کے بازوؤں میں مچلتی وہ بالکل کوئی دیوانی لگ رہی تھی۔

نسرین بیگم اپنی بیٹی کو اس حال میں نہ دیکھ سکیں تو روتے ہوئے باہر چلی گئیں۔ عابر اعظم بھی اپنے آنسو پیتے ان کے پیچھے گئے۔

'مم مجھے جانے دیں۔۔ ووہ میری ونی کو لے جا رہے ہیں۔۔ ونیسیسی۔۔!'

بیس پچیس منٹ تک چیخنے کے بعد وہ بے حال ہوتی سکار کے مضبوط حصار میں جھول گئی۔

سکار نے اسے بیڈ پر لیٹا یا تو سنیک۔ آئز معائنہ کرنے لگا۔

انروس بریک ڈاؤن!

اٹھیک تو ہو جائے گی نا؟ اسکار کی آواز نم تھی۔

اب یہ ہم سب پر ہے کہ اسے کیسے سنبھالتے ہیں۔ اسنیک۔ آئز نے افسردہ نظر

بے ہوش پڑی شارمین پر ڈالی اور سب کو لیے کمرے سے باہر آ گیا۔

جہاں عابرا عظیم اور نسرین بیگم انھیں کا انتظار کر رہے تھے۔

امیری بیٹی کیسی ہے اب؟ نسرین بیگم اٹھ کر سنیک۔ آئز کی طرف آئیں۔

آنٹی ریلکس! اب اٹھیک ہے گڑیا۔

اس فیئر سے نکالنے کے لیے ہم کیا کر سکتے ہیں؟ اجوادا عظیم کی آواز بھیگی ہوئی تھی۔

ایسے کیسےز میں پیشنٹ کی حالت کے مد نظر دو طریقے استعمال ہوتے ہیں۔ پہلا یہ کہ

ونیسہ کے بارے میں بالکل بھی بات نہ کی جائے اور گڑیا کو مصروف رکھیں کہ وہ اس

بارے میں سوچ بھی نہ سکے۔ اسنیک۔ آئز نے خاموش ہوتے ہوئے ایک نظر سب کو

دیکھا۔

'اور دوسرا طریقہ؟' اقبال اعظم نے پیشانی سہلاتے ہوئے پوچھا۔

'دوسرا یہ کہ گڑیا کو بولنے پر اکسائیں۔ جتنا وہ ونسیہ کے بارے میں بات کریں گی اتنا جلدی وہ ٹھیک ہوں گیں۔'

'تو ہمیں کون سا طریقہ اختیار کرنا چاہیے؟' عابرا اعظم نے گہری سانس بھرتے ہوئے پوچھا۔

'یہ گڑیا کے اٹھنے کے بعد پتہ چلے گا۔' سنیک۔ آڑکی بات پر سب غمگین

ہو گئے۔۔۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ ایک بہت ہی خوبصورت جگہ تھی جہاں ہر طرف سرسبز گھاس اور رنگ برنگے پھول تھے۔ قریب ہی ایک جھیل تھی جس کے نیلگو شفاف پانی پر سورج کی کرنیں چمک رہی تھیں۔ اسی جھیل کے کنارے بیٹھی وہ پھولوں کا گلدستہ بنا رہی تھی اور گاہے بگاہے ایک نظر سامنے بھی ڈال لیتی جہاں ایک لڑکی پھول چن رہی تھی۔

'میری جان بس کر دو اتنے کافی ہیں اور مت لاؤ! اوہی سے بیٹھے بیٹھے آواز لگائی تو پھول

چنتی لڑکی مڑی۔

اپشوگے بس ایک اور! اونچی آواز میں کہتی وہ مزید آگے چلی گئی۔

اونی آگے مت جاؤ، کھائی ہے! اگلاستہ وہیں پر پھینکے شارمین اٹھ کر اس کے پیچھے آئی۔

ارک جاؤنی! سمجھ نہیں آتی؟ آگے کھائی ہے خدا نخواستہ گر جاؤگی۔ اونیسہ کا بازو

پکڑتے ہوئے شارمین نے زرہ عرصے سے کہا۔

اوہیلو! اگر اللہ جی کا حکم ہو تو کھائی میں گر کر بھی بچ جاؤں اور نہ ہو تو یہی کھڑے

کھڑے لڑک جاؤں! اونیسہ کہتے ہوئے کھلکھلائی۔

استغفر اللہ! بس ہر وقت میرا دل ہولایا کرو تم! اشارمین نے منہ پھلایا۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتی، اچانک ہی طوفان چلے لگا۔ فضا میں ہر طرف دھول

اڑنے لگی جس کی وجہ سے دیکھنا محال ہو گیا۔ شارمین نے گھبراتے ہوئے ونیسہ کو آواز

دی لیکن کوئی جواب نہ آیا۔ وہاں صرف ہوا اور پتوں کی آوازیں تھیں۔ طوفان نے زور

پکڑا تو شارمین پر زمین بیٹھ گئی۔ کچھ دیر بعد طوفان تھما تو وہ اٹھی اور ادھر ادھر دیکھنے

لگی۔

'اونیسہ! اشار میں نے اپنا پورا زور لگا کر آواز دی۔

اب وہ باقاعدہ کانپتے ہوئے یہاں وہاں بھاگ رہی تھی اور ساتھ ساتھ ونیسہ کو آوازیں بھی دے رہی تھی۔ چیخ چیخ کر اشار میں کا گلہ بیٹھ گیا لیکن ونیسہ کو نہیں ملنا تھا سونہ ملی!

'اونیسہ!!!!!!'

سار میں چلاتے ہوئے اٹھ بیٹھی۔ سکار جو ٹیبل پر گفٹ بیگ رکھ رہا تھا فوراً سے اس کے پاس آیا۔

اشار میں ریلکس!

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'سکار میری ونی! وہ وہ گم ہو گئی سکار۔ وہ مجھے چھوڑ کر چلی گئی۔ میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتی پلیز اسے کہیں واپس آجائے۔۔۔ ونیسہ سیسی! اشار میں بنا کر کے بولی جا رہی تھی اور ساتھ ساتھ ونیسہ کو آوازیں بھی دے رہی تھی۔

اشش! ادھر دیکھو میری طرف! اشار میں کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتے سکار نے اس کے آنسو صاف کیے۔

'اگر ونیسہ تمہیں اس حال میں دیکھتی تو خوش ہوتی؟'

'آپ اسے کہیں نہ واپس آجائے۔ مم میں اس کی ساری باتیں مانوں گی۔' اشار میں زار
و قطار رو رہی تھی۔

'اچھا یہ دیکھو! ونیہ نے تمہارے لیے دیا ہے۔' سکار نے اس کی بات نظر انداز کرتے
ہوئے وہ گفٹ بیگ دکھایا پر جیسے ہی اشار میں نے اسے لینے کے لیے ہاتھ آگے کیا سکار
اٹھ کھڑا ہوا۔

'پہلے کھانا کھاؤ پھر ہی ملے گا ورنہ واپس لے جاؤں گا۔'

'کس خوشی میں واپس لے جائیں گے؟ ادھر دیں مجھے! توقع کے عین مطابق اشار میں
جنگلی بلی بن کر حملہ آور ہوئی لیکن مقابل بھی ماسٹر تھا، لمحے میں اسے قابو کر لیا۔

'ہممم۔۔۔ وائفی کون سا پرفیوم لگایا ہے؟ آنکھیں بند کرتے ہوئے سکار نے خوشبو اپنے
اندر اتاری۔

'ہیں!!' اشار میں اپنا رونا بھولے سکار کی بات پر حیران ہوئی۔

'جی مسز سکار! ویسے یہ صرف پرفیوم کا کمال ہے یا پھر اس میں میری وائفی کا بھی ہاتھ
ہے؟' امیاں کی اگلی بات پر تو اشار میں کو صدمہ ہی لگ گیا۔ وہ اپنی عزیز جاں ونی کی جدائی

کا غم منار ہی تھی اور سکار کو اس کے پرفیوم کی پڑی ہوئی تھی۔

'آپ۔۔۔' مارے صدمے کے اسے سمجھ ہی نہ آیا کہ کیا ہے۔

'ظالم تمہیں تو احساس نہیں ہے۔ میں خود ہی پیچھے ہو جاؤں۔' سکار کہتے ہی شارمین کو

چھوڑتا بیڈ کی طرف بڑھ گیا جبکہ شارمین الجھ کر رہ گئی۔

'اب اس بات کا کیا مطلب ہوا؟'

'تم نے سنا نہیں؟ کہ جب مخالف جنس اکیلے ہوں تو ان کے درمیان تیسرا شیطان ہوتا ہے۔' چہرے پر شرارت بھری مسکان سجائے وہ معصومیت سے بولا تو شارمین آنکھیں پھارے اسے دیکھے گئی لیکن مقابل کی گہری آنکھوں سے جلد ہی نظریں چڑالیں۔

'اچھا میں کھاتی ہوں۔'

شارمین کی بات پر سکار نے دل میں کسی کا شکر یہ ادا کیا کیونکہ اس کے بتائے گئے طریقے پر عمل کرتے وہ شارمین کو بہلانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ کھانے کے دوران شارمین کی نظر سکار کے ہاتھوں پر گئی تو ساتھ ہی اپنا کارنامہ بھی یاد آیا۔

'سکار!'

اہم۔۔۔ 'پانی پیتے ہوئے وہ متوجہ ہوا۔

آئم سوری! مجھے نہیں پتہ تھا کہ آپ کو سکن الرجی ہے۔ اشار میں نے جھجھکتے ہوئے
سکار کا ہاتھ پکڑا اور دیکھنے لگی۔ سرخ دھبے ابھی بھی موجود تھے لیکن پہلے سے کافی بہتر
تھے۔

کوئی بات نہیں! اگر جان بوجھ کر ایسا کرتی تب خیر نہ ہوتی۔ 'سکار نے مسکراتے ہوئے
ہلکے بھلکے انداز میں کہا تبھی دروازے پہ ہوتی دستک پر شار میں نے جلدی سے ہاتھ
چھوڑ دیا۔

نسرین بیگم دروازہ کھول کر اندر آئیں اور شار میں کو کھانا کھاتا دیکھ کر خوشی سے کھل
گئیں۔

'شار میں دیکھو تمہارے فیورٹ مولی کے پراٹھے بنائے ہیں۔'

'شار میں کو اچھے لگتے ہیں؟' سکار نے حیرت سے پوچھا۔

'حد سے زیادہ! 'نوالہ منہ میں ڈالتے ہوئے شار میں نے مسرور سی کیفیت میں کہا تو

نسرین بیگم نے تشکر بھری نگاہوں سے سکار کو دیکھا۔

'ویسے مجھے کچھ خاص پسند تو نہیں لیکن چلو ٹرائے کرتے ہیں! 'سکار نے جیسے ہی ہاتھ آگے کیا جنگلی بلی نے گھورتے ہوئے پلیٹ اٹھائی۔

'خبردار! یہ میرا ہے۔' اشار میں نے کہتے ہی مزے کھانا شروع کر دیا۔

'دیکھ رہی ہیں آپ؟' بظاہر ناراضگی سے کہا گیا لیکن کالی آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔

'کوئی بات نہیں میں اپنے بیٹے کو اور بنا دیتی ہوں۔'

نسرین بیگم پیار سے اس کے بال بگاڑتیں کمرے سے چلی گئیں تو وہ شارمین کی طرف متوجہ ہوا جو بچوں کی طرح آس پاس سے بے خبر کھانے میں مگن تھی۔ کچھ وقت گزار کر سکار سنیک۔ آئز کے ساتھ واپس جا چکا تھا لیکن شارمین کو رونے سے باز رہنے کی تلقین کرنا نہیں بھولا۔

'دیکھو اونٹنی! رونے سے صرف تمھیں اور ونیسہ گڑیا کو ہی تکلیف ہوگی۔'

سکار کی بات یاد کرتے شارمین نے وہ گفٹ بیگ کھولا جس میں ایک ڈبہ خوبصورتی سے

پیک ہوا پڑا تھا اور ساتھ ہی ایک لیٹر بھی تھا۔ ڈبے کو یونہی چھوڑ کر شارمین نے وہ لیٹر

کھولا جس کے شروع میں ہی برابر ایک جملہ لکھا ہوا تھا۔

اسا لگرہ مبارک پشوگے!"

غزالی آنکھیں پانیوں سے بھر گئیں۔ ایک ہاتھ سے آنکھوں کا پانی صاف کرتے وہ آگے پڑھنے لگی۔

"پہی برتھڈے پشوگے! اللہ جی تمہیں سارے جہاں کی نعمتیں عطاء کریں۔ غم تمہارے گھر کا راستہ بھول جائے اور خوشی سے واپسی کی راہ گم ہو جائے۔۔۔ زندگی سکھوں کی بہار سے مہک اٹھے اور دکھوں کی خزاں سے محفوظ رہے! مشکلات تم پر نظر ڈالنا گوارا نہ کریں اور آسانیاں تمہاری راہ میں پلکیں بچھائیں اور اللہ جی میری یہ ساری دعائیں قبول فرمائیں۔ آمین ثم آمین! اور ہاں ایک اور دعا تو میں بھول ہی گئی۔ اللہ تمہیں بہت کیوٹ کیوٹ سے کا کے کاکیاں بھی دیں۔ (ہی ہی ہی ہی ہی)"

بچوں والی سطر پڑھ کر شارمین نم آنکھوں سے مسکرا دی۔

”مہمم۔۔۔ تواب آتے ہیں میں بات کی طرف! پشوگے اگر تم یہ لیٹر پڑھ رہی ہو تو میری جان! خود کو ہلکان مت کرو! میں یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ تم نے کئی دن صدمے میں گزارے ہوں گے، یہاں تک کے تمہیں کسی چیز کا ہوش ہی نہیں ہوگا۔ میری جان میری پشوگے! یہ بہت غلط بات ہے۔ اللہ جی نے انسان کے دل کو ایسا بنایا ہے کہ اس میں صرف ایک ہستی کی محبت رہ سکتی ہے۔ کیا تمہیں حضرت یوسفؑ اور حضرت یعقوبؑ کا واقعہ یاد ہے؟ اگر یاد ہے تو زہ سوچو کہ اللہ جی نے حضرت یعقوبؑ اور ان کے سب سے عزیز بیٹے کو غم ہجراں میں کیوں مبتلا کیا؟ کیونکہ حضرت یوسفؑ کی محبت بھی ان کے دل میں بسنے لگی تھی۔ حضرت یعقوبؑ کو جب اس بات کا احساس ہوا تو انہوں نے توبہ کر لی۔ جس پر اللہ جی نے خوش ہوتے، انہیں پر سکون کر دیا۔

پشوگے یہی حال ہمارا بھی ہوا ہے۔ ہم دونوں کی ایک دوسرے کے لیے محبت حد سے بڑھ گئی ہے جو اللہ جی کو بالکل بھی پسند نہیں اور یہ ٹھیک بھی ہے! اب خود کو ہی دیکھ لو! میرا کسی سے فری ہونا تمہیں کتنا بُرا لگتا ہے۔ اسی طرح اللہ جی کو بھی نہیں اچھا لگتا۔ میری جان! اگر سکون چاہتی ہو تو تم بھی حضرت یعقوبؑ کی طرح اپنی غلطی مانتے ہوئے اللہ جی سے معافی مانگ لو، انہیں راضی کر لو۔

اب جلدی سے جاؤ اور اگر تہجد کا وقت ہے تو فوراً سے نوافل پڑھو اور اپنے رب کو راضی
 کر لو۔ دوسری صورت میں فجر پڑھتے ہوئے سوری کر لینا۔
 بس اتنا کافی ہے اب تم جاؤ جلدی۔

اللہ حافظ!

فی امان اللہ!"

خط کے اختتام پر آنسو تھم چکے تھے۔ ونسیہ کی باتوں نے شارمین کی سوچوں کو ایک ننا
 رخ دیا تھا۔

'اونی سچ ہی تو کہہ رہی ہے۔' اشارمین نے سرگوشی میں کہا۔

'میں ونی کی محبت میں اتنی ڈوبی ہوئی تھی کہ اللہ جی سے بھی غافل ہو گئی۔ میں نے چار
 دن سے نماز بھی نہیں پڑھی! بے یقینی ہی بے یقینی تھی۔ شارمین کو لگا کہ جیسے کوئی
 اس کا دل نچوڑ رہا ہو۔

'اللہ جی! اب کی بار بہنے والے یہ آنسو ندامت کے تھے۔

دور کہیں سے فجر کی آذان سنائی دی تو شارمین روتے ہوئے اٹھی اور جلدی سے واش روم میں جا کر وضو بنایا اور پھر نماز پڑھی۔ جیسے ہی شارمین رکوع میں جھکی، رونے میں شدت آگئی اور سجدہ میں جاتے ہی وہ ہچکیوں سے رونے لگی۔ خود کو سنبھالتے ہوئے وہ بمشکل اٹھی۔ نماز مکمل ہونے تک شارمین کی ہچکیاں بندھ چکی تھیں۔

اللہ جی! مم مجھے معاف کر دیں! مم میں آپ کو بھی بھول گئی تھی حالانکہ آپ میرے لیے زیادہ اہم ہیں۔ آپ کے بغیر میں کچھ بھی نہیں ہوں اللہ جی! آآپ کے آگے ونیسہ کی کوئی اہمیت نہیں۔ لیکن اللہ جی! میں نے کبھی بھی دانستہ اس کی محبت کو آپ کی محبت سے زیادہ اہمیت نہیں دی۔ میں اسے اپنے لیے آپ کی نعمت سمجھا کرتی تھی۔ مم میری محبت حد سے گئی بڑھ ہے اللہ جی! پلیز مجھے معاف کر دیں۔ وہ آپ کی بندی تھی، آپ نے اسے اپنے پاس بلا لیا۔ مم میں آپ سے اپنے لیے صبر طلب کرتی ہوں اللہ جی! اور آپ کی رضا میں راضی ہوتی ہوں۔!

یو نہی روتے اور معافی مانگتے شارمین کی آنکھ کب لگی، اسے کوئی خبر نہ ہوئی۔۔۔

کہتے ہیں جانے والے تو چلے جاتے ہیں لیکن اپنے پیاروں کی زندگی بدل جاتے ہیں۔ یہی

حال احمد ویلہ کے مکینوں کا بھی تھا۔ ونیسہ کی حادثاتی موت نے مہرماہ کو خاموش کر دیا تھا۔ تدفین کے بعد سے وہ بہت کم روئی تھی۔ نورین بیگم اپنی جوان بیٹی کی جدائی میں آنسو بہاتی رہی تھیں۔ ایمان کو بھی احمد زمان نے یہ کہہ کر زبردستی بھیجا تھا کہ بچے متاثر ہو رہے ہیں۔

مہرماہ نورین بیگم کے ساتھ اس وقت کیچن میں تھی جب بائیک کی آواز پر نورین بیگم پھر سے رو دیں۔

'یاد ہے میری ونیسہ اس وقت سب کام چھوڑ کر اپنے باباجانی کے لیے پانی کا گلاس لے جایا کرتی تھی! ان کی بات پر مہرماہ کی آنکھیں گیلی ہوئیں اور وہ پانی کا گلاس لیے کیچن سے نکل کر لاؤنچ میں آئی جہاں احمد زمان صوفے کی ٹوہ پر سر ٹکائے بیٹھے تھے۔

'اسلام علیکم باباجانی! آآپ کا پانی۔' مہرماہ کی آواز پر احمد زمان نے اس امید پر آنکھیں کھولیں کہ شاید گزرا ہوا کل ایک برا خواب ہو اور ان کی بیٹی ان کے سامنے ہو لیکن! حقیقت اپنے تلخ روپ میں کھڑی نظر آئی۔

'وعلیکم اسلام بیٹا!'

'باباجانی آپ کیوں چلی گئیں؟ مجھے ان کی بہت یاد آتی ہے۔ ماما جان بھی ہر وقت روتی رہتی ہیں۔' مہرماہ نے روتے ہوئے احمد زمان کندھے پر سر رکھا تو انھیں احساس ہوا کہ اپنے غم میں وہ اس نازک سی جان کو فراموش ہی کر چکے تھے۔

'انہیں میرا بیٹا! ایسے نہیں کہتے۔ آپ کی آپنی کو شہادت کا تہہ ملا ہے جو ہر کسی کو نہیں ملتا۔ آپ کو تو فخر کرنا چاہیے۔' مہرماہ کے آنسو صاف کرتے ہوئے احمد زمان نے پیار سے کہا۔

'لیکن باباجانی میں انھیں بہت یاد کرتی ہوں۔' آپ کو وہ واقعہ یاد ہے نہ جو دادو کی فونگی پر سنایا تھا؟' احمد زمان کے پوچھنے پر مہرماہ نے سر ہلاتے ہوئے بتانا شروع کیا۔

'جی باباجانی۔ آپ نے کہا تھا کہ ایک دفعہ ایک لیڈی کا چھوٹا سا بیٹا فوت ہو گیا تو وہ بہت رویا کرتی تھیں۔ ایک دن وہ روتے روتے ہی سو گئیں تو خواب میں دیکھا کہ بہت سارے بچے ہاتھ میں دیا لیے جا رہے ہیں لیکن ایک بچہ ان سے پیچھے تھا۔ وہ اور کوئی نہیں ان کا اپنا بیٹا تھا۔ جب وہ اس کے پاس گئی اور پیچھے رہ جانے کی وجہ پوچھی تو بچے نے کہا کہ جو بچے آگے ہیں وہ اپنے والدین کی دعاؤں کی وجہ سے ہیں لیکن آپ کے آنسو

میرا دیا بجاتے ہیں جس کی وجہ سے میں پیچھے رہ گیا ہوں۔'

'بلکل یہی واقعہ آپ ونسیہ کے لیے بھی یاد رکھو۔ آپ کا رونا سے کوئی فائدہ نہیں دے گا لیکن آپ کی دعا ضرور اس کے کام آئے گی۔ اگر آپ خوش رہو گی تو وہ بھی خوش رہے گی۔' مہرماہ کی پیشانی پر پیار کرتے ہوئے انہوں نے کہا۔

'جی باباجانی! انشاء اللہ میں آپ کی بات یاد رکھوں گی۔' مہرماہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 'اشاباش! میری بہادر بیٹی ہے مہرماہ۔ اب یہ بتاؤ آپ کی ماما جان کہاں ہیں؟ انہیں بھی سمجھانا پڑے گا کہ بچوں کی طرح رونے سے کچھ نہیں ہوتا۔' احمد زمان کے شرارت سے کہنے پر مہرماہ روتے ہوئے ہنس دی۔

'آپ روم میں جا کر فریش ہوں میں انہیں بھیجتی ہوں۔' مہرماہ کے ساتھ ہی احمد زمان بھی اٹھے اور اپنے کمرے میں چلے گئے۔

'ماما جان یہ میں دیکھتی ہوں آپ باباجانی کو دیکھ لیں۔' نورین بیگم کے ساتھ ہی چھری لیتے مہرماہ خود سلا د کاٹنے لگی۔

نورین بیگم جب کمرے میں آئیں تو احمد زمان تو لیے سے ہاتھ خشک کر رہے تھے۔

'اسلام علیکم! رونے کی وجہ سے آواز بھاری ہو رہی تھی۔

'او علیکم اسلام! طبیعت کیسی ہے اب؟'

'ابتر ہوں۔'

'نورین! آپ کو پتہ بھی ہے آپ کا یوں ہر وقت رونا، مہرماہ پر کتنا گہرا اثر چھوڑ رہا ہے؟

ہم بڑے ہیں نورین۔ ہمیں اپنے بچوں کو سنبھالنا ہے ناکہ خود بھی بچہ بننا ہے۔' احمد

زمان نے انھے صوفے پر بیٹھاتے ہوئے سمجھایا۔

'مم میں کیا کروں مجھے وہ نہیں بھولتی۔' نورین بیگم نے روتے ہوئے اپنا چہرہ ہاتھوں

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں چھپالیا۔

'بھولتی تو مجھے بھی نہیں ہے نورین! لیکن ہم مہرماہ کو بھی تو نظر انداز نہیں کر سکتے نہ! وہ

کتنی خاموش ہو گئی ہے آپ نے نوٹس کیا ہے؟؟ وہ اب پہلے کی طرح میرے آنے پر

اپنے سکول کی باتیں بھی نہیں کرتی۔' احمد زمان نے نم لہجے میں کہا تو نورین بیگم کے

رونے میں تیزی آگئی۔

'پلیز اپنے لیے نہ سہی مہرماہ کے لیے ہی خود کو سنبھالیں۔ اسے ہماری زیادہ ضرورت

ہے۔ 'احمد زمان نے ان کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

'انشاء اللہ میں پوری کوشش کروں گی۔'

'مما جان بابا جانی کھانا لگا دیا ہے آجائیں!'

مہرماہ کی آواز پر احمد زمان انھیں لیے باہر چلے گئے۔

کلیم ہاؤس میں اس وقت صرف ایمان موجود تھیں۔ دونوں بچے سکول میں تھے جبکہ واسق اور حیدر کلیم آفس گئے ہوئے تھے۔ صنم کلیم بھی اپنے شوہر کے ساتھ کسی رشتہ دار کی طرف گئی ہوئی تھیں۔

گھر کے کام سے فارغ ہو کر ایمان ہاتھ میں ایک البم لیے صوفے پر بیٹھیں جو وہ احمد والا سے لے کر آئی تھیں۔ اس البم میں ونسیہ اور ان کی بچپن کی یادیں تھیں۔ ایمان ایک ایک کر کے ساری تصویریں دیکھ رہی تھیں۔ ان سے جڑے لمحوں کو یاد کرتے ہوئے آنسو تو اتر سے بہہ رہے تھے لیکن انھیں احساس ہی نہیں ہوا۔

واسق جو حیدر کلیم کے کہنے پر ایک فائل لینے آیا تھا، ایمان کو یوں البم میں کھویا دیکھ کر

اُس نے کرب سے آنکھیں میچ لی۔ چھوٹے چھوٹے قدم لیتا وہ ایمان کے پاس آیا اور ہمت جمع کرتے ہوئے انھیں آواز دی لیکن وہ ماضی کے بھنور میں اس قدر گم تھیں کہ واسق کی پکار سنائی ہی نہ دی۔ واسق نے گہری سانس بھرتے ہوئے ایک بار پھر کوشش کی تو ایمان چونکتے ہوئے اس کی طرف متوجہ ہوئیں۔

'آپی! بھائی کو وہ وائٹ فائل چاہیے!'

واسق کی دھیمی آواز پر وہ اپنے آنسو صاف کرتے اٹھیں اور کمرے کی طرف چلی گئیں۔ نادانستہ واسق کی نظر کھلی ہوئی البم پر پڑی تو زخمی سی لیے وہ اسے دیکھے گیا۔ تصویر میں ونیسہ جھولے پر بیٹھی کھلکھلا رہی تھی اور ایمان اسے جھولا دیتے ہوئے کچھ کہہ رہی تھیں۔ ونیسہ کو دیکھتے ہوئے کئی خاموش آنسو دل پر گرے تھے۔

چند لمحوں بعد ایمان فائل لئے واپس آئیں تو واسق پر نظر پڑتے ہی ان کا دل کٹ گیا۔ چہرے پر اُداسی اور آنکھوں میں ویرانی لیے وہ پہلے والا ہنس مکھ اور زندہ دل واسق تو کہیں سے بھی نہیں لگ رہا تھا۔

'یہ لو بیٹا!'

بھگی آواز میں کہتے ایمان نے فائل واسق کی طرف بڑھائی تو وہ خاموشی سے فائل لیے جانے لگا لیکن کسی خیال کے تحت واپس مڑا۔

'آپی! آپ کے رونے اس سے ونیسہ کو بھی تکلیف ہوگی۔ انھیں ہمارے آنسوؤں سے زیادہ دعاؤں کی ضرورت ہے!'

یہ کہتے ہوئے واسق کا خود کا لہجہ بھی بھگی گیا تو وہ گھر سے نکل گیا۔

'جانے سے ہمارا خیال کیوں نہیں آیا شہزادی؟' ایمان پھوٹ پھوٹ کر رودی۔

واسق کی حالت دیکھ کر وہ مزید غمگین ہو گئی تھیں۔ کچھ دیر بعد وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں آئیں اور وضو کر کے نوافل ادا کر کے پھر ونیسہ کے لیے دعا کرنے لگیں۔

ونیسہ کا کہا سچ ثابت ہوا تھا۔ اللہ کی رضا میں راضی ہونے اور حد سے بڑھنے پر معافی مانگنے سے اب شارمین پر سکون ہو چکی تھی۔ ونیسہ کی یاد اب بھی آتی تھی لیکن پہلے کی طرح وہ بے حال نہیں ہوا کرتی تھی۔ عصر کی نماز پڑھ کر وہ موبائل لیے گارڈن میں لگے جھولے پر بیٹھی گئی۔ جیسے ہی شارمین نے وٹس ایپ کھولا، نظر ونیسہ کے نام پر گئی

تو گہری سانس بھرتے شارمین نے وہ چیٹ کھولی اور پڑھنا شروع کی۔ یہ ونسیہ کے مرنے سے ایک دن پہلے کی تھی۔ چہرے پر غم کے سائے لہرا لگنے اور آنکھیں نم ہو گئیں۔ دور کھڑے فہد سے اپنی بہن کی یہ حالت دیکھی نہ گئی تو پاس آیا۔

اعیثا کیلی کیوں بیٹھی ہو؟

اونی یاد آرہی ہے۔ 'شارمین نے کہتے ہی ضبط کیے ہوئے آنسوؤں کو بہہ جانے دیا۔ اعیثا پلیزرو نہیں! ونسیہ آپ کی تکلیف ہوگی۔ اپنے لہجے کو نارمل رکھتے فہد نے بمشکل کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

'جانے سے ایک دن پہلے اس نے مجھے ایک غزل بھیجی تھی اور تمہیں پتہ ہے کیا کہا تھا؟' ونسیہ کی بات یاد کرتے وہ مسکرائی۔

کیا کہا تھا؟ آنسو صاف کرتے ہوئے فہد نے پوچھا۔

"پشوگے یہ غزل جو ہے نا، میرے دل کے آر پار ہوئی اور پھر یوٹرن لے کر واپس دل میں آکر بیٹھ گئی!" شارمین ہنستے ہوئے رو دی تو فہد بھی آنسو بہاتے شارمین کا ہاتھ لیتے ہوئے سہلانے لگا۔

'اور پتہ ہے جب مجھے وہ غزل بھیجی تھی تو کہا تھا کہ "تم یہ غزل سنبھال کر رکھنا کیا پتا
 ضرورت پڑ جائے!" "فہدا سے پہلے سے پتہ تھا یہ سب، تبھی تو وہ میری لائف کے ہر
 امپورٹنٹ دن کے لئے کوئی نہ کوئی انتظام کر کے گئی ہے!"
 آنکھیں بند کرتی وہ غم کی مورت بنے غزل پڑھنے لگی۔



رخصت ہو تو بات میری مان کر گیا

جو اس کے پاس تھا وہ مجھے دان کر گیا

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی

اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

دلچسپ واقعہ ہے کہ کل اک عزیز دوست

اپنے مفاد پر مجھے قربان کر گیا

کتنی سدھر گئی ہے جدائی میں زندگی

ہاں وہ جفا سے مجھ پہ تو احسان کر گیا



خالد میں بات بات پہ کہتا تھا جس کو جان

وہ شخص آخرش مجھے بے جان کر گیا

(خالد شریف)

بھگی آواز میں آخری شعر پڑتی وہ پھوٹ پھوٹ کر رودی تو فہد بھی ضبط کے باوجود رو
پڑا۔ نسرین بیگم جو شارمین کی فرمائش پر فراز بنار ہی تھیں، دونوں کو روتا دیکھ کر جلدی
سے ان کے پاس آئیں۔

اروتے نہیں ہیں شارمین! ونسیہ کتنی ناراض ہوگی تمہیں یوں روتا دیکھ کر۔ نسرین بیگم کی خود کی آواز بھی نم تھی۔

اللہ جی مجھے ہمت دیں! اشارمین نے سرگوشی میں کہتے ہوئے آنسو صاف کیے۔

اممافر ابن گئے ہیں یا نہیں؟ افہد نے شارمین کا دھیان بٹانے کو پوچھا۔

اہمم بن گئے۔'

اعیشا۔۔۔ افہد کی پکار پر شارمین نے سراٹھا کر اسے دیکھا جو شریر مسکراہٹ سجائے اٹھے قدم لے رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'1،2،3۔۔۔ وہ سارے میں کھاؤں گا۔'

فہداونچی آواز میں کہتے اندر بھاگ گیا تو شارمین چیختی ہوئی اس کے پیچھے بھاگی۔ نسرین بیگم بھی مسکراتے ہوئے چل دیں۔

کمرے میں دو لوگ موجود تھے جن میں سے ایک مطالعے میں مصروف تھا جبکہ دوسرا پریڈ کرتے ہوئے ہر دو منٹ بعد دانت پیس رہا تھا۔

ابس کر دوادنت گھس جائیں گے! ایک نظر غبارے کی طرح منہ پھولائے سنیک۔
آنز پر ڈالتے ہوئے کمانڈو نے بظاہر عام سے لہجے میں کہا۔

آپ کی وجہ سے! صرف اور صرف آپ کی وجہ سے یہ سب ہو رہا ہے۔ ابھی تک
نہیں آئے وہ دونوں۔ اعصے سے کہتے سنیک۔ آنز پھر سے اپنے سابقہ کام پر لگ گیا۔

دراصل آج رات نوبے ان تینوں کو اپنے مشن کے لیے نکلنا تھا اور فلیٹ پر پلین
دوہرانے سے پہلے وہ سب کمانڈو کے گھر آئے اور ان کی اجازت پر سکار اور سنا پیر اپنی
بیگمات سے ملنے چلے گئے، جس پر سنیک۔ آنز غبارہ بنا پھر رہا تھا۔

اب اگر تمھاری بیوی نہیں ہے تو اس میں ان دونوں کا کیا قصور؟ کمانڈو نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

ان کا قصور یہ ہے کہ وہ میرا خیال کیے بنا چلے گئے! مصنوعی آنسو صاف کرتے سنیک۔
آنز دکھی انداز میں بولا۔

اتو تم بھی ڈھونڈ لو اپنی بیگم! اور یہ میرا وعدہ ہے کہ اگلے مشن میں صرف تمھیں
اجازت ہوگی اپنی بیگم سے ملنے گی! کمانڈو نے پچکارتے ہوئے کہا لیکن سنیک۔ آنز

کے غبارے سے ہوا نہ نکلی!

'اچھا آؤ تمھاری امی نے آج قورمہ بنایا ہے ہم دونوں باپ بیٹا کھاتے ہیں۔' کمانڈو
سنیک۔ آئز کو لیے باہر آگئے جہاں ندا بیگم کھانا لگا رہی تھیں اور دونوں بچے بھی ان کی
مدد کر رہے تھے۔

'اسلام علیکم بھائی کیسے ہیں آپ؟ کہاں غائب رہتے ہیں آجکل؟' حرا اور عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

'وعلیکم اسلام بچوں! بس مشن میں بڑی ہوں!!'
سنیک۔ آئز نے بیٹھتے ہوئے کہا اور سب کھانے میں مشغول ہو گئے۔

پنک کلر کی نائٹ ڈریس پہنے وہ اس وقت اپنے ہاتھوں کا مساج کر رہی تھی جب نظر
اندر آتے سنا پپر پڑی۔

'اسلام علیکم! کافی ٹائم بعد آئے ہیں!' وہ مسکراتی ہوئی سنا پپر کے پاس آئی۔

'وعلیکم اسلام! کیا ہو رہا ہے؟'

ابس سونے لگی ہوں۔ آج کافی تھک گئی تھی، کالج میں فیسٹیول تھانہ! 'معصومیت سے کہتے وہ سنا پیر کو مسکرا نے پر مجبور کر گئی۔

اہم۔۔ تو مزہ آیا؟ 'سنا پیر اسے لیے بیڈ پر بیٹھا۔

'بہت آیا۔ اچھا ہوا کہ آپ آگئے اتنی ساری باتیں بتانی ہیں میں نے! 'وہ اشتیاق سے بولی۔

'انشاء اللہ ضرور سنوں گا بٹ ابھی نہیں! میں تم سے ملنے آیا تھا۔'

'کیا مطلب؟ 'سنا پیر کی بات پر سارا جوش جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'نوبے نکلنا ہے!'

سنا پیر نے نظریں چراتے ہوئے کہا تو وہ چہرہ جو کچھ دیر پہلے کھلا ہوا تھا ایک دم سے مرجھا گیا اور آنکھیں پانیوں سے بھر گئیں۔

'پلیز میری جان! تمہارے آنسو مجھے کمزور کر دیں گے۔ مجھے پچھتانیے پر مجبور نہ کرو کہ

میں کیوں آیا۔ 'سنا پیر نے بے چین ہوتے ہوئے اس کے آنسو صاف کیے تو وہ پھوٹ

پھوٹ کر رودی اور بار بار آپ نہیں جائیں پلیز! 'کہتے سنا پیر کی آنکھیں بھی نم کر گئی۔

'ادھر دیکھو! تم ایک ماسٹر کی بیوی ہو! تمہیں مجھ سے بھی زیادہ اسٹر انگ بننا ہے۔ ان لڑکیوں کے بارے میں سوچو جنہیں وہ لوگ پکڑ کر لے جاتے ہیں۔ ان کے پیرنٹس پر کیا گزرتی ہوگی؟' سناپیر کی بات پر وہ نیچلا لب دانتوں میں دباتی آنسو ضبط کرنے لگی۔

'میں پرامس کرتا ہوں اگر میرے بس میں ہو تو غازی بن کر واپس آؤں گا! پھر اگلا پورا دن تمہارا! آخری بات شرارت سے کہتے سناپیر اسے مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

'دن نہیں پورا ہفتہ! اشان بے نیازی سے کہا گیا۔

'جو آپ کا حکم! اب اچھی بیویوں کی طرح دُعائیں پڑھ کر پھونکو!'

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سناپیر کی بات پر وہ بھاگ کر الماری سے دوپٹہ لائی اور سر پر اوڑھ کر کچھ آیات پڑھ کر دم کرنے لگی۔

'اللہ جی! میرے سناپیر کی حفاظت کریں اور انہیں کامیابی عطاء فرمائیں۔ آمین! بیگم کی دعا پر سناپیر کے چہرے پر بڑی خوبصورت مسکراہٹ آئی۔

'اللہ حافظ میری جان! پیشانی پر محبت کی کارروائی کرتے وہ پیچھے ہوا اور بنا دوسری نظر اس پر ڈالے کمرے سے چلا گیا۔

'اللہ حافظ! وہ بھی سنا پڑے کے جانے کے بعد کپڑے بدل کر جائے نماز بچھائے اپنے شوہر کی کامیابی کے لیے دعا کرنے لگی۔

دوسری طرف شارمین ابھی عشاء پڑھ کر فارغ ہوئی تھی اور جائے نماز پر بیٹھی پچھلے کئی دنوں کی طرح اپنے رب کو راضی کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

'میرے پیارے اللہ جی! پلیز مجھے معاف کر دیں۔ مجھے ہر گز اندازہ نہیں تھا کہ ونسیہ سے میری محبت اتنی بڑھ گئی ہے کہ جس دل میں صرف آپ کی محبت ہونی چاہیے تھی وہاں ایک انسان کی محبت بھی بسنے لگی۔ مجھے معاف کر دیں اللہ جی! پلیز مجھے معاف کر دیں! آنسوؤں سے چہرہ بھیگ رہا تھا۔

'یہ آپ بھی جانتے ہیں کہ میں نے دانستہ ایسا نہیں کیا۔ آپ تو مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں نہ! پلیز مجھے معاف کر دیں۔۔ اشارمین اب ہچکیوں سے رونے لگی۔

'اللہ نے جو تمہیں اپنے سامنے حاضر ہونے کی توفیق دی ہے نہ، یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اب وہ تم سے ناراض نہیں ہے واکنفی! 'خوبصورت بھاری آواز پر شارمین

نے آنکھیں کھولیں تو سامنے ہی وہ دو زنانوں بیٹھا ہوا تھا۔

’سچ میں؟‘

’بلکل!‘

یہ سنتے ہی شارمین کی بے چین روح پر سکون ہو گئی تو مسکراتے ہوئے سجدہ شکر بجا لائی۔

’آپ اس وقت؟‘ جائے نماز اٹھاتے ہوئے شارمین نے پوچھا۔

’ہمم۔۔۔ ملنے کا دل کر رہا تھا تو آ گیا۔‘

’آپ کی آواز کو کیا ہوا؟ گلا خراب ہے کیا؟‘ سکار کی آواز کافی بدلی بدلی سی لگی تو پوچھ لیا۔

’اسے چھوڑو اور یہاں بیٹھ کر میری بات سنو!‘ سکار نے اسے پکڑ کر بیڈ پر بیٹھایا۔

’وائفنی! تم پائیز سے اتنا چڑتی کیوں ہو؟‘

’بس ویسے ہی۔‘ سکار کا پائیز میں دلچسپی لینا شارمین کی سمجھ سے باہر تھا۔

’وہ بہت خلوص سے تمہاری طرف آیا تھا پر تم نے ہمیشہ اس کی انسلٹ کی۔ وہ تمہیں

مجھ سے بھی زیادہ چاہتا ہے وانفی! اگر تم میری مسکراہٹ ہو تو پائیز کے مسکرانے کی وجہ ہو، میرے وجود کا حصہ ہو تو پائیز کی جان میں بستی ہو! 'سکار نے کہتے ہوئے اپنا ماسک اتار دیا اور شارمین کے ہاتھ مضبوطی سے تھامے۔

'میرے لیے پہلے میرا وطن ہے پھر تم، لیکن پائیز مجتہبی کی پہلی ترجیح اس کی کیٹی کیٹ ہے۔'

آخری بات پر سکار مسکرایا تو شارمین حیرت کی مورت بنی اسے دیکھے گئی۔ وہ دنیا کا پہلا شوہر ہو گا جو اپنی بیوی کو اس کے سابقہ منگیتر کی محبت کا احساس دلارہا تھا۔
 'وانفی تمہیں پائیز سے کوئی مسئلہ تھا نہیں تم نے خود بنا لیا تھا اور نہ میرا نہیں خیال کوئی اپنے کرش کے پروپوزل کو رد کرتا ہو گا۔' اشارمین اسی طرح بے یقینی سے سکار کو دیکھ رہی تھی کیونکہ اس کی باتیں شارمین کی سمجھ سے باہر تھیں۔

'آج مجھے مشن پر جانا تھا تو سوچا لگے ہاتھوں تم سے بات بھی کر لوں۔' سکار کی بات پر شارمین جیسے ہوش میں آئی۔

'اک کیا مطلب؟' تنفس بگڑنے لگا اور چہرہ پیلا پڑھ گیا۔

’وائفنی ریلکس! اسکار تھوڑا پریشان سا ہو گیا۔

’آآ آپ بھی وئی کی طرح مجھے چھوڑ کر جانا چاہتے ہیں نا؟‘ اشار میں ہاتھ چھڑاتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

’نہیں وائفنی! اسکار بھی بے چین ہوتا اٹھا۔

’پپ پلینز آپ نہیں جائیں! مم میں آپ کی ساری باتیں مانوں گی اور بلکل بھی تنگ نہیں کروں گی پلینز نہیں جائیں! اسکار کے سینے سے لگتی وہ سسک سسک کر رونے لگی تو اسکار کی جان پر بن آئی۔

’اچھا ادھر میری طرف دیکھو! اسکار نے اشار میں کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا۔

’اگر خدا نخواستہ کوئی لڑکی پھر سے کسی حادی کے پاس پھنس جائے تو ہمیشہ اسے بچانے اسکار نہیں جاسکے گا۔ اگر اللہ کو اس کی آزمائش مطلوب ہوئی تو ہم ماسٹر زچاہ کر اسے بچا نہیں پائیں گے۔ کیا تم چاہتی ہو کہ کسی اور کے ساتھ بھی ایسا ہو؟‘ اسکار نے خود پر ضبط کرتے ہوئے کہا ورنہ جب بھی وہ پیل یاد آتے، مارے غصے کے اس کی طبیعت خراب ہو جایا کرتی تھی۔

شارمین نے روتے ہوئے سر نفی میں ہلایا۔

اتو پھر بجائے آنسوؤں کے، مجھے دعاؤں کے سائے میں رخصت کر دو اور اپنے اللہ جی پر یقین رکھو۔ میری پوری کوشش ہوگی کہ واپس ضرور آؤں اور پھر تمہیں ہمیشہ کے لیے اپنے ساتھ لے جاؤں۔ 'شارمین کے آنسو صاف کرتے ہوئے سکار نے آخر میں شرارت سے کہا تو وہ جو اسے ہی دیکھ رہی تھی، نظریں چراتے ہوئے مسکرائی۔

'اب میں سکون سے جاسکتا ہوں۔' ایک آخری نظر اپنی وانفی پر ڈالتے وہ مڑ گیا۔

'میں اپنے غازی کا انتظار کروں گی۔'

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بھگی آواز پہ وہ رکھ کر، پر مڑا نہیں۔ شارمین چھوٹے چھوٹے قدم لیتی سکار کے پاس آئی اور اس کی چوڑی پشت پر سر ٹکائے ہلکی آواز میں آیت الکرسی پڑھنے لگی۔ سکار بھی آنکھیں بند کیے کلام پاک سننے لگا۔ مزید کچھ دعائیں پڑھنے کے بعد شارمین سکار کے آگے آئی اور آنکھیں بند کر کے پھونکنے لگی۔ سکار نے مسکراتے ہوئے اپنی جنگلی بلی کا سلجھا ہوا روپ دیکھا اور پھر پورے استحقاق سے شارمین کی پیشانی پر محبت کی مہر ثبت کی۔

'اللہ حافظ!'

'باؤمید دیدار! فی امان اللہ!'

نم آنکھوں سے اسے جاتا دیکھ کر شارمین واپس جائے نماز بچھائے اس کی سلامتی کے لئے دعا کرنے لگی۔

سنا پیر اور سکار آگے پیچھے فلیٹ میں داخل ہوئے اور سیدھا میٹنگ روم کے طرف بڑھ گئے جہاں کمانڈو اور سنیک۔ آئز پہلے سے ہی موجود تھے۔

'اسلام علیکم سر! دونوں سیلوٹ کرتے ہوئے اپنی کرسیوں پر آئے۔

'او علیکم اسلام! مل لیا؟ کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا؟'

'ظاہر سی بات ہے۔ ان کے نکلے ہوئے دانت اس بات کے گواہ ہیں کہ سب خیریت

سے ہو گیا۔ سنیک۔ آئز کے طنزیہ انداز پر سنا پیر اور سکار نے نا سمجھی سے کمانڈو کی

طرف دیکھا جنھوں نے مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے سر نفی میں ہلایا۔

'اچھا بس! سنیک۔ آئز انسان بن جاؤ۔ کمانڈو کی بات پر سنیک۔ آئز کا پھولا ہوا غبارہ

یعنی منہ مزید پھول گیا۔

اب تم سب آنکھیں، کان اور دماغ کھول کر میری بات سنو اور سمجھو۔ اگمانڈونے ٹیبل پر نقشہ پھیلا یا تو تینوں متوجہ ہوئے۔

یہ بار کا 3D نقشہ ہے۔ جیسا کہ تم سب دیکھ سکتے ہو یہ آبادی سے دور ریگستان کے بالکل درمیان میں ہے اور اس کی گہرائی بھی کافی زیادہ تو اندر ہونے والے شور سے آبادی میں ہلچل مچنے کا کوئی خدشہ نہیں۔ لیکن! احتیاط کرنا کہ تہہ خانے سے باہر فائرنگ نہ ہو۔ اگمانڈو کی بات پر تینوں نے سر ہلایا۔

اسکار، سنیک۔ آئز تم دونوں بیک پرائٹیک کرو گے اور سنا پیر تم سائیڈ سے آتے ہوئے ان دونوں سے مل جانا۔ میں پھر سے دوہرا ہا ہوں اندر ایک ساتھ جانا ہے۔ اگمانڈونے آخری بات پر زور دیتے ہوئے ٹھہر ٹھہر کر کہا تو تینوں نے سعادت مندی سے سر ہلایا۔ اتم تینوں کی شکلیں اعتبار کرنے والی نہیں ہیں اور خاص کر کے تم سکار! اگر مجھے پتہ چلا کہ تم سب ساتھ نہیں تھے تو بہت بُری طرح سے پیش آؤں گا۔ ان کا یوں آرام سے مان جانا اگمانڈو کو ہضم نہ ہو تو تھوڑا سختی سے کہا۔

'انشاء اللہ سر آپ کی بات پر ہر حال میں عمل کریں گے۔' تینوں نے یک زبان ہو کر کہا تو کمانڈو نے جاچتی نظروں سے دیکھا اور ان کی آنکھوں میں سچائی محسوس کرتے ہوئے گہرا سانس لیا۔

'ساڑھے آٹھ بجے تم لوگوں کی فلائٹ ہے۔ ایک گھنٹے بعد تم سب وادی نوشکی میں ہو گے اور اگلے پندرہ منٹ میں اپنی منزل پر! وہاں پاک آرمی کی ٹیم پہلے سے ہی موجود ہوگی۔ پورے دس بجے! آئی ریپیٹ (I repeat) پورے دس بجے اللہ کا نام لیتے ہوئے اٹیک کر دینا۔' کمانڈو کہتے ہوئے سیدھے ہو گئے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interjia

العرۃ تکبیر!!

'اللہ اکبر!!'

ان کی آواز میں شیر کی سی دھاڑ اور بادلوں کی سی گرج تھی۔

اکلمہ طیبہ!!

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ

پہاڑ جیسا مضبوط اور عقیدت بھرا انداز تھا ایسے۔ ماسٹر زکا۔

شماہیں کبھی پرواز سے تھک کر نہیں گرتا

پُردم ہے اگر تو، تو نہیں خطرہ افتاد!

(علامہ محمد اقبال آ)

کمانڈو نے مسکراتے ہوئے شعر پڑھا۔

'اللہ حافظ کمانڈو!'

سکار، سناپیر اور سنیک۔ آئرنان سے مل ایئرپورٹ کے لیے نکل گئے۔

'یا اللہ میرے بچوں کو اپنی امان میں رکھنا!'

کمانڈو دل میں اپنے رب سے التجا کرتے خود بھی فلیٹ سے نکل کر گھر چلے گئے۔

فلیٹ سے نکل کر وہ تینوں ایئرپورٹ آگئے۔ سفر خاموشی سے کٹا۔ ہر کوئی اپنے خیالوں

میں گم تھا۔ ایک گھنٹے بعد وہ بلوچستان کی سرزمین پر قدم رکھ چکے تھے۔ چیک۔ ان کے

بعد سنیک- آئز، سکار اور سناپئر پورٹ کے پچھلے حصے کی طرف آئے جہاں کالے رنگ کی گاڑی پہلے سے ہی موجود تھی۔ بنا وقت ضائع کیے وہ تینوں گاڑی میں سوار ہوئے اور اپنی منزل کی جانب روانہ ہوئے۔ صحرا کے قریب ہی وہ گاڑی سے اتر گئے اور باقی کا سفر پیدل طہ کیا۔ کچھ دیر کی مسافت کے بعد وہ ایک جگہ پر پہنچے جو دور سے دیکھنے پر ریت کا پہاڑ لگتا تھا پر درحقیقت وہ آرمی والوں کا خیمہ تھا جہاں ریڈ کرنے سے پہلے سب نے جمع ہونا تھا۔ سنیک- آئز، سناپئر اور سکار نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر اس خیمے کے اندر چلے آئے جہاں آرمی آفیسرز پہلے سے ہی ہیں ان کا انتظار کر رہے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'اسلام علیکم! تینوں نے سلیوٹ کیا۔

'او علیکم اسلام! سب نے مشترکہ جواب دیا۔

'تو بوائز! سب ریڈی ہے؟' کیپٹن ار حم کمال نے پوچھا۔

'الحمد للہ سر! ٹھیک دس منٹ بعد اٹیک کرنا ہے۔' جواب سناپئر کی جانب سے آیا۔

'اگڈ! اور اپنا پلین بتاؤ۔'

'میں اور سنیک۔ آئزبیک سے آئیں گے جبکہ سناپیر رائٹ سے۔' سکار نے کہا۔

'سر چونکہ بیسمنٹ کافی گہرائی میں ہے تو اندر ہونے والا شور باہر نہیں آئے گا۔ لیکن

پہرے داروں کو ہمیں مارشل آرٹ کا استعمال کرتے ہوئے ٹھکانے لگانا ہوگا۔'

سنیک۔ آئزبیک کی بات پر کیپٹن ارحم کمال کی آنکھوں میں ستائش ابھری۔

'باقی سب تو ٹھیک ہے لیکن سناپیر اکیلا کیوں؟'

'میری پہچان ہی میرا نام ہے سر!'

'کمانڈو کی محنت مزید بہتر بن کر سامنے آئی ہے۔' سناپیر کی بات پر وہ تعریف کیے بنانہ
 رہ سکے۔

'سر تین منٹ رہتے ہیں۔ ہمیں اپنی پوزیشن سنبھال لینی چاہئیں۔' آفسر کی بات پر
 کیپٹن نے تینوں کو وائر لیس ریڈیو دیئے۔

'اٹیک ایک ساتھ ہی کریں گے تاکہ انھیں سنبھلنے کا موقع نہ ملے۔'

'اوکے سر!'

سکار کہتے ہوئے سناپیر اور سنیک۔ آئزبیک کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے خیمے سے باہر

نکل گیا تو وہ دونوں بھی کیپٹن کو سیلوٹ کرتے چلے آئے اور اپنی اپنی پوزیشن سنبھالنے سے پہلے ایک جگہ رکے۔

'تم دونوں نے بلٹ پروف جیکٹ پہنی ہیں؟' سکار نے پوچھا تو دونوں نے سر ہلا دیا۔
'چاکلیٹ کھا لو جلدی سے۔' سناپیر کی بات پر سکار اور سنیک۔ آئرن نے مسکراتے ہوئے اس سے چاکلیٹ لے کر کھائی۔

دراصل نڈا بیگم کا کہنا تھا کہ کوئی بھی کام کرنے سے پہلے اگر میٹھا کھا لیا جائے تو انسان زیادہ توجہ سے وہ کام کرتا ہے۔ کیونکہ میٹھی چیز انسان کو غمگین ہونے نہیں دیتی۔
چاکلیٹ کھانے کے بعد سنیک۔ آئرن نے ہاتھ آگے کیا جس پر پہلے سناپیر پھر سکار نے بھی اپنا ہاتھ رکھا۔

'ہم اپنے ملک کی حفاظت کے لئے دل و جان قربان کرنے سے دریغ نہیں کریں گے!
انشاء اللہ! ادھی مگر پر جوش آواز میں تینوں نے عہد کیا۔

'ایک منٹ رہتا ہے تم دونوں جاؤ! سناپیر انھیں بھیج کر خود تیاری کرنے لگا۔
سنیک۔ آئرن اور سکار نے بھی بیک پر پہنچ کر گن میں گولیاں چیک کیں اور پھر انھیں

واپس رکھتے ہاتھوں کی مٹھیاں کھول بند کرنے لگے۔

دس بجتے ہی فضا میں ہلکی مگر محب الوطنی سے سرشار آواز میں نعرہ تکبیر بلند ہوا اور ملک کے محافظ چاروں طرف سے حملہ آور ہوئے۔

سنیک- آئز اور سکار اللہ کا نام لیتے ہوئے سامنے موجود چاروں آدمی پر جھپٹ پڑے اور مہارت سے ان کی گردنیں توڑ کر واصل جہنم کرتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ دوسری طرف سنا پیر گن پر سینسر لگائے اپنے آگے آنے والے ہر آدمی کو چھلنی کر رہا تھا۔ اس کا نشانہ اتنا پکا تھا کہ ایک گولی بھی نہیں خالی نہیں گئی۔ کچھ ہی دیر میں وہ اپنی طرف کے تمام آدمیوں کا صفایا کر چکا تھا۔

سنیک- آئز! سکار! کہاں ہو تم دونوں؟!

سنا پیر نے وائر لیس میں کہا لیکن کوئی جواب نہ آنے پر فوراً پیچھے کی طرف بھاگا جہاں وہ دونوں لاشوں کو اکٹھا کر رہے تھے۔

اچلیس؟ اسنا پیر نے ان کی مدد کرتے ہوئے پوچھا۔

ہاں! کیپٹن ہم اندر جا رہے ہیں! آئی ریپیٹ ہم اندر جا رہے ہیں!!

لاشیں ایک طرف جمع کرتے ہی تینوں نے اپنی گنز لوڈ کیں اور کلمہ شہادت پڑھتے ہال میں داخل ہوئے اور حملہ کر دیا۔ ٹھیک اسی وقت دوسری طرف سے آرمی والوں نے بھی گولیاں برسانا شروع کر دیں جس سے بار کے کئی آدمی موقع پر ہی مارے گئے اور باقی ماندہ دیواروں کی اوٹ لیے جوانی فائرنگ کرنے لگے تو فضا گولیوں کے شور اور لڑکیوں کی چیخوں سے گونج اٹھی۔

'یہاں پر لڑکیاں بھی ہیں!' پلر کے دوسری طرف سے نکلتے ہوئے سنیک-آئرن نے سامنے موجود آدمی کے دل کا نشانہ لیتے ہوئے اونچی آواز میں کہا۔

'ماسٹرز! لڑکیوں کو رسیو کرو! آئی ریبیٹ ماسٹرز لڑکیوں کو رسیو کرو!' وائر لیس سے آتی کیپٹن ارحم کمال کی آواز پر تینوں ہال سے نکل آئے۔

'لڑکیاں بیسمنٹ میں ہوں گی۔' سکار نے آواز سے سمت کا اندازہ لگاتے ہوئے کہا۔
'راستہ یہاں ہے جلدی کرو۔'

سنیک-آئرن نے ہاتھ میں پکڑے ڈیوائس پر دیکھتے ہوئے دائیں جانب بنے دروازے کی طرف اشارہ کیا تو سنا پیر اور سکار آگے بھاگے اور دروازہ کھولا تو سیڑھیاں نظر آنے

لگیں۔

'میں آگے رہوں گا۔ تم دونوں میرے پیچھے آؤ!'

سنا پیر گن سنبھالے نیچے اترنے لگا تو سنیک۔ آڑ اور سکار بھی اس کے پیچھے چل پڑے۔
سڑھیوں کا اختتام ایک بڑے سے ہال میں ہوا جہاں ہر طرف دروازے ہی دروازے
تھے اور ہر دروازے سے لڑکیوں کے چیخنے کی آوازیں آرہی تھیں۔

'اونو! واپس چلو!'

گڑ بڑ کا احساس ہوتے ہی سکار نے چیختے ہوئے کہا تو سب سیرھیوں کی طرف بھاگے
لیکن آدھے راستے میں ہی بیسمنٹ میں ایک زوردار دھماکا ہوا جس سے سنیک۔ آڑ اور
سنا پیر تو باہر گر پڑے لیکن سکار اندر ہی رہ گیا۔

'سکار رررررر!'

دونوں اپنی پرواہ کیے بنا واپس سیرھیوں کی طرف آئے جہاں سے کالا دھواں اور آگ
کی تپش نکل رہی تھی۔

'بڈی۔۔۔۔۔' سنا پیر کی دلخراش چیخ گونجی۔

'کان کے۔۔۔۔۔ پر۔۔۔۔۔ دے۔۔۔۔۔ نہ۔۔۔۔۔ پھا۔۔۔۔۔ ٹ!' (کان کے پردے نہ پھاڑ)
سکار کی کھانستی ہوئی آواز پر سنیک۔ آئز نے جلدی سے اسے باہر کھینچا تو سنا پرنے جلدی
سے اس کی ہڈی اتاری جو کمر کی طرف سے جل چکی تھی۔

'یہ یہ ٹھیک ہے نہ!' سنا پرنے نم لہجے میں سنیک۔ آئز سے پوچھا جو سکار کی جلی ہوئی کمر
کا معائنہ کر رہا تھا۔

'اللہ کا شکر ہے زیادہ نہیں جلی۔' انہونی کے احساس سے سنیک۔ آئز کی اپنی آواز کانپ
رہی تھی۔

'پان۔۔۔۔۔ نی۔۔۔۔۔' (پانی) سکار نے کھانستے ہوئے کہا۔

'ہاں میں دیکھتا ہوں۔' سنا پرنے جلدی سے اٹھ کر ہال میں آیا جہاں آرمی زخمیوں کو
ہسپتال منتقل کرنے کا بندوبست کر رہی تھی۔

'سر! پانی مل سکتا ہے؟' اکیپٹن ار حم کمال جو اپنے جوانوں کو ہدایات دے رہے تھے
سنا پرنے کی آواز پر متوجہ ہوئے۔

'کیوں نہیں! یہ لو! اور تم سب ٹھیک ہو؟ بلاسٹ کی آواز آئی تھی۔' ہاتھ میں پکڑی

بوٹل سنا پیر کو دیتے انھوں نے پوچھا۔

'جی سر! اور وہاں لڑکیاں نہیں تھیں۔ وہ چال تھی۔' اونچی آواز میں بتاتے وہ ہال سے نکل کر سنیک۔ آئز کی طرف آیا جو سکار کو بیٹھا رہا تھا۔

'یہ لو! سنا پیر نے بوٹل سکار کے منہ سے لگائی جو ایک ہی سانس میں بوٹل خالی کر گیا۔

'سکار تم ٹھیک ہو؟' کیپٹن ار حم کی آواز پر وہ سنیک۔ آئز کے سہارے اٹھ کھڑا ہوا۔

'جی سر! جلن اور تکلیف کی وجہ سے آنکھوں سے پانی نکلنے لگا تھا پر وہ ایک ماسٹر تھا! اپنے جذبات چھپانا اچھی طرح جانتا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'ہمم۔۔۔ ویل ڈن بوائز! اب تم لوگوں کا کام ختم ہو چکا ہے۔ سنیک۔ آئز سکار کو

ہسپتال لے جاؤ۔' کیپٹن ار حم نے کہتے ہی واپس جانے لگے۔

'رائٹ کانر میں حادی اور باقی سب کی فیملیز ہیں، صدام کے ذریعے انھیں رسیو کر لیں۔'

سنیک۔ آئز کی بات پر وہ چلتے چلتے ر کے اور بے یقینی سے مڑے، لیکن ان کی بے یقینی

حیرت میں بدل گئی۔ کیونکہ اب وہاں صرف دھواں ہی نظر آ رہا تھا اور ماسٹر زکانام و

نشان بھی نہیں تھا۔ کچھ سوچتے ہوئے وہ واپس ہال میں آئے اور دو تین ماتحت کو لیے رائٹ کانر کی طرف آئے۔

'سر یہاں تو دیوار ہے۔' ان میں سے ایک نے کہا۔

'صدام کے ذریعے۔' کیپٹن ارحم نے زیر لب دوہرایا۔

'دیکھوان میں سے صدام کون ہے!'

کیپٹن کی بات پر آدھے لوگ مردوں میں اور آدھے زخمیوں میں ڈھونڈنے لگے۔

'سر یہ رہا صدام! ایک ماتحت نے مردے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو کیپٹن کے

اشارے پر اسے وہاں لایا گیا۔

'اس کا ہاتھ رکھو رائٹ سائیڈ پر!'

جیسے ہی صدام نامی شخص کا ہاتھ وہاں لگا، زوردار آواز کے ساتھ دیوار اپنی جگہ سے

کھسک گئی اور اندر نظر آنے والے منظر نے ایک لمحے کے لیے سب کو حیرت میں ڈال

دیا۔ وہاں سچ میں سب کے بیوی بچے موجود تھے جو انھیں دیکھتے ہی خوفزدہ ہو گئے۔

'جلدی سے صفائی کرواؤ اور ان سب کو یہاں سے نکال لو۔'

'ہم نہیں جاسکتے! کیپٹن کی بات پر ان میں سے ایک لڑکی روتی ہوئی بولی۔

کیوں بیٹا؟'

'ان۔۔ انھوں نے اس روم میں سنسرفٹ کیا ہے۔ ااا گر ہم میں سے کوئی بھی یہاں سے نکلا تو بلاسٹ ہو جائے گا اور پورا بار اڑھ جائے گا۔' وہی لڑکی بولی تو کیپٹن کو سنیک۔
آنز کے جملے میں "ر سکیو" لفظ کی سمجھ آئی۔

'سر کیوں نہ وہ سنسربند کر دیا جائے!'

انہیں سنسرفٹ کو بلٹ پروف گلاس سے کور کیا گیا ہے۔ اس صدام کی تلاشی لو۔ ضرور اس کے پاس کچھ ہوگا۔' چھت پر بنے فانوس کی طرف اشارہ کرتے کیپٹن ار حم نے کہا تو ماتحت جلدی سے صدام نامی شخص پر جھکا اور اس کی جیب سے ایک عجیب قسم کا کارڈ نکالا۔

'سر یہ کارڈ یہ ملا ہے۔ باقی اس کا والٹ اور آئی۔ ڈی کارڈ ہے۔'

ماتحت کے سے کارڈ لے کر کیپٹن ار حم نے یہاں وہاں نظر دوڑائی تو ایک جگہ سے دیوار تھوڑی سے ابھری ہوئی محسوس ہوئی۔ ہاتھ لگانے پر اندازہ ہوا کہ وہاں پر کارڈ ڈالا جانا

تھا۔ کیپٹن نے ایک لمحہ بھی ضائع کیے بنا جلدی سے کارڈ ڈالا تو بیپ کی آواز سے سنسر بند ہو گیا۔

'الحمد للہ! اب آپ سب باہر آجائیں اور جازم ان سب کو فیملی سنٹر لے جاؤ۔' پہلی بات ان سے کہتے کیپٹن نے اپنے ماتحت سے کہا جو "یس سر" کہتے ہوئے ان سب کو وہاں سے لے گیا۔۔۔

وہاں سے باہر آ کر تینوں ماسٹرز زرگیستان سے نکلے تو وہی کالی گاڑی ان کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ سب جلدی سے اس میں سوار ہوئے اور فرنٹ سیٹ پر پڑے بیگ سے ٹی۔ شرٹس نکال کر پہنتے ہوئے اپنا حلیہ بدل لیا۔ سنیک۔ آئرنز نے فرسٹ ایڈ باکس سے آئس بیگ نکال کر سکا کی کمر پر رکھ دیا جس سے بچارے کی حالت مزید خراب ہو گئی۔

'ہٹاؤ اسے۔۔۔۔۔ سنیک۔ آئرنز کو مکے مارتے ہوئے سکار ہلکی آواز میں چیخا۔

'بلکل چپ! سنا پیر پکڑو اس کے ہاتھ! ایک گھنٹے تک زخم مزید خراب ہو جائے گا۔'

سکار کو گھورتے ہوئے سنا پیر سے اس کے ہاتھ قابو کروا کر وہ اپنے کام میں مگن ہو گیا۔

پندرہ منٹ بعد جب وہ ائر پورٹ پہنچے تو سنیک- آئرنے اسے کھلی سی ٹی- شرٹ پہنے میں مدد کی۔

'یار رر میرا سر بہت زور سے بجا تھا۔' سنا پُرنے گاڑی سے نکلتے ہوئے اپنا سر سہلایا۔
'اور میرا گھٹنا! سنیک- آئرنے لنگڑا کر چلتے ہوئے کہا۔

ائر پورٹ پہنچتے ہی وہ تینوں بلکل عام انسان بن گئے۔ اپنے زخموں کی فریاد کرتے وہ کہیں سے بھی کچھ دیر پہلے والے ماسٹرز نہیں لگ رہے تھے۔

'پھر میں تو کچھ بولوں ہی نہ!' کچھ جلنے کی وجہ سے اور پھر باقی کی کٹر سنیک- آئرنے پوری کر دی، جس پر وہ بچارا بے حال سا ہو گیا تھا۔

'یہ ضروری تھا بڈی ورنہ سچ میں زخم خراب ہو جاتا۔' سنا پُرنے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے پیار سے کہا تو سکار بھی مسکرا دیا۔

اور یوں ایس- ماسٹرز اپنا مشن پورا کر کے پشاور واپس آگئے اور سکار کی حالت دیکھتے ہوئے سیدھا سی- ایم- ایچ چلے گئے جہاں سنیک- آئرنے اور سنا پُرنے کا بھی تفصیلی معائنہ کیا گیا۔ کمانڈو کو جیسے ہی ان کے آنے کی اطلاع ملی، وہ فوراً سی- ماسٹرز C-Masters

، ہیکر اور باس کو لیے ہسپتال پہنچے۔ ایس۔ ماسٹرز سے پہلے سی۔ ماسٹرز ہوتے تھے۔ جن میں کمانڈو، کیس اور کرپس تھے۔ Commando, Case, Cripps۔ باس ان سب کے ہیڈ تھے جبکہ ہیکر اپنے نام کی طرح ان کے لیے ہیکنگ کرتا تھا۔

’خضر بیٹا! کہاں ہیں وہ سب؟ اور ٹھیک ہیں نا؟ زیادہ پریشانی والی بات تو نہیں؟‘ اگمانڈو نے بے تابی سے پوچھا۔

’اللہ کا شکر ہے کوئی سیریس انجری نہیں ہوئی۔ بس چھوٹی موٹی چوٹیں ہیں جو ایک ہفتے تک ٹھیک ہو جائیں گی۔ لیکن سکار کی کمر کافی جل گئی ہے۔ اسے ٹائم لگے گا اور جیسے جیسے زخم بہتر ہوتا جائے گا تکلیف بھی بڑھے گی۔‘ خضر نے پیشہ ورانہ انداز میں کہا۔

’ہم مل سکتے ہیں؟ باس نے پوچھا۔

’سکار تو فحالی انجکشن کے زیر اثر سو رہا ہے البتہ باقی دونوں سے مل لیں۔ وہ سامنے روم نمبر 7 اور 8 میں ہیں۔‘

ڈاکٹر کے اشارے پر وہ سب پہلے سنایپر کے پاس آئے۔ جس کے ہاتھوں اور ماتھے پر پٹی لگی تھی اور چہرے پر جا بجا خراشیں تھیں۔

'مجھے اپنے بچوں پر فخر ہے! کمانڈو نے مسکراتے ہوئے کہا اور سلیوٹ کیا تو سنا پرنے بھی مسکراتے ہوئے سلیوٹ کیا۔

'ویسے مجھے نہیں پتہ تھا کہ میرا نالائق بیٹا بھی اتنا قابل ہو سکتا ہے۔' اگر پس نے شرارت سے کہا تو سنا پرنے منہ پھولا لیا۔

'میں نے اکیلے ہی دس منٹ میں 12 آدمیوں کو ٹھکانے لگایا ہے۔' گردن اکڑانے کے چکر میں سنا پرنے کی چیخیں نکل گئیں جس پر سب ہنس پڑے۔

'آرام سے لڑ کے! تم مشن سے واپس آئے ہو۔' ہیکر نے پانی کا گلاس اسے پکڑا لیا۔
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
'میری بیگم کو بتایا ہے؟' ہیکر کا ہاتھ پکڑ کر اس نے آہستہ سے پوچھا۔

'نہیں! ابھی تو کافی لیٹ ہے۔ انشاء اللہ صبح سب لیڈرز کو بتائیں گے۔'

'اب سنیک۔ آرز کی طرف چلتے ہیں۔ وہ پہلے ہی بھرا بیٹھا ہوا ہے۔'

کمانڈو نے ہنستے ہوئے کہا تو سب وہاں سے نکل کر سنیک۔ آرز کی طرف آئے جس کے گٹھنے اور بازوؤں پر پٹی لگی ہوئی تھی اور توقع کے عین مطابق وہ اپنا غبارہ پھولائے بیٹھا ہوا تھا۔

اب بھی کیوں آئے ہیں؟ جائیں اپنے دونوں سپوتوں کے پاس جو مشن سے آئے ہیں۔
میں تو چھپن چھپائی کھیل کر آیا ہوں نا۔ اسنیک۔ آئز کی چلتی زبان کو بریک کیس کی
گھوری پر لگا۔

اچھوڑو کیس بچہ ہے۔ آپ سب کو پتہ ہے ارحم نے بہت تعریف کی ہے ہمارے بچے
کی، اسی کی وجہ سے وہ فیملیز کو ر سکیو کر پائے ہیں!

کمانڈو نے ر سکیو پر زور دے کر کہا تو سنیک۔ آئز نے مسکراتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں
اور وہ وقت یاد کیا جب وہ ہر کمرے کو چیک کر رہا تھا کہ ان کی فیملیز کا پتہ چل جائے۔
جیسے ہی وہ آخری کمرے سے نکلا، ڈیوائس نے سنگل دیا جس کا مطلب تھا کہ آس پاس
کوئی سنسر موجود تھا۔ دیوار کو دیکھتے ہی اسے سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ سب یہی ہوں گے۔
سنیک۔ آئز نے جلدی سے فنگر پرنٹ میچ کیے جو وہ ہر کمرے سے لایا تھا۔ کچھ دیر کی
محنت سے وہ یہ پتہ لگانے میں کامیاب ہو گیا کہ صدام نامی شخص ہی اس دروازے کو
کھول سکتا ہے۔ اس کا ارادہ کام ختم ہونے پر یہاں آنے کا تھا لیکن سکار کی حالت دیکھتے
ہوئے وہ کیپٹن کو آگاہ کرتے وہاں سے نکل گیا تھا۔

اہم۔۔ یہ تو اچھی بات ہے۔ زبردست! ہیکر کی آواز پر وہ حال میں واپس آیا۔

'سکار کیسا ہے اب؟' سنیک۔ آرنے پریشانی سے پوچھا۔

'ہم ابھی نہیں ملے وہ سو رہا ہے۔' جواب باس کی طرف سے آیا۔

سب سنیک۔ آرنے سے باتیں کر رہے تھے تو باس خاموشی سے نکلے اور سکار کے کمرے میں آئے جو منہ کے بل سویا ہوا تھا۔ چھوٹے چھوٹے قدم لیتے وہ قریب آئے تو دیکھا کہ چہرے پر بھی کافی زخم تھے اور کمر کی جلد جلنے سے عجیب سی ہو رہی تھی۔ تکلیف کی وجہ وہ نیند میں بھی بے چین ہو رہا تھا۔ انھوں نے سکار کے سر میں ہاتھ پھیرا اور نم مسکراہٹ لیے اس کی پیشانی چومی۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'مجھے تم پر ناز ہے!'

'ہمم۔۔۔' سکار نیند میں ہی بڑبڑایا تو وہ ہنس دیئے۔

'اس حال میں بھی سکون نہیں ہے تمہیں۔'

'نہ! سکار کی آواز کافی ہلکی تھی۔

'سو جاؤ میں یہی ہوں تمہارے پاس۔' پیار سے کہتے وہ کرسی کھینچ کر وہیں بیٹھ گئے اور سکار کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگے جس پر وہ مسکراتے ہوئے نیند کی دیوی کے ساتھ

چل دیا۔

دو آنکھوں نے یہ منظر خوشی سے دیکھا اور وہیں سے پلٹ گئیں۔۔۔

فجر کی آذان کے ساتھ ہی شارمین کی آنکھ بھی کھل گئی۔ وہ جائے نماز ہر بیٹھے بیٹھے ہی سو

گئی تھی۔ آنکھیں ملتے ہوئے اس نے آذان کا جواب دیا اور اٹھ کر واش روم چلی گئی۔

کچھ دیر بعد وضو بنا کر آئی اور نماز پڑھنے لگی۔ سلام پھیر کر دُعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو

دل شوہر کی سلامتی مانگنے لگا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اللہ جی! پلیز میں مزید کسی بھی آزمائش کی متحمل نہیں ہوں! پلیز مجھ عاجز بندی پر

کرم کر دیں۔ انم آنکھوں سے کہتے وہ سجدہ میں چلی گئی اور دستک کی آواز پراٹھی۔

اشارمین! انسرین بیگم کی آواز پر وہ اپنے آنسو صاف کرتی جائے نماز تہہ کرتے مڑی۔

اجی ماما!

اوہ۔۔۔ انھیں سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کس طرح سے کہتیں۔

کیا بات ہے ماما؟ اشارمین کو بے چینی ہونے لگی۔

اتم عبایا پہن کر نیچے آؤ۔ 'نسرین بیگم کہتے ہی فوراً گمرے سے چلی گئیں تو شارمین کا دل دھک دھک کرنے لگا۔

'اللہ جی! پلیز نہیں! انم آنکھوں سے اوپر دیکھتے التجاء کی گئی۔

جائے نماز اپنی جگہ پر رکھ کر شارمین نے الماری سے عبایا نکال کر پہنا اور نیچے آگئی جہاں نسرین بیگم ناشتہ لگا چکی تھیں۔

'اسلام علیکم! گڈ مارنگ۔' شارمین نے بیٹھتے ہوئے سلام کیا۔

'او علیکم اسلام مارنگ! جلدی سے ناشتہ کرو۔' عابرا عظیم نے کہتے ہوئے نسرین بیگم کو اشارہ کیا تو انھوں نے شارمین کے سامنے ناشتہ رکھا۔

بے دلی سے چند لقمے لے کر وہ چائے پینے لگی۔ عابرا عظیم اور نسرین بیگم کافی پریشان لگ رہے تھے۔ فہد سے آنکھوں ہی آنکھوں میں پوچھا تو اس نے فلحال خاموش رہنے کا کہا۔ ناشتے سے فارغ ہو کر عابرا عظیم گاڑی کی چابی لیے باہر چلے آئے اور نسرین بیگم برتن سمیٹنے لگیں۔

'فہد! ماما پاجانی اتنے پریشان اور خاموش کیوں ہیں؟' دل میں طرح طرح کے وہم و

شبہات آرہے تھے۔

ابھائی کی طرف جانا ہے اور ممتا تمہیں لے جانے کے حق میں نہیں ہیں جبکہ پاپا جانی چاہتے ہیں تم بھی آؤ۔' اہد نے خود کو پر سکون ظاہر کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ سکار کے بارے میں سن کر شارمین کارنگ پھیکا پڑ گیا۔

اعیاشا۔ اللہ کا شکر ہے وہ کامیاب لوٹے ہیں۔' اہد نے جلدی سے کہا۔

اچلو بھی دیر ہو رہی ہے۔' انسرین بیگم خود بھی عبا یا پہن چکی تھیں۔

شارمین نقاب لیتے ہوئے گاڑی میں بیٹھی اور تقریباً ساڑھے سات بجے وہ عابرویلہ سے نکلے۔ گاڑی مختلف راستوں سے ہوتی ہوئی اپنی منزل کی جانب بڑھ رہی تھی۔ شارمین جو باہر کے نظاروں میں کھوئی سکار کے بارے میں ہی سوچ رہی تھی جانی پہچانی جگہ کو دیکھتے ہی چونکی لیکن جیسے ہی گاڑی رکی اور نظر سامنے گئی تو یوں لگا کہ دل دھڑکنا ہی بھول گیا ہو۔ ماضی کسی فلم کی طرح آنکھوں کے سامنے چلنے لگا۔ خون میں لت پت ونیسہ کو شارق بازوؤں میں اٹھائے اند جا رہا تھا اور پیچھے ہی شارمین اور ایشل بے حال ہوتی آرہی تھیں۔

شارمین کو یوں گم صم ہوتا دیکھ کر نسرین بیگم نے شکایتی نظروں سے عابراً عظم کو دیکھا جو خود بھی پریشان ہو گئے تھے۔ جیسے جیسے وہ اندر آرہی تھی، اس کا رنگ سفید پڑتا جا رہا تھا۔ جیسے ہی وہ ایک روم کے آگے ر کے شارمین گہرے گہرے سانس لینے لگی۔ یہی وہ جگہ تھی نا جہاں ونیسہ اس کے کان میں صُور پھونکتی اس دنیا سے چلی گئی تھی۔ ونیسہ کے آخری جملے کی بازگشت ایک بار پھر سے سنائی دینے لگی تھی۔

امم۔۔۔ میں۔۔۔ تت۔۔۔ تمہارا۔۔۔ ویٹ۔۔۔ کر۔۔۔ روں گی۔ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ!

ان۔۔۔ نہیں! اشارمین نے تڑپ کر اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے۔

امما۔۔۔ ماما! اشارمین گہرے گہرے سانس لیتی نیچے بیٹھ گئی تو نسرین بیگم بھی روتے ہوئے اس کے پاس بیٹھیں۔

امما۔۔۔ اس۔۔۔ اسے کہیں مم میرے پاس آئے۔۔۔ ماما میں اسے تنگ بھی نن۔۔۔ نہیں کروں گی۔۔۔ بولتے ہوئے اسے یہ احساس بھی نہیں تھا کہ وہ کیا بول رہی تھی۔

کچھ دیر بعد جب وہ رو کر دل ہلکا کر چکی تو سکار نے بہت ہلکی آواز میں سرگوشی کی۔
 'وائفی مجھے تو کوئی مسئلہ نہیں لیکن تمہیں یاد دلا دوں کہ تمہارا بھائی اور پیرنٹس یہی پر
 موجود ہیں۔'

سکار کی بات پر شرمندگی سے سرخ پڑتی وہ جلدی سے الگ ہوئی تو وہ ہنستے ہوئے اٹھا اور
 شارمین کو ہاتھ دیا۔ جھجھکتے ہوئے سکار کی مضبوط گرفت میں اپنا ہاتھ دیتے وہ بھی
 اٹھی، لیکن نظر سکار پر پڑتے ہی چلو بھر پانی میں ڈوب مرنے کا دل کیا۔ سکار شرٹ
 لیس تھا اور شارمین کے آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا۔ مارے خفت کے شارمین سے سر
 اٹھانا محال ہو گیا جبکہ سکار اس کی حالت سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔

اتنہیں چین کیوں نہیں ہے؟ کیوں ٹک کر نہیں بیٹھ رہے تم؟؟؟ 'ڈاکٹر خضر کی عرصے
 بھری آواز پر سب اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

'کیوں عرصے میں ہو خضر؟' عابرا عظیم نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔

'اسلام علیکم عابرا نکل آئی! کیسے ہیں آپ؟' وہ جو سکار کو گھور رہا تھا ان کی بات پر
 خوشدلی سے گویا ہوا۔

'او علیکم اسلام ہم ٹھیک۔ اپنی سناؤ۔'

'امت پوچھیں! آپ کے داماد میں زرہ بھی سکون نہیں ہے۔ فجر کے بعد سے چار دفعہ بھاگا ہے اور منع کرنے پر اب پورے ہسپتال میں دندنا تا پھر رہا ہے۔ کل سے پانچ انجکشنز لگا چکا ہوں لیکن مجال ہے جو یہ منحوس دو منٹ کے لیے بھی بیہوش ہو اہو اور صبر کر جاؤ تم! آج باس سے تمھاری یہ بھگوڑی ٹانگیں نہ تڑوائی تو کہنا۔' سکار کو نظروں سے نکلنے کی کوشش کرتا وہ دانت پیستے ہوئے بولا۔

'ٹھیک ہے اب نہیں بھاگوں گا۔'

NEW ERA MAGAZINE
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

سکار لاپرواہی سے کہتا شارمین کا ہاتھ پکڑے اپنے روم میں چلا گیا۔ جس پر نسرین بیگم، عابرا عظیم اور ڈاکٹر خضر تو حیرت سے منہ کھولے کھڑے تھے جبکہ فہد کا ہنس ہنس کر برا حال ہو رہا تھا۔

'اس کی اتنی ہمت؟' عابرا عظیم اچانک ہی جلال میں آگئے اور سکار کے پیچھے جانے ہی والے تھے کہ نسرین بیگم نے روک لیا۔

'زیادہ دل پر لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ چلیں ہم باقی دو سے مل لیتے ہیں تب تک!'

عابرا عظیم کو زبردست گھوری سے نوازتے ہوئے وہ انھیں سنیک۔ آئز کے کمرے میں لے گئیں۔

ادھر شارمین بھی کسی بے جان گڑیا کی طرح سکار کے ساتھ کھینچی چلی گئی تھی۔ شارمین کو بیڈ پر بیٹھاتے ہوئے سکار منہ کے بل اس کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا اور وہ جو اسے سخت سنانے کا ارادہ کیے ہوئے تھی، کمر پر نظر پڑتے ہی چپ ہو گئی۔ غیر محسوس انداز میں شارمین اس کے بالوں میں ہاتھ چلانے لگی جس پر ایک خوبصورت مسکراہٹ نے سکار کے چہرے کا بسیرا کیا۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|

اوائفی کچھ بولو!

آپ کو جلن نہیں ہو رہی؟ اشارمین کی بات پر وہ اٹھ بیٹھا۔

اُمم۔۔۔ ہو رہی ہے بٹ یونو میں ماسٹر ہوں! اس سے بھی زیادہ برداشت کر چکا

ہوں۔ اشارمین کی نظر چہرے والے زخموں پر گئی تو دل مزید دکھ گیا۔

آئم ریلی سوری! اگلو گیر لہجے میں کہتی وہ سکار کو بے چین کر گئی۔

اکس بات کے لیے؟

'امم میں نے ہمیشہ آپ کی انسلٹ کی ہے لیکن آپ نے کبھی مجھے اس بات کا احساس ہونے نہیں دیا اور نہ ہی ناراض ہوئے۔' اٹامیری بیوقوفی کو نظر انداز کرتے ہوئے مجھ سے نکاح بھی کر لیا۔ کیوں پائیز؟ آنسوؤں کو بہنے کا موقع مل گیا۔

'ہاں مانتا ہوں تم نے ہمیشہ ہی مجھے بہت تنگ کیا ہے۔ لیکن پھر بھی تم میرے دل کے قریب ہو اور جو دل کے قریب ہوں ان کا تنگ کرنا برا بھی نہیں لگتا۔' استحقاق سے آگے بڑھ کر اس نے شارمین کے آنسو صاف کیے۔

'تم اور ونیسہ گڑیادونوں میرے لیے ایک جیسے ہی ثابت ہوئی ہو۔'
 کیا مطلب؟ 'شارمین نے حیرت سے پوچھا۔

'پہلے وہ مجھ سے ڈرتی تھی لیکن جب ہماری دوستی ہو گئی تو نکاح والے قصے میں سب سے زیادہ اسی نے مجھے سپورٹ کیا تھا اور تم بھی جو پہلے مجھے کو جا باندر بنا گئی، اب دیکھو میرے پاس بیٹھی اپنی غلطی تسلیم کر رہی ہو۔' ونیسہ کے ذکر پر شارمین کی مسکراہٹ پھینکی پڑ گئی۔

'یہ کڈ نیپنگ والے نکاح کا بھی ونی نے ہی بتایا ہو گا نہ؟'

تمہاری ڈیمانڈز پر جب آنٹی کو کافی اعتراض ہو اور وہ منع کر رہی تھیں تو گڑیا بھی یہی کہہ رہی تھی کہ تم نے ضرور کچھ گڑ بڑ کرنی ہے۔ پھر جب عریش گیا تھا گڑیا سے ملنے، تب گڑیا نے کڈ نیپنگ والے نکاح کا مشورہ دیا۔ 'سکار یعنی ہمارے پرنس چارمنگ پائیز مجتبیٰ نے کہا۔

'اونی کو پتہ تھا کہ آپ ہی سکار ہیں؟'

'ہمم۔۔۔ عریش نے بتا دیا تھا۔' پائیز دی سکار واپس شارمین کی گود میں سر رکھ چکا تھا۔

آنٹی اور باقی سب ملنے نہیں آئے؟ 'گھر والوں میں سے کسی کو بھی ہسپتال میں نہ پاتے ہوئے شارمین پوچھا۔

'وہ آرام سے آئیں گے کیونکہ وہ تمہاری طرح نہیں کہ حقیقت جانے بنا ہی سیلاب بہانے لگیں۔' پائیز کے طنز پر شارمین خاموش ہی رہی۔

'کیا بات ہے وانٹی؟ میری بات کا جواب کیوں نہیں دیا؟' پائیز اٹھ بیٹھا۔

'یہ جگہ پہلے بھی میرا ایک عزیز جاں رشتہ چھین چکی ہے۔ مجھے اس پر اعتبار نہیں رہا!' شارمین کی آواز اتنا کرب تھا کہ پائیز کی اپنی آنکھیں بھی نم ہو گئیں۔

'اچھا چھوڑ ان سب باتوں کو اور یہ بتاؤ یونی جوائن کر لی؟' پائیز نے بات بدلنا ہی مناسب سمجھا۔

کچھ دیر بعد عابرا عظیم بھی نسرین بیگم اور فہد کو لیے آئے وہیں آگے لیکن پائیز کو خونخوار نظروں سے گھورنا نہ بھولے جس پر وہ مطمئن بغرت ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے مسکرا دیا۔

غازیان ویلہ میں اس وقت سب ناشتے کر رہے تھے۔ تانیہ بہت چپ چپ تھی۔ جسے سب ہی محسوس کر رہے تھے۔

'ڈیڈی وہ کب تک گھر آئیں گے؟' اقراء نے بریڈ پر جیم لگاتے ہوئے پوچھا۔

'شارق اور عریش رات تک آجائیں گے البتہ پائیز کو شاید ایک دو دن رکننا پڑے۔' مجتبیٰ غازیان کی بات پر تانیہ کے ہاتھ سے کپ گرتے گرتے بچا۔

'کیوں؟' اغزالہ بیگم نے پریشانی سے پوچھا۔

'عریش اور شارق کو اتنی نہیں لگی بس پائیز کو کچھ دن رکھیں گے۔' اطائل غازیان نے

عام سے لہجے میں کہا تو تانیہ بہت خاموشی سے اٹھی اور اپنے کمرے میں چلی گئی۔
 'ناشتہ بھی پورا نہیں کیا! میں دیکھتی ہوں۔' اقرء جیسے ہی اٹھنے لگی دائم نے روک دیا۔
 'آرام سے بیٹھو اور یہ پورا ختم کر کے ہی اٹھنا۔' دائم نے مصنوعی غصے سے کہا اور خود
 تانیہ کے پیچھے چلا گیا۔

'طائل بتائیں کی ہوا ہے میرے بچے کو؟' منہا بیگم نے گلوگیر آواز میں پوچھا۔
 'چھوٹا سا بلاسٹ ہوا تھا جس میں پائیز کی کمر جلی ہے۔ لیکن اللہ کا شکر ہے زیادہ برا حال
 نہیں ہوا۔' اجواب سہیر غازیان کی طرف سے آیا تو خواتین نے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔
 'پریشانی والی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ سب تیاری کریں آدھے گھنٹے تک جائیں گے۔'
 مجتبیٰ غازیان کہہ کر اٹھے اور دونوں بھائیوں کو اسٹیڈی میں آنے کا کہہ کر خود چلے
 گئے۔

سہیر غازیان اور طائل غازیان بھی جلدی سے چائے ختم کرتے اٹھ گئے۔
 دوسری طرف جب دائم تانیہ کے کمرے میں آیا تو وہ جائے نماز پر بیٹھی رو رہی تھی۔
 گہری سانس بھرتا وہ اندر آیا اور تانیہ کے ساتھ بیٹھ گیا۔

'میرا بچہ وہ سب ٹھیک ہیں۔' دائم کی آواز پر تانیہ نے آنکھیں کھولی۔

'اسی لیے بھائی کئی دن گھر سے غائب رہتے تھے نہ میٹنگ کا بہانہ بنا کر؟'

'وہ اس لیے غائب رہتا تھا کہ وہ اپنی پرنس کو ایسٹ نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔' دائم نے

تانیہ کے آنسو صاف کرتے ہوئے سر پر پیار کیا۔

'مجھے بھائی سے ملنا ہے۔'

'اٹھیک ہے۔ آپ فریش ہو کر عبایا پہنو، میں لے جاتا ہوں۔' دائم کی بات پر وہ سر ہلاتی

ہوئی اٹھی اور جائے نماز تہہ کر کے واش روم کی طرف بڑھ گئی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دائم بھی کمرے سے باہر آیا اور لاؤنچ سے گزرتے ہوئے غزالہ بیگم کی عرصے بھری آواز

پر حیرت زدہ ہوتا کیچن میں آیا جہاں وہ اقراء کو ڈانٹ رہی تھیں اور اقراء معصوم سی شکل

بنائے انھیں دیکھ رہی تھی۔

'واؤ! آج تو می میں سا سوماں والی روح آئی ہوئی ہے! 'دائم نے شرارت سے کہا تو منہا

بیگم اور اسماہ بیگم ہنس پڑیں جبکہ غزالہ بیگم دائم کو گھورنے لگیں۔

'اقراء یہ لاسٹ وارنگ ہے۔ اگر اس کے بعد مجھے دودھ کا گلاس خالی نہ ملا تو مجھ سے

بات نہیں کرنا۔'

'مئی مجھ سے نہیں پیا جاتا۔ دل خراب ہوتا ہے۔' اقرار وہانسی ہو گئی ان کی دھمکی پر۔

'تومیر ایٹا جام شیریں ڈال لیا کرو نہ۔ اسی کنڈیشن میں دودھ ضروری ہوتا ہے۔' اغزالہ

بیگم فوراً اپنے پرانے روپ میں آگئیں۔

'اور جام شیریں میری بیگم کو پسند نہیں ہے! 'دائم کی بات پر وہ بچوں کی طرح زور زور

سے ہلانے لگی۔

'اچھا پھر چاکلیٹ ڈال لیا کرو۔' منہا بیگم نے چکن دھوتے ہوئے کہا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'اوکے۔'

'کیا بنا رہی ہیں چچی؟ 'دائم نے پانی پیتے ہوئے پوچھا۔

'بچوں کے لیے سوپ! 'جواب اسما رہ بیگم نے دیا۔

سوپ کے بنتے ہی مجتبیٰ غازیان اور باقی سب ہسپتال کے لیے نکل گئے۔ تقریباً نو بجے وہ

پہنچے اور پہلے پائیز کے کمرے میں آئے جہاں نسرین بیگم اس سے باتیں کر رہی تھیں

اور عابرا عظیم اسے گھور رہے تھے جو شمار مین کی گود میں سر رکھے لیٹا ہوا تھا۔ فہد اپنی

مسکراہٹ دبارہا تھا اور شارمین بچاری شرم سے پانی پانی ہو رہی تھی۔

'اسلام علیکم! مجتبیٰ غازیان کی آواز پر پائیزا اٹھا اور بچوں کی طرح غزالہ بیگم کی طرف بھاگا۔

'اسلام علیکم!'

'او علیکم اسلام میرا بیٹا! غزالہ بیگم آنکھوں میں نمی لیے اس کا زخمی چہرے چومنے لگیں۔

'میں بالکل ٹھیک ہوں مئی! کیوں پریشان ہو رہی ہیں؟' پائیزان سے مل کر اسما رہ بیگم کی طرف آیا تو انھوں نے بھی پائیزا کا سر چومتے ہوئے مشن میں کامیابی پر مبارکباد دی۔

'خیر مبارک خالہ! پائیزاب منہا بیگم کی طرف آیا جو آنسو بہاتے ہوئے اسے گلے لگا گئیں۔

'احوصلہ چچی جان! پائیزا نے ہنستے ہوئے ان کے آنسو صاف کیے اور تانیہ کی طرف متوجہ ہوا جو سر جھکائے کھڑی تھی۔

'میری پرنس مجھے مبارکباد نہیں دے گی؟'

پائیز کی آواز پر تانیہ نے سر اٹھا کر اپنے بھائی کو دیکھا جو اتنے زخموں کے باوجود مسکرا رہا تھا۔

'مبارک ہو بھائی! تانیہ بھی برستی آنکھوں سے مسکرائی اور پائیز کے ساتھ لگ گئی۔

اخیر مبارک! اور یہ آنسو کس خوشی میں بہا رہی ہو؟ ابھی تمھاری آپی کے سامنے میں

تعریفیں کر رہا تھا کہ میری تانی روتی نہیں ہے۔' پائیز نے شرارت سے کہا تو وہ

مسکرائی۔

'اسلام علیکم آئی! اشار میں کی شرمندہ سی آواز پر غزالہ بیگم اس کی طرف متوجہ

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہوئیں۔

او علیکم اسلام! میری بیٹی کیسی ہے؟'

'میں ٹھیک۔ آپ کیسی ہیں؟' غزالہ بیگم کا یوں پیار سے بات کرنا اسے مزید شرمندہ کر

رہا تھا۔

اریلکس شارمین! قسمت میں اسی طرح ہونا لکھا تھا شاید۔' اسماہ بیگم کی بات پر شارمین

مسکرائی اور نسرین بیگم نے دل ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کیا۔

'اسلام علیکم! امید ہے آپ سب خیریت سے ہوں گے۔ باس مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔' ڈاکٹر خضر نے آتے ہی پہلے سب کو سلام کیا پھر مجتبیٰ غازیان کی طرف متوجہ ہوا۔

'او علیکم اسلام! جی بولو۔'

'آپ کا یہ بھگوڑا لڑکا، صبح سے چار بار، چار بار بھاگا ہے۔' ڈاکٹر خضر نے باقاعدہ چار انگلیاں بھی دکھائیں۔

'پائیز! مجتبیٰ غازیان نے سنجیدگی سے اسے پکارا خود کو انجان ظاہر کرتا اقراء اور تانیہ سے بات کر رہا تھا۔'

'اور جب میں نے منع کیا تو یہ منحوس انسان مجھے تنگ کرتا ہاسارا اٹائم اور اینٹی ڈورز بھی لیا ہوا ہے جس سے انجکشن بھی اثر نہیں کر رہا اور فجر کے بعد سے اب تک یونہی گھوم رہا ہے۔' ڈاکٹر خضر نے ایک ہی سانس میں باقی ستم بھی گنوائے جس پر سب پائیز کو گھورنے لگے۔

'اٹھیک ہے۔ تم انسان نہیں بنتے نا؟ اب تین ہفتے تم سوپ پر ہی گزارا کرو گے اور گھر

سے ایک قدم بھی باہر نکال کر دکھاؤ زرا۔ اسیر غازیان نے غصے سے کہا تو پائیز نے
خضر کو گھورا جواب مسکرا رہا تھا۔

'چاچو میری۔۔۔'

'نکالو اس کا سوپ! مجتبیٰ غازیان نے اس کی بات کاٹتے ہوئے اقراء سے کہا تو پائیز کا
منہ لٹک گیا۔

دراصل وہ ماسٹرز کا اسپیشل سوپ تھا جس میں ابلے ہوئے آلو، کدو، گاجر، مٹر، شملہ
مرچ اور چکن ڈالا جاتا تھا اور ہر مشن کے بعد کم از کم دو دن تک تو تینوں کو یہی پلایا جاتا
یہ کہہ کر کہ صحت کے لیے اچھا ہے۔ شارق اور عریش تو خاموشی سے پی لیا کرتے تھے
لیکن پائیز کو وہ بالکل بھی پسند نہیں تھا۔ وہ ہمیشہ دھمکیوں کے زور پر زہر مار کرتا تھا۔

اشارمین شہزادی! خیال رکھنا یہ ایک قطرہ بھی نہ چھوڑے۔ اشارمین جو کھسکنے کی
تیار یوں میں تھی طائل غازیان کی بات سن کر منہ بسور لیا۔

امی اب عیش کی طرف بھی چلتے ہیں سوپ ٹھنڈا ہو رہا ہے۔ لتانیہ کو دیکھتے ہوئے اقراء
نے شرارت سے کہا تو سب مسکرائے۔

اٹھیک ہے آپ سب جائیں۔ پائیزا بھی جا کر بیٹھو اور شارمین بیٹا یہ سوپ لو۔ اگر نہ پیئے تو مجھے بتانا پھر میں خود آتا ہوں اس کے پیچھے۔' اقراء سے ڈش لے کر شارمین کو دیتے ہوئے مجتہی غازیان پائیز کو بیڈ کی طرف لے گئے۔

نسرین بیگم بھی عابرا عظم کو کھینچتے ہوئے لے گئیں جن کا وہاں سے ہلنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

'عابرا حد کر رہے ہیں آپ بھی! اسی لیے میں منع کر رہی تھی مت لائیں شارمین کو، آپ سے ہی برداشت نہیں ہونا لیکن نہیں! میری کبھی کوئی بات مانی ہے جو اب مانیں گے! نسرین بیگم نے باہر نکلتے ہی انھیں کھری کھری سنا دیں۔

'اور وہ جو میری بیٹی کے ساتھ میرے سامنے ہی فری ہو رہا ہے، وہ نہیں دیکھ رہیں؟' عابرا عظم نے پیشانی پر بل لیے کہا تو نسرین بیگم نے اپنا سر پکڑ لیا۔

'یا اللہ! ان باپ بیٹی کا میں کیا کروں؟ عابرا وہ اس کا شوہر ہے۔ کوئی غیر نہیں! اور اگر یہی بات ہے نہ تو خبردار جو لالہ کے سامنے میری طرف نظریں بھی اٹھائیں۔'

'ہاں یہ صحیح ہے۔ بس ہر بات میں مجھے گھسیٹ لیا کرو۔'

عابرا عظیم نے منہ پھولاتے ہوئے کہا تو نسرین بیگم ہنستے ہوئے انھیں عریش کے کمرے میں لے گئیں۔

'امیں نہیں پی رہا یہ گنداسوپ! 'مجتہی غازیان کے نکلتے ہی پائیز نے شارمین کو آنکھیں دکھائیں جو سوپ کو باول میں ڈال رہی تھی۔

'آپ کے تو اچھے بھی پییں گے۔ جلدی سے منہ کھولیں۔ 'شارمین نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے چیخ آگے کی۔

'نو! 'نکاسا جواب دے کر پائیز نے منہ موڑ لیا۔
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 'ہااااا! 'ٹھیک ہے۔ اب اگر مجھ سے ملنے یا بات کرنے کی کوشش بھی کی نہ تو خیر نہیں ہوگی۔ 'بھئی نسرین بیگم کی بیٹی تھی ایسی دھمکی دی کہ پائیز بچارہ حیرت کے سمندر میں جاگرا۔

'ایک منٹ! تم اس گندے سے سوپ کی وجہ سے مجھے یہ کہہ رہی ہو؟ 'پائیز نے بے یقینی سے پوچھا تو شارمین نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔

'اور تمہیں لگتا ہے تم مجھے روک لوگی؟'

'پاپاجانی کافی عرصے ہیں آپ سے! اور میرا صرف یہ کہنا ہی کافی ہوگا' پاپاجانی مجھے پائیز سے نہیں ملنا 'پھر آپ دنیا کا کوئی بھی لاء لے آئیں وہ کسی صورت آپ کو ملنے نہیں دیں گے مجھ سے! 'شارمین کے لہجے میں عابرا عظیم کے لیے جو مان تھا وہ پائیز کو مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

'اچھا ایک شرط پر پیوں گا۔'

'کون سی شرط؟ 'شارمین نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

'مجھے یہ بتاؤ میں تمہیں کس اینگل سے کوجا باندھ لگتا ہوں؟'

پائیز کی بات پر شارمین پر جو ہنسی کا دورہ پڑا تو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ پائیز چاہ کر بھی اسے گھور یا ٹوک نہیں پایا۔ اسے ہنستا دیکھ کر پائیز کو خود میں سکون اترتا محسوس ہو رہا تھا۔

'اففف اللہ جی بس! 'اپنے دکھتے جڑوں کو دباتے شارمین بولی۔

'جب ونی کو پتہ چلا کہ آپ میرا کرش ہیں تو اسنے عرصے میں آپ کا یہ نام رکھ دیا۔'

'اور میرا خیال ہے اس وقت گڑیانے مجھے دیکھا نہیں ہوگا۔' پائیز نے سوچتے ہوئے

کہا۔

اہم۔۔ میرا خیال ہے جس دن عریش بھائی اس سے ملنے گئے تھے تب پتہ چلا تھا آپ کے بارے میں۔ اب جلدی سے یہ سوپ فینش کریں ورنہ!! اشار میں نے جان بوجھ کر بات ادھوری چھوڑ دی اور چچ میں سوپ لیے پائیز کے آگے کیا۔

ابلیک میلر جنگلی بلی! 'بُرے بُرے منہ بناتے ہوئے وہ سوپ پینے لگا۔

قسمت جو وہاں سے گزر رہی تھی ان دونوں کی نوک جھوک سے لطف اندوز ہوتے، دونوں کی خوشیوں کی دعا کرتے ہوئے آگے بڑھ گئی لیکن راستے میں ہی عابرا عظیم اور نسرین بیگم کی کھٹی میٹھی لڑائی دیکھ کر مسکرائی اور ان کے پیچھے آئی جہاں عریش سب سے مل رہا تھا۔

'اہو ماما! ہم ٹھیک ہیں۔ کیوں اتنا رو رہی ہیں؟' عریش بچارا منہا بیگم کے رونے سے پریشان ہوتا بولا۔

'یہ خوشی کے آنسو ہیں سنا پیر جی! اقرء کے شرارت سے کہنے پر سب مسکرائے۔

لتانی شہزادی! عریش کو سوپ پلاؤ ہم تب تک شارق سے مل آئیں۔'

تانیہ کو ڈش پکڑاتے دائم نے بظاہر سنجیدگی سے کہا اور باہر نکل گیا تو باقی سب بھی چلے گئے۔ اب کمرے میں صرف تانیہ اور عریش ہی بچے تھے۔ تانیہ سر جھکائے تھوڑے فاصلے پر خاموش کھڑی تھی۔ عریش مسکراتے ہوئے تانیہ کے پاس آیا اور ڈیش لے کر بیڈ پر رکھتے ہوئے اسے نرمی سے خود میں بھینچ لیا۔ وہ جو خود کورونے سے باز رکھے ہوئے تھی، عریش کے حصار میں کھل کر رو دی۔

’مم میں نے بہت ساری دعائیں کی تھیں آ آپ سب کے لیے۔‘
 ’اور دیکھو وہ ساری قبول بھی ہو گئیں۔ اچھا رونا چھوڑو اور مجھے بتاؤ فیسٹیول میں مزہ آیا تھا؟‘

عریش اسے لیے بیڈ پر بیٹھا تو تانیہ اپنا رونا بھولے اسے فیسٹیول میں ہونے والے واقعات بتاتے ہوئے سوپ پلانے لگی جسے وہ بہت پیاری سی مسکان کے ساتھ سن رہا تھا۔

دونوں کا پیار دیکھتے ہوئے قسمت ان کا پیار سدا قائم رہنے کی دعا کرتے ہوئے آگے شارق کی طرف آئی جو سب مل کر فارم میں آچکا تھا اور اپنی بہادری و عقلمندی کے قصے سنارہا تھا۔

'اور پھر میں نے اکیلے ہی سب کی فیملیز کا پتہ لگایا۔' اشارق نے فخریہ اندر میں کہا۔
 'تو باقی دونوں کیا کر رہے تھے اس وقت؟' اقراء نے حیرت سے پوچھا۔
 'وہ دونوں بیٹھے چڑی اڈی کھیل رہے تھے۔ سارا کام تو مجھ معصوم نے کیا ہے۔' اشارق
 نے ایسے انداز میں کہا کہ کمرے سب کے قہقوں سے گونج اٹھا۔
 قسمت بھی مسکراتی ہوئی ان سب پر آخری نظر ڈال کر اپنی راہ چل دی۔



NEW ERA MAGAZINE.com
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بلاخر منزل آہی گئی!

لیکن غمگین نہ ہوں! ہم پھر ملیں گے۔ انھی کرداروں کے نئے سفر اور نئی کہانی کے
 ساتھ!

تب تک کے لیے فی امان اللہ!



ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔
 ہمیں اپنی ویب نیو ایر میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی
 ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ
 کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے
 ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات
 کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایر میگزین